

معانی الاخبار

تالیف
شیخ صدوق - ابن بابویہ
ابی جعفر محمد بن علی بن حسین قمی

مترجم
دلاور حسین جمّتی

ناشر
الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر بی ۲ نار تھ کراچی



معانی الاخبار

تالیف

شیخ صدوق۔ ابن بابویہ
ابی جعفر محمد بن علی بن حسین قمی

مترجم

دلاور حسین جتتی

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نار تھ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	معانی الاخبار
مؤلف	شیخ صدوق علیہ الرحمہ
مترجم	دلاور حسین بختی
ترمیم و تصحیح	سید فیضیاب علی رضوی
پیشکش	سید اشفاق حسین نقوی
قیمت	۲۲۵ روپے

اشاعت اول
ایک ہزار
جنوری 2005 ذالحجہ ۱۴۲۵ھ

الکساء پبلیشرز

آر۔۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

۱۴۲۵
۱۳۸۵

مَشْرُوعِ اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



أمر الزمان

اللهم صل على محمد وآل محمد

انتساب

ان مومنین و مومنات کے نام
جو معصومین علیہم السلام کے ارشادات پر عمل پیرا
ہو کر اپنی دنیا اور آخرت سدھارنا چاہتے ہیں

شیخ صدوق

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، و صلى الله على محمد عبده و رسوله و على آله الطاهرين و سلم تسليماً (كثيراً).

فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	انا لله و انا اليه راجعون	۲۹
	عرض ناشر	۳۰
	گفتار مترجم	۳۸
(۱)	وہ باب کہ جس کی وجہ سے اس کتاب کا نام ”کتاب معنی الاخبار“ رکھا گیا	۴۱
(۲)	اسم کے معنی	۴۲
(۳)	بسم الله الرحمن الرحيم کے معنی	۴۲
(۴)	بسم الله کے معنی	۴۳
(۵)	”الله“ عز وجل کے معنی	۴۳
(۶)	واحد کے معنی	۴۴
(۷)	صدر کے معنی	۴۵
(۸)	اگر علیہم السلام کے قول: ”بیشک الله تبارک و تعالیٰ شے ہے“ کے معنی	۴۸
(۹)	سخان الله کے معنی	۴۹
(۱۰)	توحید اور عدل کے معنی	۵۰
(۱۱)	الله اکبر کے معنی	۵۰
(۱۲)	اولی و الاخر کے معنی	۵۱
(۱۳)	ان الفاظ کے معنی جو قرآن مجید اور روایات میں توحید کے سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں	۵۱
(۱۴)	الله تعالیٰ کی رضا اور تاراضگی کے معانی	۵۷
(۱۵)	الله تعالیٰ کی جانب سے ہدایت، گمراہی، توفیق اور بندوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کے معانی	۵۹
(۱۶)	لاحول ولاقوة الا باللہ کے معنی	۶۰
(۱۷)	قرآن کے سوروں میں شروع میں آنے والے ”حروف مقطعات“ کے معانی	۶۱

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۱۸)	”استواء علی العرش“ کے معنی	۶۸
(۱۹)	عرش و کرسی کے معنی	۶۸
(۲۰)	لوح و قلم کے معنی	۶۹
(۲۱)	ان میزائوں کا مطلب جس کے ذریعے بندوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا	۶۹
(۲۲)	صراط کے معنی	۶۹
(۲۳)	اذان اور اقامت کے حروف کے معنی	۷۵
(۲۴)	حروف تجنی کے معنی	۸۱
(۲۵)	تخف حروف کے معنی	۸۴
(۲۶)	انبیاء، رسولوں اور دوسروں کے ناموں کے معانی	۸۷
(۲۷)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [اور اہل بیت علیہم السلام] کے ناموں کے معانی	۹۰
(۲۸)	محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور احمد علیہم السلام کے اسماء کے معانی	۹۳
(۲۹)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: ”من کنت مولاه فعلی مولاه“	۱۰۵
	(میں جس کا مولا ہوں پس علی اس کے مولا ہیں) کے معنی	
(۳۰)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی علیہ السلام کے لئے قول:	۱۱۴
	”انت منی بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لانیبی بعدی“	
	(تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) کے معنی	
(۳۱)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و حسین علیہما السلام کے لئے فرمان کہ:	۱۱۹
	”تم میرے بعد مستضعفین ہو“ کے معنی	
(۳۲)	ان الفاظ کے معانی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں وارد ہوئے ہیں	۱۲۰
(۳۳)	ثقلین اور عترت کے معنی	۱۳۲
(۳۴)	آل، اہل، عترت اور امت کے معنی	۱۳۵
(۳۵)	امام مبین کے معنی	۱۳۷

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۳۶)	پیغمبرؐ کے فرمان کہ علیؑ عرب کے سردار ہیں کے معنی	۱۴۴
(۳۷)	”نور کی تزوین نور سے“ کے معنی	۱۴۵
(۳۸)	ظالم لنفسہ، مقتصد اور سابق کے معنی	۱۴۵
(۳۹)	”فاطمہؑ کی پاکدامنی و پاکیزگی کی وجہ سے اللہ نے آپؐ کی ذریت کو (جہنم کی) آگ پر حرام کر دیا ہے“ کے معنی	۱۴۷
(۴۰)	فاطمہؑ علیہا السلام کی شان میں روایت کیا گیا: آپؑ سیدۃ نساء العالمین ہیں۔ کا معنی	۱۴۹
(۴۱)	ان امانتوں کے معنی جن کو ان کے اہل تک پہنچانے کا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم کیا ہے۔	۱۴۹
(۴۲)	اس امانت کے معنی کہ جس کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے خوف زدہ ہو گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا	۱۵۰
(۴۳)	معطل کنویں اور مضبوط محل کے معنی	۱۵۳
(۴۴)	طوبی کے معنی	۱۵۳
(۴۵)	اللہ عزوجل نے چار کو چار میں چھپایا ہے	۱۵۳
(۴۶)	اس ”ستون“ کے معنی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُشبِ معراج میں دیکھا جس کی بنیاد سفید چاندی کی، جس کا درمیانی حصہ یا قوت و زبرد کا اور جس کا اوپر والا حصہ سرخ سونے کا ہے۔	۱۵۵
(۴۷)	نبوت کے معنی	۱۵۵
(۴۸)	شمس، قمر، زہرہ، فرقدین کے معنی	۱۵۶
(۴۹)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات (بھیجنے) کے معنی	۱۵۷
(۵۰)	وسیلہ کے معنی	۱۵۷
(۵۱)	”حرمت ثلاث“ کے معنی	۱۵۹
(۵۲)	دو والد کی نافرمانی کرنا، دو مولا سے فرار اختیار کرنا اور دو نیک بانوں کو کھو دینا کے معانی	۱۶۰

صفحہ نمبر

عنوان

باب نمبر

- (۵۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: میں جو امرد ہوں، جو امرد کا بیٹا ہوں اور جو امرد کا بھائی ہوں۔ کے معنی ۱۶۱
- (۵۴) ہزرگواری اور مروت کے معنی ۱۶۱
- (۵۵) ابوتراب کے معنی ۱۶۲
- (۵۶) امیر المؤمنین علیہ السلام کے فرمان: ۱۶۲
- میں زید بن عبد مناف بن عامر بن عمرو بن المغیرہ بن زید بن کلاب ہوں۔ کے معنی
- (۵۷) آل یاسین کے معنی ۱۶۳
- (۵۸) اس حدیث کے معنی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی کہ: ۱۶۵
- ”تم ایام سے دشمنی مت کرو ورنہ وہ تم سے دشمنی کریں گے“
- (۵۹) اس درخت کے معنی جس سے آدم اور حواء نے کھایا تھا ۱۶۶
- (۶۰) ان کلمات کے معنی جو آدم نے اپنے رب سے دیکھے جن پر انہوں نے توبہ کی ۱۶۷
- (۶۱) ”کلمات اتقویٰ“ کے معنی ۱۶۸
- (۶۲) ان کلمات کے معنی جن کے ذریعے ابراہیم کا ان کے رب نے امتحان لیا تو انہوں نے پورا کر دیا ۱۶۸
- (۶۳) ”الکلمۃ الباقیۃ فی عقب ابراہیم“ کے معنی ۱۷۵
- (۶۴) عصمتِ امام کے معنی ۱۷۵
- (۶۵) نبی جس صلب کے توسط سے نازل ہوئے، جس بطن نے آپ کو اٹھایا اور ۱۸۰
- جس دامن نے آپ کی کفایت کی اس پر (جنم کی) آگ حرام ہے۔ کے معنی
- (۶۶) ان کلمات کے معنی کہ جس میں اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کے لئے تمام خیر کو جمع کر دیا ہے ۱۸۱
- (۶۷) ”ایسا کفر جو شرک کی حد تک نہیں پہنچتا“ کے معنی ۱۸۱
- (۶۸) ہ جس کے معنی ۱۸۲
- (۶۹) ابلیس کے معنی ۱۸۲
- (۷۰) ابلیس کا سرمہ، ابلیس کا معجون اور ابلیس کی خوشبو کے معنی ۱۸۲
- (۷۱) رجم کے معنی ۱۸۳

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۷۲)	کنز الہدیث کے معنی	۱۸۳
(۷۳)	حفاظت کرنے والی چیزوں کے معنی	۱۸۳
(۷۴)	سید الاستغفار کے معنی	۱۸۴
(۷۵)	امام صادق علیہ السلام کے قول: تم ”مٹائیں“ ہونے سے بچو“ کے معنی	۱۸۵
(۷۶)	مکافہ اور شکر کے معنی	۱۸۵
(۷۷)	اس علم کے معنی جس سے جاہل رہنے سے کوئی نقصان نہیں اور جس کو جاننے کا کوئی نفع نہیں ہے	۱۸۵
(۷۸)	منافق کے معنی	۱۸۶
(۷۹)	مرض میں شکوے کے معنی	۱۸۶
(۸۰)	رجح منسیہ اور رجح منسیہ کا معنی	۱۸۷
(۸۱)	امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول: لوگ دو قسم کے ہیں:	۱۸۷
	ایک راحت پہنچانے والے اور دوسرے راحت پانے والے۔ کے معنی	
(۸۲)	بسر اور اٹھنے کے معنی	۱۸۷
(۸۳)	نبطی کے اعرابی بننے اور اعرابی کے نبطی بننے کے معنی	۱۸۸
(۸۴)	اس روایت کے معنی جس میں کہا گیا کہ عورت کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی	۱۸۹
	نہ تو نیک عورت کی اور نہ ہی بد عورت کی	
(۸۵)	الدعزہ جل سے مشورے کے معنی	۱۸۹
(۸۶)	خرج کے معنی	۱۸۹
(۸۷)	ناموں میں سب سے سچا اور اچھا نام۔ کے معنی	۱۹۰
(۸۸)	غیب اور شہادت کے معنی	۱۹۱
(۸۹)	”خاتۃ الامین“ کے معنی	۱۹۱
(۹۰)	قطار کے معنی	۱۹۱
(۹۱)	”بحیرہ، سائبہ، وصیہ اور حام“ کے معنی	۱۹۲

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۹۲)	عتل اور زخم کے معنی	۱۹۳
(۹۳)	شراب الہم کا معنی	۱۹۳
(۹۴)	دو چھوٹی چیزیں، دو بڑی چیزیں اور دو کیفیتوں کے معنی	۱۹۴
(۹۵)	نعمت کا احترام - کے معنی	۱۹۴
(۹۶)	سیاء کے معنی	۱۹۵
(۹۷)	قلیل کے معنی	۱۹۵
(۹۸)	قلیل کے دوسرے معنی	۱۹۶
(۹۹)	اس روایت کے معنی کہ جس میں بیان کیا گیا کہ بد بختی تین چیزوں میں ہے: عورت، سواہی اور گھر	۱۹۶
(۱۰۰)	قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو مرد (مرے وقت) دودھینار چھوڑے تو یہ دونوں اس کی نگاہ کے درمیان داغ ہوں گے کے معنی	۱۹۷
(۱۰۱)	زکاة ظاہرہ اور زکاة باطنہ کے معنی	۱۹۷
(۱۰۲)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتے وقت دودھینار چھوڑ جانے والے شخص کے لئے فرمان کہ ”کثیر چھوڑ کر گیا“ کے معنی	۱۹۸
(۱۰۳)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکاة میں نو قسموں کے علاوہ میں معافی دی ہے کا معنی	۱۹۸
(۱۰۴)	جماعت، فرقہ، سنت اور بدعت کے معنی	۱۹۹
(۱۰۵)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک شخص کے لئے کہنا کہ: تو اور تیرا مال میرے باپ کے لئے ہے - کے معنی	۲۰۰
(۱۰۶)	مقلین کے معنی	۲۰۰
(۱۰۷)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: عورتوں کے لئے سراقۃ الطریق نہیں ہے کے معنی	۲۰۱
(۱۰۸)	یوم التراق، یوم التناد، یوم التخابن اور یوم الحسرة کے معنی	۲۰۱
(۱۰۹)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: میرے اصحاب کی مثال تم میں ستاروں کی مانند ہے - کے معنی	۲۰۱

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۱۱۰)	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول میری امت کا اختداف رحمت ہے۔ کے معنی	۲۰۲
(۱۱۱)	کذب مفترع کا معنی	۲۰۳
(۱۱۲)	اللہ عز وجل کے قول: میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ کے معنی	۲۰۳
(۱۱۳)	معاذن، اشراف، اہل بیوتات اور مولد طیب کے معنی	۲۰۳
(۱۱۴)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول:	۲۰۴
	بنی اسرائیل کے متعقی بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کے معنی	
(۱۱۵)	”فقیر نماز کا اعادہ نہیں کرتا“ کی روایت کے معنی	۲۰۵
(۱۱۶)	سُئِيْطٌ، سُغِيْدٌ، اُنْثٰى اور ذکر کا معنی	۲۰۵
(۱۱۷)	جہاد اکبر کے معنی	۲۰۵
(۱۱۸)	اول النعم اور ہادی النعم کے معنی	۲۰۶
(۱۱۹)	”مردوں میں سے اولیاء ربہ“ کے معنی	۲۰۷
(۱۲۰)	اربعاء اور نطف کے معنی	۲۰۷
(۱۲۱)	اس خب کے معنی کہ جس سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی عبادت محبوب نہیں ہے	۲۰۸
(۱۲۲)	مرد کا اپنے آپ کو سدا م کرنے کے معنی	۲۰۸
(۱۲۳)	استیئاس کے معنی	۲۰۸
(۱۲۴)	امیر المؤمنین عدیہ السلام کا قول: ”کرامت کو نہ پسند نہیں کرتا مگر گدھا“ کے معنی	۲۰۹
(۱۲۵)	طیئہ خباں کے معنی	۲۰۹
(۱۲۶)	عقدین کے معنی	۲۱۰
(۱۲۷)	ذعبہ کے معنی	۲۱۰
(۱۲۸)	ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ کے قول: تین چیزوں سے لوگ بغض رکھتے ہیں مگر میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ کے معنی	۲۱۰
(۱۲۹)	امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول جھوٹ روزے کو توڑ دیتا ہے۔ کے معنی	۲۱۱

صفحہ نمبر

عنوان

باب نمبر

- (۱۳۰) پڑوسی اور پڑوس کی حد کے معنی ۲۱۱
- (۱۳۱) ”جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ایسے مقام میں ہے کہ اس پر کوئی عیب نہیں لگائے گا پس وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خالص ہے۔“ اس روایت کے معنی ۲۱۱
- (۱۳۲) اکراہ اور اجہار کے معنی ۲۱۲
- (۱۳۳) نومہ کے معنی ۲۱۲
- (۱۳۴) سبیل اللہ کے معنی ۲۱۳
- (۱۳۵) ”صلعاء“ میں جتل ہونے کے معنی ۲۱۳
- (۱۳۶) صیغہ اور قریعہ کے معنی ۲۱۳
- (۱۳۷) مردوں کے پیچھے سوار ہونے کے معنی ۲۱۵
- (۱۳۸) وسمہ اور بارہ کا معنی ۲۱۵
- (۱۳۹) حج کے معنی ۲۱۵
- (۱۴۰) امام صادق علیہ السلام کا اللہ عز وجل کے قول: اِنَّهٗ شَاءَ کے سلسلے میں قول: اس نے ارادہ کیا مگر پسند نہیں کیا اور راضی نہیں ہوا۔ کے معنی ۲۱۶
- (۱۴۱) اغلب اور مغلوب کے معنی ۲۱۶
- (۱۴۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس اعرابی کے معاملہ میں قول کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اے علی! اٹھو اور اس کی زبان قطع کرو۔ کے معنی ۲۱۶
- (۱۴۳) اپنے اہل اور مال کے صورتور کے معنی ۲۱۷
- (۱۴۴) مُخَذَّث کے معنی ۲۱۷
- (۱۴۵) سوء کے معنی ۲۱۸
- (۱۴۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: ”جو شخص اس (سانپ) کو چھوڑ دے جب کہ خوف ہو کہ اس کے بعد کسی اور کو وہ ضرر پہنچائے گا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ کے معنی ۲۱۸
- (۱۴۷) سائہ، حائہ، عائہ اور لائہ کے معنی ۲۱۹

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۱۴۸)	رم کے معنی	۲۱۹
(۱۴۹)	توبہ تصوح کے معنی	۲۱۹
(۱۵۰)	حسنۃ الدین اور حسنۃ الآخرہ کے معنی	۲۲۰
(۱۵۱)	دنیا کا قرضہ اور آخرت کا قرضہ کے معنی	۲۲۰
(۱۵۲)	تشہد میں نمازی کا کہنا: "اللہ کے لئے وہ چیز ہے جو پاکیزہ اور طاہر ہے اور جو خبیث ہے وہ اس کے غیر کے لئے ہے" کے معنی	۲۲۱
(۱۵۳)	نماز میں سلام پڑھنے کے معنی	۲۲۱
(۱۵۴)	دار السلام (سلامتی کا گھر) کے معنی	۲۲۲
(۱۵۵)	ان سات کلمات کے معنی کہ جس کو حاصل کرنے کے لئے ایک شخص دوسرے کے پیچھے سات سو فرسخ تک گیا	۲۲۳
(۱۵۶)	اشراف الامہ کے معنی	۲۲۳
(۱۵۷)	قول نبی: نہ ہی آسمان کسی پر سایہ لگن ہوا اور نہ ہی زمین پر کسی نے قدم رکھا ہے جو ابو ذر سے زیادہ سچا ہو۔ کے معنی	۲۲۴
(۱۵۸)	امام صادق علیہ السلام کا قول: جس نے ریاست طلب کی وہ ہلاک ہوا۔ کے معنی	۲۲۵
(۱۵۹)	امام صادق علیہ السلام کا قول: جس نے اس لئے علم حاصل کیا کہ وہ نادانوں سے جھگڑا کرے یا علماء کے مقابلے میں اپنے آپ پر فخر کرے یا پھر اس لئے کہ لوگ اس کی جانب رجوع کریں تو وہ بہیمی ہے۔ کے معنی	۲۲۶
(۱۶۰)	علم کو ذریعہ معاش بنانے کے معنی	۲۲۶
(۱۶۱)	”جو تصویر بنائے گیا کتے کی ذمہ داری اٹھائے گا“ والی روایت کے معنی	۲۲۷
(۱۶۲)	وہ یقیناً اسلام سے خارج ہو جائے گا۔“ والی روایت کے معنی	۲۲۷
(۱۶۳)	ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے منقول:	۲۲۷
	”جب تم معرفت حاصل کر لو تو جو چاہو عمل کرو۔“ کے معنی	

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۲۲۸	جزاک اللہ خیرا۔ کے معنی	(۱۶۳)
۲۲۸	قول امیر المؤمنین علیہ السلام کے معنی کہ جب آپ سے کسی نے کہا تھا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے لئے جہنم فقیر تیار کرو!	(۱۶۴)
۲۲۹	ارشاد ام صدق علیہ السلام: کوئی شخص، اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر لوٹ آئے جبکہ اس نے اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا تھا تب (بھی) اُس کا نامہ اعمال نیکوں سے بھر جاتا ہے۔ کے معنی	(۱۶۵)
۲۲۹	موجہتین کے معنی	(۱۶۶)
۲۲۹	اس روایت کے معنی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مرد کی سعادت مندی اس کی ڈاڑھی کے کم ہونے میں ہے	(۱۶۷)
۲۳۰	سنت خدا عزوجل اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت ولی علیہ السلام کے معنی	(۱۶۸)
۲۳۰	غیبت اور بہتان کے معنی	(۱۶۹)
۲۳۱	دورخ اور دوز بانوں والا (دوغلہ) ہونے کے معنی	(۱۷۰)
۲۳۱	لبست اسدم کے معنی	(۱۷۱)
۲۳۲	اسلام اور ایمان کے معنی	(۱۷۲)
۲۳۳	صبغۃ اللہ کے معنی	(۱۷۳)
۲۳۳	ضیق عظیم کے معنی	(۱۷۴)
۲۳۳	عمر علیہم السلام کے اس ارشاد کے معنی کہ ہر ری حدیثیں دشوار اور مشکل ہے	(۱۷۵)
۲۳۳	شہر محصون کے معنی	(۱۷۶)
۲۳۵	ام محمد باقر کے قول کے معنی کہ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے نزدیک موت زندگی سے زیادہ، تنگدستی ثروت سے زیادہ اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب نہ ہو۔	(۱۷۷)
۲۳۵	قرآن اور فرقان کے معنی	(۱۷۸)

۲۳۶

(۷۹) اس روایت کے معنی جو امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا تھا

کوئی شخص قرآن کے بعض حصہ کو اس کے دیگر بعض حصہ سے مخلوط نہیں کرتا مگر یہ کہ اس نے کفر کیا

۲۳۶

(۱۸۰) احوال المرتحل کے معنی

۲۳۷

(۱۸۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے معنی کہ کیا تم میں سے کوئی

اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ہر رات ایک تہائی قرآن پڑھے

۲۳۷

(۱۸۲) مکارم الاخلاق کے معنی

۲۳۸

(۱۸۳) کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کے معنی

غیاث
المرکز

جلد دوم

۲۴۱

(۱۸۴) غایات کے معنی

۲۴۶

(۱۸۵) اس خزانہ کے معنی جو دو یتیم لڑکوں کی دیوار کے نیچے تھا (جس کا تذکرہ سورہ کہف میں ہے)

۲۴۶

(۱۸۶) مستضعفین کے معنی

۲۴۹

(۱۸۷) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ

ان میں اکثریت سادہ لوح افراد کی ہے۔“ کے معنی

۲۴۹

(۱۸۸) ناکثین، قاسطین اور مارقین کے معنی

۲۵۰

(۱۸۹) قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

”جو شخص مجھے آزار کے خروج کی بشارت دے گا اس کے لئے جنت ہے۔“ کے معنی

۲۵۱

(۱۹۰) صلی علیہ السلام کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ”اے علی! تمہارے لئے جنت میں خزانہ ہے

اور تم جنت کے ذوالقرنین (دونوں طرف کے مالک) ہو۔“ کے معنی

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۱۹۱)	عربہ کے معنی	۲۵۳
(۱۹۲)	لثیم اور کریم کے معنی	۲۵۳
(۱۹۳)	قنخ اور معتر کے معنی	۲۵۴
(۱۹۴)	ابراہیم علیہ السلام کے قول: بلکہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تمام سے دریافت کر کے دیکھو اور یہ یوں نہیں۔	۲۵۵
	کے معنی ابراہیم علیہ السلام کے قول: میں پیار ہوں۔ کے معنی	
	س قول کے معنی جو یوسف علیہ السلام نے منادی کو "اے قافلہ والو تم چور ہو" ندا دینے کے لئے کہا	
(۱۹۵)	اس ملک کبیر کے معنی کہ جس کا تذکرہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کیا ہے	۲۵۶
(۱۹۶)	ازرم کے معنی	۲۵۷
(۱۹۷)	غول (غیبت میں خیانت) اور حمت (مال حرام) کے معنی	۲۵۷
(۱۹۸)	قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا	۲۵۸
	اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا۔ کے معنی	
(۱۹۹)	مبارک کے معنی	۲۵۸
(۲۰۰)	ترتر حمران اور مطر کے معنی	۲۵۸
(۲۰۱)	باغی اور عادی کے معنی	۲۶۰
(۲۰۲)	وئیہ ورنش کے معنی	۲۶۰
(۲۰۳)	امام جعفر صادق کے قول: رضاعت سے حرام کا حکم نہیں آتا	۲۶۰
	سوائے اس کے کہ جو مجبور ہو۔ کے معنی	
(۲۰۴)	غنم، اراقن، کے معنی	۲۶۱
(۲۰۵)	اللہ عزوجل کی اپنی مخلوق پر توبہ	۲۶۱
(۲۰۶)	الورقہ، الحبہ اور ظلمات الارض اور الرطب اور الیابس کے معنی	۲۶۱
(۲۰۷)	مال کے اس "حصہ" کے معنی کہ جس کی کوئی مرد وصیت کرتا ہے	۲۶۲
(۲۰۸)	آدمی مال میں سے "شئی" کی وصیت کرے تب "شئی" کے معنی	۲۶۳

۲۶۳	مال میں سے ”جزء“ کے معنی کہ جس کی کسی آدمی نے وصیت کی ہو	(۲۰۹)
۲۶۴	مال میں سے کثیر کے معنی	(۲۱۰)
۲۶۵	غلاموں میں قدیم کے معنی	(۲۱۱)
۲۶۵	جہیز کے معنی	(۲۱۲)
۲۶۶	صدود کے معنی	(۲۱۳)
۲۶۷	تعمیر کے معنی	(۲۱۴)
۲۶۷	اقتاب کے معنی	(۲۱۵)
۲۶۷	مشارق و مغارب کے معنی	(۲۱۶)
۲۶۸	عضباء و الجذعاء کے معنی	(۲۱۷)
۲۶۸	شرق، خرق، مقابلہ، دایرہ کے معنی	(۲۱۸)
۲۶۹	فرارالی اللہ عز و جل کے معنی	(۲۱۹)
۲۶۹	محصور اور مصدود کے معنی	(۲۲۰)
۲۷۰	”جو شخص بار برداری کے جانور پر سوار ہو اور پھر اس سے گر جائے اور مر جائے تو وہ (جہنم کی) آگ میں جائے گا۔“ کے معنی	(۲۲۱)
۲۷۰	البح اور النج کے معنی	(۲۲۲)
۲۷۱	دباء اور عرفت اور حلتہم اور نقیر کے معنی	(۲۲۳)
۲۷۱	ضحک کے معنی	(۲۲۴)
۲۷۲	نافدے کے معنی	(۲۲۵)
۲۷۲	قط کے معنی	(۲۲۶)
۲۷۲	کواشف، دواعی، بغایا اور ذوات الازواج کے معنی	(۲۲۷)
۲۷۳	الفقیہ حقاً کے معنی	(۲۲۸)
۲۷۳	بوغ الاشد والاسواء کے معنی	(۲۲۹)

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۲۳۰)	خریف کے معنی	۲۷۴
(۲۳۱)	فلق کے معنی	۲۷۴
(۲۳۲)	”شرالما سداذا حسد“ کے معنی	۲۷۵
(۲۳۳)	امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول ”موسم سرما مومن کی بہار ہے“ کے معنی	۲۷۵
(۲۳۴)	قرآن کی بہار کے معنی	۲۷۵
(۲۳۵)	”الافق المبین“ کے معنی	۲۷۶
(۲۳۶)	لوگوں میں سے افق کے معنی	۲۷۶
(۲۳۷)	اسودین کے معنی	۲۷۶
(۲۳۸)	تمام النعمہ کے معنی	۲۷۷
(۲۳۹)	”لوگوں کی مطلوب چیزوں“ کے معنی	۲۷۷
(۲۴۰)	قول ناقوس کے معنی	۲۷۸
(۲۴۱)	انبیاء عیسم سلام کے قول، جب انہیں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تمہیں قوم کی طرف سے تبلیغ کا کیا جواب ملا تو وہ کہیں گے: ہم کوئی علم نہیں رکھتے۔ کے معنی	۲۷۹
(۲۴۲)	”مرد مسلم کے لئے تین دوست ہوتے ہیں“ کے معنی	۲۷۹
(۲۴۳)	اس قرین کے معنی کہ جسے انسان کے ساتھ دفن کیا جائے گا جو کہ زندہ رہے گا جبکہ انسان مر چکا ہوگا	۲۸۰
(۲۴۴)	عورتوں کی عقلیں اور مردوں کے جمال کے معنی	۲۸۱
(۲۴۵)	سمن - رضی اللہ عنہ - کے قول کے معنی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جس نے عمر بھر روزے رکھے؟ تم میں کون ہے کہ جو رات بھر (عبادت کیلئے) جاگتا ہو؟ تم میں کون ہے کہ جو روزانہ قرآن ختم کرتا ہو؟“ تو ان تمام کے جواب میں مسلمان نے کہا کہ ”میں“	۲۸۲
(۲۴۶)	زمین کے حصوں میں سے ”منتقمہ“ کے معنی	۲۸۳
(۲۴۷)	قول صالح اور عمل صالح کے معنی	۲۸۳

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۲۸۴	اس روایت کے معنی کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ عز وجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے	(۲۴۸)
۲۸۵	اس روایت کے معنی جس میں کہا گیا ہے کہ "یشک نماز زمین میں اللہ کی ڈھال ہے"	(۲۴۹)
۲۸۵	حائق، حاقب اور حاذق کے معنی	(۲۵۰)
۲۸۵	مجنون کے معنی	(۲۵۱)
۲۸۶	حمیۃ (پرہیز) کے معنی	(۲۵۲)
۲۸۶	دبھا کے معنی	(۲۵۳)
۲۸۷	خائف کے معنی	(۲۵۴)
۲۸۷	کشف کی معنی	(۲۵۵)
۲۸۷	مسلم، مؤمن، مہاجر، عربی اور موٹی کے معنی	(۲۵۶)
۲۸۸	عقل کے معنی	(۲۵۷)
۲۸۸	اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ کے معنی	(۲۵۸)
۲۸۹	عبادت کے معنی	(۲۵۹)
۲۸۹	سائبہ کے معنی	(۲۶۰)
۲۸۹	کبر کے معنی	(۲۶۱)
۲۹۱	اس ترکیب کے معنی کہ جس سے اللہ نے منع فرمایا	(۲۶۲)
۲۹۲	اس عُجب (خود پسندی) کے معنی کہ جو عُجل کو فاسد کر دیتا ہے	(۲۶۳)
۲۹۲	حد کے معنی	(۲۶۴)
۲۹۳	فقر کے معنی	(۲۶۵)
۲۹۳	بغل اور شخ کے معنی	(۲۶۶)
۲۹۵	برے حساب کے معنی	(۲۶۷)

صفحہ نمبر

عنوان

باب نمبر

۲۹۵

(۲۶۸) نذاتی کے معنی

۲۹۵

(۲۶۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ”حجرت کتنی اچھی مادت ہے“ کے معنی

۲۹۶

(۲۷۰) حجرت نافعہ، مغیشہ اور منقذہ کے معنی

۲۹۶

(۲۷۱) نفعہ میں اسد اٹ کے معنی

۲۹۷

(۲۷۲) علی بن حسین علیہما السلام کے اس قول کے معنی کہ

”ویل ہے ان کیسے جس کی اکائیاں اس کی دشمنیوں پر غالب آجائیں۔

۲۹۷

(۲۷۳) صاع اور مد کے معنی، پانی کے صاع اور اس کے مد میں فرق، کھانے کے صاع اور مد میں فرق

۲۹۸

(۲۷۴) نامضہ، منقضہ، واشرہ، مستوشرہ، واسلہ، مستوسلہ، واشئہ، اور مستوشئہ کے معنی

۲۹۹

(۲۷۵) واصد اور مستوصلہ کے دوسرے معنی

۲۹۹

(۲۷۶) کلام کو پاکیزہ بنانا، کھانا کھانا، سلام پھیلانا،

ہمیشہ روزہ رکھنا، رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ کے معنی

۳۰۰

(۲۷۷) زہد کے معنی

۳۰۱

(۲۷۸) لوگوں میں سے صاحب ورع کے معنی

۳۰۱

(۲۷۹) حسن خلق کے معنی اور اس کی تعریف

۳۰۲

(۲۸۰) اخلاق اور خلق کے معنی

۳۰۲

(۲۸۱) مرض سے شکایت کے معنی

۳۰۲

(۲۸۲) ”عالم صلیہ“ اسامہ کا قول جو شخص جہ میں داخل ہو تو چاہیے کہ اس پر اس کا اثر نمودار ہو۔ کے معنی

۳۰۳

(۲۸۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”طاعون سے فرار اختیار کرنا دشمن کی طرف بڑھنے والے

شکر جراثیم سے فرار اختیار کرنے کی مانند ہے۔ کے معنی

۳۰۳

(۲۸۴) اعم علیہ سلام کے اس قول کے معنی کہ مومن کی پوشیدہ چیز مومن پر حرام ہے

۳۰۴

(۲۸۵) سقاء اور اس کی حد کے معنی

۳۰۵

(۲۸۶) کادہ کے معنی

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۲۸۷)	جواد کے معنی	۳۰۵
(۲۸۸)	مروت کے معنی	۳۰۶
(۲۸۹)	سبیۃ الحدیث اور تحریف کے معنی	۳۰۷
(۲۹۰)	ظاہر قرآن اور باطن قرآن کے معنی	۳۰۸
(۲۹۱)	ایب فقر کہ جو سرخ موت ہے۔ کے معنی	۳۰۸
(۲۹۲)	اس حدیث کے معنی جو روایت کی گئی ہے کہ	۳۰۹
	جب زکاۃ نہیں دی جائے گی تب فقیر اور غنی کا حال خراب ہو جائے گا	
(۲۹۳)	اس کے معنی جو روایت کی گئی ہے کہ جو اللہ عزوجل سے کم رزق پر راضی ہو جائے	۳۰۹
	تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے کم عمل پر راضی ہو جائے گا	
(۲۹۴)	اللہ عزوجل پر توکل، صبر، قناعت، رضا، زہد، اخلاص اور یقین کے معنی	۳۰۹
(۲۹۵)	اس کے معنی جو روایت میں ہے کہ صدقہ حلال نہیں ہے غنی کے سے،	۳۱۱
	اور نہ ہی درمیانی رہتے والے کے لئے اور نہ پیشہ ور کے لئے اور نہ طاقت ور کے لئے	
(۲۹۶)	نبی کے قول کے معنی کہ ہر حساب دینے والے پر عذاب ہوگا	۳۱۱
(۲۹۷)	اس مثنیٰ کے معنی جس کے کھانے کو (اللہ) نے حرام کیا ہے	۳۱۱
(۲۹۸)	اس روایت کے معنی کہ: ایک ہی دفعہ میں تین طلاق والی سے بچو کیونکہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں	۳۱۲
(۲۹۹)	رشتہ داری کے بوجھ بن جانے کے معنی	۳۱۲
(۳۰۰)	اس قائل کے معنی جو مرے گا نہیں	۳۱۳
(۳۰۱)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے معنی کہ	۳۱۳
	خدا لعنت کرتا ہے جو حدیث پیدا کرے یا محدث کو پناہ دے	
(۳۰۲)	ہجرت کے بعد اعرابی بن جانے کے معنی	۳۱۴
(۳۰۳)	غفلت کی گھڑی کے معنی	۳۱۴

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۳۰۴)	إِنَّهُ کے معنی	۳۱۴
(۳۰۵)	اس خبر کے معنی جو آدم جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ پر سکون رہو جب تک آسمان اور زمین پر سکون ہیں	۳۱۵
(۳۰۶)	امیر المؤمنین کے قول:	۳۱۵
	تمہارے دل میں لوگوں کی محتاجی اور ان سے بے نیازی جمع ہونا چاہیے۔ کے معنی	
(۳۰۷)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی روایت کے معنی کہ آپؐ نے فرمایا۔ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے	۳۱۶
(۳۰۸)	امیر المؤمنین کے قول ”کرامت سے کوئی انکار نہیں کرتا مگر گدھا“ کے معنی	۳۱۶
(۳۰۹)	آدم علیہ السلام کے لئے جبرائیل علیہ السلام کے قول۔ سَحِيتَاکَ اللّٰہُ وَبِیْنَاکَ - کے معنی	۳۱۷
(۳۱۰)	ان گناہوں کے معنی جو نعمتوں کو تبدیل کرتے ہیں، جو ندامت کا سبب بنتے ہیں، جو عذاب نازل کراتے ہیں، جو (خدا کے) عطیہ کو روکتے رہتے ہیں، جو ناموس کو ہٹ لگاتے ہیں اور جو بلا نازل کراتے ہیں، اور جو دشمن کو غلبہ دلاتے ہیں، اور جو فناء کو جلدی لاتے ہیں اور جو امید کو منقطع کر دیتے ہیں اور جو فضا کو تاریک بنا دیتے ہیں، اور جو پردوں کو کھول دیتے ہیں، اور جو دعاؤں کو رد کراتے ہیں اور جو آسمان سے بارش کو روک دیتے ہیں	۳۱۸
(۳۱۱)	غُرس، خُرس، عذار، وکار اور کاز کے معنی	۳۱۹
(۳۱۲)	کَلالہ کے معنی	۳۲۰
(۳۱۳)	تَمیل کے معنی	۳۲۰
(۳۱۴)	آدم جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کہ اسلام میں جلب، حب اور شغار نہیں ہے۔ کے معنی	۳۲۱
(۳۱۵)	نکاح میں اولاد بدلی کی ممانعت۔ کے معنی	۳۲۲
(۳۱۶)	اقبال العباہلہ، سبیحہ، ہیثمہ، سیوب، غلاط، وراط، شقاق، شغار اور اجباء کے معنی	۳۲۳

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۳۲۵	میں قند، مزایہ، عرایا، بخارہ، مختصرہ، مٹاؤ، ملامہ، بیع الحصاصۃ اور اس کے علاوہ دوسری منع شدہ چیزوں کے معنی	(۳۱۷)
۳۳۲	سکینہ کے معنی	(۳۱۸)
۳۳۳	حضرت ابوطالب کا حمل کے حساب سے اسلام قبول کرنے اور تریسٹھ (۶۳) تک ہاتھوں سے حساب لگانے کے معنی	(۳۱۹)
۳۳۳	”الذہابی الدنیا“ کے معنی	(۳۲۰)
۳۳۴	موت کے معنی	(۳۲۱)
۳۳۸	خسبیطی کے معنی	(۳۲۲)
۳۳۸	نبی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے معنی کہ مونچھوں کو مونڈو، داڑھی بڑھاؤ اور مجوسیوں کے مشابہ نہ بنو	(۳۲۳)
۳۳۹	سکۃ الماہور اور مھرۃ المامورہ کے معنی	(۳۲۴)
۳۴۰	جج کے معلوم مہینوں کے معنی	(۳۲۵)
۳۴۱	رفٹ، فسوق اور جدال کے معنی	(۳۲۶)
۳۴۱	اللہ عزوجل نے جج میں لوگوں پر جو شرط رکھی ہے اور جو ان کے حق میں شرط رکھی گئی ہے اس کے معنی	(۳۲۷)
۳۴۲	جج اکبر اور جج اصغر کے معنی	(۳۲۸)
۳۴۳	یام معومات وراثۃ معدودات کے معنی	(۳۲۹)
۳۴۴	مکام اور تصدیق کے معنی	(۳۳۰)
۳۴۴	اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اذان کے معنی	(۳۳۱)
۳۴۵	شاہد اور مشہود کے معنی، وہ دن کہ جس دن تمام لوگ جمع کئے جائیں گے۔ کے معنی	(۳۳۲)
۳۴۶	مکام عمرہ اور مکام عمرہ کے معنی	(۳۳۳)

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۳۴۷	بجاس کے معنی	(۳۳۴)
۳۴۷	اتقاء کے معنی	(۳۳۵)
۳۴۸	مُطِیْطَاء کے معنی	(۳۳۶)
۳۴۸	لباس قسی کے معنی	(۳۳۷)
۳۴۸	ثجنہ کے معنی	(۳۳۸)
۳۵۰	جبار کے معنی	(۳۳۹)
۳۵۱	اسجاح کے معنی	(۳۴۰)
۳۵۱	حوأب اور جمل الادب کے معنی	(۳۴۱)
۳۵۲	روزہ خور روزے دار کے معنی	(۳۴۲)
۳۵۲	قیص، رداء، تاج، شوار، ازار، بند، جوتے اور عصا کے معنی کہ جن کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی جب آپ کا صلب عبدالمطلب سے پروردگار نے اخراج کیا امیرالمؤمنین کا عثمان سے فرمانا کہ اگر میں کہوں گا تو نہیں کہوں گا سوائے وہ بات جو تم کو ناپسند ہے اور تمہارے حق میں میرے پاس نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو تمہیں محبوب ہے	(۳۴۳)
۳۵۵	ان الفاظ کے معنی جن کو امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے نخیلہ میں دئے ہوئے خطبہ میں بیان کیا ہے کہ جو شہر انبار کے عامل حسان بن حسان کے قتل کی خبر پہنچنے پر ارشاد فرمایا	(۳۴۴)
۳۵۹	رسووں کے قول کے معنی کہ جب انہیں قیامت کے دن کہا جائے گا:	(۳۴۵)
۳۵۹	”تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ عرض کریں گے: ہمیں کوئی علم نہیں“	(۳۴۶)
۳۵۹	عقل کے نفس، اس کی روح، اس کا سر، اسکی آنکھیں، اس کی زبان، اس کا منہ، اس کا دل اور وہ چیز جس سے وہ قوی ہوتی ہے۔ کے معنی	(۳۴۷)
۳۶۰	ان (الفاظ) کے معنی جو ”ذہب“ اور ”فضہ“ کی لعنت میں آئے ہیں	(۳۴۸)
۳۶۱	درجات، کفارات، ہلاک کرنے اور بچانے والوں کے معنی	(۳۴۹)

- (۳۵۰) رمضان کے معنی ۳۶۲
- (۳۵۱) لیلة القدر کے معنی ۳۶۲
- (۳۵۲) خضراء الدن کے معنی ۳۶۳
- (۳۵۳) جامع مجمع، ربیع نریج، کربت مجمع اور غل قبل کے معنی ۳۶۴
- (۳۵۴) غنیمت، غرام، وودود، ولود، عقیقہ، صحابہ، ولاجہ اور ہمازہ کے معنی ۳۶۴
- (۳۵۵) شہرۃ لہمرۃ، شہرۃ بھمرۃ، حیدرۃ اور لغوت کے معنی ۳۶۵
- (۳۵۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول معنی کہ جو آپؐ نے جب کسی کو ماہ رمضان میں حجامت کراتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”حجامت کرنے والا اور حجامت کروانے والا دونوں نے افطار کر لیا۔“ ۳۶۶
- (۳۵۷) قواعد، بواسق، جون، خفو، و میض اور رجا کے معنی ۳۶۶
- (۳۵۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: [لکھو] رخت کے باغوں کی طرف۔ کے معنی ۳۶۸
- (۳۵۹) اونٹ کے سلسلے میں جو آیا ہے کہ یہ ”اعنان الشیاطین“ ہیں اور اس کی اچھائی نہیں آتی مگر نحوست کے ساتھ۔ کے معنی ۳۶۸
- (۳۶۰) مؤمن کو خوشخبری دینے میں جلد بازی کے معنی ۳۶۹
- (۳۶۱) عرفاء اہل رخت کے معنی ۳۷۰
- (۳۶۲) نجات پانے والے ایک فرقہ کے معنی ۳۷۰
- (۳۶۳) امام صادق علیہ السلام کا قول: جسے چار عطا کئے گئے اس کے لئے چار حرام نہیں ہیں۔ کے معنی ۳۷۰
- (۳۶۴) اس چیز کے معنی کہ جس کی جز زمین میں اور شاخ آسمان میں ہے ۳۷۱
- (۳۶۵) آخرت کی زینت کے معنی ۳۷۱
- (۳۶۶) دنیا سے حصہ۔ کے معنی ۳۷۲
- (۳۶۷) لکھ کے معنی ۳۷۲

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۳۶۸)	انواء کے معنی	۳۷۳
(۳۶۹)	وہ اونٹ جو رکات میں لئے جاتے ہیں ان کی عمر کے معنی	۳۷۳
(۳۷۰)	موضیہ، سحاق، باضہ، مامومہ، چاکفہ اور مقلہ کے معنی	۳۷۵
(۳۷۱)	نہر غوطہ کے معنی	۳۷۵
(۳۷۲)	خیوف، زنونق، جواض اور جھظری کے معنی	۳۷۶
(۳۷۳)	صلاۃ الوسطی کے معنی	۳۷۶
(۳۷۴)	تختیۃ المسجد کے معنی، صلاۃ اور ان چیزوں کے معنی جو پوری حدیث میں ان کے ساتھ متصل ہیں	۳۷۸
(۳۷۵)	قاع القرقر اور شجاع الاقرع کے معنی	۳۸۱
(۳۷۶)	عرق اور الالبین کے معنی	۳۸۲
(۳۷۷)	تفت کے معنی	۳۸۳
(۳۷۸)	جہد البلاء (مصیبت کی انتہاء) کے معنی	۳۸۶
(۳۷۹)	اللہ عز وجل کے خادعہ کے معنی	۳۸۷
(۳۸۰)	ھاویہ کے معنی	۳۸۷
(۳۸۱)	مغبون کے معنی	۳۸۸
(۳۸۲)	کفات کے معنی	۳۸۹
(۳۸۳)	ایسی چیز کے معنی جو سزاوار ہے کہ اس کے اوّل سے پرہیز کیا جائے اور اس کے آخر سے خوفزدہ ہوا جائے	۳۸۹
(۳۸۴)	کمر توڑنے والی تین چیزوں کے معنی	۳۹۰
(۳۸۵)	بوار الائم (رہنڈ والا اور بیوہ کی ہلاکت) کے معنی	۳۹۰
(۳۸۶)	ان خصلتوں کے معنی کہ جس میں تمام خیر ہیں	۳۹۰
(۳۸۷)	زہر کے معنی	۳۹۱

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۳۹۱	نیر کے معنی	(۳۸۸)
۳۹۱	سعادت اور شقاوت کی حقیقت - کے معنی	(۳۸۹)
۳۹۲	اقییس کے معنی	(۳۹۰)
۳۹۳	امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول ”ہم اور آل ابی سفیان دو ایسے خاندان والے ہیں کہ جن کے درمیان اللہ عزوجل کے سلسلے میں ایک دوسرے سے عداوت ہے۔ کے معنی	(۳۹۱)
۳۹۳	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاویہ سے کتابت وحی کے سلسلے میں مدد طلب کرنے کے معنی	(۳۹۲)
۳۹۵	تخفیر کے معنی	(۳۹۳)
۳۹۵	مسح علیہ السلام کے قول آخری پتھر جو معمار رکھتا ہے وہی بنیاد ہے۔ کے معنی	(۳۹۴)
۳۹۶	آمین کی تفسیر	(۳۹۵)
۳۹۶	”تم لوگ المرجس من الاوثان سے اجتناب کرو، اور قول الزور اور لہو الحدیث کے معنی	(۳۹۶)
۳۹۷	حنفیہ کے معنی	(۳۹۷)
۳۹۷	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام (کے وزن) کو اٹھایا اور علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھانے سے عاجز رہے۔ کے معنی	(۳۹۸)
۴۰۰	سلیمان علیہ السلام کے قول پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ ایسی میرے بعد کسی ایک کے لئے بھی سزاوار نہ ہو، بیشک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ کے معنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: اللہ رحم کرے میرے بھائی سلیمان پر وہ کتنے بخیل تھے۔ کے معنی	(۳۹۹)
۴۰۲	مریض کے ”آہ“ کہنے کے معنی	(۴۰۰)
۴۰۲	فاطمہ عیہا السلام کی جانب سے اپنی بیماری کے درمیان مہاجرین اور انصار کی عورتوں سے کی جانے والی گفتگو۔ کے معنی	(۴۰۱)
۴۰۶	زبی اور طہیین کے معنی	(۴۰۲)
۴۰۷	شفر اور فیض النفس کے معنی	(۴۰۳)
۴۰۹	امیر المؤمنین علیہ السلام کے خطبہ کے معنی	(۴۰۴)

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۴۰۵)	اسنین، الزیتون، طور سنہین اور البلد الامین کے معنی	۴۱۴
(۴۰۶)	نفس کی اقسام کے معنی	۴۱۵
(۴۰۷)	ناصب کے معنی	۴۱۵
(۴۰۸)	ایام اللہ عز وجل کے معنی	۴۱۶
(۴۰۹)	شدید ترین اور قوی ترین کے معنی	۴۱۶
(۴۱۰)	عبادت کے افضل ترین اجزاء (حصے) کے معنی	۴۱۶
(۴۱۱)	دو عجیب و غریب باتیں جن کو صبر سے برداشت کرنا ضروری ہے۔ کے معنی	۴۱۷
(۴۱۲)	پہلے والی باتوں کی بیماری جو اس امت کی طرف سرایت کر گئی ہے۔ کے معنی	۴۱۷
(۴۱۳)	اللہ عز وجل، فرشتے اور مومنین کی جانب سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر "صلاۃ" اور حلیم کے معنی	۴۱۷
(۴۱۴)	لعنت کے مقامات کے معنی	۴۱۸
(۴۱۵)	اس مضبوط رستی کے معنی جس کے ٹوٹنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے	۴۱۸
(۴۱۶)	صبر، مصابرہ اور رابطہ کے معنی	۴۱۹
(۴۱۷)	دعاء میں رغبت، رہبت، تنگی، اجتہال، تفرغ اور بصیرت کے معنی	۴۱۹
(۴۱۸)	اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کے معنی	۴۲۰
(۴۱۹)	اللہ عز وجل کا قلعہ کے معنی	۴۲۰
(۴۲۰)	اللہ عز وجل کے قلعہ کے دوسرے معنی	۴۲۱
(۴۲۱)	بندوں کا اللہ کے عہد کو پورا کرنا اور اللہ عز وجل کا بندوں کے عہد کو پورا کرنے کے معنی	۴۲۲
(۴۲۲)	ربوہ، قرار اور معین کے معنی	۴۲۳
(۴۲۳)	صفحہ التحمیل کے معنی	۴۲۳
(۴۲۴)	خوف اور طمع کے معنی	۴۲۴
(۴۲۵)	اس نیکی کے معنی جو بندہ کو جنت میں داخل کراتی ہے	۴۲۴

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
(۴۲۶)	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین دفعہ: میرے معبود! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ فرمانے کے معنی	۴۲۴
(۴۲۷)	کامل خوراک کے معنی	۴۲۵
(۴۲۸)	اس تحریر کے معنی جو ام سلمہؓ نے عائشہؓ کی جانب لکھا	۴۲۵
	جب انہوں نے بصرہ کی طرف خروج کا ارادہ کیا	
(۴۲۹)	نوادرو کیاب کے معانی	۴۲۹

انا لله وانا اليه راجعون

بلاشبہ خداوند عالم نے انسان کو عبث پیدا نہیں کیا۔ البتہ یہ توفیق بھی اسی رب جلیل کی طرف سے عطا ہوتی ہے جو انسان کو اپنے مقام اور ذمہ داری سے آگاہ کرتی ہے۔ اور پھر اس انسان آگاہ کو استطاعت مالی و جسمانی بھی اسی بے نیاز کی ہارگاہ سے عطا ہوتی ہے۔ اپنی ذمہ داری سے ایک آگاہ شخصیت سید اشفاق حسین نقوی بھی تھے۔ یہ فقرہ کہ ”اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے“ ان پر بجا طور پر صادق آتا ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ضخیم کتابوں کے تراجم کی اشاعت ایسا کام ہے جس کی ہمت صرف بڑے اشاعتی ادارے یا دینی سوچ رکھنے والے مالی طور پر مستحکم افراد ہی کر سکتے ہیں لیکن کتابت، طباعت، جلد بندی کی نگرانی اور بعض صورتوں میں تصحیح کا کام بھی انہوں نے تنہا انجام دیا اور تمام مالی اخراجات خود برداشت کئے۔

ایک بایقین مسلمان کو ہر وقت اپنی موت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ غالب کے بقول دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے کام ہو رہے ہیں ان کی وجہ یہی ہے کہ انسان کو اپنی موت کے وقت کا پیہ نہیں، چنانچہ کہتے ہیں:

ہوس کو بے نشاط کار کیا

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

مرحوم کے لاشعور میں بھی یہ بات یقیناً موجود تھی چنانچہ وہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ تراجم رسول اور آپ رسول کے اقوال سے دلچسپی رکھنے والوں کے سامنے لانا چاہتے تھے۔ چنانچہ ”خصال“ اور ”ثواب الاعمال اور عقاب الاعمال“ نامی دو کتابیں تو صرف تین مہینے کے وقفے میں سامنے آ گئیں۔ ”معنی الاخبار“ نامی موجودہ کتاب موصوف کی زندگی میں مکمل ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں لکھی جانے والی ”عرض ناشر“ ان کی آخری تحریر ہے۔ جن مزید تراجم پر موصوف نے کام شروع کر دیا تھا ان میں سے ایک تو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ”عیون اخبار رضا“ ہے دوسری میرزا محمد تھکانی کی ”نقص العلماء“۔

وہ فرمائیں کہ جس عظیم کام کی ابتداء مرحوم نے کی تھی وہ اسی طرح آگے بڑھتا رہے۔ قارئین سے یہ بھی التماس ہے کہ مرحوم کے ایسے باباؤں کے لئے سورۃ فتح اور سورۃ اخلاص کی تلاوت فرمائیں۔

والسلام

فیضیاب رضوی

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کا کوئی ہمسرا اور برابری کرنے والا نہیں ہے۔ وہ رحیم ہے۔ کریم ہے، سبحان ہے، رحمن ہے۔ اُس کی تعریف کرنے سے انسان عاجز ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل پاک پروردگار تو محمدؐ اور آل محمدؑ کے دشمنوں پر تاقیامت لعنت کر خاص طور پر اُس ملعون پر جس نے کائنات خلق فرمائی ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار تو محمدؐ اور آل محمدؑ کی۔ اہلبیتؑ پر ظلم و ستم کیا۔ ان کو تکلیف اور اذیت پہنچائی۔ جن تیرے حکم کے خلاف اپنا حکم جاری کیا۔ تیرے رسولؐ کی شان میں گستاخی کی۔ اہلبیتؑ پر ظلم و ستم کیا۔ ان کو تکلیف اور اذیت پہنچائی۔ جن لوگوں نے اُس ملعون کے حکم کو تسلیم کیا، اس پر راضی رہے اور عمل کیا اُن سب کو (زندہ، مردہ) توندھا اور کوڑھی کر دے۔ لاعلاج امراض میں مبتلا کر دے اور آخرت میں جہنم کے بدترین مقام میں پھینک دے اور اُن کو دکھ دینے والا عذاب دے۔

یہ حقیقت ہے کہ پروردگارِ عالم کے ہم پر اتنے اور ایسے احسانات ہیں کہ ہم نہ ان کا شمار کر سکتے ہیں نہ ادراک اور نہ ہی ان کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ وہ ایسا رحیم ہے جو اپنے بندوں کو خود شعور مرحمت فرماتا ہے اور خود ہی توفیق عطا کر کے حیران کرتا رہتا ہے اور خود ثواب بھی دیتا ہے، حالانکہ اس میں بندے کا نہ کوئی اختیار ہوتا ہے اور نہ ہی استحقاق۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں صاحبِ توقیر بنا دیتا ہے جس کی خود اپنی نظروں میں کوئی وقعت و عزت نہیں ہوتی۔ وہی کارساز ہے جو کمزوروں اور ناتوانوں سے وہ کام لے لیتا ہے جس کی توقع صرف صاحبانِ علم اور اہل دانش اور صاحبانِ ثروت و طاقت و قوت کے حامل افراد سے کی جاسکتی ہے۔ اسی ربِّ کریم نے ہم جیسے بے رضاعت افراد سے وہ کام لے لیا جو صرف اہل علم و ثروت کے بس کا تھا۔ اسی ربِّ جلیل کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں وہ شعور اور استطاعت عطا کی اور نہ سب حقہ کی بنیادی کتاب کے ساتھ شیخ صدوقؒ کی دیگر معرکتہ الآرا کتب جو عربی زبان میں تھیں اردو زبان میں ترجمہ کروا کر شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم نے اب تک جناب شیخ صدوقؒ علیہ الرحمہ کی تالیف کردہ مندرجہ ذیل کتب کا اردو میں ترجمہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

۱۔ علل الشرائع (جس میں شریعت کے اسباب بتائے گئے ہیں)

۲۔ منہج الفقہ (کتابِ اربعہ میں سے ایک ہے)

۳۔ کمال الدین و مقام النعمہ (غیبت پر امام عصرؑ کے حکم پر لکھی جانے والی واحد کتاب)

۴۔ التوحید (اللہ کی وحدانیت کے بارے میں معصومین کی گفتگو)

۵۔ خصاں (انسان کی عادتوں کے بارے احادیث)

۶۔ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال (انسان کے اعمال کی جزا و سزا کے بارے میں احادیث)

۷۔ معافی الاخبر (احادیث کی تشریحات ائمہ کی زبانی) (زیر نظر کتاب)

زیر نظر کتاب کے صفحہ نمبر ۳۱۶ پر ایک بہت مشہور و معروف حدیث ہے جس کی طرف میں عوام الناس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ حدیث یہ ہے۔

۱۔ ہم سے بیان کیا، ابو بکر محمد بن احمد بن تمیم سرحسی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن دریس شامی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسحاق بن اسرائیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد محاربی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا افریقی نے، انہوں نے عبد اللہ بن یزید سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عنقریب میری امت میں وہی کچھ آئے گا جو نبی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ویسا ہی اور یقیناً وہ لوگ بہتر (۷۲) ملتوں میں متفرق ہو گئے تھے اور عنقریب میری امت ان سے ایک زیادہ بہتر (۷۳) ملتوں میں متفرق ہو جائے گی، یہ تمام کے تمام (جہنم کی) سگ میں ہوں گے سوائے ایک کے۔“ راوی کہتا ہے: کہا گیا: یا رسول اللہ! یہ ایک کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ وہ ہے کہ جس پر آج ہم ہیں میں درمیرے اصحاب۔“

مذکورہ حدیث پر اُمت کے تمام فرقے جو پس میں شدید فقہی اختلاف رکھتے ہیں مگر اس حدیث پر سب کا اجماع ہے اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس حدیث کو مسلمانوں کے تمام فرقے (شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی، بریلوی، بلخدیث وغیرہ وغیرہ) جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں اور اپنے اپنے فرقے کو ناجی (نجات پانے والا) اور باقی تمام فرقوں کو جہنمی اور دوزخی گردانتے ہیں۔ اور اس بات پر غور و فکر نہیں کرتے کہ درحقیقت حضور اکرمؐ نے کس فرقے کو ناجی (نجات پانے والا) کہا ہے۔ اگر ہم اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی حیات طیبہ پر نظر ڈالیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے حج بولنے اور حج پر قائم رہنے والے فرقے کو ناجی (نجات پانے والا) کہا ہے۔ اس سلسلے میں چند ثبوت پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ گمہ شہادت ان بن جب تک نہیں پڑھتو وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ کہ یہ ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَقَامَ الْمُتَّقِيْنَ عَلٰی وِلٰی اللّٰهِ وَ وِصٰی رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ حَقِيْقَتُهُ بِلَا فُضْلٍ.

(میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؑ مومنین کے سردار اور مشقیوں کے امام ہیں۔ اور اللہ کے دن اور رسول اللہؐ کے وصی اور خلیفہ ہیں بغیر قصبے کے)

کلمہ میں جس بات کی گواہی دی جاتی ہے وہ حرف بہ حرف سچ اور حق ہے۔ اس میں رقی برابر بھی جھوٹ کا شائبہ نہیں ہے۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حکم سچ بولنے اور اس پر قائم رہنے کا ہے۔ اگر انسان کلمہ پر قائم نہیں رہے گا تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔

۲۔ حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری حیات طیبہ میں (پیدائش سے وفات تک) کبھی جھوٹ نہیں کہا اور حق و صداقت پر قائم رہے۔ اعلان نبوت سے پہلے تمام اہل مکہ سے اپنے صادق اور امین ہونے کی گواہی لے لی۔ اس حقیقت کا اقرار آپ کے بدترین دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ کفار مکہ نے دشمنی میں بہت سے الزام (مجنوں، شاعر، کاہن وغیرہ وغیرہ) لگائے مگر جھوٹ بولنے کے شائبہ کا بھی اظہار نہیں کیا اور نہ آپ کے صادق و امین ہونے سے انکار کی جسارت کر سکے۔

۳۔ پروردگار عالم نے اپنی کتاب محکم میں بچوں کے ساتھ ہونے کا حکم ہے۔ ”یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین“ (اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ) (سورۃ توبہ: آیت ۱۱۹) انسان سچ بول کر ہی بچوں کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ جھوٹا بچوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ جیسے کہ

کندہم جنس باہم جنس پر داز کبوتر با کبوتر باز بازار

۴۔ ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام ہمیشہ سچ بولتے رہے اور سچ پر قائم رہے چاہے ان پر کیسا ہی کڑا وقت پڑا ہو۔ یاد دہانی کے لئے کہ بلا کے واقعہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت امام حسین نے پروردگار عالم سے عالم ارواح میں وعدہ کیا تھا کہ اے میرے پروردگار اگر تیرے دین پر کوئی برا وقت پڑا تو میں اپنی جان پر کھیل کر تیرے دین کو بچاؤں گا۔ اور اپنا مال و اسباب، اولاد کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے تیرے دین پر آٹھ نہ آنے دوں گا۔ آپ نے دیکھا جب یزید ملعون نے اسلام کی دھجیوں بکھیرنی شروع کیں تو امام حسین نے اسے روکا اور درمیان میں آگئے اور اسے اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہونے دیا اور دین اسلام کو بگڑنے سے بچا لیا۔ اور اللہ سے عالم ارواح میں کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔ یعنی سچ پر قائم رہے۔

اب میں قرآن شریف کے چند حوالے اردو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یوں تو بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر طوالت کی وجہ سے صرف چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۷۷) ترجمہ: بیشک صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو۔ بیشک تو اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن اور تمام فرشتوں اور تمام کتب اور تمام انبیاء پر ایمان لایا ہوا اور خدا کی محبت میں مال، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سواں کرنے والوں اور (کنیروں، غلاموں) کی گردنیں آزاد کرانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور جو اپنے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور تنگ دستی اور مصیبت میں، جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں یہی لوگ وہ ہیں، جنہوں نے (عملاً) سچ کر دکھایا

اور یہی وہ لوگ ہیں جو جنتی ہیں۔

۲۔ (سورۃ الزمر - آیت: ۳۳) ترجمہ: اور جو حج لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

۳۔ (سورۃ الاحزاب - آیت: ۲۳) ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ بچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے۔ اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب

دے یا ان کو توبہ کی توفیق دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

آج تک میری نظر سے ایسی کوئی حدیث یا حدیث نہیں گزری جس میں کہا گیا ہو کہ حج بولنے والا جہنم میں جائے گا۔ اگر کسی کے علم میں ایسی کوئی حدیث یا حدیث ہو تو براہ کرم میرے علم کے اضافے کے لئے مجھے ضرور بتائیے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی کوئی حدیث کسی جھوٹے سے جھوٹے حدیث گھڑنے والے نے نہیں گھڑی ہوگی۔ ہاں، ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ریہ کاری، مکاری، حرام کاری، حرام کھا کر، یتیم و یتیموں کا مال غصب کر کے، جھوٹ بول کر نماز پڑھے یا روزہ رکھے، حج کرے، زکوٰۃ خسر ادا کرے، یا دیگر نیک اعمال کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

گناہان کبیرہ کے بارے میں تو سب جانتے ہیں کہ کون کون سے گناہ ہیں اہل علم و دانش اور صاحبانِ منبر اپنی تقریروں، دور تحریروں میں وفاقاً و فحاً ان کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں یہ گناہ شرک، کفر، نفاق، قتل، زنا، شراب خوری، والدین کی نافرمانی، غیبت، یتیم و یتیموں کا مال کھانا وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر آج تک کسی نے یہ نہیں بتایا کہ گناہ اکبر یعنی سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ لوگ جانتے ہی نہ ہوں یا پھر پھر جان بوجھ کر چھپاتے ہوں اس لئے کہ شاید وہ لوگ خود اس گناہ اکبر کا ارتکاب کرتے ہوں۔ بہرحال میں عوام الناس اور طالب علموں کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جھوٹ بولنا گناہ اکبر ہے۔ یہ تمام بڑائیوں کی ماں اور جڑ ہے سے مں انبیاؑ بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی سزا لعنت ہے جو اللہ نے اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی شیطان پر کی ہے۔ پروردگار ہم کا ارشاد گرامی ہے: "ترجمہ: "اے پیس تجھے کیا ہو گیا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہو۔ (شیطان نے) کہا میں ایسا نہ تھا کہ میں بشر کو سجدہ کرتا جس کو تو نے سزے ہوئے کچھڑ کی ٹھکنے کی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ (اللہ نے) کہا پھر تو اس جگہ سے نکل جا۔ بیشک تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھ پر قیامت تک لعنت پڑے گی۔" (سورۃ الحج: آیت ۳۲-۳۵)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پھر ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔" (سورۃ آل عمران - آیت ۶۱)

ایک درجہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان کے دلوں میں (روحانی) مرض ہے۔ پس اللہ نے ان کے مرض کو بڑھنے دیا اور ان کے جھوٹ بولنے رہنے کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔" (سورۃ بقرہ - آیت ۱۰)

ایک درجہ رب العزت کا ارشاد ہے: "بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور جن لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا ان کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔" (سورۃ فرقان - آیت ۱)

ان کے عذاب بہت سے مقامات پر پروردگار نے جھوٹ بولنے والوں کے لئے عذاب کی امید دی ہے، جو ہم مضمون سے طویل

ہونے کی وجہ سے چھوڑ رہے ہیں اور اتنے ہی پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان اور جھوٹ بولنے والے دونوں ہی گناہ اکبر کا ارتکاب کر کے لعنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں لعنت خداوندی کی وجہ سے آپس میں لعنت زاد بھائی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی سوائے ان تین مقامات کے جو یہ ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ۱۔ جنگ میں (دشمن سے) بہانا کرنا ۲۔ اپنی بیوی سے وعدہ میں ۳۔ لوگوں کی اصلاح (کرنے) میں۔ تین مقامات پر سچ بولنا برا ہے۔ ۱۔ (کسی کی) چغلی (کرنے) میں ۲۔ عورت کی بدکاری میں اس کے شوہر کو خبر دینا ۳۔ کسی اور آدمی کی بات جھٹلانا (حوالہ خصال اردو ترجمہ۔ جلد اول۔ باب نمبر ۳۔ حدیث نمبر ۱۶ صفحہ نمبر ۷۷)۔

ایک در حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ ابن ابی مالک نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) علیہ السلام سے عرض کیا کہ سرے دین کے آداب سے آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ۱۔ حق بات کہنا ۲۔ عادلانہ فیصلہ کرنا ۳۔ اپنے عہد (عدہ) کو یاد کرنا۔ (حوالہ خصال اردو ترجمہ۔ جلد اول۔ باب نمبر ۳۔ حدیث نمبر ۷۷ صفحہ نمبر ۶۱)۔

صاحبانِ محراب و منبر اور اہل علم و دانش حضرات اگر عوام الناس کی رہنمائی کرتے تو شاید زبان سے کلمہ پڑھنے اور دکھانے کے لئے نہ زور دے دیتے۔ وہ اپنے مسلمان ہو جاتے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو۔ گا۔ اور اگر یہی حال رہا تو پاکستان میں کبھی ایسی ہی نظم نہیں آ سکتا۔ بہر حال ناامیدی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول کر ہم گناہگاروں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ لوگ صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر در انداز اسکے رسول کے احکام کی سرسری پابندی کر کے مسلمان تو کہلا سکتے ہیں مگر حقیقت میں مسلمان نہیں بن سکتے۔ عوام میں سن کنہ آہم (جھوٹ) کا ارتکاب اس قدر اور اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کرنے کا معاذ اللہ علم دیا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جھوٹ بولنے سے انسان کے تمام نیک اعمال اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسے سوکھی ہوئی لکڑی کو آگ جلا کر ختم کر دیتی ہے۔ لوگ جھوٹ بولنے سے بہت سے جو زہنیں کرتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ یہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹ بولے بغیر اس زمانے میں کام نہیں چلتا، سچ بولنے سے آدمی ذلیل و خوار ہو کر بھوکا مر جاتا ہے، جھوٹ کو عقلمندی اور ذہانت کا درجہ دیا جاتا ہے، سچ بولنے والے کو بے وقوف اور حق بہا جاتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے شدید وقتی طور پر کچھ فائدہ ہو جاتا ہو مگر اس کا نقصان دنیا اور آخرت دونوں جگہ ہوتا ہے۔ دنیا میں جھوٹ کھل جانے پر انسان سب کی نظروں میں قلیل نفرت و رد میں ہو جاتا ہے۔ اور قیامت میں جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔ میں ایسے لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے اور سچ پر قائم رہنے کا حکم دے کر معاذ اللہ غلطی کی ہے؟ کیا حضور اکرمؐ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ بولنے کی زندگی سچ پر قائم رہ کر اور سچ بول کر معاذ اللہ غلطی کی ہے؟ کیا امام حسینؑ علیہ السلام نے اللہ سے عالم ارواح میں یہ عہد پورا کر کے معاذ اللہ غلطی کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

یہ ممکن ہے کہ سچ بولنے والے کو پروردگار عالم ذلیل و خوار کر کے بھوکا مارے اور جھوٹ بولنے والے کو عیش و عشرت میں رکھے۔

ایسا کہیں دیکھنے میں آتا ہے تو اس کی وجہ کچھ اور ہوگی۔ پروردگار عالم تو ایسا رحیم و کریم ہے جو اپنے دشمنوں کو بھی جو جھوٹے، مکار، ریاکار، کافر، مشرک، منافق ہیں ان سب کو روزی دیتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بچے کو روزی بمعہ برکت نہ دے۔ پروردگار پر اس قسم کے الزامات لگانے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑ سکتا ہے بلکہ انسان خود اپنے کافر، مشرک، ملعون ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ اللہ پر توکل کم ہو جاتا ہے۔ ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں وہ تمام خواتین و حضرات جو اہلبیت علیہ السلام کی مودت کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے اپنے ہاتھ اپنے اپنے سروں اور سینوں پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے خدا کو حاضر ناظر جاسوچیں اور اس بات کا فیصلہ کریں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کس حد تک پورے اترتے ہیں۔ ہر شخص اپنے بارے میں خوب جانتا ہے اور خود ہی صحیح فیصلہ کر سکتا ہے۔ ایسے وقت میں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ پروردگار عالم دلوں کے عہد بہتر جانتا ہے اور کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی دوسرا کسی کے بارے میں تنقید کرے تو وہ برامان کر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں یہ فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں مجھے یقین ہے کہ سب کا فیصلہ اثبات میں ہوگا مگر اگر خدا نخواستہ جواب لٹی میں ہو تو سب بات کا پتہ سوائے آپ خود اور اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہوگا۔ تو آپ اس لمحہ اپنے پروردگار کے روبرو صدقِ دل سے توبہ کریں، اور سچ بولنے اور سچ پر قائم رہنے کا عہد کریں۔ یقیناً وہ غفور و رحیم ہے وہ آپ کی توبہ قبول کرے گا۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول کر ہم پر بڑا احسان عظیم کیا ہے۔ انشاء اللہ آپ ناجی فرقہ میں شامل ہو جائیں گے۔

جو خواتین و حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ جھوٹ بولنے کی عادت اتنی چلتی ہو گئی ہے کہ ختم نہیں ہو سکتی۔ ان کے لئے عرض ہے کہ اللہ کی ذات سے ناامیدی کفر ہے ایسے افراد کیلئے ایک نسخہ تجویز کر رہا ہوں ان شاء اللہ عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہوگی۔

”مگر قبول افتد رہے عز و شرف“

”آپ ہر نماز کے بعد کم از کم ایک تسبیح (یعنی ۱۰۰ مرتبہ) سورۃ آل عمران کی آیت ۶۱ کے آخری حصہ کا ورد کریں چاہے عربی میں پڑھیں یا فارسی۔ ”لَعَنَتُ اللہَ عَلٰی الْکٰذِبِیْنَ“ (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)۔ اور جو نماز نہیں پڑھتے ہوں وہ لوگ صبح سے شام تک کسی بھی وقت کم از کم ۵۰۰ مرتبہ اس کا ورد کریں۔ اس طرح سے یہ فائدہ ہوگا کہ جس وقت آپ کے منہ سے جھوٹ نکلے گا تو آپ کو یہ خیال آئے گا کہ میں خود ۵۰۰ مرتبہ جھوٹوں پر لعنت کرتا ہوں اور خود جھوٹ بول رہا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی آپ یقیناً گنہگار کا ارتکاب کرنے سے بچ جائیں گے۔ اس طرح ان شاء اللہ کچھ عرصے بعد اس عمل کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ آپ کے تمام نیک اعمال قبول ہونا شروع ہو جائیں گے۔ گھر سے غصہ اور پریشانی چلی جائیں گی اور برکت اور آسانیاں آنا شروع ہو جائیں گی۔ آپ کی جائز دعائیں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو گنہ گاروں سے بچائے گا اور نیک اعمال کے مواقع فراہم کرے گا۔ اس سے آپ کو اتنے اور ایسے فوائد حاصل ہوں گے جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ صرف اس جگہ استادِ مرقہ جلالوی کی ایک غزل کا ایک شعر نذر کر رہا ہوں۔

دعا بہار کی مانگی تو اتنے پھول کھلے

جگہ تک نہ رہی میرے آشیانے کو

یہاں ایک بات واضح کر دوں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے اور وہ یہ کہ سچ بولنے اور سچ پر قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنا ہے اور سچ پر قائم رہنا ہے۔ موقع محل کی نزاکت کو دیکھ کر جھوٹ بولنے سے منافی اور مشرک بن جانے کا امکان ہے۔ کیونکہ سچ بولنا اللہ کا حکم ہے اور جھوٹ بولنے میں ہماری مرضی ہے۔ اس طرح اللہ کی مرضی میں ہماری مرضی شریک ہو کر ہم کو مشرک بنا دے گی۔ اور ایسا سچ انسان کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ جس طرح دس من پاک اور طاہر دودھ میں پیشاب کا ایک قطرہ ڈالنے سے سارا دودھ نجس اور ناپاک ہو جاتا ہے اور استعمال کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح برسوں کا سچ بولنا اور اس پر قائم رہنا اس وقت بیکار ہو جاتا ہے جب کسی بھی وجہ سے انسان جھوٹ بولتا ہے۔

بہت سے مقامات پر اللہ اور اس کے رسولؐ نے بچوں کی پہچان کرائی ہے۔ یاد دہانی کے لئے واقعہ مباہلہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جب اہل نجران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی دن تک بحث کرتے رہے اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو پروردگار ع نے ارشاد فرمایا: ”ہم اپنے بچوں کو لے جاتے ہیں تم اپنے بچوں کو لاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو لے جاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔ ہم اپنے نفوس کو لے جاتے ہیں تم اپنے نفوس کو لاؤ پھر ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔“ (سورۃ آل عمران: آیت ۶۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ بچوں کو میدان مباہلہ میں لا کر بتلادیا کہ بچے افراد کون ہیں؟ اور وہ پنجتن پاکہ ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) جناب رسول خدا (۲) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام (۳) جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سہم اللہ علیہا (۴) حضرت امام حسن علیہ السلام (۵) حضرت امام حسین علیہ السلام۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ میری امت کے ۷ فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک فرقہ ناجی (نجات پانے والا) ہوگا اور باقی تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔ اور وہ فرقہ سچ بولنے والا اور سچ پر قائم رہنے والا فرقہ ہوگا چاہے وہ کسی مسلک کا پیروکار ہو۔ باقی تمام کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

”وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ“

کتاب کی ضخامت کم رکھنے کے لئے ہم نے عربی متن شامل نہیں کیا البتہ جہاں ناگزیر تھا وہاں عربی متن بھی تحریر کر دیا ہے۔ ہم قوم کے باشعور طبقے کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری کاوشوں کو سراہا ہے۔ بہت سے کرم فرماؤں نے ہمارے لئے ایسے تعریفی کلمات بکھے جن کے لئے شاید ہم اہل نہیں تھے مگر یہ ان کی محبت اور حوصلہ افزائی ہے۔ ہم ان سب افراد کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم ان تمام حضرات کے لئے پروردگار سے دعا گو ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ان تمام حضرات کے درجات کو دنیا اور آخرت میں بلند فرما، ان کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت فرما، سوائے غم حسین کے انہیں کوئی غم نہ دے۔

حرف آخر کے طور پر عرض ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ وہ چاہے کتنی ہی عرق ریزی کر لے مگر غلطیوں اور خامیوں سے پاک کوئی

کام انجام نہیں دے سکتا۔ بہر حال ہم نے پروردگار عالم سے یہ بھی دعا کی ہے اور اپنی طرف سے اس بات کی کوشش بھی کی ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ، کتابت اور طباعت کے سلسلے میں کسی قسم کی غلطی نہ ہونے پائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غامی یا غلطی رہ گئی ہو یا ہوگئی ہو تو ہم پیشگی معذرت خواہ ہیں۔ اور قارئین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری توجہ اس جانب ضرور مبذول کرائیں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں شکریہ کے ساتھ ان کا ازالہ کیا جاسکے۔

ہم اپنی اس حقیر سی کوشش کو امام عصرؑ جو ہمارے آقا و مولا بھی ہیں اور دین اسلام کے سرپرست بھی ہیں کے توسط سے تمام معصومین کی بارگاہ میں نذر کرتے ہوئے پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کا ثواب ہمارے والدین جنہوں نے ہماری پیدائش کو حاصل بنایا اور کل مومنین و مومنات کو عطا کر اور جملہ قارئین کرام کو احکامات معصومین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہم پروردگار عالم سے مزید دعا گو ہیں کہ تو محمدؐ ان کی آلِ پاک کے دشمنوں کو، اسلام کے دشمنوں کو، مشرکوں کو، کفار کو، یہود و نصاریٰ کو، قرآن پاک کے احکام کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو، اور ان احکام کو ماننے اور عمل کرنے والوں (زندہ، مردہ) کو دنیا و آخرت دونوں جگہ سزا دے۔ دنیا میں ذیت ناک اور لاعلاج امراض میں مبتلا کر اور آپس میں لڑا کر تباہ و برباد کر دے اور آخرت میں دردناک عذاب عطا کر۔

”جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو“

حاکپائے اہلبیت
سید اشفاق حسین نقوی

گفتار مترجم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على سيدنا محمد و على آله الطيبين

الطاهرين المعصومين المظلومين۔

کتاب ”معانی الاخبار“ کے مؤلف شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں جن کی ولادت کے لئے ۳۰۵ ہجری کا سال بیان کیا جاتا ہے اور آپ غیبت صغریٰ کے زمانہ کے ممتاز علماء میں سے ایک ہیں جو، اپنے زمانہ کے مرجع وقت اور ایک کامل مجتہد تھے۔ آپ کی کتاب ”من لا یحضرہ الفقیہ“ کتب اربعہ میں شامل ہے۔ آپ کی دیگر کئی کتابیں اردو ترجمہ کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی تالیفات کو پیش کرنا بغیر توفیق پروردگار اور بغیر نگاہ خصوصی معصومین علیہم السلام ممکن نہیں ہے۔

آپ عم و عمل اور قول و کردار کے ایسے روشن نشان تھے کہ آپ کی صداقت کی کثرت نے آپ کو صدوق کے نام سے موسوم کر دیا۔ آپ کی وفات ۳۸۱ ہجری میں ہوئی اور اس اعتبار سے آپ نے ۶۷ سال کی عمر پائی مگر جیت کہ معروف ہے اور صحیح بھی ہے کہ ۷۰ لم کی زندگی اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اس کا علم جاری و ساری رہتا ہے، شیخ صدوق ایک ہزار سال گذرنے کے باوجود آج بھی اپنی تالیفات کے ذریعے سے اسی طرح علوم آل محمد کی تشہیر کر رہے ہیں جس طرح سے انہوں نے اپنے زمانہ حیات میں کی تھی۔

شیخ صدوق کی یہ کتاب جو ”معانی الاخبار“ کے نام سے معروف ہے اس اعتبار سے ممتاز و بے مثل ہے۔ اس میں علامہ معصوم کو کلام امام کے ذریعے سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک معصوم کے کلام کی وضاحت دوسرے معصوم کے کلام سے ہو جاتی ہے اور اگر کوئی حدیث معصوم سے غلط منسوب کر دی گئی ہو یا اس میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو تو دوسرے معصوم اس کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں کہ میرے جہ سے یہ نہیں فرمایا تھا یا میرے جہ سے اس طرح نہیں بلکہ اس انداز سے فرمایا تھا۔ یہاں باتوں کا کیا اختلاف ہو گا جہاں اور بھی محمدؐ ہے، اوسطاً بھی محمدؐ جہاں آخر بھی محمدؐ ہے بلکہ کل کے کل محمدؐ ہیں۔ شیخ صدوق نے تقریباً ہر معصوم سے روایت کو نقل کیا ہے۔

اس زمانہ میں جب کہ وسائل کی انتہائی کمی تھی ان راویان حدیث نے ہستی بستی سفر کر کے کلام معصوم کو یکجا کیا اور آج ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان پر عمل پیرا ہوں تاکہ ان کی محتوای کمالی ثمرہ خد ہر ہو۔

زمانہ قدیم کی طرح اب حصول علم کا وہ رجحان نہیں رہا اور نہ ہی ویسے بلند و بالا مینار سامنے آتے ہیں سو، نئے چند گئے چنے افراد کے موجودہ دور میں، وہی وسائل کے اعتبار سے ہم کسی حد تک آگے نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر علمی اعتبار سے زوال کا شکار ہو گئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو پھر کیوں ہمارے خاندان بغیر علماء کے نطفہ آتے؟ کیا ایسا ہونا ممکن ہے کہ آل محمدؐ کے چاہنے والوں کا خاندان ہو اور اس خاندان میں ایک بھی علوم آل محمدؐ کا حامل نہ ہو۔ ہم نے علم کی روح کو ترک کر دیا اور غلطی کو علم کا نام دے دیا۔ علمی عروج کا وہ زمانہ تب ہی بیست و سست

ہے جب ہر گھر یا گھر سے کم ہر خاندان یہ طے کر لے کہ اس کے گھر میں بھی ایک شیخ صدوق کی مانند عام ہو۔

اس کتاب کا ردو میں ترجمہ اس سے بھی مشکل تھا کہ اس کتاب میں کئی مقامات پر عربی الفاظ و دیگر عربی الفاظ سے ذریعہ وضاحت کی گئی ہے (۱) اور اس کے ترجمہ کو واضح کرنے کے لئے درمیان میں عربی الفاظ کو نا ضروری تھا، پھر بھی کوشش یہی کی گئی ہے کہ ترجمہ اس انداز سے ہو کہ عربی زبان سے ناواقف افراد کو روانی سے مطالعہ کرنے میں وقت پیش نہ آئے۔ بہت یہ بات تو واضح ہے کہ یقیناً کوتاہی رہی ہوگی اس لئے قارئین در خاص طور سے اہل علم سے گزارش ہے کہ جہاں پر متوجہ ہوں وہاں پر ہمیں بھی متوجہ کر دیں تاکہ آئندہ کے ایڈیشن میں اصلاح کر لی جائے۔

پروڈگار عام سے دعا ہے کہ محسوسین عہم السلام کے صدقے میں اس کتاب کے مؤلف شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو، اس کے ناشر جناب اشفاق صاحب کو اور اس کتاب کی تیاری کے مراحل میں ہاتھ بٹانے والے دیگر تمام افراد کو بشمول اس ناچیز کے اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر۔

دور حسین جنتی

مدرسہ جامعہ مدینہ

ڈینٹس ہاؤسنگ سوسائٹی، امر پور۔

مکتبہ دار الفکر

جلد اول

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، و صلى الله على محمد عبده و رسوله و على آله الطاهرين و سلم
تسليماً (كثيراً).

(۱) ☆ وہ باب کہ جس کی وجہ سے اس کتاب کا نام ”کتاب معنی الاخبار“ رکھا گیا ☆

شیخ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ فقیہ قمی، مری سے آنے والے، اس کتاب کے مصنف۔ رضی اللہ عنہ و قدس روحہ۔
فہمات میں

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن وید رضی اللہ عنہما نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ عبد اللہ بن جعفر حمیری، محمد بن ادریس، ورنجد بن یحییٰ عتار۔ رحمہم اللہ نے ان تمام نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن خالد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن واسطی نے، اس شخص سے کہ انہوں نے ان سے فرمایا وہ بن فرقدہ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ ”تم لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ و اہل بیت سے زیادہ وقت ہو جب تم ہمارے کام سے معنی و پہچان و پیشہ کار کو کسی معانی کی طرف پھیرا جا سکتا ہے، پس اس بات پر ہے تو اپنے کام کو جس طرف پھیر دے جبکہ وہ جہت (جہی) نہیں بول رہا ہوتا۔“

۲۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے محمد بن ابی حمیر سے، انہوں نے برید الرزازی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اے بیٹے! تم شیعوں کے منزل و مقام کو ہر کی روایتوں اور ہماری معرفت کے ذریعے پہچانو، بیشب معرفت ہی روایت و (مناقدہ) جہت ہے اور روایتوں کو مختلف وجہ سے مومن بیان سے نہائی درجہ تک بند ہوتا ہے، یقیناً میں نے علی علیہ السلام کی کتاب میں ۵۵۰ روایتیں بیان کی ہیں کہ ہر آدمی کی قیمت و قدر اس کی معرفت ہے، بیشب اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں سے دنیا میں نہ ہوا نہ مردہ عقول و مقدر سے مطابق حساب ہے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسروق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی حمیر سے، انہوں نے ابراہیم الکوفی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”ایک حدیث کہ جس کو تم سمجھ سکتے ہو ان ایک ہزار حدیث سے بہتر ہے کہ جن کو تم روایت کرتے ہو۔ اور تم میں سے وہی آدمی اس وقت تک فقیہ نہیں بن سکتا جب تک کہ ہر کام کے مختلف طرف و روز و یوں کی معرفت حاصل نہ کرے بیشب ہمارے کام میں سے

ہر کلمہ ستر تعبیروں کی طرف پھیرا جاسکتا ہے اور ہمارے لئے ان میں سے ہر معنی نکالنے کے لئے راہ کھلی ہوئی ہے۔“

☆ (۲) اسم کے معنی ☆

۱۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے حسین بن عبد اللہ سے، انہوں نے محمد ابن عبد اللہ موسیٰ بن عمر اور حسن بن علی بن ابی عثمان سے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو الحسن امام علی رضا علیہ السلام سے ”اسم“ کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”(یہ) موصوف کے لئے صفت ہے۔“ یعنی اسم ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے سے موصوف - چاہے وہ شخص ہو یا کوئی چیز کی حالت و کیفیت و خصوصیات و اسے کس نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔
- مترجم۔

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے اسی اسناد کے ساتھ، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے ابو الحسن امام علی رضا علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اللہ عزوجل مخلوقات کو خلق کرنے سے پہلے اپنے نفس کی معرفت رکھتا تھا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا کہ وہ اسے دیکھتا تھا اور اس کی باتیں سنتا تھا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ اس بات کا محتاج ہی نہیں تھا چونکہ وہ ایسا نہیں تھا کہ اپنے نفس سے کسی چیز کا سوال کرے اور نہ اس سے کسی چیز کو صلب کرتا تھا، وہ اس کا نفس ہے اور اس کا نفس (ہی) وہ خود ہے، اس کی قدرت نافذ و موثر ہے، پس وہ محتاج ہی نہیں تھا کہ اپنے آپ کا کوئی نام رکھے مگر اس نے دوسروں کی خاطر اپنے چھ نام رکھے تاکہ وہ ’سے ان ناموں کے ذریعے پکاریں، چونکہ جب نام کے بغیر پکارا جاتا ہے تو پہچان نہیں ہو پاتی، تو پہلا نام کہ جس کو اس نے اپنے لئے پسند فرمایا وہ ”اعلیٰ العظیم“ ہے چونکہ وہ تمام چیزوں سے بلند ہے، پس اس کی ”اہیت و حقیقت“ ”بند“ ہے، اور اس کا نام ”لعلی العظیم“ ہے اور یہ اس کے ناموں میں سب سے پہلا نام ہے چونکہ وہ ہر چیز پر بلند و بالا ہے۔“

☆ (۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اس میں ”الباء بھاء اللہ“ (حرف با کا مطلب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی)، ”السين سناء اللہ“ (سین سے مراد اللہ تعالیٰ کی بلندی)، ”المیم محمد اللہ“ (میم سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت)۔ بعض نے روایت کیا ہے ”ملک اللہ“ (اللہ تعالیٰ کی بادشاہت)۔ اور اللہ سے مراد ہر چیز کا

پروردگار در محض تمام عالم کے لئے (رحمت کے معنی میں) ہے اور رحیم (یعنی وہ رحمت جو) صرف مؤمنین کے لئے خاص ہے۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وہب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جنہوں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”پا سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، سین سے مراد اللہ تعالیٰ کی ہندی و رفعت، میم سے مراد اللہ تعالیٰ کا ملک و سلطنت۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: اللہ سے کیا مراد ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”(اللہ کے لفظ میں) الف سے مراد ”سلا“ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ہماری ولایت کے ذریعے سے نازل فرمائی ہے، (اللہ کے لفظ میں) لام سے مراد اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی مخلوق پر ہماری ولایت کا لازم کر دینا ہے۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: لفظ ”لہ“ سے کیا مراد ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”(اس سے مراد) حوان (پستی و رسوائی) ہے ان لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے محمد وآل محمد کسموات۔ اللہ عظیم کی مخالفت کی۔“ میں نے عرض کیا: الرحمن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”تمام عالم کے لئے (رحمت)“ میں نے عرض کیا: ارحیم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”صرف مؤمنین کے لئے خاص طور سے (رحمت)۔“

☆ (۴) بسم اللہ کے معنی ☆

۔ ہم سے بیان کیا محمد بن برہیم بن اسحاق طاقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی بنی حاشم کے غام، محمد بن محمد بن سعید نے، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی بن موسیٰ ارضاعیہ السلام سے ”بسم اللہ“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کہنے والے کے قول ”بسم اللہ“ (میں) اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کے کمالات میں کسی ”سمیۃ“ کے ذریعے نشان لگاتا ہوں، اور یہ عبادت ہے۔“ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے عرض کیا ”سمیۃ“ سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”عبادت“۔

☆ (۵) ”اللہ“ عز وجل کے معنی ☆

۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے۔ انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے، انہوں نے ابو الحسن بن موسیٰ بن جعفر اکاظم میہبہ السلام سے، راوی بتاتا ہے کہ امام علیہ السلام نے ”اللہ“ عز وجل کے معنی کے متعلق سوال کیا گیا تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ غیب رکھتا ہے تمام چیزوں پر کہ جو دقیق اور چھوٹی

اور طویل اور بڑی ہیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم جرجانی مفسر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابو الحسن علی بن محمد بن سیر نے اور یہ دونوں امامیہ شیعوں میں سے تھے، ان دونوں نے اپنے اپنے والد سے، انہوں نے ام حسن بن علی بن محمد عسکری علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہما السلام نے ارشاد فرمایا: ”اللہ وہ ہے کہ جس کی جانب اپنی حاجتوں اور پریشانیوں میں تمام مخلوقات آہ و زاری کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ہر ایک سے جب امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں اور (جب) اسکے علاوہ سب کے سب اسباب و ذرائع قطع ہو جاتے ہیں، تم کہتے ہو ”بسم اللہ“ یعنی میں اپنے تمام امور میں اس اللہ سے مدد و طلب کرتا ہوں کہ کوئی عبادت کے رُک نہیں ہے سوائے اس کے، جو فریاد کو پہنچتا ہے جب فریاد کی جائے، وہ کہ جو جواب دیتا ہے جب پکارا جائے، اور یہ وہی بات ہے کہ جب کسی شخص نے صدق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ”فرزند رسول اللہ کے سلسلے میں میری رہنمائی کریں، وہ کیا ہے؟ کیونکہ اکثر اوقات بحث کرنے والے میرے ساتھ بحث کرتے ہیں اور مجھے حیرت میں ڈال دیتے ہیں، اس سے امام علیہ السلام نے فرمایا: ”بے بندہ خدا! کیا تو کبھی کشتی پر سوار ہو، ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، امام علیہ السلام نے فرمایا ”کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی ہو اور کوئی (دوسری) کشتی ایسی نہ ہو جو تجھے نجات دے اور نہ کوئی ماہر تیراک ہو کہ جو تجھے بچالے؟“ اس نے کہا: ہاں، امام علیہ السلام نے فرمایا ”کیا اس وقت تیرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ چیزوں میں سے کوئی چیز اس بات پر قادر ہے کہ جو تجھے تیری اس ہلاکت سے نجات دلا دے؟“ اس نے کہا: ہاں، امام صدق علیہ السلام نے فرمایا ”یہی چیز وہ اللہ ہے کہ جو اس مقام پر نجات دلائے پر قادر ہے کہ جہاں کوئی راہ نجات نہ ہو اور وہ اس جگہ پر اعانت و مدد پر قادر ہے کہ جہاں پر کوئی فریاد رس نہ ہو۔“

☆ (۶) واحد کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن موسیٰ سے، انہوں نے ابوہاشم جعفری سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر الثانی امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ واحد کا معنی کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”وہ کہ جس پر تمام زبانیں وحدانیت کے ساتھ یکجا ہو جائیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب بن نصر بن عبد الوہاب بن عطاء بن واصل السجری نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن ضمرۃ الشحرانی عماری نے جو کہ ہمارے ابن یا سرگئی اولاد میں سے تھے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عبید اللہ بن یحییٰ بن عبد الباقی اذنی نے اذنہ میں، انہوں نے ابو المقدم ابن شریح بن حانی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دوران ایک اعرابی امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور کہا: یا امیر المؤمنین! کیا آپ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ اس وقت لوگ، اس شخص پر حملہ آور ہوئے اور کہنے لگے: اے اعرابی! کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام دس کے

افترق (اور جنگ کی شدت) کی کس صورت حال میں جتلا ہیں؟ (یہ کونسا وقت ہے سوال کرنے کا)، اس موقع پر امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: ”سے چھوڑ دو، یقیناً جس چیز کا اعرابی نے ارادہ کیا ہے یہ وہی چیز ہے کہ جس کو میں اس قوم سے چاہ رہا ہوں؟“ (یعنی اس جنگ سے ہدف صلی یہی ہے کہ لوگ حق کے بارے میں سوال کریں)، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے اعرابی! بیشک اس قول میں کہ اللہ ایک ہے چار قسمیں ہیں ان میں سے دو قسمیں لہذا عزوجل کے سلسلے میں جائز نہیں ہیں اور دو قسمیں اس میں ثابت ہیں۔

جہاں تک تحقق ان دو قسموں کا ہے کہ جو اس کے سلسلے میں جائز نہیں ہیں (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جب کہنے والا ”ایک“ کہے اور اس کی مراد کثرتی والا ایک ہو تو یہ جائز نہیں ہے چونکہ اس کا کوئی دوسرا نہیں ہے (اور اس وجہ سے) وہ کثرتی والے ایک میں داخل نہیں ہے، کی تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے اس کو ”تین کا تیسرا“ (۱) کہنے والوں کو کافر قرار دیا ہے، اور (دوسری قسم) کہ جو جائز نہیں ہے یہ ہے کہ (کہنے والا کہے کہ وہ لوگوں میں سے ایک ہے اور مراد اس کی جنس میں سے ایک نوع ہو تو یہ جائز نہیں ہے چونکہ یہ تو پروردگار کو تشبیہ و شباہت دینا ہے اور ہمارا پروردگار اس سے بلند و اعلیٰ ہے۔

اور وہ دو قسمیں کہ جو اس کے سلسلے میں جائز ہیں (اس میں سے پہلی یہ ہے کہ) جب کہنے والا کہے کہ وہ ایسا ایک ہے کہ چیزوں میں اس کا مشابہ نہیں ہے، تو ہمارا پروردگار ایسا ہی ہے (اور دوسری قسم یہ کہ) اور کہنے والا کہے ”بیشک اللہ عزوجل احدی المعنی ہے“، یعنی وہ ایسا ایک ہے کہ نہ تو اس کو اس کے وجود میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی نقل میں اور نہ ہی ونیم میں، ہمارا عزوجل عزوجل والہا پروردگار ایسا ہی ہے۔“

(۷) ☆ صمد کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ربیع بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے اس وقت سنا کہ جب آپ صمد کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”صمد اسے کہتے ہیں کہ جس کے لئے کوئی (کھوکھلا پن اور) کمی نہ ہو۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب نے، انہوں نے علی بن محمد سے، انہوں نے بہل بن زید سے، انہوں نے محمد بن ولید اور ان کا لقب شباب الصیرفی ہے سے، انہوں نے داود بن لقمان بنغری سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ علیہ السلام کا فدیہ قرار پاؤں، صمد کی چیز ہے، امام عبد السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ سردار جس کی جانب ہر کم اور ہر زیادہ کے سلسلے میں رجوع کر کے بے نیاز ہوا جائے۔“

(۱) امام علیہ السلام کا اشارہ سورۃ مائدہ کی آیت ۳ کی طرف ہے۔ مترجم۔

۳۔ ہم سے بیان کیا ابو محمد جعفر بن علی ابن احمد الفقیہ القمی ثم الایاتی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید عبدان بن نعمان نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن یعقوب بن محمد بن یونس بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی ہریرہ نے بخندہ کے شہر میں، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو بکر محمد بن احمد بن شجاع القرمانی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو محمد انس بن احمد العصری نے مصر میں، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا اسماعیل بن عبد الجلیل برقی نے، انہوں نے، ابو نضر بن وہب بن وہب قرشی سے انہوں نے ابو عبد اللہ الصادق امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے فرمایا کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا میرے پدر بزرگوار، امام زین العابدین علیہ السلام نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار حسین بن علی علیہما السلام سے کہ آپ نے رشد فرمایا:

”صد اس چیز کو کہتے ہیں جس کے لئے کوئی (کھوکھلا پن اور) کمی نہ ہو، صد وہ ہے کہ جس کے ساتھ تمام بندگی اور مرداری انتہاء پہنچتی ہو، صد وہ ہے کہ جو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے، صد وہ ہے کہ جو سوتا نہیں ہے، اور صد وہ ہے کہ جس کے لئے نہ ناضی میں زور نہ تھوڑی حال و مستقبل میں زوال ہے۔ (یعنی وہ ثابت تھا، ہے اور رہے گا)۔

۷۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: محمد بن حنفیہ - قدس اللہ روحہ - فرمایا کرتے تھے صد وہ ہے کہ جو اپنی ذات کے ساتھ قائم ہو، دوسروں سے بے نیاز ہو، اور ان کے علاوہ دوسرے نے فرمایا ہے صد وہ ہے جو کون و فساد (۱) سے بلند و برتر ہے اور صد وہ ہے کہ جس کو تقویٰ تبدیل ہونے والی چیزوں کے ذریعے سے موصوف نہیں کیا جاسکتا۔

۸۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: صد وہ مردار ہے کہ جس کی ایسی فرماں برداری کی جاتی ہے کہ اس سے بلند و برتر کوئی نہ رہے اور منع کرنے والا نہیں ہے۔

فرمایا: علی بن حسین زین العابدین علیہما السلام سے ”صد“ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”صد وہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ اسے چیزوں کی حفاظت مشقت اور پریشانی میں ذاتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے۔“
وہب بن وہب قرشی کہتے ہیں کہ زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا ”صد وہ ہے کہ جب کسی چیز کا ردہ کرے تو کہے: ”کن فیکن“ (ہو جا، تو ہو جاتا ہے) صد وہ ہے کہ جس نے چیزوں کو خلق کرنے کی ابتدا کی (جبکہ اس کے پاس پہلے سے کوئی نمونہ نہیں تھا)، پس اس نے اس چیزوں کو ایک دوسرے سے مختلف، ہم شکل اور جوڑی بنا کر خلق فرمایا اور وہ دیکھا کہ اس نے میں ایسا مفرد ہے کہ نہ کوئی اس کے مد مقابل ہے، نہ وہ شکل رکھتا ہے اور نہ کوئی مثل اور نہ کوئی ہم نشین۔“

وہب بن وہب قرشی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ: ”فلسطین سے ایک وفد امام باقر علیہ السلام کو آئے (۱) کون یعنی سونا یعنی پروردگار اس بات سے بلند ہے کہ اس کے لئے کون کی حقت لگائی جائے کہ نہیں تھا پھر ہوا اور پھر نہیں ہوا، ورنہ اس سے مدد نہ ملے گی تبدیلی اور کیفیتوں کا وسع ہونا یعنی پروردگار کی ذات اس بات سے بلند ہے کہ اس کی حالت و کیفیت میں کوئی تبدیلی و فساد واقع ہو کہ پہلے ہی تھا پھر نہ ہوا، ورنہ اس کا

وغیرہ۔ مترجم۔

خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے چند مسائل کے متعلق سوالات کئے تو انہیں باقر علیہ السلام نے ان کو جوابات دیئے پھر ان لوگوں نے (سورۃ اخلاص میں موجود لفظ) ”الصمد“ کے بارے میں سوال کیا، تو باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”اس کی تفسیر یوں ہے کہ ”الصمد“ میں پانچ حروف ہیں، پس اس میں جو الف ہے وہ درست کرتا ہے اس کی ”انیت“ (ذات کی نشاندہی) پر، جیسا کہ اندر عز وجل کا فرمان ہے ”شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ“ (خدا گواہی دیتا ہے کہ یقیناً کوئی معبود نہیں ہے اس کے سوا۔) ﴿سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۸﴾ اور اس میں تنبیہ اور اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حواس اسے درک نہیں کر سکتے (اور وہ حواس خمسہ سے غائب ہے، نہ اسے دیکھا جاسکتا ہے، نہ سنا جاسکتا ہے، نہ چکھا جاسکتا ہے، نہ چھوا جاسکتا ہے اور نہ ہی سونگھا جاسکتا ہے)، ”الصمد“ میں ”لام“ اس کی الہیت و معبود ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ معبود وہی اللہ ہے۔

در الصمد کے ”ف“ لام“ ادغام ہو جاتے ہیں (جب ہم سورۃ اخلاص میں اللہ الصمد کو تلا کر پڑھتے ہیں) اور زبان سے ظہر نہیں ہوتے اور نہ ہی سننے میں واقع ہوتے ہیں صرف یہ دونوں لکھنے میں آتے ہیں، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس کی معبودیت اپنے صف کی وجہ سے غلی ہے اور حواس اسے درک نہیں کر سکتے اور نہ وہ کسی صفت بیان کرنے والے کی زبان پر واقع ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی سننے والے کے کان پر، چونکہ ”انہ“ کی تفسیر یہ ہے کہ وہ ایسا ہے کہ مخلوق اس کے ماہیت و کیفیت کو اپنے حواس کے ذریعے سے یا اپنے وہم و گمان کے ذریعے سے سمجھنے کے متعلق حیران و سرگرداں ہے۔ نہیں بلکہ وہی وہم و گمان کو وجود بخشے اور ہے اور وہی حواس کا خالق ہے (تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ وہم و گمان جو کہ خود مخلوق ہے اس میں خالق کی ماہیت کا وہم آسکے، اور وہ حواس جس کو حواس جس خالق نے بنایا سے وہی محسوس کرنے لگے)۔

اور الصمد کا الف۔ لام لکھنے وقت فقہ اس نے ظاہر ہوتا ہے تاکہ یہ دلیل بن جائے اس بات پر کہ اللہ سبحانہ کی ربوبیت و عظمت مخلوقات کے وجود میں آنے کے زمانہ سے بالکل واضح ہے، اور پروردگار نے طیف روحوں کو لوگوں کے کثیف اور مومن جسموں کے ساتھ مرکب کر دیا کہ جب بندہ اپنے نفس کی طرف دیکھتا ہے تو اپنی روح کو نہیں دیکھ پاتا جس طرح ”الصمد“ کے تلفظ کے وقت لام ظاہر نہیں ہوتا اور نہ تلفظ کے وقت یہ لام حواس خمسہ میں سے کسی حس میں داخل ہوتا ہے، پس جب بندہ لکھائی کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اس کے سامنے مخفی اور لطیف دونوں ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔

یہی صورت حال ہے جب بندہ پروردگار کی ماہیت اور کیفیت کے سلسلے میں غور و فکر کرتا ہے تو اس بارے میں اپنے آپ کو قاصر پاتا ہے اور حیرانی کی حالت میں رہتا ہے اور اس کی فکر کسی ایسی چیز کا احاطہ نہیں کر پاتی کہ جس کو وہ پروردگار کے سلسلے میں تصور کرے چونکہ اللہ عز وجل ہی صورتوں کا خالق ہے (تو پھر اس کی صورت کیسے ذہن میں آسکتی ہے) (ہاں مگر) جب وہ اس کی مخلوق کی طرف نگاہ کرتا ہے (تو جس طرح الصمد کا لام لکھتے وقت نظر آتا ہے اسی طرح) اس کے لئے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہی عزت و جلالت والا پروردگار ان تمام کا خالق ہے اور اسی نے ان کی روحوں کو ان کے جسموں کے ساتھ مرکب کر دیا ہے۔

جہاں تک ”الصمد“ کے صدقہ کا تعلق ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ پروردگار عز وجل صادق ہے، اس کا قول صادق ہے، اس کا

کلام صادق ہے اور اس نے اپنے بندوں کو سچائی کے ساتھ سچائی کی پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور اس نے سچائی کے ساتھ سچائی کے گھر (آخرت) کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور جہاں تک تعلق ”الصمد“ کے معنی کا ہے تو یہ اس کے ملک و سلطنت پر دلیل ہے اور یہ کہ پروردگار عز وجل ایہ برحق بادشاہ ہے کہ اس کے لئے نہ ماضی میں زوال تھا نہ حال میں اور نہ مستقبل میں ہوگا اور نہ اس کا ملک زوال پانے والا ہے۔

اور جہاں تک ”الصمد“ کے دال کا تعلق ہے کہ تو یہ دلیل ہے اس کے ملک کے دوام پر اور اس بات پر کہ پروردگار عز وجل کو دوام ہے، وہ ہونے (نہ ہونے) اور زوال سے بلند ہے بلکہ وہی عز وجل ہے کہ جس نے کائنات کو ہونے والی بنایا (جب کہ وہ پہلے نہیں تھی)، وہ وہ ہے کہ جس کے ہونے سے ہر ہونے والی چیز کا ہونا مربوط ہے۔ (کہ ہر چیز اپنے وجود کے لئے پروردگار علیٰ حق تعالیٰ ہے جبکہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے)۔ اور میں نے اس حدیث کو مکمل طور پر کتاب ”اتوحید“ میں ”قل هو اللہ احد“ کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

(۸) ☆ ائمہ علیہم السلام کے قول: ”بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ شے ہے“ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عباس بن عمر و فحی سے، انہوں نے ہشام بن حکم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے زندیق سے۔ اس وقت کہ جب اس نے سوال کیا کہ اللہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”وہ شے ہے جو چیزوں کے برخلاف، میرا مطلب اپنے قول ”شے“ سے اس کے معنی کا اثبات ہے (اعتراف وجود ہے) اور وہ شے ہے اس معنی میں کہ چیزوں کی حقیقت کے اعتبار سے ایک حقیقت رکھتا ہے نہ اس معنی میں کہ وہ جسم رکھتا ہے اور صورت رکھتا ہے۔“ (۱)

۲۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن خالد نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جس نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے سب سے بلند کیا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ ”بیشک اللہ شے ہے“ تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، (مگر) اس کو دو حدوں سے خارج کر دو: مہمل کی حد اور تشبیہ کی حد۔“ (۲)

(۱) یعنی چیز کہنے سے یہ تہ نہ نہ کہ ایک چیز ہے کہ جو جسم کی مانند جگہ کو گھیرتی ہے اور نہ اس معنی میں کہ وہ صورت و شکل رکھتا ہے کہ اسے دیکھا جاسکتا بلکہ شے اس معنی میں کہ اس کا وجود ایک حقیقت ہے۔ مترجم

(۲) یعنی اللہ کو شے کہہ جاسکتا ہے مگر اس کی وجہ سے یہ ذہن میں نہ نہ کہ اس شے کہنے کی کوئی حد بندی نہیں ہے بلکہ یہ عام اشیاء کی، نہ نہیں ہے بلکہ جب شے کہہ جائے تو مراد یہ ہو کہ وہ مہمل کی حد سے نکل کر بالکل واضح حقیقت رکھنے والی شے ہے اور اسی طرح یہ ایسی شے نہیں ہے (بقیہ گئے صفحہ پر)

☆ (۹) سبحان اللہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ہشام بن عبد الملک سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ، مجعفر صادق علیہ السلام سے ”سبحان اللہ“ کے معنی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے طربال کے غلام سلیم سے، انہوں نے ہشام الجوابی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ، مجعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”سبحان اللہ“ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس کا پاکیزہ ومنزہ ہونا۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن حمزہ شعرانی بخاری۔ جو کہ عمر بن یسر کی ولد سے ہیں۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عبید اللہ بن یحییٰ بن عبد الباقی، ذنی نے، ذنی میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن الحسن المعانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن یزید نے، انہوں نے یحییٰ بن عقبہ بن ابی العیزار سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حجار نے، انہوں نے یزید بن الاصم سے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عمر بن خطاب سے سوال کیا کہ، میرا المؤمنین ”سبحان اللہ“ کی کیا تفسیر ہے؟ انہوں نے کہا کہ بے شک اس دیوار کے پیچھے، ایک یہ شخص ہے کہ جب وہ سوا کرتا تھا تو (رسول اللہ) اُس کو خبر دیتے تھے اور جب وہ خاموش ہو جاتا تو وہ (رسول اللہ) خود سے کلام کی ابتداء فرماتے، پس وہ شخص (دہن) داخل ہو، تو وہ علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ پس اس نے کہا یا ابی الحسن! سبحان اللہ کی کیا تفسیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کی بزرگی کی تعظیم کرنا اور اس کو ان تمام باتوں سے پاک ومنزہ قرار دینا کہ جو ہر شرک کرنے والا اس کے سلسلہ میں کہتا ہے۔ پس جب کوئی بندہ سبحان اللہ کہتا ہے تو قدر فرشتے اس کے لئے رحمت طلب کرتے ہیں۔“

کے وصف بیان کئے جا سکیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن المتوکلؑ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے، انہوں نے ابن محبوب سے، انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے، تم کے پاس ”اللہ اکبر“ کہا تو آپ نے فرمایا کہ ”اللہ کس چیز سے بڑا ہے؟“ میں نے کہا ہر چیز سے۔ پس ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”تو نے سے محدود کر دیا ہے“۔ تو اس شخص نے عرض کیا پھر میں کس طرح کہوں؟۔ آپ نے فرمایا ”تداکبر“ واقعی ہے اس بات سے کہ اس کی توصیف کی جا سکے۔“

☆ (۱۲) الاول والاخر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن المتوکلؑ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی عمیر سے، انہوں نے بن اذینہ سے، انہوں نے محمد بن حکیم سے، انہوں نے میمون ابن سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ جب آپؑ سے اللہ عز و جل کے قول ”هو الاول والاخر“ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ”وہ ایسا اول ہے کہ جس سے پہلے کوئی نہیں اور نہ اس سے پہلے کسی کی ابتدا ہوئی ہے اور ایسا آخر کہ جس کی انتہا و اختتام نہیں ہے جیسا کہ مخلوقات کی صفات میں یہ چیز تصور کی جا سکتی ہے۔ لیکن خدا قدیم اول و دیرینہ وجود ہے کہ جس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور یہ آخر جو نہ کبھی زوال پذیر ہوا تھا اور نہ کبھی زوال پذیر ہوگا، بغیر کسی ابتدا و بغیر کسی انتہا کے، اس پر حوادث عارض نہیں ہوتے اور نہ ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہوتا ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے۔“

☆ (۱۳) ان الفاظ کے معنی جو قرآن مجید اور روایات میں توحید کے سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والدؑ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، انہوں نے منصور بن یونس سے، انہوں نے ابو حمزہ کے ہم نشین سے، انہوں نے ابو حمزہ سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ”کلّ نسبی هالک الا وجهه“ (اس

کی ذات کے سوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے) (سورہ قصص، آیت: ۸۸) سے کیا مراد ہے؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”پس ہر چیز ہلاک ہو جائے گی اور اس کی ذات باقی رہے گی“ بیشک اللہ عز و جل اس چیز سے بہت بلند ہے کہ اس کو ”ہجے“ کے ساتھ موصوف کیا جائے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے اس دین اور دستور کے کہ جو اس کی جانب سے عطا کیا گیا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن النوفل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن الحسین سعدی ہادی نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ربیع الوزاق سے، انہوں نے صالح بن سہل سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز و جل کے قول ”ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے“ کے سلسلہ میں روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”(چہرے سے مراد) ہم ہیں۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن احمد بن یونس المعاذی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید کوفی ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن الحسن بن فضال نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا میں نے الرضا علی بن موسیٰ علیہما السلام سے اللہ عز و جل کے قول ”کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحبوبون۔“ (یاد رکھو انہیں روز قیامت پروردگار کی رحمت سے روک دیا جائے گا) (سورہ المطففین، آیت: ۱۵) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کو کسی ایسی جگہ سے موصوف نہیں کیا جاسکتا کہ جس میں وہ حلول ہو جائے جس کے نتیجے میں وہ اپنے بندوں سے اس جگہ میں پوشیدہ ہو، بلکہ اس سے پروردگار عز و جل کی مراد یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے پروردگار کے ثواب کے متعلق حجاب و پردہ میں ہوں گے۔ اور آپ سے میں نے اللہ عز و جل کے قول ”وجاء امر ربک والملک صفاً صفاً۔“ اور تمہارے پروردگار کا حکم اور فرشتے صف در صف آجائیں گے“ (سورہ فجر، آیت: ۲۲) کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ عز و جل کو آمد و رفت (آنے جانے) سے موصوف نہیں کیا جاسکتا وہ (ایک جگہ سے دوسری جگہ) منتقل ہونے سے بہت بند ہے۔ اور اس سے فقط مراد یہ ہے کہ تیرے پروردگار کا امر و حکم اور فرشتے صف در صف آجائیں گے۔“ اور آپ سے اللہ عز و جل کے قول: ”ھل یسظرون الا ان یتھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ۔“ ”یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ بر کے سایہ کے پیچھے عذاب خدا یا ملائکہ آجائیں“ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۱۰) کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ”پروردگار فرما تا ہے کہ وہ لوگ اس بات کے انتظار میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو بادلوں کے سائے میں ان کے پاس لے آئے اور یہ آیت اسی معنی میں نازل ہوئی۔“ اور میں نے آپ سے اللہ عز و جل کے قول: ”یسخر اللہ منھم۔“ ”خدا ان کا بھی مذاق بنادے گا“ (سورہ توبہ، آیت: ۷۹) اللہ یتستھزی بہم۔“ ”خدا خود ان کو مذاق بنائے ہوئے ہے“ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۵) اور ”مکروا و مکروا اللہ“ ”انہوں نے مکاری کی تو اللہ نے بھی جوابی تدبیر کی“ (آل عمران، آیت: ۵۴) اور ”یحاد عون اللہ وھو خادعھم“ ”(منافقین) خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور خدا ان کو دھوکے میں رکھنے والا ہے“ (سورہ نساء، آیت: ۱۴۲) کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نہ مکاری اڑاتا ہے اور نہ مذاق کرتا ہے، نہ مکاری کرتا ہے“

نہ دھوکہ دیتا ہے بلکہ اللہ عزوجل ان کو بدلہ دیتا ہے۔ ایسی اڑانے کا بدلہ، مذاق کرنے کا بدلہ، مکر کرنے کا بدلہ، دھوکہ دہی کا بدلہ (جیب وہ دھوکہ کرتے ہیں ویسا ہی بدلہ ان کی طرف پلٹ دیتا ہے) اللہ بندہ والا ہے ان باتوں سے جو ظالمین کہتے ہیں۔

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن عاصم الکلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد جو کہ علان الکلبی کے نام سے معروف ہیں۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یسعی بن عبید نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علی بن محمد عسکری علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول والارض جميعاً قبضته يوم القيامة والسموات مطويات بيمينه ”جبکہ روز قیامت تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اسی کے ہاتھ میں ہوں گے“ (سورہ زمر، آیت: ۶۷) کے معنی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سرزنش ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انہوں نے کہا کہ بے شک روز قیامت تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے ہاتھ میں ہوں گے تو پروردگار نے (اس آیت کی ابتدا میں) فرمایا ”اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے“ (چونکہ انہوں نے انسانوں کی طرح پروردگار کی طرف ہاتھ کی نسبت دی) جیسا کہ (ایک دوسری جگہ پر) پروردگار عزوجل نے ارشاد فرمایا: وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله على بشر من شيء ”اور ان لوگوں نے خدا کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے جب کہ یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے“ (سورہ انعام، آیت ۹۱) پھر اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو (ان آل نسلوں) مٹھی اور ہاتھ سے منزہ و پاکیزہ فرمایا۔ سبحانہ تعالیٰ عما یشرکون ”وہ پاک و بلند ہے ان باتوں سے جو مشرکین کہتے ہیں“ (سورہ زمر آیت: ۶۷)

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن عاصم کلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد جو کہ علان کے نام سے معروف ہیں۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حامد عمر بن موسیٰ بن ابراہیم نے، انہوں نے حسین بن قاسم الرقام سے، انہوں نے قاسم بن مسلم سے، انہوں نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ہاشمی رضاعیہ سلام سے اللہ تعالیٰ کے قول: نسوا الله فانسبهم ”انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو بھلا دیا“ (سورہ توبہ آیت ۶۷) کے معنی سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نہ تو بھوت ہے نہ ہی سہو غلطی کرتا ہے۔ فقط حدوث پذیر ہونے والی مخلوق (کسی چیز کو) فراموش کر دیتی ہے اور (کسی چیز میں) سہو اور غلطی کر دیتی ہے۔ کیا تم نے پروردگار عزوجل کا قول نہیں سنا کہ پروردگار فرماتا ہے: وما كان ربك نسيا ”اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے“ (سورہ مریم، آیت: ۶۳) اور فقط قبل سزا ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، اور اس کی ملاقات کے دن کو بھلا دیا اس طرح سے کہ انہوں نے خود اپنے آپ کو بھلا دیا ہے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانسبهم انفسهم۔ اولئك هم الفاسقون ”اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جان جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے خود ان کے نفس کو بھی بھلا دیا، ورنہ سب واقعی فاسق اور بدکار ہیں“ (سورہ حشر، آیت: ۱۹)۔ ایک اور جگہ پر اللہ عزوجل نے فرمایا: فالיום نسبهم كما نسوا لقاء يومهم هذا ”آج ہم انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے آج کے دن کی

ملاقات کو بھلا دیا تھا" (سورۃ اعراف، آیت: ۵۱) یعنی ہم ان کو ترک کر دیں گے جس طرح انہوں نے اپنی آج کے دن کی ملاقات کی تیری کو ترک کر دیا تھا۔"

۶۔ ہم سے بین کیا میرے والدؑ نے، انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے عباس بن ہلال سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول اللہ نور السموات والارض "اللہ آسمانوں و زمین کا نور ہے" (سورۃ نور، آیت: ۳۵) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا "(پروردگار) ہادی ہے اہل آسمان کے لئے اور ہادی ہے اہل زمین کے لئے۔"

برقی کی روایت میں ہے۔ "خدا نے ان لوگوں کی ہدایت کر دی ہے جو آسمانوں میں ہیں اور خدا نے ان لوگوں کی (بھی) ہدایت کر دی ہے جو زمین میں ہیں۔"

۷۔ ہم سے بین کیا ابراہیم بن ہارون یحییٰ نے مدینۃ السلام میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حمد بن شجاع نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن ایوب نے، انہوں نے محمد بن غالب سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے حسن بن ایوب سے، انہوں نے حسین بن سلیمان سے، انہوں نے محمد بن مروان ذہلی سے، انہوں نے فضیل بن یزار سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ "اللہ نور السموات والارض" کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا "اللہ عزوجل ایسا ہی ہے۔" راوی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ "مثل نورہ" (نور کی نسبت جو پروردگار کی طرف دی گئی ہے) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے مجھ سے فرمایا " (اس سے مراد حضرت) محمدؐ ہیں۔" میں نے عرض کیا۔ "کمشکوۃ" (چراغ دان) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک"۔ میں نے عرض کیا۔ "فیہا مصباح"۔ (کہ اس میں چراغ ہے) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا "اس سینہ میں علم کا نور ہے یعنی نور نبوت"۔ میں نے عرض کی۔ "المصباح فی زحاجۃ" (چراغ شیشہ کی قدیل میں ہے) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا "رسول اللہ کا علم صادر ہوا ہے علیؑ کے قلب کی طرف۔"

میں نے عرض کی "کانتھا" سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم نے کیوں "کانھا" پڑھا۔ (یعنی ضمیر مؤنث کیوں پڑھی؟) میں نے عرض کی کہ میں آپؑ کا فدیہ قرار پاؤں، میں اس کو کس طرح پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا۔ "کانہ کو کب درى"۔ (قدیل ایب جگمگاتے ستارے کی مانند ہے) پڑھو۔ میں نے عرض کی کہ "یوقد من شجرة مباركة زيتونة لا شرقية ولا عربية" (جو زمینوں کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے جو نہ مشرق والا ہو نہ مغرب والا) (سورۃ نور، آیت: ۳۵) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا۔ "یہ میرا مؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں نہ یہودی مراد ہے نہ نصرانی"۔ میں نے عرض کی۔ "یکساد زیتھا یضی ولو لم تمسسه نار" (اور قریب ہے کہ اس کا روغن جھڑک اٹھے چاہے اسے آگ مس بھی نہ کرے) سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "قریب ہے کہ آل محمدؐ میں سے ایک عالم کے منہ سے علم خارج ہو قبیل اس کے کہ اس کے متعلق کوئی بات کی جائے۔" میں نے عرض کیا۔ "نور علی نور" (یہ نور ہمارے نور

ہے) سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے۔“ ()

۸۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کو فی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر نے، انہوں نے ابی عبد اللہ ابرقی سے، انہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ سے، انہوں نے ابی یوسف خزاز سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ اللہ عزوجل کے قول: یا ابلیس ما معک ان تسجد لما خلقت بیدی ”اے ابلیس تیرے لئے کیا شے مانع ہوئی کہ تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے“ (سورہ ص، آیت-۵۷) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ“ (باتھ) کلام عرب میں قوت اور نعمت کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ پروردگار نے فرمایا۔ واذکر عبدداود والایم۔ اور ہمارے بندے و دو کو یاد کریں جو باتھ والے (صاحب طقت) بھی تھے“ (سورہ ص، آیت-۷) اور پروردگار نے فرمایا والسماء بنینہا باید ”اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے“ (سورہ الذریات آیت-۴۷) یعنی اپنی قوت سے اور فرمایا وابدھم بروحہم ”اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعے تائید کی ہے“ (تجوید، ۲۲) یعنی ان کو قوی بنادیا، اور کلام عرب میں کہا جاتا ہے ”لفلان عندی ید بھضا“ تو یہاں پر ”یہ“ سے مراد نعمت ہے۔“

۹۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسن بن علی خزاز سے، انہوں نے ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے، اور ہم اپنے نبی کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے، اور ہمارے شیعوں ہمارے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔“ پھر آپ نے فرمایا ”دامن سے مراد نور ہے۔“

۱۰۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ”بے شک اللہ عزوجل کے لئے ایک خاص مخلوق ہے کہ جن کو اس نے اپنے نور سے خلق کیا ہے جو کہ رحمت ہے اس کی رحمت میں سے اس کی رحمت کی خاطر۔ پس وہ مخلوق اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہے اور اس کے سننے والے کان ہیں، اور وہ اس کی مخلوق میں اس کی اجازت سے بونے والی زبان ہے اور وہ حفت کرنے والی ہے پروردگار کی نازل کردہ قیامت عذرا، با خبر کرنے والی چیزوں اور رحمت و دلیل کی۔ پس ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ پر، یوں کو دفع کرتا ہے اور ان کے ذریعے سے نقصانات کو روکتا ہے اور انہی کی وجہ سے اللہ رحمت کو نازل فرماتا ہے اور انہی کی وجہ سے زندہ کو مردہ کرتا ہے اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور انہی کے ذریعے سے خدا اپنی مخلوق کو بلا میں مبتلا کرتا ہے اور انہی کے ذریعے سے اپنی مخلوق میں کسی مسد میں فیض کرتا ہے۔“ میں نے عرض کی میں آپ کا فدیہ قر

() یہ حدیث سورہ نور کی آیت-۳۵ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے۔ مترجم۔

پاؤں یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”احصیاء۔“

۱۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا کہ بن برہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بن ابی غیسر سے، انہوں نے عمر بن اذینہ سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر، محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول و نصیحت فیہ من روحی "اور اس میں اپنی روح پھونکوں" (سورہ حجر: آیت - ۲۹) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا "روح وہ ہے کہ جس کو اللہ نے پسند فرمایا اور اس کو چن لیا اور اس کو خلق فرمایا اور اس کی نسبت اپنی طرف دی اور اس کو تمام ارواح پر فضیلت دی پھر پروردگار نے امر فرمایا (ورچا) تو اس روح میں سے بعض حصے کو آدم میں پھونک دیا۔"

۱۲۔ مجھ سے بیان کیا ہمارے اس باب و علماء میں سے ایک سے زیادہ نے، نبیوں نے محمد بن ابی عبد اللہ کوئی سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن لکھن نے، نبیوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر نے، نبیوں نے قاسم بن حروہ سے، نبیوں نے عبد اللہ بن عطاء سے، نبیوں نے محمد بن مسلم سے، نبیوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، عبد عزوجل کے قول سے، ”اور اس میں اپنی روح میں سے پھوٹا“ کے متعلق سوا کیا کہ یہ پھوٹنے کی کیفیت کیا تھی؟ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بے شک روح ہوا کی طرح متحرک ہے۔ اور اس کا نام روح رکھا گیا چونکہ اس کا نام کو ریح (ہوا) سے نکالا گیا ہے۔ اور اس پروردگار نے روح کو نکالا ہے فقط لفظ روح سے اس نے کہ روح ریح کا ہم جنس ہے (روح اور ریح دونوں کا مصدر روح ہے) اور اس روح کی نسبت پروردگار نے اپنی ذات کی طرف دی اس نے کہ اس کو تمام ارواح پر چین یا ہے جس طرح کہ اس نے تمام گھروں میں سے ایک گھ (خانہ کعبہ) کو چنا ہے۔ پس اس نے فرمایا: ”یقینی“ (یعنی میرے گھر) اور اس نے تمام رسولوں میں سے ایک رسول کے لئے کہا۔ ”خبطی“ (میرا دوست) اور اسی طرح یہ روح بھی ہے۔

۱۳۔ ورنہ نبی سناد کے ساتھ محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن ہشام نے، انہوں نے عبدالمکریم بن عمرو سے، انہوں نے ابو عبد اللہ، محمد بن جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول - **فَإِذَا سُوِّتَ وَنُفِثَ فِيهِ مِنْ رُوحِي** ”پھر جب مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں“ (سورہ نازعات - ۲۹) کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”(میری روح سے مراد) میری قدرت ہے۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن الحسن بن احمد بن ولیدؒ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین ابن الحسن بن ابانؒ نے، انہوں نے حسین بن سعیدؒ سے، انہوں نے نصر بن سیدؒ سے، انہوں نے ابن شہنؒ سے، انہوں نے بویصرؒ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ ابو جعفر صادقؒ علیہ السلام سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ امیر المؤمنینؑ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ”میں ہدایت کرنے والا ہوں، میں ہدایت یافتہ ہوں، میں یتیموں اور مسکینوں کا باپ اور سرپرست ہوں، میں یتیموں اور مسکینوں کا سرپرست ہوں، میں تمام ضعیفوں اور تمام خائف لوگوں کی پناہ گاہ ہوں، میں تمام مؤمنین کی جنت کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوں، میں اللہ کی مظلوم رستی ہوں اور اللہ سے توسل کا محکم ترین ذریعہ ہوں۔ میں کلمہ

تقویٰ ہوں، میں عین اللہ اور اس کی سچی زبان اور یہ اللہ ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا وہ حق ہوں کہ جس کے بارے میں وہ فرماتا ہے۔ ان تقول نفس یا حسرتی علیٰ ما فرطت فی حبب اللہ ”پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے خدا کے حق میں بڑی کوتاہی کی“ (سورہ زمر۔ آیت-۵۶) اور میں اللہ کا وہ ہاتھ ہوں جو اللہ کے بندوں پر رحمت اور مغفرت کے ساتھ پھینک دیتا ہے، اور میں باب اللہ (کلہ استغفار) ہوں جس نے مجھے پہچان لیا، میرے حق کو پہچان لیا، یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچان لیا چونکہ میں اس کی زمین پر، اس کے بیٹے کا وہی اور اس کی مخلوق پر اس کی محبت ہوں، اس کا انکار نہیں کرتا ہے مگر وہ کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو رد کرنے والا ہے۔“

۱۵۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی عبد اللہ ابرقی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے اس شخص سے جس سے اس نے سنا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: و قالت الیہود ید اللہ مغلولة ”اور یہ یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں“ (سورہ مائدہ۔ آیت-۶۴) کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”ان (یہود) کی مراد یہ نہیں ہے (کہ خدا ہاتھ رکھتا ہے) بلکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا اپنے کام سے فارغ ہو گیا ہے تو اب وہ کوئی اضافہ یا کمی نہیں کر سکتا۔ پس اللہ جل جلالہ نے ان کی بات کو جھڑنے کے لئے ارشاد فرمایا: غلت ایدہم ولعنوا بما قالوا بل یدہ مبسوطةن ینفق کیف یشاء ”اصل میں، نبی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ اپنے قول کی بنا پر ملعون ہیں اور خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے“ (سورہ مائدہ۔ آیت-۶۴) کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الكتاب ”اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا برقرار رکھتا ہے کہ اصل کتاب اسی کے پاس ہے“ (سورہ رعد۔ آیت-۳۹)۔

۱۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن الحسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے محمد بن الحسن الصفار سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اشترقی سے، انہوں نے ابو الحسن امام علی رضا علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ”بل یسوداہ مبسوطةن“ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں)۔ میں نے عرض کیا اسی طرح کے دونوں ہاتھ ہیں۔ ورمیں نے اپنے ہاتھ سے اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔ تو امام نے فرمایا: ”نہیں، اگر ایسا ہوتا تو وہ مخلوق ہوتا (خدا نہ ہوتا)۔“

☆ (۱۴) اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کے معانی ☆

۱۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اور یس نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ عقیلی سے، انہوں نے مشرقی حمزہ بن ربیع سے، انہوں نے اس سے جس نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ میں ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی

خدمت میں اس وقت بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں عمرو بن عبید آیا اور اس نے اہم سے عرض کی میں آپ کا فدیہ قرار پاؤں، اللہ عزوجل کے قول: "وَمَنْ يَحْلُلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ" (جس پر میرا غضب نازل ہوا تو وہ یقیناً گمراہ (ہلاک) ہوا" (سورہ طہ آیت ۸۱) میں غضب سے کیا مراد ہے؟ ابو جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اس سے مراد عقاب و سزا ہے اے عمرو! یقیناً جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ بیشک اللہ عزوجل ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف زوال پذیر ہوتا ہے تو یقیناً اس نے خدا کے لئے حقوق کی صفت بگاڑی، پس بیشک اللہ عزوجل پر نہ تو کوئی چیز کمزوری اور تنفر کو عارض کر سکتی ہے اور نہ تو کوئی چیز اس پر قوی ہونے اور خوش ہونے (جیسی حالتوں) کو عارض کر سکتی ہے۔"

۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے سلسلے کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے قول: "فَدَمًا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا" (جب ان لوگوں نے ہم کو جھنجھلا دیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا) (سورہ زخرف: آیت ۵۵) کے بارے میں ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری طرح سے جھنجھلاہٹ کا شکار نہیں ہوتا مگر اس نے اپنی ذات کے لئے کچھ ایسے اوسیاء کو خلق فرمایا ہے کہ جو (لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے) جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتے ہیں اور (احاطت کی وجہ سے) راضی ہوتے ہیں، اس نے ان اوسیاء کو عتبت اندیش و صاحب تدبیر بنا کر خلق کیا ہے اور پروردگار نے ان کی رضا کو اپنی رضا قرار دیا ہے اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی قرار دیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ پروردگار نے ان اوسیاء کو اپنی جانب دعوت دینے والے اور اپنی طرف سے جنت و دہشت قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ اس منزلت اور مقام پر فائز کئے گئے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پروردگار کے ساتھ بھی وہی چیز متصل و مربوط ہوتی ہے جو اس کی مخلوقات سے متصل ہوتی ہے بلکہ اس کے وہی معنی ہیں جو بین کئے گئے ہیں (کہ اس سے برگزیدہ بندوں کی رضا اور ناراضگی مراد ہے) اور یقیناً پروردگار نے (حدیث قدسی میں) بھی فرمایا ہے: جس نے میرے دلی و دوست کی توہین کی تو یقیناً وہ میرے ساتھ جنگ کرنے لئے مقابلے پر آگیا اور مجھے جنگ کی دعوت دی۔ اور پروردگار نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: مَنْ يَطْعِ الرِّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ "جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔" (سورہ نساء آیت ۸۰)، اور یہ بھی فرمایا ہے: اِنَّ الْمَدِيْنِيْنَ يَبِيعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبِيعُوْنَكَ اللَّهُ "بیشک وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔" (سورہ فتح: آیت ۱۰) اور یہ اور اس قسم کی تمام باتیں اسی طرح سے ہیں کہ جس کام میں نے تمہارے سامنے تذکرہ کیا ہے، یہ صورت حال اس کے راضی ہونے، غضب ناک ہونے اور ان دونوں کے علاوہ چیزوں کے لئے ہے کہ جو ان رضا و غضب کی ہم شکل ہیں۔ اور اگر یہ جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہونا اور پریشان ہونا خود مکمل پروردگار کی طرف متصل ہو جائے کہ وہ خود ہی ان دونوں (جھنجھلاہٹ اور پریشانی) کو وجود میں لانے والے اور ان کو پیدا کرنے والا ہے تو پھر کہنے والے کے لئے ممکن ہوتا کہ وہ یوں کہتا: مکمل پروردگار کسی دن نابود اور ختم ہو جائے گا چونکہ جب اس کے اوپر پریشانی اور غصے جیسی چیزیں داخل ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات میں تغیر و تبدل داخل ہو رہی ہے، اور جب کسی ذات میں تغیر اور تبدل داخل ہو جائے تو پھر وہ فنا و نابودی سے محفوظ نہیں رہ سکتا، اور اگر ایسا ہو جائے تو مخلوق کی جانب سے خالق کی معرفت ہی نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ اس بات سے بند ہے جیسا کہ بلند ہونا چاہئے اور جیسا کہ بڑا اور بزرگ ہونا چاہئے، وہ تمام چیزوں کا خالق ہے اور اس کو کوئی محتاجی نہیں ہے اور جب اسے کوئی

تحتاجی نہیں ہے تو پھر اس کی ذات کی حد بندی کرنا اور اس کی کیفیت بیان کرنا محال ہے، پس تم اس بات کو سمجھو (اور غور و فکر کرو) ان شاء اللہ۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عباس بن عمر فقہی سے، انہوں نے ہشام بن حکم سے کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سواں کیا کہ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے راضی ہونا اور ناراض ہونا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، مگر یہ اس انداز سے نہیں ہے کہ جو اس کی مخلوق میں پایا جاتا ہے۔ مخلوق پر بیشک جب خوشی اور غضب داخل ہوتا ہے تو وہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتے ہیں چونکہ مخلوق چند ایسی اشیاء کا مرکب ہے کہ جس میں خوشی اور غصہ وغیرہ کا تغیر اپنا راستہ بنالیتا ہے، جبکہ ہمارا خالق ایسا ہے کہ اس میں ایسی چیزوں کے داخل ہونے کی کوئی راہ نہیں ہے، وہ واحد ہے، وہ ذات کے اعتبار سے بھی یکتا ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی یکتا ہے (کہ اس کی ماہیت عین ذات ہے) تو پس اس کا راضی ہونا اس کا ثواب ہے اور اس کا ناراض ہونا اس کی سزا ہے بغیر کسی ایسی دوسری چیز کے دخل انداز ہوئے جو ایک حالت کو دوسری حالت میں تبدیل کرنے اور تغیر پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے، پس بیشک یہ تو اس کی مخلوق کی صفت ہے کہ جو عاجز اور محتاج ہیں جب کہ وہ تبارک و تعالیٰ قوت و امارا اور عزت و اختیار و ارادہ ہے اسے کوئی محتاجی نہیں ہے ان چیزوں کی کہ جن کو اس نے خود خلق فرمایا ہے بلکہ ساری کی ساری خلقت اس کی محتاج ہے، اس نے صرف اور صرف چیزوں کو خلق کیا بغیر کسی ضرورت اور بغیر کسی سبب کے عدم سے وجود میں رتے ہوئے اور بغیر کسی نمونے کے آغاز کرتے ہوئے۔“

(۱۵) ☆ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت، گمراہی، توفیق اور بندوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کے معانی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ و زاق؛ محمد بن احمد بن شیبانی اور علی بن احمد بن محمد۔ رضی اللہ عنہم۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس احمد بن یحییٰ بن زکریا قنطاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جعفر بن سلیمان بصری سے، انہوں نے عبد اللہ بن فضل ہاشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام سے اللہ عزوجل کے قول: من یہدی اللہ فہو المہتد ومن یضل فلن تجد لہ ولیاً مرشداً ”وہ کہ جسے اللہ ہدایت دے دے وہی ہدایت قبول کرنے والا ہے اور وہ کہ جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو پس تم اس کے لئے کسی سرپرست، در راہنمائی کرنے والے کو نہیں پاؤ گے۔“ (سورہ کہف آیت-۱۷) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ ظالمین کو قیامت کے دن اپنے کرامت کے گھر کے بارے میں گمراہ چھوڑ دے گا اور ایمان رکھنے اور عمل صالح انجام دینے والوں کو اپنی رحمت کی جانب ہدایت فرمائے گا جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء

”اور اللہ ظالمین کو گمراہی میں چھوڑ دے گا اور اللہ جو چاہتا ہے انجیم دیتا ہے“ (سورہ ابراہیم: آیت-۲۷) اور اللہ عز وجل فرماتا ہے ”ان الدین آمنو او عملوا الصالحات یہدیہم ربہم بایمانہم تجری من تحتہم الانہار فی جنات النعیم“ ”میشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیا ان کا پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے ان کی نعمتوں والی جنتوں (کی طرف) ہدایت کرے گا کہ جن میں ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔“ (سورہ یونس: آیت-۹) راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ عز وجل کا یہ قول: وما توفیقی الا باللہ ”میری کوئی توفیق نہیں ہے سوائے پروردگار کی مدد سے“ (سورہ ہود: آیت-۸۸) اور اللہ عز وجل کا یہ قول: ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان ینخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ ”اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غلبہ پانے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو تمہارے حاکم پر چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا۔“ (سورہ آل عمران: آیت-۱۶) اس سسے میں وضاحت فرمائیے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جب بندہ اللہ عز وجل نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس کو انجام دیتا ہے تو اس کا یہ انجام دینا اللہ عز وجل کے حکم کی موافقت کرنا ہے اور اس بندے کا نام ”موفق“ (کہ جس کے حکم کو خدا کے ساتھ موافقت کی توفیق نصیب ہوئی) رکھا جاتا ہے، اور جب کوئی بندہ ارادہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے کسی چیز میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اس نافرمانی کو ترک کر دیتا ہے، تو اس بندے کا اس نافرمانی کو ترک کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جب پروردگار اس کے اور اس نافرمانی کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ڈالے اور اس کے اور اس نافرمانی کے درمیان حائل نہ ہو، تو یقیناً (اس کا مطلب یہ ہے کہ) خدا نے اس کو اس کے حل پر چھوڑ دیا ہے اور اس کی مدد نہیں کی ہے اور اس کو (نافرمانی سے بچنے کی) توفیق نہیں دی ہے۔

☆ (۱۶) لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی سمری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن زکریا بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن عمارۃ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کے معنی کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”(اس کے معنی ہیں کہ) کسی طاقت کے ہمہ لک نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (سے بچنے کے) بارے میں سوائے اللہ کی مدد سے اور کسی قوت کے ہمہ مالک نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے اطاعت کرنے پر مگر یہ کہ اللہ عز وجل کی توفیق کے سبب۔“

☆ قرآن کے سوروں میں شروع میں آنے والے "حروف مقطعات" کے معانی ☆

۱۔ ہم کو خردی ابو الحسن محمد بن ہارون زنجانی نے اس خط میں جس کو انہوں نے علی بن حمد بغدادی کے ہاتھ ہمیں بھیجی، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معاذ بن شیبہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن سہب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جویریہ نے، انہوں نے سفین بن سعید ثوری سے، انہوں نے کہا کہ میں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب عظیم السلام کی خدمت میں عرض کیا "یا ابن رسول اللہ! اللہ عز وجل کے قوس: الم، المص، الر، کھبعض، طه، طسم، یس، ص، حم، حمعسق، ق، اور ن کے کیا معنی ہیں؟" اہم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "سورہ بقرہ کے شروع میں آنے والا "الم" کے معنی ہے "انا اللہ الملک" (میں اللہ ہوں جو کہ بادشاہ ہوں) اور آل عمران کے شروع میں آنے والے "الم" کے معنی ہے "انا اللہ المعبد" (میں اللہ ہوں جو کہ بغیر استحقاق کے عطا کرنے والے ہوں) اور "المص" کے معنی ہے کہ "انا اللہ المقدر الصادق" (میں اللہ ہوں جو کہ اقتدار رکھنے والا اور صادق ہوں) اور "الر" کے معنی ہے "انا اللہ الرؤف" (میں اللہ ہوں جو کہ مہربان ہوں)، اور "المر" کے معنی ہے "انا اللہ المحیی الممیت الرزاق" (میں اللہ ہوں جو کہ زندہ کرنے والا، مارنے والا اور رزق دینے والا ہوں)، اور "کھبعض" کے معنی ہیں "انا الکافی الہادی الولی العالم الصادق الوعد" (میں کفایت کرنے والا، ہدایت کرنے والا، سرپرستی کرنے والا، علم رکھنے والا اور وعدے کا پکا ہوں)، اور "طه" نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور اس کے معنی ہیں "یا طالب الحق الہادی الیہ" (الحق کے طلب کرنے والے درحق کی جانب ہدایت کرنے والے) ہم نے قرآن کو تم پر اس سے نازل نہیں کیا کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ، "بندہ اس نے کہ تم اس کے ذریعے ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ اور "طس" کے معنی ہیں "انا الطالب السميع" (میں طلب کرنے والا، سننے والا ہوں)، اور "طسم" کے معنی ہیں "انا الطالب السميع المبدی المعبد" (میں طلب کرنے والا، سننے والا اور بغیر کسی وسیع کے خلقت کی بندہ کرنے والا ہوں) اور اس کو لوٹانے والا ہوں)، اور "یس" یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ہیں "یا ایہا السامع لموحی" والقوان الحکیم الک لمن المرسلین علی صراط مستقیم (سورہ یس) (اے وحی کے سننے والے، قرآن حکیم کی قسم یقیناً تم مرسلین میں سے ہو صراط مستقیم پر)، اور "ص" تو یہ ایک چشمہ ہے جو عرش کے نیچے بہہ رہا ہے اور یہ وہی ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کے موقع پر وضو کیا تھا، اور اس میں جبرئیل روزانہ ایک دفعہ داخل ہو کر غوطہ کھاتے ہیں پھر اس سے بہہ آتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتے ہیں، پس ان کے بالوں میں سے کوئی قطرہ نہیں گرتا مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے ایک فرشتے کو خلق فرماتا ہے جو اللہ کی تسبیح و تہلیل و تکبیر و تہمید قیامت تک کرتا رہے گا۔ اور "حم" تو اس کے معنی ہیں "الحمد المجد" (وہ جو قابلِ حمد ہے و بزرگوار ہے) اور "حمعسق" تو اس کے معنی ہیں "الحلیم المثلث العالم السميع القادر القوی" (وہ حلیم و بردبار، ثواب عطا کرنے

والا، علم رکھنے والا، سننے والا، قدرت والا اور قوت والا ہے) اور ”قی“ تو یہ ایک ایسا پہاڑ ہے کہ جس نے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اسی سے آسمان کی شادابی ہے اور اسی کے ذریعے اللہ نے زمین کو اہل زمین پر گرا دینے سے روک رکھا ہے، اور ”ن“ تو یہ ایک نہر ہے جنت میں، اللہ عزوجل نے (اس نہر سے) فرمایا: ”جم جا“ تو وہ جم گئی اور روشنائی میں منتقل ہو گئی، پھر اللہ عزوجل نے قلم سے فرمایا: ”لکھ“ تو قلم نے لوح محفوظ میں جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اسے تحریر کر دیا، تو پس روشنائی نور کی روشنائی ہے اور قلم نور کا قلم ہے اور لوح نور کی لوح ہے۔“ سفیان کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! آپ مجھے لوح، قلم اور روشنائی کے متعلق کچھ مزید بیان فرمائیے، اور مجھے تعظیم دیجئے ان چیزوں میں سے جس کی اللہ نے آپ کو تعلیم دی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن سعید! اگر تم جواب کے اہل نہ ہوتے تو میں تمہیں جواب نہ دیتا، (سنو) پس نون ایک فرشتہ ہے جو قلم تک پہنچاتا ہے جو ایک فرشتہ ہے، پھر قلم اپنے کو لوح تک پہنچاتا ہے جو ایک فرشتہ ہے، لوح اسرائیل تک پہنچاتا ہے، اسرائیل میکائیل تک پہنچاتا ہے، میکائیل جبرئیل تک پہنچاتا ہے، جبرئیل انبیاء اور رسولوں صلوات اللہ علیہم تک پہنچتے ہیں۔“ راوی کہتا ہے: پھر امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ”اٹھ جاؤ، اے سفیان! تم پر (اس سے زیادہ بیان کرنا) امن دینے والا نہیں ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی ابن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے سعدان سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”السم یہ اللہ کے اس اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں کہ جس کو قرآن میں مختلف اجزاء کی شکل میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام (ان کے اجزاء کو جوڑ کر) اس کی تالیف کر لیتے ہیں، پس جب اس کے ذریعے سے وہ دعائیں لگتے ہیں تو وہ مستجاب ہوتی ہے۔ ذلک الکتاب لا رب فیہ ہدی للمتقین“ ”یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے متقین کے لئے ہدایت ہے“ فرمایا: یہ ہمارے شیعوں کے متعلق بیان ہے، الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوة و مما رزقناہم ینفقون ”وہ لوگ کہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور ان کو جو ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے اتفاق کرتے ہیں“ (سورہ بقرہ: آیت ۳) کے سلسلے میں فرمایا: ”جو کچھ ہم نے انہیں تعلیم دی ہے ان سے باخبر ہوتے ہیں، اور جو کچھ قرآن میں سے ہم نے ان کو سکھایا ہے اس میں تابعداری کرتے ہیں۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن ربیع سے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ ایک دفعہ اخطب کے دونوں فرزند حبی اور ابو یاسر اہل نجران کے یہود کے ایک گروہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا آپ جس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا ہے اس میں ”السم“ نہیں ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”یقیناً ہے“ انہوں نے کہا: کیا یہ آپ کے پاس جبرئیل اللہ تعالیٰ کے پاس سے لیکر آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“

انہوں نے کہا: یقیناً آپ سے پہلے انبیاء مبعوث کئے گئے ہیں لیکن ہم ان میں سے کسی نبی کی مدت حکومت اور ان کی مدت کی مدت کے متعلق اس کے علاوہ کوئی بات نہیں جانتے جو آپؐ نے بیان کی ہے؟۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: پھر جی بنی اخطب اپنے ساتھیوں کے روبرو آیا اور ان سے کہا: ”الف یعنی ایک، لام یعنی تیس اور میم یعنی چالیس، تو یہ اکہتر (۷۱) سال ہو گئے تو تعجب ہے ان لوگوں کے بارے میں کہ جو ان کے دین میں داخل ہو رہے ہیں کہ جس کی سلطنت اور جس کی امت کی مدت اکہتر (۷۱) سال ہوگی!“ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو آیا اور کہا: اے محمدؐ! کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں“ اس نے کہا پیش کریں، آپؐ نے فرمایا: ”المص“ اس نے کہا: یہ تو زیادہ بھاری اور زیادہ طویل ہے، الف سے ایک، لام سے تیس، میم سے چالیس اور صد سے نوے (۹۰) تو یہ ایک سو اسی (۱۶۱) سال ہو گئے۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”ہاں“ اس نے کہا: پیش کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الر“ اس نے کہا یہ بھی بھاری اور طویل ہے، الف سے ایک، لام سے تیس، را سے دسویں۔ پھر اس نے رسول اللہؐ سے کہا: کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”ہاں“ اس نے کہا پیش کریں، آپؐ نے فرمایا: ”المز“ اس نے کہا یہ بھی بھاری اور طویل ہے، الف سے ایک، لام سے تیس، میم سے چالیس اور را سے دسویں۔ پھر اس نے آپؐ سے کہا: کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا ”ہاں“ تو ان لوگوں نے کہا: ہم پر آپ کا معاملہ غیروضع ہو گیا ہے پس ہم نہیں سمجھ پاتے کہ آپ کے سامنے کیا پیش کریں! پھر وہاں سے اٹھ گئے، پھر ابویاسر نے اپنے بھائی جئی سے کہا: کیا ہاتھ آیا تیرے؟ شاید محمدؐ کے پاس ان تمام باتوں اور اس سے زیادہ کا بھی علم جمع شدہ ہے۔

راوی کہتا ہے: پس ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے (اس بات کے بیان کے اختتام پر) ذکر فرمایا کہ یہ بیستین ان میں نازل کی گئی ہیں (کہ جن کے سنے قرآن نے کہا ہے کہ) ”منہ آیات محکمات من ام الکتاب و آخر متشابہات“ اس قرآن میں کچھ آیات محکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں اور دوسری کچھ متشابہات ہیں“ (سورہ آل عمران آیت ۷۰-۷۱)۔ فرمایا یہ آیتیں جی اور ابویاسر، اور ان کے ساتھیوں کی تاویل سے ہٹ کر دوسرے معنی میں جاری ہوتی ہیں۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم استرآبادی۔ جو کہ ابوالحسن جرجانی مفسر کے نام سے معروف ہیں۔ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سيار نے، ان دونوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین (امام عسکری علیہ السلام) سے آپؐ نے ارشاد فرمایا ”جب قریش اور یہودیوں نے قرآن کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ تو واضح جادو ہے کہ جس کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے تو (اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”السم دلك الكتاب“ یعنی اے محمدؐ! یہ وہی کتاب ہے جس کو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ انہی حروف مقہضات پر مشتمل ہیں کہ جن میں سے ”الف، لام، میم“ ہیں اور یہ حروف تمہاری اپنی زبان کے اور تمہارے اپنے حروف بجا یہ میں سے ہیں تو تم اس کی خصل لےؤ اگر تم (اپنے دعوے میں کہ یہ قرآن خدا کی جانب سے نہیں ہے) بچے ہو اور تم لوگ اس کام کے سلسلے میں تمام اپنے گواہوں کی مدد طلب کرو، پھر اللہ

تعدن نے اپنے اس قول سے کہ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یا تو امثل هذا القرآن لایا قون بمثلہ ولو کر بعض لبعض طھیراً ”تم کہہ دو، اگر تمام انسان و جنات اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے سکیں تو وہ اس کی مثل نہیں سکیں گے اگرچہ ان میں سے کچھ دوسرے کچھ کے لئے پشت پناہ و مددگار رہی (کیونکہ) ہو جائیں (سورہ اسری، آیت-۸۸)، واضح کر دیا کہ وہ دُک س بات پر قادر نہیں ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”لم“ یہ وہ قرآن ہے کہ جس کا آغاز ”الم“ سے ہو رہا ہے، ”یہ کتاب“ وہ ہے جس کے ذریعے سے میں نے تم کو موسیٰ کی وراثت انبیاء کی جو ان کے بعد آئے، خبر دی ہے، اے محمد! ان انبیاء نے بنی اسرائیل کو اس بات سے خبردار کر دیا تھا کہ عنقریب تم پر ایک ایسی کتاب عزیز نازل ہونے والی ہے کہ لایسا تیسہ الماطل میں ہیں یدیدہ ولا میں حلقہ تزیل میں حکیم حمید ”باطل نہ تو اس کے آگے بھٹک سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے، خوبیوں والے حکیم و دانایان پروردگار (کی بارگاہ) سے نازل ہوئی ہے“ (سورہ نم جہد، آیت-۳۲) کہ ”اس میں کوئی ریب و شک نہیں ہے“ اور کوئی شک نہیں ہے اس بات میں کہ یہ ن لوگوں پر ظاہر و آشکار ہے جیہ کہ ن کو اس قرآن سے ان کے نبیاء نے باخبر کر دیا تھا کہ بیشک محمد (نام کا ایک نبی آئے گا) جس کے اوپر ایک ایسی کتاب نازل ہوگی کہ جس کو باطل مان نہیں سکے گا، وہ اور اس کی امت تم جمہورتوں میں اس کی تدوین کرے گی۔

(اور یہ کتاب) مگر بتی سے نجات کے لئے ”ہدی“ ہدایت و راہنمائی ہے ”للمتقین“ ان اہل تقویٰ کے لئے کہ جو عقاب اور باتوں سے بچتے ہیں اور اپنے نفس پر سفاہت و کم فہمی کے مسطہ ہونے سے بچتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ ان باتوں کا عزم حاصل کر لیتے ہیں کہ جو ان پر واجب ہیں تو ایسا عمل انجام دیتے ہیں کہ جو ان کے حق میں ان کے پروردگار کی رضا کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

سپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں الف لفظ اللہ کے حروف میں سے ایک حرف ہے کہ پروردگار اس حرف کے ذریعے سے تمہارے قول ”اللہ“ پر راہنمائی کرتا ہے اور لام کے ذریعے تمہارے قول ”الملک المعظیم المقاہر الحلق اجمعین“ (ایک بادشاہ کہ جو عظیم ہے و اپنی تمام مخلوقات پر غلبہ رکھتا ہے) پر راہنمائی کرتا ہے، اور میم کے ذریعے سے اس بات پر کہ وہ اپنے تمام افعال میں بخیر و نیکو ہے، اور پروردگار نے اس قول کو یہودیوں پر حجت و دلیل قرار دیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو واپس پھران کے بعد دیگر انبیاء کو بنی اسرائیل کی جانب مبعوث کیا تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نبی نہیں تھا مگر یہ کہ ان سے مہذب و متعاقب کیا کہ وہ اس محمد عربی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے کہ جو ان کے کہ جن کو مکہ میں مبعوث کیا جائے گا اور وہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے، وہ ایک ایسی کتاب کے ساتھ آئیں گے کہ جن کے کچھ سورہ کا آغاز حروف مقہضات سے ہوگا، ان کی امت اس کتاب کو حفظ کرے گی اور اٹھتے، بیٹھتے، چلتے (پھرتے) اور ہر حالت میں اس کی تلاوت کرے گی، اللہ عزوجل اس کتاب کا حفظ کرنے کی امت پر اہل و آسمان بنا دے گا، اور (یہ قرآن کو حفظ کرنے والی امت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ان کے اس بھائی اور وصی علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (بھی محبت اور محبت کی رسی میں) باندھ دے گی کہ جو نبی سے ان کے ان صوم کو اخذ کرنے والے ہیں کہ جن کی انہوں نے ان کو تعمیر دی، اور وہ نبی کی مقدّر امانتوں کے امانت دار، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دشمن اور عناد رکھنے والے کو اپنی تیز دھار تلوار سے ذلیل کرنے

دے ہیں، اور ہر (اظہار بیان کے میدان میں) مجاہدہ و محاصرت کرنے والے کو واضح دلیل کے ذریعے خاموش کرتے ہیں، اللہ کے بندوں سے تنزیل قرآن کے سلسلے میں جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ چاہتے یا نہ چاہتے (دل سے یا صرف زبانی) تنزیل قرآن کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے، پھر جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ عزوجل کی رضا و رضوان کی جانب انتقال فرما گئے تو بہت سے وہ لوگ جو ظاہری طور پر ایمان لائے تھے مرتد ہو گئے اور قرآن کی تاویلات میں تحریف کی، اس کے معانی کو تبدیل کر دیا، اور اس کے معانی کو اصلی حد سے بجائے بر خلاف صورتوں میں وضع کیا، (تو میں نے پھر) اس کے بعد قرآن کی تاویل پر جنگ کی یہاں تک کہ انہیں ان لوگوں و بلاات میں لے ڈوبا، وہی انہیں جو نقصان ٹھٹھانے والا، ذلیل، دھوکا کھارہوا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا کینہ باز رہا۔

امام مکرری علیہ السلام فرماتے ہیں: ”باب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو نبوت فرمایا اور آپؐ کو مدد میں ظاہر فرمایا، پھر اس وقت مدینہ میں صرف ہجرت ربوئی اور وہابی پرستی نہ تھی بلکہ ہر فرما یا، پھر ان کی طرف کتاب نازل ہوئی اور اس کتاب سے بڑے سورہ بنی مائدہ، ”الم“ سے ”یٰٰس“ ”الم دلک الکتاب“ اور یہ وہی کتاب ہے کہ میں نے جس کی سابق انبیاء کو خبر دی تھی کہ یقیناً میں حق تعالیٰ سے تم پر نازل کروں گا، محمدؐ، ”لا ریب فیہ“ کہ یقیناً یہ ظاہر و آشکار ہے جیسا کہ ان (یہود و نصاریٰ) کو اس کی خبر ان کے خیال سے ان کی تضحیک کے پیشکندہ پر ایک مبارک کتاب نازل کی جائے گی جس کو باطل مٹائیں گے، جس کتاب کی محمدؐ اور آپؐ کی امت تلاوت کرنے کی تمام حالتوں میں، پھر یہودیوں نے اس (خبر) میں ایک جہت سے تحریف کر دی اور اس کی ایسی تاویل کی کہ ہومہ انہیں تھی، اور وہ وہ اس علم کو پانے کی کوشش میں لگ گئے (جب کہ) اللہ تعالیٰ اس امت کی زمان و مدت اقتدار کے بارے میں ان کو یقین آتا رہا، پھر ان لوگوں میں سے ایک مردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ علیہ السلام کو یہاں پر مقرر کیا، آپ علیہ السلام ان سے مخاطب ہوئے، پس ان میں سے کہنے والے نے کہا ”اگر وہ بات جو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں حق ہے تو پھر یقیناً ان کی امت کی سلطنت و اقتدار مدت و مہل جو تم جانتے ہیں کہ وہ اکہتر (۱۷) سال ہے“ ”الف“ ”ایک“ ”لام“ ”تیس“ اور ”میم“ پچیس۔

پھر علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ”تو تم لوگ“ ”مس“ کے سلسلے میں کیا بناتے ہو، جبکہ یہ بھی آپ پر نازل ہوا تھا۔ ”نبیوں نے کہا یہ ایک سو اٹھ (۱۶۱) سال ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا تو تم لوگ ”الر“ کے سلسلے میں (تعداد) کیا بناتے ہو، جبکہ یہ بھی آپ پر نازل ہوا تھا۔ ”تو نبیوں نے کہا یہ ستر (۷۰) سال ہے، یہ وہاں تیس (۲۳۱) سال۔ آیت نے فرمایا تو تم لوگ ”المسر“ کے سلسلے میں کیا بناتے ہو، آپ پر نازل ہوا تھا۔ ”تو نبیوں نے کہا یہ سو اٹھ (۱۶۱) سال ہے۔“

پس علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ”تو ان میں سے ایک تعداد ان کے لئے ہے یا تمام تعداد کا مجموعہ ان کے لئے ہے؟“ ”تو ان لوگوں نے کلام ایک دوسرے سے جدا جدا ہو گئے، ایک بعض نے کہا کہ ان میں سے ایک تعداد اور بیچھ دوسروں نے کہا ان تمام کا مجموعہ ہے کہ سات سو چونتیس (۷۳۴) سال ہے (کہ اس مدت تک امت محمدؐ کی حکومت رہے گی) اور پھر سلطنت و اقتدار کی طرف یعنی یہودیوں کی طرف پھٹا آئے گا۔

پس علی علیہ السلام نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی (نازل کردہ) کتابوں میں سے کوئی کتاب اس بارے میں کچھ کہتی ہے یا صرف تمہاری آراء ہی اس پر دلیل ہیں؟ ان میں سے کچھ نے کہا: اللہ کی کتاب اس سلسلے میں کہتی ہے: اور دوسروں نے کہا: بلکہ ہماری آراء اس پر دلالت کرتی ہیں۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: ”تم لوگ کتاب خدا سے وہ گواہی لےؤ کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کچھ کہا ہے۔“ پس وہ کتاب خدا سے کوئی دلیل لانے سے عاجز ہو گئے۔ امام علیہ السلام نے دوسرے گروہ سے کہا: ”پس تم لوگ اپنی آراء کے صحیح ہونے کے بارے میں کوئی دلیل لے کر آؤ،“ اس نے کہا: ”ہماری رائے کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ تمہل (۱) کا حساب ہے۔“

پس علی علیہ السلام نے فرمایا: ”تم جو باتیں کہتے ہو اس پر دلیل کیا ہے جب کہ ان حروف میں (یہ جو تعداد نکالی گئی ہے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم نے اس کو بغیر کسی بیان و دلیل کے نکالا ہے، تم کیا دیکھتے ہو اگر تم سے کہا جائے کہ یہ حروف امت محمدؐ کے اقتدار کی مدت نہیں بتا رہے بعد ان میں سے ہر ایک دلاست کر رہا ہے کہ اس تعداد میں تم پر لعنت ہے یا یہ کہ یہ عدد بتا رہا ہے کہ تم میں سے اور ہم میں سے ہر ایک کے لئے اس حساب کی تعداد میں درہم اور دینار ہیں یا یہ کہ شاید تم میں سے ہر ایک کے اوپر اس عدد کے مقابلہ میں بننے والے حساب کے مطابق درہم کا قرضہ ہے۔“

ان لوگوں نے کہا: ”یا ابا الحسن! آپ نے جو ذکر کیا ان میں ”الم، المص، الم، اور المور“ میں کوئی واضح دلالت نہیں ہے۔ جواب میں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تو تم نے جو باتیں ”الم، المص، الم، اور المور“ کے سلسلے میں کہیں اس پر کوئی دلالت نہیں ہے، پس اگر ہماری بات جو ہم نے کہی ہے وہ باطل ہے تو پھر تمہاری بات بھی جو تم نے کہی ہے وہ (بھی) باطل ہے۔“

پس ان کا خطیب اور بولنے والا بولا: اے علی جو بات آپ نے کہی اس پر آپ کو خوش ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے چونکہ اگر ہم آپ نے جو بات ہمارے دعوے کے برخلاف کہی ہے اور اس پر دلیل قائم کرنے میں عاجز و ناکام ہوئے ہیں تو آپ کے پاس کون سی دلیل و حجت اپنے دعوے کے سلسلے میں ہے؟ اور نہ آپ ہمیں اپنی دلیل و حجت سے عاجز کر دیتے، تو جب ہمارے پاس ہماری بات کی کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر آپ کے پاس اپنی بات کے لئے بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں (تمہارا اور ہمارا قول) مساوی نہیں ہے، بیشک ہم سخت و مضبوط معجزے کے مالک ہیں۔“ پھر آپ علیہ السلام نے یہودیوں کے اونٹوں کو آواز دی: اے اونٹو! تم لوگ محمدؐ اور اس کے وصی کے حق میں گواہی دو، پس اونٹ تیزی سے پکے اور بولے: آپ سچے ہیں، آپ سچے ہیں اے محمدؐ کے وصی! اور یہ یہودی جھوٹے ہیں۔“

علی علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ تو گواہی کی ایک قسم ہے، اے لباسِ یسود جو یہودیوں (کے بدن) پر ہے! محمدؐ اور آپ کے وصی کے حق میں گواہی دو۔“ تو تمہاں لباس بول پڑے آپ نے سچ فرمایا، آپ نے سچ فرمایا اے علی! ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک محمدؐ حقیقتاً اللہ کے رسول (۱) یہ حروف ابجد کا حساب ہے جو اکثر تاریخیں نکالنے کے لئے شاعر شعروں میں استعمال کرتے ہیں

کیا تو امیر المؤمنین نے رشاد فرمایا "کاف" (یعنی خدا) کافی ہے ہمارے شیعوں کے لئے، "ہا" اٹھادی ہے ہمارے شیعوں کے لئے، "ون" سرپرست ہے ہمارے شیعوں کے لئے، "بین" دو عالم اور جاننے والا سے ہمارے امت گذاروں کو، "صاد" وہ صادق ہے ہمارے شیعوں کے لئے، "ن" سے کئے ہوئے میں یہاں تک کہ ہمارے شیعوں تک وہ منزلت پہنچ جائے کہ جس کا پروردگار نے ان سے قرب کے باطن و گہرائی کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔"

☆ (۱۸) "استواء علی العرش" کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان یا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا عبد اللہ بن جعفر میری ہے، انہوں نے والد بن محمد سے، انہوں نے ابن بن محبوب سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا مقاتل بن سلیمان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے سنا کہ قال "الرحمن علی العرش استوی" (وہ زمین کے ہر طرف پر غالب ہے) (سورہ طہ آیت ۵) سے متعلق میں یہ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "وہ زمین پر اس طرح سے غالب ہے کہ وہی بھی پہاڑوں سے زیادہ کی چیز سے قریب نہیں ہے۔"

☆ (۱۹) عرش و کرسی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان یا احمد بن حسن قحطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا عبد الرحمن بن محمد یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زیاد عمری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا علی بن حاتم مرقی نے، انہوں نے مفصل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرش و کرسی کے بارے میں سنا کہ یہ یا یحییٰ بن محمد بن ابی اسامہ نے ارشاد فرمایا "عرش کا ایک معنی قہر و سلطان ہے اور کرسی اس کا ظرف ہے (اگر جس میں یہ کرسی چیزیں موجود ہیں) اور عرش سے مراد ہے کرسی کے عرش سے مراد وہ علم ہے کہ جس پر اللہ نے اپنے انبیاء، اپنے رسولوں اور انبیاء کو مطلع کیا ہے، اور کرسی سے مراد وہ علم ہے کہ جس پر اللہ نے اپنے انبیاء، اپنے رسولوں اور انبیاء کو مطلع کیا ہے۔"

۲۔ ہم سے بیان یا میرے والد سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان یا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قہر بن محمد سے، انہوں نے سلیمان بن داود مرقی سے، انہوں نے شخص بن عیاض سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا

عز و جن کے قول "وسع كرسيه السموات والارض" اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر وسعت رکھتی ہے" (سورہ بقرہ آیت - ۲۵۵) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا " (اس سے مراد) اس کا ضم ہے۔"

☆ (۲۰) لوح و قلم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد سبئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم و خبری ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن ابی مریم غلی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زید حرزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حاتم مغیری نے، انہوں نے ابراہیم رخفی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے سنا اور قلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "یہ دونوں فرشتے ہیں۔"

☆ (۲۱) ان میزانون کا مطلب جس کے ذریعے بندوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد سبئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم و خبری ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن ابی مریم غلی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زید حرزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حاتم مغیری نے، انہوں نے احمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ محمد جعفر صادق علیہ السلام سے سنا اور ان کے قول "وسع المواریث القسط لیوم القیامة فلا نظلم نفس نفسا" ہم عدل سے میزوں کو قیامت میں رکھیں گے کہ جس کی نفس پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔" (سورہ نبیاء آیت - ۴۶) سے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "وہ میز ان عدل نبیاء اور اوصیاء علیہم السلام ہیں۔"

☆ (۲۲) صراط کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد سبئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم و خبری ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن ابی مریم غلی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زید حرزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے

بیان کیا مئی بن حاتم منقری نے، انہوں نے مفصل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے شرط کے متعلق سول کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا 'وہ اللہ عزوجل کی معرفت کی جانب راہ دہا ہے، اور یہ دوسرا اور راستے میں، ایک شرط دنیا میں اور ایک صراط آخرت میں، جہاں تک تحقق س صراط کا ہے جو کہ دنیا میں ہے تو وہ صراط ایسا امام ہے کہ جس کی طاعت کو فرض کیا گیا ہے، جس شخص نے دنیا میں اس امام کی معرفت حاصل کر لی اور اس کی ہدایت کی پیروی کی وہ اس صراط سے گزر جائے گا جو آخرت میں جہنم کے اوپر پل کی صورت میں ہے، اور جس نے دنیا میں امام کی معرفت حاصل نہیں کی تو آخرت میں صراط کے سسے میں اس کے قدم لڑکھڑ جائیں گے جس کے نتیجے میں وہ جہنم کی آگ میں جا گرے گا۔'

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن علی بن صلت نے، انہوں نے عبد بن صلت سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا، انہوں نے سید اللہ ابن ابی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا 'صراط مستقیم امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔'

۳۔ ہم سے بیان کیا احمد بن علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے میرے جد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے قول: "اهدنا الصراط المستقیم" (سورہ حمد) کے سسے میں نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا 'یہ صراط مستقیم امیر المؤمنین علیہ السلام ورنہ کی معرفت ہے، ورنہ بات پر دلیل کہ یہ صراط مستقیم امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ "واندھی ام الکتاب سبیل لعلی حکیم" (یشک وہ (قرآن) لوح محفوظ میں ہمارے پاس بندہ رتبہ اور براز صلت ہے' (سورہ زخرف آیت ۴) اور یہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں کہ جو لوح محفوظ میں ہیں، اللہ عزوجل کے اس قول میں "اهدنا الصراط المستقیم"۔

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم، سمرقادی مفسر نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یحییٰ نے، ان دونوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن ائین بن علی بن ابی طالب عیہم السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے سعدی کے قول: "اهدنا الصراط المستقیم" کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: "(اس سے معنی ہیں کہ) تو اپنی اس توفیق کو ہمارے لئے نگہ رکھ جس کی وجہ سے ہم نے گزشتہ دنوں میں تیری اطاعت کی تھی یہاں تک کہ ہم تیری کسی طرف سے مستقبل کی اپنی عمروں میں بھی اطاعت کریں۔ و صراط مستقیم دوسرا ہیں ایک صراط دنیا میں اور ایک صراط آخرت میں۔ وہ صراط مستقیم جو دنیا میں ہے یہ وہ ہے کہ جس سے انسان غلو و حد سے تجاوز کی وجہ سے اس سے نیچے آجاتا ہے اور (طاعت میں) تقصیر کو کوتاہی کی وجہ سے اوپر ہو جاتا ہے (یعنی دونوں صورتوں میں صراط پر نہیں ٹھہرتا کبھی نیچے تو کبھی اوپر ہو جاتا ہے) اور وہ شخص کہ جو (صراط پر) مستقیم ہوتا ہے وہ باطل میں سے کسی چیز کی جانب مائل نہیں ہوتا۔ البتہ وہ دوسرا راستہ اور صراط تو پس یہ جنت کی جانب ان مؤمنین کا راستہ ہے کہ جو مستقیم ہے کہ مؤمنین جنت کے والد

(جہنم کی) آگ کی جانب مائل نہیں ہوتے اور نہ ہی سخت کے سوا (جہنم کی) آگ کے علاوہ کسی اور جانب (مائل ہوتے ہیں)۔

امام عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام نے اللہ عزوجل کے قول ”اهدنا الصراط المستقیم“ کے سلسلے میں فرمایا ”(اس کے معنی ہیں کہ) کہنے والا کہتا ہے کہ پروردگار تو ہمیں صراط مستقیم کی [جانب] راہنمائی فرما، تو ہمیں اس زمی راستے کی جانب راہنمائی فرما کہ جو تیری محبت کی جانب پہنچانے والا ہے، جو تیرے دین کی [جانب] تبلیغ کرنے والا ہے، جو ہمیں ہلاکت تک پہنچانے والی خواہشات کی پیروی سے اور ہلاک کر دینے والی اپنی آراء و خیالات کو اخذ کرنے سے منع کرنے والا ہے۔“

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ”جینک جو شخص اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اپنی رائے پر خوش ہو جاتا ہے یہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے کہ جس کے لئے میں نے سنا تھا کہ سادہ لوح افراد اس کو بوجہ جانتے ہیں اور وہ بے وقوف بن جاتے ہیں، میں نے پسند کیا کہ اس سے ملاقات اس طرح سے کروں کہ وہ مجھے نہ پہچانتا ہو، تاکہ میں اس کے قدر و مقام پر نگاہ کر سکوں، اتفاق سے ایک دن میں نے اس کو اس مقام پر دیکھا کہ سادہ لوح عوام میں سے بہت سارے لوگ اس کے ارد گرد بیٹھے تھے، میں وہاں ایک اجنبی شخص کی مانند چہرہ چھپا کر رہا، اس کی جانب اور ان لوگوں کی جانب نگاہ کرنے لگا، پس لوگ اس کے ساتھ مسلسل رفت و آیت ہوئے تھے اس قدر نہیں تھا اور وہ کچھ بچی باتوں سے اذیت تک بے وقوف بن جاتا رہا، پھر عوام اپنے کاموں کے سلسلے میں اس سے جدا ہو کر اور میں اس کے پیچھے چپکے چپکے چلتا رہا۔ جب وہ ایک نابالی کی کان سے گذرنا تو اس وقت دکاندار غفلت میں تھا اور اس نے دور دریاں چرائیں، مجھے اس کے اس فعل سے تعجب ہوا اور پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ شاید معاملہ ہو چکا ہوگا (کہ پہلے قیمت دے دی، وہ اسے روٹی سے جا رہا ہے)، پھر وہ ایک انداز فرشتے یاں سے گذرنا تو میں نے کہا کہ جب تک کہ انداز فرشت غفلت میں مبتلا نہ ہو۔ جب وہ غافل ہو تو اس نے وہ اندروں کی چوڑی کر لی، مجھے اس کے اس فعل سے تعجب ہوا اور پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ شاید معاملہ ہو چکا ہو اور پھر میں نے (اپنے آپ سے) کہا کہ اس کو اس وقت چوڑی کرنے کی ضرورت و حاجت ہے؟

میں نے اس کا پیچھا جاری رکھا یہاں تک کہ وہ ایک مریض کے پاس سے گذرنا تو اس کے سامنے اس نے دور واری اور دوان رکھ دیے اور چل پڑا، میں نے اس کا پیچھا جاری رکھا یہاں تک کہ وہ حصر کے حصے میں پہنچ گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اے بندے اللہ! میں نے یقیناً تیرے بارے میں سنا تھا اور میں تیری ملاقات کا خواہشمند تھا اور میں نے تجھ سے ملاقات کرنی مگر میں نے تجھ میں ایسی بات دیکھی کہ جس نے میرے دل کو پریشان کر دیا! میں تجھ سے اس چیز کے متعلق سوال کرتا ہوں تاکہ میرے دل کی پریشانی دور ہو جائے، اس نے کہا وہ پاسو دل ہے، میں نے کہا میں نے دیکھا کہ تو ایک نابالی کے پاس سے گذرنا تو وہاں سے دور واری چوڑی کر لئے! امام علیہ السلام فرماتے ہیں اس نے مجھ سے کہا ہر چیز سے پہلے یہ تائید کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ایک مرد ہوں، اس نے کہا آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ایک مرد ہوں، اس نے کہا آپ کا شہر کونسا ہے؟ میں نے کہا مدینہ، اس نے کہا شاید

آپ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صدقات اللہ علیہم ہوں، میں نے کہا، یقیناً، اس نے مجھ سے کہا تمہارے لئے تمہارا حسب و نسب کی شرافت کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی جب کہ تم سب بات سے علم ہو کہ مجھے کیا شرف حاصل ہے اور تمہارے جد اور والد کے علم نے تم کو ترک کر دیا ہے، گر یہ نہ ہوتا تو تم اس کام کا انکار نہ کرتے کہ جن پر اس کے کرنے والے کی تعریف و مدح کرنا ضروری ہے؟ میں نے کہا، کیا ہے؟ اس نے کہا قرآن، اللہ کی کتاب! میں نے کہا: میں اس سے جاہل نہیں ہوں۔ اس نے کہا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسُّنَةِ فَلَا يَحْزَىٰ لِامْتَالِهَا** ”جو شخص ایک نیکی لائے گا تو اس کے لئے اسی کی مثل دس نیکیاں ہیں اور جو شخص ایک برائی لائے گا تو اس کا بدلہ نہیں دیا جائے گا سوائے اسی کے مثل کے۔“ (سورہ نعام آیت-۱۶۰)، تو جب میں نے روٹی چوری کی تو دو برائیاں نبرداری اور جب میں نے دو نار چوری کئے تو یہ بھی دو برائیاں ہوئیں اور اس طرح کل چار برائیاں انجام دیں ہیں جب ان میں سے ہر ایک کو جو میرے پاس تھا اس کے ذریعے سے صدق کیا تو چار چیزوں کی وجہ چالیس نیکیاں ہوئیں، پس چالیس میں سے چار برائیاں تم ہوئیں تو پھر میں چھتیس (۳۶) نیکیوں کا مالک بن گیا۔ میں نے کہا، ”تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اتنا تو اللہ کی کتاب سے جاہل ہے، کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے **اِمَّا يَنْتَقِلُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** ”اللہ فقط متقین سے قبول کرتا ہے“ (سورہ مادہ آیت-۲۷)، تو جب تو نے دو برائیوں کی چوری کی تو یہ دو برائیاں تھیں، پھر جب تو نے دو ان کی چوری کی تو یہ بھی دو برائیاں تھیں، اور جب تو نے ان دونوں کو ان کے اصلی مالک کے ساتھ دوسرے کو بغیر ان کے مالک کی اجازت کے دے دیا تو تو نے فقط یہ کام کیا ہے کہ چار برائیوں میں مزید چار کا اضافہ کر دیا ہے، تو نے چالیس نیکیوں کو چار برائیوں سے حاصل نہیں کیا ہے۔ پس وہ مجھے دیکھتا رہ گیا اور میں وہاں سے وہیں پھرتا گیا اور اس کو (اسے حال پر) پھوڑ دیا۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اسی طرح کی قبیح و ناپسندیدہ تاویلات کے ذریعے سے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور ان طرح کی تاویل معاویہ نے کی تھی جب عمار بن یاسر (جنک صفین) میں قتل کر دیے گئے تو بہت سے لوگوں کے دل متزلزل ہو گئے اور لوگ کہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، عمار تمہیں باغیوں کا کروہ قتل کرے گا۔ اس موقع پر عمرو (بن عاص) معاویہ کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین! لوگ حیران میں مبتلا ہیں اور مضطرب ہو گئے ہیں، اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا، عمار کو قتل کر دیا گیا ہے، معاویہ نے کہا، عمار کو قتل کر دیا گیا، تو کیا ہوا؟ اس نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ عمار اتم کو باغی کروہ قتل کرے گا، تو معاویہ نے اس سے کہا، تمہاری بات میں دم نہیں ہے (دلیس غلط ہے) یا ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ اس کو تو فقط علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے کہ جب اس کو انہوں نے تیروں و نیزوں کے درمیان بھیج دیا! جب یہ بات علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اس کا مطلب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے کہ جنہوں نے حمزہ کو قتل کیا جب آپ نے ان کو مشرکوں کے نیزوں کے درمیان بھیج دیا تھا۔“

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ”خوش بنی ہے ان لوگوں کے لئے کہ (جو اس بات کے مصداق ہیں کہ) جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس علم کا بار ہر اس خلیفہ عادل (امام معصوم) سے (مربوط) ہے کہ جو غلو کرنے والوں کی تحریف کی نفی کرتے

کے درجے نعت نازل کی ہے اور یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ عزوجل (جن کے سلسلے میں) فرماتا ہے: "ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين اجمع الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقاً" اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جو ان کے ساتھ ہوں گے کہ جن پر اللہ نے نعت نازل کی ہے (جو) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہداء میں سے اور صالحین میں سے ہیں اور یہ لوگ رفاقت کے اعتبار سے کتنے اچھے ہیں۔ (سورہ نساء آیت ۶۹) "اسی طرح کی روایت عبیدہ میر لکھنوی عیدہ الصلاۃ والسلام سے بھی منقول ہے، راوی کہتا ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "ان لوگوں پر مال و رحمت ہونے کی نعمتیں نازل نہیں کی گئی ہیں اگرچہ یہ تمام چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی ظاہر و آشکار نعمتیں ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ نعمتیں پانے والے کبھی کفار اور فسق بھی ہوتے ہیں، تو پس تم کو اس بات کا شوق نہیں دلایا گیا ہے کہ تم دعا مانگو کہ خدا تم کو ان (مال اور رحمت ہونے والے کفار اور فاسقوں) کے رستوں کی جانب رہنمائی کرے، تم کو فقط اس دعا کا حکم کیا گیا ہے کہ تمہاری راہنمائی ہو ان لوگوں کے راستے کی جانب کہ جن پر نعمت نازل کی گئی ہے اللہ پر ایمان، اس کے رسول کی تصدیق کے ذریعے، محمدؐ اور ان کی ظاہر و پاکیزہ آل اور ان کے پسندیدہ اور انتخاب شدہ اصحاب کی وایت اور دوستی کے ذریعے، اس نیک تہذیب کے ذریعے کہ جس کی مدد سے اللہ کے بندوں کے شر سے سمدستی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کے دشمنوں کے گناہ و کفر میں اضافے سے بچاتا ہے، کہ ان کو دھوکہ نہ دو اور ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ تاکہ اس کے مقابلے میں تم کو یہ دیگر مومنین کو تکلیف نہ پہنچے، (اور نعمت نازل کی گئی) اپنے مومن بھائیوں کے حقوق کی معرفت کے ذریعے سے، بیشک کوئی بھی بندہ خدا یا کبیر خدا جو کہ محمدؐ آل محمد علیہم السلام کو دوست رکھے والا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے والا نہیں ہے مگر یہ کہ انہوں نے اللہ کے عذاب سے (بچنے کے لئے) ایک مضبوط قلعہ اور ایک مضبوط بچاؤ کو حاصل کر لیا ہے۔ جو بھی بندہ یا کبیر اللہ کے بندوں کے ساتھ نرمی کرے تو پس یہ بہترین نرمی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ (کبھی بھی) باطل میں داخل نہیں ہوگا اور اس کی وجہ سے وہ (کبھی بھی) حق سے خارج نہیں ہوگا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے سانس میں کو تسبیح قرءدے گا، اس کے عمل کو پاکیزہ بنادے گا اور اس کو ہمارے پوشیدہ رازوں پر بصیرت عطا فرمائے گا، ان کا ہمارے دشمنوں سے سنی جانے والی باتوں پر سنے والے غصے پر صبر سے کام لینا اور برداشت کرنا راہ خدا میں اپنے خون میں غوطہ زن ہونے کا ثواب رکھتا ہے۔ اور کوئی بھی بندہ ایسا نہیں ہے کہ جس نے اپنے آپ کو اپنے بھائیوں کے حقوق کی بجا آوری میں لگا دیا ہے کہ ان کے حقوق کو اپنی کوشش سے واپس کرتا ہے در ممکنہ حد تک عھ کرتا ہے اور ان کو ان کے غم و درد گزر سے راضی کرتا ہے اور ان کی لغزشوں کی جتنی کوتاہی کرتا ہے اور ان کو ان کے حق میں بخش دیتا ہے مگر یہ کہ (جب بندے نے یہ اوصاف پیدا کر لئے تو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن (روز قیامت) فرمائے گا: اے میرے بندے! تو نے اپنے بھائیوں کے حقوق کی بجا آوری کی اور تو نے ان چیزوں کی جتنی نہیں کی جو تیرے حق میں ان پر تھی، تو میں اس سے بڑی و جواد و کریم کرنے والا اور بندہ ہوں اس کی مثل کہ جو تو نے فیاضی اور کرم کو انجام دیا ہے پس بیشک آج کے دن میں تجھے [اس حق کے طرف پہنچا دوں گا] جس کا میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تجھے اپنے وسیع فضل سے مزید بھی دوں گا اور میں تیری میرے بعض حقوق کے سلسلے میں کی ہوئی تقصیر کی جتنی نہیں کروں گا۔"

دور کر دے اور تمہارے گناہوں کو تمہارے حق میں معاف فرما دے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے، یقیناً وہ یہ کریم بادشاہ ہے کہ جو صواب فضل عظیم ہے کہ یقیناً اس نے ہم گروہ مسلمین کو اس کی خدمت میں داخل ہونے کی اور اپنے سامنے کھڑے ہونے کی اجازت دی ہے۔ اور دوسری دفعہ ”حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ“ یعنی (مؤذن کہتا ہے کہ) تم لوگ کھڑے ہو جاؤ اپنے پروردگار اللہ کی مناجات کے لئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجتوں کو پیش کرنے کے لئے، اور اس کی جانب وسیلہ بناؤ اس کے ساتھ کے کلام و گفتگو کو اور ذکر، قنوت، رکوع، سجود، خضوع اور خشوع میں کثرت دکھو اور اس کی جانب اپنی حاجتوں کو بلند کرو کہ یقیناً اس نے ہمیں اس سلسلے میں اجازت دی ہے۔

اور جہاں تک تعلق اس کے قول ”حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ“ کا ہے تو یہیں وہ (مؤذن) کہتا ہے۔ ایسی بقا کی طرف صبر ہو چاؤ کہ جس کے ساتھ فتنہ نہیں ہے اور ایسی نجات کی طرف کہ جس کے ساتھ ہلاکت نہیں ہے اور تم لوگ بلند ہو ایسی حیات کی طرف کہ جس کے ساتھ موت نہیں ہے اور ایسی نعمت کی طرف کہ جس کے لئے اختتام نہیں ہے اور ایسے ملک کی طرف کہ جس کے ساتھ زوال نہیں ہے اور ایسی خوشی کی طرف کہ جس کے ساتھ غم نہیں ہے، اور ایسی انیسیت کی طرف کہ جس کے ساتھ وحشت نہیں ہے اور ایسی روشنی کی طرف کہ جس کے ساتھ تاریکی نہیں ہے اور ایسی وسعت کی طرف کہ جس کے ساتھ تنگی نہیں ہے اور ایسی خوش بختی کی طرف کہ جس کے لئے درمیان میں منقطع ہونا نہیں ہے اور ایسی بے نیازی کی طرف کہ جس کے ساتھ فاقہ نہیں ہے اور ایسی صحت کی طرف کہ جس کے ساتھ بیماری نہیں ہے (اور ایسی عزت کی طرف کہ جس کے ساتھ ذلت نہیں ہے) اور ایسی قوت کی طرف کہ جس کے ساتھ کمزوری نہیں ہے اور ایسی کرامت کی طرف کہ جس کے برابر کوئی کرامت نہیں ہے تم لوگ جدی کرو دنیا اور آخرت کی خوشی کی جانب اور آخرت اور دنیا کی نجات کی جانب۔ اور جب دوسری دفعہ ”حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ“ (مؤذن کہتا ہے تو گویا) بیشک وہ کہتا ہے تم لوگ ایک دوسرے کے اوپر سہقت کرو اس چیز کی طرف کہ جس کی جانب میں تم کو صواب بار ماہوں، بڑی و برکت زیادہ کرامت کی طرف، عظیم احسان کی طرف، بلند مرتبہ نعمتوں کی طرف، عظیم کامیابی کی طرف و ابدی نعمت کی طرف کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں پسندیدہ مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں (مقرب) ہوں گے۔ جہاں تک تعلق مؤذن کے قول ”اللہ اکبر“ کا ہے تو (گویا) وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے اعلیٰ اور بزرگ و برتر ہے کہ اس مخلوق میں سے کوئی بھی ان باتوں کا علم حاصل کر سکے کہ جو اس کے پاس اپنے اس بندے کے لئے کرامت و اچھائی ہے کہ جو اس کے حکم کو مانا ہے، اس کی اطاعت کرتا ہے، اس کے حکم کی اطاعت کرتا ہے، اس کے وعدہ و وعید (جزا و سزا) کی معرفت رکھتا ہے، اس کی طرف ورس کے ذکر کی طرف متوجہ رہتا ہے، اس سے محبت رکھتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہے، اس کی جانب (اس کے خزانہ میں جو کچھ ہے اس) سے اطمینان رکھتا ہے، اس پر بھروسہ رکھتا ہے، اس سے خوف رکھتا ہے، اس سے امید رکھتا ہے، اس کی جانب مشتاق ہے، اس کے حکم میں اس کی موافقت کرتا ہے اور اس کے حکم کو بجالاتا ہے اور اس پر راضی رہتا ہے۔

اور دوسرا ”اللہ اکبر“ (جب مؤذن کہتا ہے تو گویا) وہ کہتا ہے: اللہ اکبر اور اعلیٰ اور بزرگ و برتر ہے اس بات سے کہ کوئی بھی اس کی کرامت کی انتہاء کو جان سکے کہ جو اس کی اپنے دوستوں کے لئے ہے اور اس کی اس سزا کی انتہاء کو جان سکے کہ جو اس کی اپنے دشمنوں کے

حصے کو حاصل کرو، مثنیٰ جماعت کو۔ (اور) جب زندہ کہتا ہے ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ تو گویا وہ کہتا ہے ۔ (نماز کے حدود وغیرہ) حرام، حلال ہو گئے۔ اور جب وہ کہتے ہیں کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو گویا وہ کہتا ہے ساقی آسمان، ساتویں زمینوں، پہاڑوں اور سمندروں کی امانت تمہاری گردن پر ہے اب چاہو تو اس کو قبول کرتے ہوئے سامنے آؤ اور پناہ تو پیچھے دکھا کر روگردانی کرو۔

۳۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبداللہ وراق وعلی بن محمد بن حسن قزوینی نے کہ جو ابن مقبرہ کے نام سے معروف ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ عبد بن عبداللہ بن ابی خلف اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ عباس بن سعید الاذرفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ ابو نصر نے، انہوں نے یحییٰ بن مہر بن نے، انہوں نے ابن بن عبد الوہاب سے، انہوں نے محمد بن مروان سے، انہوں نے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا "لیا تم جانتے ہو کہ" حسی علی حصر العسل "کی یہ تفسیر ہے" میں نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا "وہ (مؤمن) تم کو نیلی کی طرف دعوت دیتا ہے، لیا تم جانتے ہو کہ وہ (مؤمن) دعا ہے" میں نے عرض کیا نہیں، امام علیہ السلام نے فرمایا "وہ تم کو دعوت دیتا ہے فلولہ امام اللہ علیہ السلام کی اور علیہ السلام سے دعا ہے نیلی کی طرف۔"

۴۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ و ق اور علی بن محمد بن حسن قزوینی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان یہ عبد بن عبد
نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن سعید ازرق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان ایسا ابو نصر نے، انہوں نے بیان کیا ابن مہریر
نے، انہوں نے بیان کیا ابن بن ذیاب نے، انہوں نے بیان کیا علی بن حمزہ نے، انہوں نے بیان کیا ابن ابی شیبہ نے، انہوں نے بیان کیا
انہوں نے محمد بن خلف نے کہ: جب ان کے سامنے اذان کے متعلق تذکرہ دیا یا تو آپ نے فرمایا ”جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معرانے
واقع پر) آسمانوں کی جانب نہیں تھے اور اپنے آسمان کے قریب پہنچنے والے تھے اس وقت ساتویں آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا کہ بولیں
”پہلے بھی میں ہی نازل نہیں ہوا“ اس نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ پس اس وقت جبریل جلالت نے رتہ درجہ میں بیٹھ گئے۔ پھر اس
فرشتہ نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ (میں وہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے واللہ) تو توحید وصلی نے ارشاد فرمایا میں ایسا ہی
ہوں، کوئی معبود نہیں ہے سوائے میرے۔ پھر فرشتہ نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ (میں لوگوں کو دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں)۔
اللہ جل جلالہ نے فرمایا میرے بندے اور میرے امین میں میری مخلوقات پر، میں نے ان کا انتخاب ایسا کیا کہ اپنے بندوں پر اپنی رسالات
سند میں۔ پھر فرشتہ نے کہا ”حسیٰ علی الصلاۃ“۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا میں نے اس نماز کو اپنے بندے پر فرض فرمایا ہے اور میں نے
اس کو اپنے حق میں (ان کے اوپر قرض کی مانند) ایک ذمہ داری کے طور پر قرار دیا ہے۔ پھر فرشتہ نے کہا ”حسیٰ علی الصلاح“۔ اللہ جل
جلالہ نے فرمایا فاتح و کامیابی ہے اس کے لئے جو نماز کی جانب چل پڑے اور میری رضا کے حصول کے لئے اس پر کاربند رہے۔ پھر فرشتہ نے کہا
”حسیٰ علی حب العمل“۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا میرے نزدیک یہ نماز سب سے افضل عمل ہے اور سب سے زیادہ پاکیزہ عمل ہے۔ یہ
فرشتہ نے کہا قد قامت الصلاة یس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور اہل آسمان کی دعوت کی، پس کسی دوسرے نبی صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کا شرف و منزلت اپنے کمال کو پہنچی۔

☆ (۲۳) حروف تہجی کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا محمد بن بکر ان نقاش نے کوفی میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن علی بن فضال نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے کہ (آپ نے فرمایا) "یکلی چیز کہ جس کو اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کو لکھنے (پڑھنے) سے آگاہ کرنے کے لئے خلق فرمایا وہ حروف تہجی تھے، بیشک جب وحی شخص کسی کے سامنے ان حروف کو پیش کرتا تھا تو غصہ و سرگرمی تھا کہ پتہ باتیں وہ نسخ اور سبق انداز سے نہیں بول پار یا تو انہوں نے اس سلسلے میں فیصد کیا کہ وہ سب سے پہلے حروف تہجی کو پیش کرتے جا میں اور حروف تہجی کی مشق مقدار کا وہ حق تلف نہ کرے اس مقدمہ میں دانت الہیہ۔ اور (ما مرضیہ اسلام فرماتے ہیں) یقیناً مجھ سے بیان کیا میرے پدر بر روار نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد امجد سے، انہوں نے میرے مومنین علیہ صلوۃ السلام سے کہ آپ نے "الف، با، تا، ث" سے بعد میں رشتہ فرمایا کہ "الف" سے آراء ابدہ (اللہ کی نعمتیں)، "با" سے ہجت (اللہ کی خوش ور، چھائی)، "تا" یعنی امر دین تمام و کمال ہوگا قائم آل محمد کے ذریعے۔ "ث" سے مومنین کا ثواب اپنے نیک اعمال پر۔

”ج، ح، خ“۔ ”نیم“ سے اللہ کا جمال، ”دور اللہ کا جلال، ”ح“ سے اللہ تعالیٰ کا تمام کرداروں پر تسلیم و بردباری اور ”خ“۔ اللہ عزوجل کے نزدیک نافرمانوں کی فضول و ہلاکت۔

’ذوال‘ ذال سے اللہ کا دین اور ذال سے ذی الجلال (صاحب جلال پروردگار) ہے۔

”راہ“ کے رُکوف اور رُیم ہے اور ”را“ کے قیامت کے دن سے لڑکوں کی نشاندہی کی ہے۔

”کس بش“ ”مین“ سے نہ واللہ (اللہ تعالیٰ کی باندگی و برتری) اور ”تبین“ یعنی (شاہد) اللہ جو چاہتا پیا ہے وہ یہ سنا ہے اور جس کا ارادہ کرنا چاہے اس کا ارادہ کر سکتا ہے اور وہ لوگ (اہل بیت علیہم السلام) تو پتھر پیا بہت نبی نہیں طریقہ کہ مدد پیا ہے۔

”س، ن،“۔ ”نسا“ سے لے صدق و سچائی پر ادا کرتا ہے جو س نے لوگوں کو ایل سراط براہِ امانت اور خاموش و خفیہ کا مابین دینے کے لئے انتھار گاہ میں قید کرنے کے مابین کی ہے۔ ”نسا“ سے نسا اور آلِ محمد کے منافقین کی منکرات و مہربانی کی طرف اشارہ ہے۔

”ط، ظ،“۔ ”طا“ سے مؤمنین کے لئے طوبی (جنت میں درخت) خوش ختی اور بہترین تمام اور ”ظا“ کا اشارہ ہے کہ مؤمنین اللہ تعالیٰ کے بارے میں چھٹی کانٹن و ممان رکھتے ہیں جبکہ کافرین اللہ تعالیٰ کے متعلق براہِ امانت رکھتے ہیں۔

”ع، غ“ - ”عین“ عالم سے ہے اور ”غین“ غنی سے۔

”ف،ق“۔ ”قاء“ فخر و کشادگی ہے کشادگی لے دو اوزوں سے اور فوج و گروہ سے (جسم کی) سک لی اتنا ہی میں سے۔ اور

رسول بندگی و آلہ دستم نے حق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا اس کا جواب دواور (اے کرتے ہوئے فرمایا) پروردگار اس کی موافقت فرما اور اس کو مضبوط بنا۔

پس مولیٰ کے کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حروف میں سے کوئی بھی یہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کے ناموں میں سے کوئی نام ہے۔ پھر فرمایا جس تک ”الف“ کا تعلق تو نہیں (اس سے مراد وہ) اللہ ہے کہ وہ الہیت سے کوئی معبود نہیں ہے ہوائے اس کے اللہ عیشہ زندہ رہے اور ہمیشہ قائم رہے۔ اور جب تک تعلق ”باء“ کا ہے وہ باقی رہنے والا ہے اس کی مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد (بھی) اور جہاں تک ”تا“ کا تعلق ہے تو وہ اسباب کے اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور جہاں تک ”ثاء“ کا تعلق ہے تو وہ ثابت و دائم ہے (بیشک ثابت رکھنے والا اور ہونے والا) کہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کے ساتھ جویاں رہے گا اور وہ ثابت قدم رہتا ہے۔ اور جہاں تک ”یم“ کا تعلق ہے تو یہ اس کی شانِ جلال و بلند ہے اور اس سے اللہ متدین ہیں اور جہاں تک ”ن“ کا تعلق ہے تو اس سے حق (یعنی زندہ) اور علیم ہے اور جہاں تک تعلق ”نا“ کا ہے تو نبی ہے کہ وہ بندوں کے اعمال کی خبر رکھتا ہے اور ان کی ترقی و مست کے دن کا دیان و جزا دینے والا ہے اور ”ذال“ سے ذوالجلال والا کرام ہے۔

اور جہاں تک تعلق "ر" کا ہے تو وہ اپنے بندوں پر رومقہ و مہربانی ہے۔ اور "ز" (توفیق) کیوں نہ رہے، اور "سین" کیوں نہ رہے، جس نے دل اور دیکھنے والا ہے، اور جہاں تک تعلق "شین" کا ہے تو وہ شاکر ہے کہ اپنے مومن بندوں کے شکر و تقویٰ کرتا ہے۔ اور "ص" کا ہے تو وہ اپنے وعدے و وعید میں صادق اور پکا ہے، اور "ض" تو وہ نہ رہا پیچنے اور نفع دینے (کی قدرت) والا ہے۔

جہاں تک "ع" کا تعلق ہے تو وہ صمدی پاک ہے اور سلمی پاک کرنے والا ہے، اور انھوں نے تو وہ صمدی پاک ہے اور سلمی پاک کرنے والا ہے، اور انھوں نے تو وہ صمدی پاک ہے اور سلمی پاک کرنے والا ہے۔

اور جہاں تک وہ "حافظی" ہے، وہ ان کے اور (بھروسے) "حقیقی حقائق اور حقائق" سے ہے۔ "حافظی" تو وہ اپنی تمام حقائق پر
 قادر ہے، اور "حافظی" تو وہ یہ حقائق سے کہ وہ ہم پر اپنی حقیقتیں سے اور ان کے (جو) دنیا سے اور ان کے دنیا سے
 اور جہاں تک "م" "حافظی" ہے تو وہ اپنے بندوں سے اور میں طیف ہے اور "حافظی" تو وہ (اصل) ہے اور "حافظی" تو
 "سماں وزمین کا نور اس کے عرش کے نور سے ہے۔

اور جہاں تک تعلق "واو" کا ہے تو پس وہ واحد ہے، جب نیاز ہے، اس نے "ئی" (ی) جناب اور نہ اسے جتنا کیا ہے۔ اور "ہا" تو وہ
پہلی مخلوقات سے ہے ہادی اور ہدایت کرنے والا ہے اور "الف" (ا) تو پس لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ۔ (یہ وہی "ہا" نہیں
سوئے اللہ وہ کہیں ہے اور اس کے تعلق "ئی" کا ہے تو یہ اللہ (اللہ ہا) تبارک و تعالیٰ ہے۔) یہی
مخلوقات پر پھیلنا ہوا ہے۔

عورت اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو لے جا، یقیناً یہ تعلیم یافتہ ہے اس کو حصول سلم کی کوئی حقیاج نہیں ہے۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن حمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صدقہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب اور احمد بن حسن بن علی بن فضال نے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے حسن بن یزید سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلم نے، انہوں نے اصبح بن نہتہ سے، انہوں نے کہا کہ میرا مومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ عثمان بن عفان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "ابجد" کی تفسیر کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم لوگ 'ابجد' کی تفسیر کو سیکھو کہ بیشک اس میں تمام کتابت موجود ہیں، فسوس ہے کہ اس علم کے لئے کہ جو اس کی تفسیر سے جا مل ہے۔" عرض کیا یا رسول اللہ "الحمد" کی کیا تفسیر ہے؟

سپ نے ارشاد فرمایا "جہاں تک 'اف' کا تعلق ہے تو یہ اللہ کی آقا اور نعمتیں ہیں، اس کے ناموں میں سے ایک حرف ہے اور جہاں تک 'ب' کا تعلق ہے تو یہ اللہ کی بھجوت اور خوشی سے اور جہاں تک تعلق 'جیم' کا ہے تو یہ اللہ کی جنت اور اللہ کے جس کی طرف اشارہ ہے، اور جہاں تک تعلق 'د' کا ہے تو یہ اللہ کا دین ہے۔

اور جہاں تک تعلق 'ھو' کا ہے تو 'ھ' سے مراد 'ھویہ' (دوزخ) ہے، پس افسوس ہے اس کے لئے جو اس تک کا مشتاق ہے اور اس میں جھونک دیا جائے گا، اور 'و' 'وہ' (جہنم کی) آگ والوں کے لئے دلیل و افسوس ہے، اور 'ز' 'زہ' تو یہ جہنم کے زہیہ اور وشن طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہیں، اس چیز سے کہ جو زواویں اور کوشش میں ہیں جتنی جہنم کے (چروں) زہیوں میں۔

اور جہاں تک تعلق 'طی' کا ہے تو 'ط' یہ شب قدر میں مغفرت طلب کرنے والوں کی خطاوں کا دھواں بنا اور ختم ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں کہ جن کے ساتھ جبریل فرشتوں کے ساتھ طلوع فجر تک مارل ہوتے ہیں۔ اور 'ھ' 'تویہ' 'طوسی' 'لہم و حسن ماب' (طوبی کا درخت) 'طس' ہے، و مبین سے اور کتنا اچھا انجام ہے، ان کوں کا، یہ وہ درخت ہے کہ جس کو اللہ عز و جل نے اکایا ہے اور اس میں اپنی رون میں سے چھوٹا ہے و درخت اس کی شاخیں جنت کے پھیلنے والے اطراف میں، لیکہ ستے ہوئے زیورات اور زیورات کے پاس اس کے سر سے ہوتے ہیں کہ اہل جنت کے منہ تک اس کے میوے پہنچتے ہیں۔ اور 'یا' 'اس سے مراد کاہد (پتھر و قوت) ہے کہ جو اس کی خلق پر نیکیاں ہوتی اور پہلی ہوتی ہے۔ وہ پاک و پاکیزہ و رہند ہے نہ ہاتھ سے کہ جو شک کرنے والے جتے ہیں۔

اور جہاں تک تعلق 'کلمن' کا ہے تو 'یس' 'کاف' اللہ کے کلام کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے کلمات کے لئے کوئی تبدیلی نہیں ہے اور تم اس کے علاوہ کسی سے بھی جائے پناہ بھی نہیں یاؤ۔ اور 'لام' 'تویہ اہل جنت کا پس میں ایک دوسرے کی صداقت اور ادب و سلامتی لانے کے لئے منع ہونے اور اہل جہنم کا آپس میں ایک دوسرے کو ممت کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اور 'میم' 'تویہ اللہ سے اللہ کے صحت کی طرف کے جوڑ مل ہونے والے نہیں ہے ورنہ کے ایسے دو سر کی طرف کہ جس کو فتنہ نہیں ہے۔ اور 'نون' 'تویہ اشارہ ہے نون اور قلم اور

سے محمد آپ نے سچ فرمایا۔

☆ (۲۶) انبیاء، رسولوں اور دوسروں کے ناموں کے معانی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ہوا ہے کہ سیدنا محمدؐ نے اپنی شان کے ساتھ سب سے بلند کرتے ہوئے متصل کرتے ہوئے (بغیر راویوں کے ساتھ) ذکر کئے سب سے کوہام علیہ السلام سے متصل فرمایا کہ یقیناً میں نے کتاب "علل الشرائع والاحکام" میں اس کو مختلف ابواب میں ذکر کیا ہے [اور] اور وہاں میں نے مرتب کیا تھا جس میں تھا کہ:

"ہم کے معنی ہیں کہ خدا نے ان کو ابراہیم ارض (پہلی زمین) سے خلق کیا ہے۔ اور ابراہیم پہلی زمین پر ہے جو "معنی" ان "وہی" سے خلق کیا گیا ہے اور وہ "ارض" میں ہیں۔ "وہی" میں بتا دینے والا اور "ارض" پر جانے والا ہے۔ "معنی" ہے کہ وہ عورتیں مردوں کے سے نسبت رکھنے والی ہیں اور "عورت" کا معنی ہے اس "مرد" سے "خلق" کیا گیا ہے اور اس کے معنی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حکام اور احکام کی مانند ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ "معنی" ہے۔ وہ اپنے نفس کے سلسلے میں نوحہ کیا کرتے تھے اور پانچ سو سال تک مرید زاری کی اور اپنے آپ کو اس مراد سے کہ جس میں ان کو صرف قسمی رہائی بخشی: ان کے زمانے میں آنے والے طوفان کا مصیبت بن پانی ہر چیز کے اوپر چھایا (پہنچانے پر) میں اللہ تعالیٰ سے ہے۔

خود کے معنی ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ تھے اس چیز کی جانب کہ جس سے ہمارے میں ان کی قوم مراد تھی اور ان کو ہدایت دینا یہ تھا کہ ان کی گمراہی سے ان کو ہدایت کی طرف لے آئیں۔

"ارتعاقیم" کے معنی (وہ ہوتے) جس سے مراد یہ ہے کہ ان کے قوم کا ہونا یہ تھا کہ یہ ایسی قوم تھی جو عذاب سے بڑی ہوئی تھی اور ان کو یہاں (عذاب وغیرہ) سے قہر و پاداش تھی یہ کہ اس مردمانی قہر و پاداش سے بڑی ہوئے اور اس سے بڑی اور وہ ہیں اس "ارتعاقیم" نے قوم عاد کے قصور و معاصات، قلعوں، شہروں اور شیعوں اور قلعوں میں ان کے شہر اور ان کے قلعوں سے سب زبانت اور آنے کی صورت ہو گئے کہ جن کو ہوا ازالے لگئی۔

اور "ذات حم" (کہہ قوم عاد کو کہا جاتا تھا) کا مطلب یہ ہے کہ قوم عاد پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھروں سے ٹکروں کو کاٹتی تھے اور ان کو ستون کی مانند بناتی تھی یہ ستون کہ جو پہاڑ کی مانند بننے سے اب تک ہوتا تھا پھر وہ ان ستونوں کو نقل کرتے تھے اور جہاں چاہتے تھے وہیں نصب کر دیتے تھے (اسے قوی اور مضبوط تھے) اور پھر ان ستونوں اور پہاڑوں سے وہ اپنے قصور تعمیر کرتے تھے، اس وجہ سے ان کو "ذات حم" کہا گیا۔

ابراہیم کے معنی ہیں ہم و غم میں مبتلا ہونے اور پھر بڑے اور نوحی پانی اور ذوالقرنین کے معنی ہیں کہ انہوں نے ایک مدت تک اپنی قوم کو

اللہ عز وجل کی طرف دعوت دی تو ان کی قوم نے ان کے سر کے داہنے حصے کی طرف مارا تو وہ ان سے ایک مدت تک کے سنے غائب ہو گئے اور پھر واپس ان کی طرف آئے تو ان کی قوم نے پھر ان کے سر کے بائیں حصے کی طرف ضرب لگائی۔

صحاب رس کے معنی یہ ہے کہ ان سب کو ایک نہر کی طرف نسبت دی گئی ہے کہ جس کو رس کہا جاتا تھا اور جو مشرق کے شہروں میں سے تھا اور یقیناً یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیشک رس ایک کنواں تھا، اور وہاں کے باشندوں نے سلیمان بن داؤد علیہا السلام کے بعد اپنے نبی کو زندہ دفن کر دیا تھا۔ (ورژندہ دفن کرنے اور دھندلے کو بھی رس کہتے ہیں) اور یہ نوک صنوبر کے درخت کی پرستش کرتے تھے کہ جس کو ”شاہ درخت“ کہا جاتا تھا کہ جس کو یافث بن نوح نے اگایا تھا اور پھر نوح کے طوفان کے بعد پیدا ہو گیا تھا اور اس تہر کی عورتیں مردوں کے بجائے عورتوں کے ساتھ مشغول ہوتی تھیں کہ جس کے نیچے میں اللہ عز وجل نے ان کو شدید سرش تیز ہوا کے ذریعے سے عذاب کیا اور پروردگار نے زمین کو اس کے نیچے سے کندھک کے پتھر کی مانند اتار دیا اور اللہ سبحانہ نے ان کے اوپر ان کے لڑکھوؤں کو سیاہ سیاہ بنا دیا کہ پھر وہ ایک ایک انکاروں کا ایک قہر بن کر ان پر کروران بدن اس طرح پھیلے جس طرح آک میں تانبا پگھل جاتا ہے۔

اور یعقوب کے معنی یہ ہیں کہ وہ اور (ان کے بھائی) عیسیٰ جزواں پیدا ہوئے، پہلے عیسیٰ پیدا ہوئے پھر یعقوب پیدا ہوئے تو وہ اپنے بھائی کے عقب میں پیدا ہوئے (اس وجہ سے یعقوب کہے گئے)۔

اور اسرائیل کے معنی ہیں اللہ کا بندہ چونکہ اسرائیل بندے کو کہتے ہیں اور ایل یعنی اللہ عز وجل، اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ”اسر“ یعنی قوت اور ایل یعنی اللہ عز وجل۔ اور اسی طرح جبرئیل کے معنی ہیں اللہ کی قوت، اور یہی صورت ہے براس نام کی جس کے آخر میں ”یل“ ہو اور اس سے پہلے عبید، عبید ہو، اور ”ایل“ سے مراد اللہ عز وجل ہے، اور ان طرح جبریل کے معنی ہیں عبید، اور عبید کیل کے معنی ہے عبید اللہ اور ان طرح اسرائیل کے معنی ہیں عبید اللہ، اور یوسف کے معنی ”آصف یوسف“ سے اخذ کیا گیا کہ جس کے معنی ہیں ”غضب، غضب“ (یعنی) کہ ان پر ان سے بھائی غضب، ناک ہو۔ ”جیسا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ: ”فَلَمَّا اسْفُوسَا اسْفُوسَا مِثْمَ“ (پس جب ہم پر غضب ناک ہو، تو ہم نے ان سے انتقام لیا) (سورہ زخرف آیت ۵۵) (کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آصف کا لفظ غضب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے)، یوسف کا نام پر نے ان وجہ یہ ہے کہ ان پر ان سے بھائی ان کی فنیات، کثیر غضب ناک ہوئے۔

موسیٰ کے معنی ہیں کہ ان کو آل فرعون و درویشوں، پانی اور درخت کے درمیان تلاش کر رہے تھے جبہ و تابوت میں تھے، اور قبطیوں کی زبان سے یہ لفظ پانی و درخت سے اخذ کیا گیا ہے، ان کو موسیٰ کہا جاتا ہے چونکہ پانی کو ”مو“ اور درخت کو ”سی“ (زبان قبطی میں کہا جاتا ہے) پس انہوں نے موسیٰ کا نام اسی وجہ سے موسیٰ رکھ دیا۔

اور خضر کے معنی ہیں کہ وہ بھی بھی سوچی گزری پر نہیں بیٹھتے تھے اور نہ ہی ویران زمین پر جب تک کہ اس کو (مجاز سے) سبز نہ بنا دیتے (اور سبز کو عربی میں خضر، کہتے ہیں جس سے یہ نام نکلا) جب کہ ان کا نام تیا بن مکان بن عابر بن رفشد بن سام بن نوح علیہ السلام

یا زین

”حواریین“ کے معنی ہیں وہ لوگ اپنے نفوس کو خالص بناتے تھے اور دوسروں کو بھی نصیحت اور تذکرے کے ذریعے تیار کیا۔
 کے میل پھیل سے خالص کرتے تھے اور وہ لوگ دھوبی تھے اور یہ نام ان کے لئے نکالا گیا خیر حوار (سفید روٹی) تھے۔

اور نو، ابراہیم، موسیٰ اور محمد علیہم السلام ان اعز ناموں کو لکھا گیا چونکہ یہ سب صاحب غم و صاحب شریعت ہیں، ایک معنی بھی روایت کیا گیا ہے کہ اولیٰ اعز یعنی یہ لوگ خداوندی سلوات اللہ علیہم کے سلسلے میں ان سے لئے گئے عہد پر اقرار کے ساتھ ہمہ گیر و لئے تھے۔

(۲۷) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کے ناموں کے معانی ☆

ابراہیم سے بیان کیا اور حسن محمد بن علی بن ثناء نے مراد انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد ابن جعفر بن احمد بن محمد سے آمد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن سخت نے، انہوں نے کہا کہ میں نے احمد بن اسود و زاق نے، انہوں نے کہا کہ ابوبکر بن سلیمان سے، انہوں نے ابو خثری سے، انہوں نے محمد بن حمید سے، انہوں نے محمد بن طلحہ سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں آدم سے لوگوں میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں، ابراہیم سے لوگوں میں مجھ سے خفقت اور اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں، اللہ نے اپنے عرش کے لئے مجھے دس ناموں سے موسوم کیا ہے۔ اللہ نے میری صفت بیان کی ہے اور میرے بارے میں ہر اس رسول کو زبانی بشارت دی ہے کہ جس کی قوم کی جانب مبعوث یا آیا۔ اس نے میرا نام رکھا اور میرے نام کو توریت میں نثر یا وراہل توریت اور اہل انجیل کے درمیان میرے ذکر کو آشکار فرمایا، مجھے اپنے کلام کی تعلیم دی اور اپنے آمان میں بلند پایا اور میرے لئے اپنے ناموں میں سے ایک نام کو نکالا تو اس نے مجھے سے موسوم کیا جبکہ وہ مجھ سے دور مجھے میری امت کے بہترین زمانے میں بھیجا، اور میرے نام و توریت میں ”احمد“ قرار دیا اور توحید کی وجہ سے میری امت کے رسول کو اسے پر حرام کر دیا، اور اس نے انجیل میں مجھے ”ادم“ سے موسوم کیا پس میں آسمان میں نمود ہوں اور میری امت کو ”ادم“ قرار دے گا، اور اس نے زبور میں میرا نام ”مان“ قرار دیا۔ اللہ عز و جل نے میرے ذریعے سے زمین سے ہر ن پر نش کو نمودار کر دیا، اور پروردگار نے قرآن میں میرا نام محمد قرار دیا کہ میں نمود ہوں تمام اہل قیامت کے لئے فیصلے کے زمانے میں کہ میرے علاوہ کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ پروردگار نے مجھے قیامت میں ”حاشر“ سے موسوم کیا ہے کہ لوگوں کا حشر میرے قدم پر ہوگا اور میرا نام ”موقوف“ رکھا ہے کہ میں لوگوں کو اللہ جل جلالہ کے سامنے ٹھہراؤں گا، میرا نام ”عاقب“ رکھا ہے کہ میں نبیوں کے عقب و بعد میں آئے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے، اور پروردگار نے مجھے رسول رحمت، رسول توبہ اور جنگ کرنے والوں کو ہمیشہ کی شکست دے

والا قرار دیا ہے، (میراثام) ”مفقہ“ ہے کہ میں تمام گرد و انبیاء پر فوقیت و فضیلت رکھتا ہوں اور میں ”تیم (بے عیب)، کامل اور جامع ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور میرے حق میں فرمایا ہے: اے محمد! تم پر اللہ کی صلوات ہو، یقیناً میں نے ہر رسول کو ن کی پنی ہم زبان امت کی طرف بھیجا ہے اور میں نے تجھے اپنی مخلوق میں سے ہر سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا ہے اور میں نے تیری اس رعب کے ذریعے سے مدد کی ہے کہ جس کے ذریعے سے کسی کی میں نے مدد نہیں کی، اور میں نے تیرے لئے غنیمت کو حلال قرار دیا ہے جبکہ تجھ سے پہلے کسی کے لئے غنیمت کو حلال قرار نہیں دیا تھا اور میں نے تیرے لئے اور تیری امت کے لئے عرش کے خزانوں میں سے خزانہ (جو کہ) فاتحہ الکتب (سورۃ الحمد) اور سورۃ بقرہ کا آخری حصہ (ہے) عطا کیا ہے، اور میں نے تیرے لئے اور تیری امت کے لئے پوری کی پوری زمین کو مجتہدہ گاہ و رستہ کی پاک کرنے والی (چیز) قرار دیا ہے اور میں نے تجھے اور تیری امت کو تکبیر سطا کی ہے اور میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے پیغام دیا ہے کہ تیری امت میں سے کوئی بھی میرا ذکر اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر نہ کرے۔ تو سعادت مندی ہے تیرے لئے اے محمد! اور تیری امت کے لئے۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابو الحسن علی بن حسین رقی سے، انہوں نے عبد اللہ بن جلد سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے حسن بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے بہاد و اجداد سے، انہوں نے اپنے جد بزرگوار حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے کہ آپ نے فرمایا: یہودیوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کافی علمی سوالات کئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ کس وجہ سے آپؐ محمد، احمد، ابوالقاسم، بشیر، نذیر، وروای کے اسماء سے موسوم قرار پائے ہیں؟ اس کے اس سوال کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جہاں تک محمد کا تعلق ہے تو بیشک میں زمین میں قابل حمد ہوں اور احمد تو بیشک میں آسمان میں قابل حمد ہوں، اور ابوالقاسم تو بیشک اللہ عز و جل قیامت کے دن (جہنم کی) آگ کے حصوں کو تقسیم کرے گا تو اولین اور آخرین میں سے جس شخص نے میرا انکار کیا وہ (جہنم کی) آگ میں ہوگا ورجست کے حصوں کو تقسیم کرے گا تو جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری نبوت کا اقرار کیا تو وہ جنت میں ہوگا، اور جہاں تک تعلق ”دائی“ کا ہے تو بیشک میں لوگوں کو اپنے رب عز و جل کے دین کی طرف دعوت دینے والا ہوں، اور ”نذیر“ تو بیشک میں اپنی نافرمانی کرنے والوں کو (جہنم کی) آگ سے ڈراتا ہوں اور ”بشیر“ (اس وجہ سے کہ) بیشک میں اپنی اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن برائیم بن اسحاق طالقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یوسف بن سعید کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن علی بن فضال نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے الرضا ابو الحسن امام علی بن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کس وجہ سے قرار پائی؟ تو امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”سب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ”قاسم“ تھا اسی نام سے آپ کی کنیت قرار پائی“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا فرزند رسول کیا آپ مجھے کچھ زیادہ بیان کرنے کا اہل پاتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

و آہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور علی اس امت کے باپ ہیں۔ میں نے عرض کیا یقیناً، آپ علیہ السلام نے فرمایا ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پوری امت کے باپ ہیں اور علی علیہ السلام امت میں رسول کی منزلت رکھتے ہیں۔“ میں نے عرض کیا یقیناً، امام علیہ السلام نے فرمایا ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ بیشک بنی جنت اور جہنم کے قسم (تقسیم کرنے والے) ہیں؟“ میں نے عرض کیا یقیناً۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”قرآن کو ابو قحتم (قحتم کے باپ) کہا جاتا ہے چونکہ آپ جنت و جہنم کے قسم کے باپ ہیں۔“

میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا، اس کا کیا مصعب ہے؟ آپ نے فرمایا ”بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت دیکھ رہی ہے جیسی باپ کی شفقت اپنی اور، دہر ہوتی ہے اور نبی کی امت میں سب سے افضل علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور آپ کے بعد علی علیہ السلام کی امت پر شفقت آپ جیسی ہی رہی چونکہ علی علیہ السلام آپ کے وصی، خلیفہ اور ان کے بعد امام ہیں۔“ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میں اور علی اس امت کے باپ ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پھر فرمایا جو شخص (مرجوعے اور) قرضہ یا تلف شدہ مال کی ذمہ داری چھوڑ جائے تو وہ مجھ پر ہے، اور میری جانب ہے (سہ ماہی و مقدور و تنہا پہنچاؤں) اور جو کوئی (مرجوعے اور) مال چھوڑ جائے تو وہ ان کے وارثوں کے لئے ہے، امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں) تو اس طرح آپ ان کے سسے میں ان کے باپ اور اس سے بہتر ہو گئے (کہ جو ذمہ داری مال باپ بھی نہیں اٹھاتے ہیں آپ نے اٹھائی) اور آپ ان کے اپنے نفوس سے بھی ان پر ولی ہو گئے، اور اسی طرح امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے بعد اس طریقے کو اسی انداز سے جاری فرمایا جس انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمایا تھا۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطنان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطنان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن مہدی سے، انہوں نے سمان بن مہر بن سے، انہوں نے عباہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ان عباس سے لحد عز و جن کے قول ”الہم یحدک یتیماً فاوی“ (کیا خدا نے تم کو یتیم یا کر اپنی پڑھ میں نہ لے لیا) (سورہ صحنی، آیت ۷۷) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا فقط اس وجہ سے آپ کو یتیم سے موسوم کیا گیا چونکہ زمین پر اولین اور آخرین میں کوئی بھی آپ کا نظیر نہیں ہے تو اللہ عز و جن نے اس نعمت کو اتکار کرنے کے لئے فرمایا کہ ”یَا تَمِّمُ کَوِیْتِمُ نہ پایا، یعنی ایسا اکیلے کہ تمہارا کوئی مثل و نظیر نہیں ہے“ تو خدا نے پڑھ دی تمہاری جانب لوگوں کو، اور لوگوں کو تمہاری فضیلت کی ایسی پہچان کر دادی کہ انہوں نے تمہیں پہچان لیا۔ اور جب ”و وَجَدَکَ ضَالًّا“ (خدا نے تم کو گمشدہ پایا) کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یہ سب آپ کی قوم کی طرف ہے کہ جب قوم کو گمراہ و گمشدہ پایا تو خدا نے لوگوں کو آپ کی معرفت کے سسے میں ہدایت و رہنمائی فرمائی۔ اور جب ”و وَجَدَکَ غَافِلًا“ (اور خدا نے تم کو تنگدست پایا) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا آپ اپنی قوم کے نزدیک فقیر و تنگدست (سمجھے جاتے) تھے تو انہوں نے کہا کہ تمہاری ملکیت میں تو کوئی مال نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا، پھر اپنے فضل سے اس میں اور اضافہ کیا کہ آپ کی دعا کو مستجاب قرار دیا یہاں تک

کہ آپ کسی پتھر پر دعا کرتے کہ پروردگار اس کو سونے قرار دے تو آپؐ مرد کو پا پیتے اور خدا نے آپؐ کو یہی جگہ سے کہ جہاں سونے کا کوئی امکان نہ ہو خدا اعطاف فرمائی اور یہی جگہ سے پانی عطا فرمایا جہاں پانی ہونے کا کوئی امکان نہ تھا اور آپؐ کی فرشتوں کے ذریعے سے ایسی جگہ پر مدد فرمائی کہ جہاں کوئی مددگار نہیں پایا جاتا کہ خدا نے آپؐ کو ان فرشتوں کی مدد سے اپنے دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائی۔

۵۔ ہم سے یہاں کیا حمزہ بن محمد سہمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بولعباس احمد بن محمد کوئی ہے، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضل سے، انہوں نے اپنے بھائی احمد سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن مروان سے، انہوں نے بن ابی عمیر سے، انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے، انہوں نے بولعبد بن ہمام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”بیشک اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم بنایا تاکہ آپ کے اوپر کسی کی بھی اطاعت لازم نہ قرار پائے۔“

۶۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے چنان کی سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے حمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے جعفر بن محمد سونی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن عیسیٰ الرضا، مرقی بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن فرزند محمد بن یونس بن علی اللہ عیہ ذہ و سلم کو "امی" سے موسوم کیا گیا؟ آپ عابدہ السلام نے فرمایا "وہ اس سے ہیں یہ کہتے ہیں" میں نے عرض کیا وہ خیل کرتے ہیں کہ "امی" نام رکھے جانے کی وجہ یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ امام عیہ عام نے فرمایا "وہ اب جھوٹے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہو، وہ یہ کہتے ہیں عبد اللہ عز و نزل، بی محام کتاب میں رشاد فرماتا ہے "فہو الذی بعث فی الامم رسولاً منہم یتلو اعینہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ" (پروردگار وہ ہے کہ جس نے قیوں میں نبیوں میں سے رسول بعث کیا کہ جو ان پر اس کی آیت کی تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور سنت کی تعلیم دیتا ہے۔) (۱) وہ یہ کہ آیت (۲) تو ایسے کوئی شخص کسی کو تعلیم دے سکتا ہے کہ جس کو خود نہ آتا ہو، قسم بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجتہد (۳) یہ فرمایا تہتر (۴)۔ زبانیں بڑھ سکتے تھے اور سمجھ سکتے تھے، آپ کو انی فقہ اس وجہ سے کہا یا چونکہ آپ اہل مدینہ تھے وہاں بہت تاترقی (کہ جن مقامات سے آبادی کی ابتدا ہوئی) میں سے ہے۔ اور یہ اندازہ سخن کے قول کے مطابق ہے۔ "لسدر ام القری و من حولہا" (تا کہ تم قرآن القری اور کے اطراف و اوسل کو ذرا) (سورۃ انعام ۹۲)

(۲۸) ☆ محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ائمہ علیہم السلام کے اسماء کے معانی ☆

- مجھ سے بیان کیا میرے والدؑ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اسد سنی سے۔
انہوں نے سلیمان بن داؤد مقلبی سے، انہوں نے حفص بن غیاث نخعی قاضی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ یہ بات
نے رشد فرمایا "ابن موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ آپ اپنے پروردگار سے مناجات میں مصروف تھے، تو اس وقت فرشتوں کی

سے ایک فرشتے نے انہیں سے کہا تو ان سے کس بات کا امیدوار ہے جبکہ وہ اس حالت میں ہیں کہ اپنے رب سے منجات میں نہ ہیں؟ انہیں نے کہا میں ان سے اسی بات کا امیدوار ہوں کہ جس کی مجھے ان کے باپ آدم سے امید تھی جبکہ وہ جنت میں تھے۔ اور موسیٰ نے اس بات کی مناجات میں مشغول تھے اس وقت پروردگار نے ان سے فرمایا اے موسیٰ! نہ زکوٰۃ پیش نہ کرو مگر اس کے سامنے جو میری عین ہے تو واضع اور انکسار کی رکھتا ہوا اور اپنے دل میں میرے خوف کو لازم کئے ہوئے ہو، اور اپنا دن میرے ذکر میں گزارتا ہو اور رات وہاں ہوئے نہ گزارتا ہو اور میرے دوستوں اور میرے پیاروں کے حق کی معرفت رکھتا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار تیرے پیاروں اور تیرے دوستوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ہے؟ پروردگار نے فرمایا: ”وہ تو اسی طرح ہیں اے موسیٰ! میرے پیاروں اور تیرے دوستوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ہیں۔“ پروردگار نے فرمایا: ”وہ تو اسی طرح ہیں اے موسیٰ! میرے پیاروں اور تیرے دوستوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ہیں۔“ پروردگار نے فرمایا: ”وہ تو اسی طرح ہیں اے موسیٰ! میرے پیاروں اور تیرے دوستوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ہیں۔“ پروردگار نے فرمایا: ”وہ تو اسی طرح ہیں اے موسیٰ! میرے پیاروں اور تیرے دوستوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ہیں۔“

۲۔ ہم نے بیان کیا محمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا ابن علی بن عیسیٰ بن سہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا محمد بن زکریا جوہری غلابی بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا جعفر بن محمد بن عمارۃ نے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے، انہوں نے جابر بن محمد بن انصاری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سونے کے سبب آدم جنت میں تھے تب آپ کہاں تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں ان کے سبب میں تھا اور مجھے نہ صلب میں ہونے کی حالت میں زمین کی طرف اتار دیا، میں اپنے والد کوخ کے صلب میں کشتی میں سوار تھا اور میں صلب ابراہیم میں تھا جب نہیں آگ میں پھینکا گیا اور میرے والدین بھی بھی گناہوں سے آلودہ نہیں ہوئے، اللہ عزوجل مسلسل مجھے پائیزہ صلبوں سے طہا اور صلب رحموں کی صرف منتقل کرتا رہا کہ جو ہادی تھے اور ہدایت یافتہ تھے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ سے نبوت کا عہد و سلام کا یقین لیا اور میری صفیوں میں سے ہر چیز کو بیان کر دیا اور توریت اور انجیل میں ذکر کو ثابت کر دیا، اور مجھے اپنے آسمان کی جانب بلند کیا اور میرے لئے اپنے ناموں میں سے ایک نام کو نکالا کہ میری امت (کا نام) حامدان (حمد کرنے والے) ہے اور صاحب عرش پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں۔“

کے صلب میں قرار دیا اور پروردگار نے مجھ میں نبوت اور برکت کو قرار دیا اور پروردگار نے علیؑ میں فصاحت اور شجاعت و بہادری کو قرار دیا، و ہمارے لئے اپنے ناموں میں سے دو نام نکالے کہ پس صاحب عرش محمود ہے اور میں محمد ﷺ ہوں اور اللہ اعلیٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن سعید باثنی کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فرات بن ابراہیم کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن اعلیٰ بن حسین بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن فضل بن جعفر بن علی بن ابراہیم بن سید بن عبد اللہ بن عباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن زعفرانی بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسلم بن یسار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن علی طاقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابی ہاشم کے خا، محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے واقدی سے، انہوں نے بذیل سے، انہوں نے سکول سے، انہوں نے حوٹ سے، انہوں نے ابن مسعود سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: ”جب اللہ جس کا ذکر عزیز و جلیل ہے۔ نے آدم کو خلق فرمایا و ان میں اپنی روح میں سے چھوٹا اور ان کے لئے فرشتوں نے جہد کیا اور خدا نے ان کو ہمت میں ٹھہرایا و اپنی کثیر خواہ سے ان کی نزول کروائی تو اس وقت آدم نے اپنی آنکھ کے گوشے کو عرض کی طرف اٹھایا (عرش کی طرف ایک) تو وہاں پر پانچ سہریں لکھی ہوئی تھیں۔ آدم نے کہا: پروردگار! یہ لوگ کون ہیں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگ ان و میری بارگاہ میں پہنچیں گے تو میں اپنے خالق (کے لئے اس بزرگ ستیہا کی) شفاعت (قبول) کروں گا۔ پھر آدم نے کہا اب پروردگار! تیرے نزدیک جوئی قدر و منزلت ہے اس کی قسم! ان کے سامنے یہ ہیں“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں جو یہاں ہے تو میں محمود ہوں اور وہ مذہب ہے اور جو دوسرے تو میں لعن ہوں اور وہ علیؑ ہے اور جو تیسرے تو میں فاطمہ ہوں اور وہ فاطمہؑ ہے اور جو چوتھے تو میں حسن ہوں اور وہ حسنؑ ہے اور جو پانچویں ہے تو میں صاحب احسان ہوں اور وہ حسینؑ ہے تمام اللہ عزوجل کی حمد کر رہے ہیں۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی سمری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا جوہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن ہارث نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن کثیر و ابی ہاشم بن علی نے، انہوں نے ابوزبیر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے کہا کہ جب فاطمہ سلام علیہا السلام نے اپنے والدین سے کہا کہ میں نے اپنے والدین سے کہا کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو یقیناً (اس سے پہلے) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ بچے کو خید پڑے میں لپیٹا جائے مگر حسن علیہ السلام کو انہوں نے زرد کپڑے میں لپیٹا۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا یا علیؑ! آپ اس کا نام رکھتے، تو مولے کا نام علیؑ الصلوٰۃ والسلام رکھنے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اس کا نام رکھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں، جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریف فرما ہوئے، آپ نے حسن و علیؑ ان کا بوسہ دیا اور اپنی زبان مبارک ان کے سین مبارک میں داخل فرمائی تو حسن علیؑ سلام اس کو چومنے لگے، پھر ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے پہلے تم کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کو سفید پیرے کے ٹکڑے میں پیٹا جائے، یہی آپ نے خید کپڑے کا ٹکڑا منڈوا دیا اور حسن کو اس میں لپیٹا اور پیٹ پڑے کو پچھنک دیا، حسن کے دہنہ کان میں اذان دی و رہا میں

قامت تھی۔ پھر علی علیہ السلام سے فرمایا تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ علی علیہ السلام نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ میں اس کا نام رکھنے میں آپ پرست کر دوں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اس کا نام رکھنے میں اپنے رب پرست کر دوں، پس اللہ جس کا ذکر بند ہے نے جبرئیل علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ بیشک محمد ﷺ کے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے، تم نیچے ن کی طرف جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام پیش کرو اور میری وراثتی جانب سے مبارک باد دو اور کہو بیشک علی کی نسبت آپ سے وہی ہے جو ہارون کی نسبت موسیٰ سے تھی پس تم اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام سے رکھو۔ پس جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو مبارک باد پیش کی اور آپ کی خدمت میں جیسا کہ پروردگار نے فرمایا تھا وہ عرض کیا کہ آپ اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام سے رکھئے، آپ نے فرمایا ان کا کیا نام تھا؟ جبرئیل نے کہا شبیر، آپ نے فرمایا: میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا: آپ ان کا نام حسن رکھئے۔ پس آپ نے ان کا نام حسن رکھ دیا۔ پھر نبی حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو ان کے پاس نبی تشریف آئے اور وہی تہجد انبی مدینہ جو حسن کے ساتھ انبی مدینہ تھے درجہ رکھنے کی خدمت میں نازل ہوئے اور عرض کیا: بیشک اللہ - کہ جس کا ذکر عزیز و جلیل ہے - آپ کو سلام بہتا ہے اور آپ کے لئے فرماتا ہے کہ بیشک علی کی نسبت تم سے وہی ہے جو ہارون کی نسبت موسیٰ سے تھی، تو آپ ان کا نام ہارون کے بیٹے کے نام سے رکھئے، آپ نے فرمایا اس کا کیا نام تھا؟ جبرئیل نے کہا شبیر، آپ نے فرمایا: میری زبان عربی ہے، جبرئیل نے کہا: آپ ان کا نام حسین رکھئے، پس آپ نے ان کا نام حسین رکھ دیا۔

۷۔ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن یحییٰ صوفی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چھٹے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا داؤد بن قاسم نے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی گئی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی یوسف بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مہدی نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے سلمہ سے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا یہاں حسن علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ سلام اللہ علیہا ان کو سے رنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف فرما ہوئیں، انہوں نے وقت آپ نے ان کا نام حسن رکھا، پھر جب حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا آپ کی خدمت میں تشریف میں اور فرمایا: رسول اللہ ان سے حسن ہیں تو آپ نے ان کا نام حسین رکھا۔

۸۔ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن یحییٰ صوفی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چھٹے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صالح قمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن عقیل نے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے ان بن علی کے نام کو خدایت لبا میں سے رنیم کے ایک نزل میں رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور حسین کا نام حسن (کے لفظ) سے نکالا گیا۔

۹۔ ہم سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن ابیہریم بن اسحاق حاققی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد حمزہ بن یحییٰ صوفی نے بصرہ میں، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا مغیرہ بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا رجاء بن سلمہ نے، انہوں نے عمرو بن

[illegible]

دایہ کے نزدیک "میمون" ہے، عربوں کے نزدیک "علی" ارمن (ارضیا والوں) کے نزدیک "فریق" میرے والد کے نزدیک "ظہیر" ہے۔
جان لو کہ میں قرآن میں چند اسما کے ساتھ مخصوص سواں ذکر و کہ تم ان پر غالب نہ آ جاؤ کہ پھر اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ۔ مدحہ و جن نے فرمایا
کہ "یشک اللہ تجوں کے ساتھ ہے" اور میں سچی ہوں (جس کا تذکرہ خدا نے کیا ہے)، میں دنیا اور آخرت میں مؤذن و مدین کرتے ہوں،
کہ مدحہ و جن نے فرمایا ہے کہ فاذن مودن بینہم ان لعلہ اللہ علی الطالمین "مؤذن بن کے درمیان اذن و ہا یقین بندن
لغت ہے خالین پر۔" (سورہ اعراف آیت - ۲۴) اور میں یہ مؤذن ہوں، اور پروردگار نے فرمایا و اذان من اللہ رسولہ "اللہ اور اس کے
رسول کی جانب سے اذن و اعلان ہے۔" (سورہ توبہ آیت - ۳) تو میں یہ اذن و اعلان ہوں، میں احسان کرنے والا ہوں کہ اللہ مدحہ و جن
نے فرمایا ہے کہ ان اللہ مع المحسنین "یشک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورہ فتح آیت - ۶۹) اور میں صاحب
دین ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی دلتک لدکری لمس کان لہ قلب "یشک اس میں پیدا نہایت ہے اس کے لئے جو
صاحب دل ہے۔" (سورہ بقرہ آیت - ۳۶) اور میں ہی ذکر کرنے والا ہوں کہ اللہ مدحہ و جن نے فرمایا ہے کہ الدنس بدکروں اللہ قیاما و
فعودا و علی حسبہم "وہ لوگ کہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں لڑتے ہوئے، ٹیٹے ہوئے اور برباد ہوں۔" (سورہ آل عمران
آیت - ۱۹۱) اور ہم صحابہ اعراف ہیں کہ میں میرے بیٹا (نمزد) میرے بھائی (جعفر طایر) اور میرے بیٹے کے بیٹے (ظہیر، حسن) اور اس اسم
کی قسم کہ جو انے اور (کجورکی) حتیٰ و تکافت کرنے والا ہے (نہم بنی) آک و فی انکسٹن نہیں پہنچانے کی ہمارے محبوب و اور ذات میں واصل
نہیں ہوگا ہم سے بغض رکھنے والا، مدحہ و جن فرماتا ہے و علی الاعراف رجال یعرفون کلّا نسیمہم "اعراف پر پتھر،
ہوں گے جو ہر شخص کو اس کی پینٹائی سے پہچان لیں گے (کہ وہ دشمنی ہے یا حقیقی)۔" (سورہ اعراف آیت - ۶۶) اور میں بنی و سرسل و
(د) ہوں کہ اللہ مدحہ و جن نے فرمایا و هو الہدی خلق من السماء سورا فجللہ سنا و مہرا "اللہ وہ ہے جس نے یاقی نے
بشر و خلق یا اور پھر اسے نندان و اور سرسل والا بنایا۔" (سورہ فرقان آیت - ۵۴) اور میں یہ رکھنے والا کان و اور و تسعھا اذن
واہیہ اور اسے یاد رکھنے والا کان یاد رکھنے والا (سورہ الحاق آیت - ۱۲) میں رسول کا کاتب ہوں کہ مدحہ و جن نے فرمایا ورحلا سلما
لرحل "یہ مرد ہو کہ یہ مرد کا کاتب ہے" (سورہ زمر آیت - ۲۹) اور اس امت کا مہدی میری اور اہل میں سے ہوگا، آہو جاؤ! میں تم
لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ہوں کہ بھلے بغض سے ذریعہ منفتوں کو پہچان جائے اور میری محبت سے ذریعہ منفتوں کا امتحان یا ہے،
یہ بنی فی کامد و بیان تھا یہاں تک کہ (فرمایا علی) تم سے محبت نہیں رکھنے کا مرد و من اور تم سے بغض نہیں رکھنے کا مرد منفتی، و میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دنیا اور آخرت میں ہم بردار ہوں، رسول اللہ میری پیاس بجھائیں گے اور میں اپنے شیعوں کی پیاس بجھوں گا،
قسم خدا میرے محبت کرنے والوں کے لئے کوئی پیاس نہیں ہے اور میرے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں ہے و میں مومنین کا و
سرپرست ہوں و اللہ میرا ولی ہے، میرے دوستوں کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ان چیزوں سے محبت کریں جن کو اللہ محبوب جانتا ہے (اکام خدا
ن بجہ آدمی کریں) اور مجھ سے بغض و دشمنی رکھنے والوں کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ان چیزوں سے بغض و دشمنی کریں یہ جن کو اللہ محبوب جانتا

ہے (احکام خدا کی نافرمانی کریں)، آگاہ ہو جاؤ! اور یقیناً مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ معاویہ مجھ کو گالی دیتا ہے (اور دلو اتا) ہے اور مجھ پر لعنت کرتا (اور کرواتا) ہے، پروردگار! تو اپنی سخت پکڑ کو اس پر شدید کر اور لعنت کو مستحق لعنت پر نازل فرما، آمین [اے] دونوں جہانوں کے پالنے والے، اسماعیلؑ کے پالنے والے، ابراہیمؑ کو مبعوث کرنے والے بیشک تو حمید و مجید ہے۔“ پھر آپ علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور پھر منبر پر نہ آئے یہاں تک کہ ابن ملجمؓ - اللہ اس پر لعنت کرے - نے امام علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے ان بیان کردہ اسماء کی تاویل بیان کی گئی۔ تو امام علیہ السلام کا جو یہ قول تھا کہ میرا نام انجیل میں ”الیا“ ہے تو اس کے معنی عربی زبان میں وہی ہیں جو لفظ ”علی“ کے ہیں، اور توریت میں ”برنی“ تو اس کا مطلب ہے شرک سے بری و بیزار، کہنے کے نزدیک ”یوسی“ ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ شخص کہ جو ایک جگہ ٹھہرتا ہو اور اپنے غیر کو دوسری جگہ ٹھہراتا ہو، تو (امام علیہ السلام) وہ تھے کہ جو حق کو اپنی اصلی جگہ رکھتے اور ٹھہراتے تھے اور باطل کو باطل اور فاسد کر دیتے تھے، زبور میں ”ارسی“ ہے تو یہ اس شکاری کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ جو ہڈیوں کو نرم اور گوشت کو جدا کرتا ہے۔ اور اہل ہند کے نزدیک ”کبکر“ ہے، فرمایا: وہ لوگ اپنی موجود کتاب میں پڑھتے ہیں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے اور اس میں ہے کہ آپؐ کا نام ”دود گار“ ”کبکر“ ہے اور یہ وہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے حصول کی کوشش میں اس وقت تک لگا رہے کہ اسے پالے۔ اور روم کے نزدیک ”بطریا“ ہے، فرمایا: اس کے معنی ہیں روحوں کو چھپا مار کر چھیننے والا، پارسیوں کے نزدیک ”جہتر“ اور یہ شکار میں ماہر باز کو کہتے ہیں، ترکیوں کے نزدیک ”بھیر“ کہا: جس کے معنی ہیں: وہ بھیریا کہ جو جہاں پر بھی ناخن لگائے اسے پارا پارا کر دے، اور زنج کے نزدیک ”حیر“ ہے، کہا: یعنی وہ کہ جو جوڑ (توڑ) کو منقطع کرنے والا ہے، حبش والوں کے نزدیک ”بڑیک“ ہے، کہا: اس کے معنی ہیں وہ کہ جو حملہ آور ہونے والی ہر چیز کو ہلاک کرنے والا ہے۔

اپنی ماں کے نزدیک ”حیدرہ“ ہے، کہا: اس کے معنی ہیں جو اپنی راے میں پکا اور چیزوں کی گہرائیوں کے اوپر باریک بینی سے ہوشیار نگاہ رکھنے والا، اورادیہ کے نزدیک ”میمون“ ہے۔ جابر فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد بن علی الباقر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا: ”علی علیہ السلام کی ایک دایہ تھی کہ جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا جس کا تعلق بنی حلال سے تھا، وہ آپؐ کو اپنے خیمے میں لے گئی تھی، اس عورت کے یہاں ایک لڑکا بھی تھا کہ جو علی علیہ السلام کا رضاعی بھائی بننا تھا اور عمر میں علی علیہ السلام سے ایک سال میں کچھ دن کم بڑا تھا، اس خیمے کی نزدیک ایک پرانا کنواں تھا، یہ بچہ (کہ جو علی علیہ السلام کا رضاعی بھائی تھا) وہ اس کنوئیں کے قریب گیا اور اپنا منہ کنوئیں میں ڈالا (کہ قریب تھا کہ اس میں گر پڑتا) جب علی علیہ السلام نے (جب کہ آپؐ دودھ پیتے بچے تھے) دیکھا تو اس کے پیچھے بھاگے مگر علی علیہ السلام کا پاؤں خیمے کی رسی میں پھنس گیا، اس موقع پر آپؐ نے کوشش کر کے اپنے بھائی تک اپنے ایک ہاتھ اور ایک پیر کو پہنچایا اور اس کے ایک ہاتھ کو اپنے منہ سے پکڑ لیا اور اس کے ایک پاؤں کو اپنے ہاتھ سے (اور اس کو گرنے سے بچالیا) اس دوران اس کی ماں دودھ کرائی اور چلائی: اے خاندان والوں، اے خاندان والوں، اے خاندان والوں! (تعجب کی بات ہے) اس مبارک لڑکے کے متعلق کہ جس نے میرے بیٹے کو بچالیا، پس (لوگ اکٹھے ہو گئے اور) لوگوں نے دونوں بچوں کو کنوئیں کے منہ سے اٹھالیا اور سب لوگ علی علیہ السلام کی پیچھے میں اس قوت و جواں مردی پر تعجب کرنے لگے کہ ایک پاؤں

یگانہ کی طرف سے (چنگاوت ہو کر) آگیا اور فاضل (بنت اسد) اس میں داخل ہوئیں اور دھار کی کھجوروں سے غائب ہو کر
 دیا اور پس سے گئی پس ہم نے دروازے کے قفل کو کھولنے کی کوشش کی مگر وہ نہ کھل سکا تو ہمیں معذور ہو گیا۔ یہ مدعا وہیں کی حکومتوں میں
 ایک حکمت ہے۔ پھر چوتھے دن کے بعد وہ باج تشریف لائیں جبکہ ان کے دست مبارک میں امیر مومنین علیہ السلام تھے۔ یہ
 بنت اسد سلام اللہ علیہا نے فرمایا یقیناً میں اپنے سے پہلے گذرنے والی تمام عورتوں پر نفسیات رہتی ہوں چونکہ یہ بنت مرثدہ نے
 کی عبادت خفیہ طور پر اپنے مقام پر کی۔ جس جگہ پر اس کی عبادت کرنا پسندیدہ نہیں تھی۔ مگر بوری کی حالت میں اور پیشک مرثدہ بنت مرثدہ
 بھجور کے خشک درخت کو اپنے ہاتھ سے بلایا یہاں تک کہ اس سے تازہ کھجوروں کو مل گیا، پس پیشک میں بنت مرثدہ مرثدہ میں داخل ہوئی اور
 کے پھول اور پتوں سے کھایا، پس جب میں نے نفلے کا ارادہ پایا تو ایک ہاتھ نے مجھے صدمہ لایا اس کا نام علی رکھا۔ یہ علی
 ہے۔ بہندہ مدھی اعلیٰ (ہندوؤں میں بھی سب سے بلند ہے) اور فرماتا ہے میں نے اس کا نام لینا نہ سکا ہے، اور میں نے اپنے
 و خلاق سے اس کی تربیت کی ہے، میں نے اس کو اپنے ہمراہ لیا اور اس سے وقف کیا ہے، یہ وہی ہے جو میرے گھر سے توڑا
 لایا ہے جو جو میرے گھر پر چڑھ کر اذان دے گا اور میری تقدیس و پائین کی بیان کرے گا اور میری تائید و بزرگی بیان کرے گا، پس خوش فہم
 نوا ہوں گے جو اس سے محبت کریں اور اس کی اطاعت کریں، اور وہیں وافر دوس ہے ان لوگوں سے کہ جو اس سے بغض رکھیں اور
 فرمائی کریں۔“

[illegible]

۱۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن عساکم کلینی رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب نے، انہوں نے بیان کیا ہے، انہوں نے سلسلے کو بلند کیا و عبد اللہ بن جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ نے رشد فرمایا "امیر المؤمنین علیہ السلام" تکو رکنا مذوق لفظ فقط اس وجہ سے رکھا گیا چونکہ اس تلواری کے درمیان میں لمبائی میں ایک نشان تھا جو "فقدار" (یڑھن ہزی) سے شہادت

تھیں جس وجہ سے اس کا نام ذوالفقار (فقیر) یعنی ریڑھ کی ہڈی کے نشان والی) رکھا گیا اور یہ وہی تلوار تھی کہ جس کے ساتھ آسمان سے جبرائیل
جیہ سر منازر ہوئے تھے اور اس تلوار کا دستہ چاندی کا تھا، اور یہ وہی تلوار ہے کہ جس کے ساتھ منور کی نے آسمان سے نازل ہوئی اور ایف
ذوالفقار و افق اعلیٰ (کوئی تو نہیں سے سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں ہے سوائے علیؑ)۔

۳۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر ملوی - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد ابن سعود نے،
انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جبرئیل بن احمد فارابی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن خرقانہ نے،
انہوں نے محمد بن موسیٰ بن فرات سے، انہوں نے یعقوب بن سعید بن مزید حارثی سے، انہوں نے عمر ابن شمر سے، انہوں نے جابر بن یزید
سے، انہوں نے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ کا فدیہ قرار پاؤں، میر
مؤمنین علیہ السلام و امیر المؤمنین یوں کہا "آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "چونکہ (بسمیرہ العلم) پیشانی علیہ السلام ان ہم کا فدیہ
ہے کرتے تھے، یہ تم نے اللہ عزوجل کی کتاب میں نہ "بسمیرہ اہلسا" (اور تمہارے والدوں نے فدیہ لے لیں) (سورہ
یوسف: آیت ۶۵)۔

۱۴۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ حسن بن علی بن حسین سکری نے، انہوں نے
کہا کہ میں خردی ابو عبد اللہ محمد بن زکریا بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابن عمیر غنوی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا
شیر بن برہم انصاری نے، انہوں نے وریلی سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی شیبہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو حمزہ
انہوں نے کہا کہ فدیہ کا نام ذوالفقار اس وجہ سے رکھا گیا چونکہ اللہ عزوجل ان لوگوں کو کہ جو فاطمہؑ سے محبت کرتے ہیں (خاندان) سے
الگ کر دے گا۔

۱۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن یحییٰ جودی
سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا جوہری نے، انہوں نے جعفر بن محمد بن ہمارہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا
کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے فدیہ کے متعلق سنا کیا کہ آپ نے "زہراء" یوں کہا جاتا ہے "انہ آپ علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا "چونکہ حضرت فاطمہؑ اپنی مہراب میں (عبادت کرتے) تھیں ہوتی تو آپ کا نور اہل آسمان سے لے کر اہل زمین تک
طرح اہل زمین کے لئے ستاروں کا نور چمکتا ہے۔"

۱۶۔ اور یقیناً روایت یہ ہے کہ زہراءؑ کا نام ذوالفقار اس وجہ سے رکھا گیا چونکہ اللہ عزوجل نے آپؑ کو اپنی عصمت کے نور سے نطق

فرمایا ہے۔

۱۷۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے،

انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن زیاد قطان نے،

انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو طیب احمد بن محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے، انہوں نے عمر بن علی سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، آپ نے فرمایا کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: بتول کے کیا معنی ہیں؟ یا رسول اللہ! بیشک ہم نے آپ سے سنا کہ یقیناً مریم بتول ہیں اور فاطمہ بتول ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”بتول یعنی وہ عورت کہ جس کو بالکل خون حیض نہ آتا ہو، بیشک حیض انبیاء کی بیٹیوں کے سلسلے میں ناپسندیدہ (قرار پایا) ہے۔ اور امام کو امام اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ یہ لوگوں کے لئے نمونہ ہے کہ جو بندہ کر دے اللہ کی جانب سے معین کیا جاتا ہے کہ جس کی اطاعت بندوں پر فرض کر دی گئی ہے، اور علی بن حسین علیہما السلام کو ”سجاد“ اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ ان کے سجدے کے مقامات پر سجدوں کے آثار تھے جبکہ وہ یقیناً دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، اور آپ کا ”ذوالشفات“ (گٹھوں والا) اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ آپ کے سجدوں کے مقامات پر سجدے کے آثار ابھر آتے تھے، پس سال میں دو دفعہ پانچ اعضاء سجدہ میں سے ہر جگہ سے ان گٹھوں کو کاٹا جاتا تھا، اسی وجہ سے آپ کو ”ذوالشفات“ کہا جاتا ہے۔

باقر علیہ السلام کو باقر اس لئے کہا گیا کیونکہ آپ نے علم کو شگافتہ کر دیا جیسا کہ شگافتہ کرنا چاہیے یعنی اس کو جدا، جدا کر دیا جیسا کہ جدا، جدا کرنا چاہیے تھا اور اس کو ظاہر و آشکار کر دیا جیسا کہ ظہر و آشکار کرنا چاہئے تھا۔ اور صادق علیہ السلام کو صادق اس لئے کہا گیا تاکہ آپ بغیر حق کے امامت کا دعویٰ کرنے والوں سے جدا و ممتاز ہو جائیں اور وہ جھوٹا دعوے دار جعفر بن علی تھا کہ جو فطیہ فرستے کا دوسرا امام تھا۔ اور موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو کاظم اس لئے کہا گیا چونکہ آپ نے اس شخص کے اوپر اپنے غصے اور غیض کو ضبط کیا ہوا تھا کہ جس کے بارے میں آپ جانتے تھے کہ وہ عنقریب دنیا کے ملک و ثروت کے لالچ میں آپ پر توقف (امامت) کرے گا (اور فرقہ واقفیہ کی بنیاد رکھے گا) اور آپ کے بعد آنے والے امام (رضا علیہ السلام) کی امامت سے انکار کر دے گا۔ اور علی بن موسیٰ علیہما السلام کا رضا اس لئے نام پڑا کیونکہ آپ بلند ذکر والے اللہ کے اس کے آسمان میں پسندیدہ تھے اور اللہ کے رسول اور ان کے بعد آنے والے ائمہ کے زمین میں پسندیدہ تھے اور آپ سے ان کے دشمنوں میں مخالفت کرنے والے بھی اسی طرح سے راضی تھے جس طرح سے آپ کے دوستوں میں موافقت کرنے والے راضی تھے۔ اور محمد بن علی الثانی علیہما السلام کا نام تقی رکھا گیا کیونکہ آپ اللہ عز و جل سے ڈرتے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو مامون کے شر سے حفاظت میں رکھا جب وہ آپ کے پاس رات کو نیند کی حالت میں پہنچا اور اپنی تلوار سے ضرب لگائی یہاں تک کہ اس کا گمان تھا کہ آپ یقیناً قتل ہو گئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ دو اماموں - علی بن محمد اور حسن بن علی - علیہما السلام کو عسکرین کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں امام ”سرمن رای“ شہر کے جس محلے (عسکر) میں رہتے تھے اس کی طرف نسبت دیتے ہوئے یہ نام پڑا۔ اور قائم علیہ السلام کا قائم نام رکھا گیا ہے کیونکہ یقیناً آپ اپنے ذکر کے مرہ ہو جانے کے بعد قیام کریں گے۔“

اور یقیناً اس معنی میں اس کے علاوہ بھی روایت کیا گیا ہے، اور یقیناً میں ان فضول کو ترتیب کے ساتھ، سلسلہء سند کے بیان کے ساتھ کتاب ”علل الشرائع والا حکام والاسباب“ میں ذکر کر چکا ہوں۔

(۲۹) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: ”من کنت مولاه فعلی مولاه“
(میں جس کا مولا ہوں پس علی اس کے مولا ہیں) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عمر حافظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن محمد حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عثمان بن خلف نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بطل بن اسماعیل بن اعاصم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زافر بن سہب نے، انہوں نے شریک سے، انہوں نے ابو اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ میں نے علی بن حسین علیہما السلام سے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ یا معنی ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”آپ نے لوگوں کو نبی بنا دیا“
علی علیہ السلام آپ کے بعد امام ہیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عمر حافظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو اسحاق بن موسیٰ بن محمد بن اسحاق ثقفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا صفوان بن یحییٰ بن الساری نے، انہوں نے یعقوب بن شعیب سے، انہوں نے بان بن عتب سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد بن علی البقر عیہما السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اے ابوعبید اتم اس قسم کا سوال کر رہا ہو“ (کہ جو کہ بالکل واضح ہے) نبی نے لوگوں کو پیمانہ روائی کی پیشی ”لوگوں میں ان سے قائم مقام ہیں۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عمر حافظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن قاسم تباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حاشم نے، انہوں نے ابنیہ والد نے، انہوں نے کہا کہ زید بن علی بن حسین علیہما السلام کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کا معنی ہے ”آپ نے فرمایا“
”میں نے“ کو مختلف فرقوں میں احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام و عثمان معین فرمایا۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عمر حافظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حارث ابو ہریرہ می نے اپنی کتاب سے اصل سے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یزید بن تیم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن ابان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو مریم نے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ میرا پروردگار ہے اور کوئی مارت و حکومت میرے لئے اس کے ساتھ نہیں ہے، اور میں اپنے پروردگار کا رسول ہوں اور کوئی مارت و حکومت میرے ساتھ (کسی اور کو حاصل) نہیں ہے، اور علی (میرا ولی ہے اور) ان لوگوں کے لئے ولی ہے کہ جن کا میں ہوں اور کوئی مارت و حکومت اس کے ساتھ (کسی اور کو حاصل) نہیں ہے۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن مروحہ حفظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سعید بن عسکری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علی بن ہمام حرانی نے اپنی کتاب کے اصل سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معقل بن فضیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ کے بھائی ایوب بن سلمہ نے، انہوں نے بسام صیرفی سے، انہوں نے عطیہ سے، انہوں نے ابوسعید سے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں جس کا ولی ہوں پس ملی اس کا ولی ہے اور میں جس کا امام ہوں پس ملی اس کا امام ہے اور میں جس کا امیر ہوں پس ملی اس کا امیر ہے اور میں جس کا نذیر ہوں پس ملی اس کا نذیر اور اس نے کہا ہے اور میں جس کا بادی ہوں پس ملی اس کا بادی ہے اور میں جس کا اللہ تعالیٰ کا نائب وکیل ہوں پس ملی اس کا اللہ عزوجل کی جانب وسید ہے، پس مدح جات ملی اور اس دشمن کے درمیان فیصلہ کرے گا۔"

۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن مروحہ حفظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن سعید بن زیاد ابو محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن قیس نے، انہوں نے عطیہ سے، انہوں نے ابوسعید سے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ملی میرے بعد ایک المؤمن اے امام میں۔"

۷۔ ہم سے بیان کیا محمد بن مروحہ حفظہ جعابی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن سعید بن زیاد نے اپنی کتاب کے اصل سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن عمر مری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عصام بن طلحہ نے، انہوں نے ابوہارون سے، انہوں نے ابوسعید سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ عزوجل کے قول "وَقَهُوْهُمْ اَنْهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ" (اور ان کو نذر اذ کہ ابھی ان سے سوال کیا جائے گا) (سورہ صافات آیت ۲۴) کے متعلق نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا "ولا یتقی کے بارے میں (سوال کیا جائے گا) کہ انہوں نے اس معاملہ میں کیا کیا؟ جبکہ یقیناً اللہ عزوجل نے ان کو پہچان کر وادی تھی کہ وہ اس کے رسول کے بعد خلیفہ ہیں۔"

۸۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا رشید بن عامر بن محمد ابن منبہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وارث بن قویصہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یثیم بن سام سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن مالک سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا - جبکہ حدیث فرم کا دن تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ میں نے ان کے اپنے نفسوں سے اولی نہیں ہوں، لوگوں نے کہا یقیناً، آپ نے فرمایا تو میں جس کا مو ہوں پس ملی اس کا مولا ہے، پروردگار اتوا، میں رہا اس وجہ سے کہ دوست رکھے اور تو دشمن رہا اس کو جو اس سے دشمنی رکھے تو مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرنے اور تو اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے جو اس کی مدد و ترک کرے۔"

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر نص قائم کر دی ہے اور آپ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا ہے اور آپ کی اطاعت کو تمام مخلوق پر فرض قرار دیا ہے اس پر ہم صحیح

کا، کب و قہوتا ہے اور اس کو غلام کو بیچنے اور تحفے میں دینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ (دوسرا) احتمال ہے کہ مولا سے مراد آزاد شدہ غلام کا تھا (تیسرے) احتمال ہے کہ مولا سے مراد آزاد ہونے والا غلام، یہ تینوں معانی ہر خاص و عام کے نزدیک مشہور ہیں، پس یہ تینوں معانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں ساقط ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپؐ نے "فمن کتب مولاہ فعلی مولاہ" سے ان تینوں میں سے کوئی ایک کو مراد لئے ہوں، چونکہ آپؐ مسلمانوں کی خرید و فروخت کے مالک نہیں تھے اور نہ ہی آپؐ نے مسلمانوں کو اپنی غلامی سے آزاد کیا ہو تھا ورنہ ان لوگوں نے آپؐ علیہ السلام کو غلام بنایا تھا (کہ آزاد کردہ غلام والے معنی لئے جائیں)۔ (چوتھے) احتمال یہ بھی ہے کہ مولا سے مراد بچہ کا بیٹا، شرعاً قاتل ہے

مہلا سی عمنّا مہلا موالیا . لم تطہروں لہا ما کاں مدقوا

(جد بازی نہ کراے ہمارے بچا کے بیٹے جلد بازی نہ کراے ہمارے مولا)

کیونکہ تم لوگ ہمارے لئے اس چیز کو ظاہر کر رہے ہو جو دفن ہو چکی تھی

اور (پانچواں) احتمال ہے کہ مولا سے مراد عقاب و سزا ہو، اللہ عز و جل کا قول ہے "ماویکم النار ہی مولکم" (تم سب منزل (جہنم کی) سگ ہے اور یہ تمہاری سزا ہے) (سورہ حدید آیت-۱۵) یعنی (یہاں پر مولا سے مراد یہ ہے کہ) تمہاری سزا اور وہ چیز ہے جس کی طرف تمہاری حالت کو پھیر دیا جائے گا۔ (چھٹا) احتمال ہے کہ مولا سے مراد وہ کہ جو کسی چیز سے متصل ہو جسے نہ چیز سے پیچھے ہونا یا نہ ہونا، شرعاً قاتل ہے

فعدت، کلا الفر حین فحسب اندہ . مولی المحافہ حلقہا و امامہا

(پس اس نالتے نے صبح کی، جبکہ فکر کی ہوئی تھی کہ دونوں طرف کے درمیان آیا یہ خوف سے متصل ہو سکا ہے اپنے پیچھے سے اور اپنے آگے سے) اور ہم نہیں پاتے ان معانی میں سے بھی کسی چیز کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول "فمن کتب مولاہ فعلی مولاہ" سے یہ والا معنی مراد لیا ہو کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہو کہ "میں جس کے بچہ کا بیٹا ہوں پس علی اس کے بچہ کا بیٹا بنے" چونکہ یہ بات تو معروف اور سب کو معلوم تھی اس کی مسلمانوں پر تکرار کرنا عبث و بیکار اور بغیر فی مدہ والا کا تھا اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپؐ کی مراد ان کے کام کا انجام و سزا یا اس کے پیچھے ہونا یا نہ ہونے والا معنی مراد ہو چونکہ اس معنی کی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ کوئی فی مدہ ہے۔ ہم نے سخت میں (یہ معنی بھی) پایا ہے کہ چڑ ہے کوئی شخص کہے فلاں میرا مولا ہے، جب وہ اس کی اطاعت کا مالک ہو، پس یہی وہ معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول "فمن کتب مولاہ فعلی مولاہ" سے مراد لیا تھا، چونکہ دیگر معانی کی وہ قسمیں کہ جس کا لغت احتمال و یقین ہے وہ وہ معانی لینا جائز نہیں ہے، انہی وجوہات کی وجہ سے کہ جن کا ہم نے ذکر کیا اور اس قسم کے علاوہ کوئی اور قسم باقی نہیں بچتی، تو لازم و واجب ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول "فمن کتب مولاہ فعلی مولاہ" سے یہ والا معنی مراد لیا ہو۔ اور اس بات کی تاکید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کیا میں مؤمنین کے اپنے نفسوں سے "اولیٰ" نہیں ہوں؟ بھی کر رہا ہے کیونکہ آپؐ نے یہ فرما کر کے بعد پھر فرمایا "فمن

کنت مولاه فعلی مولاه۔ ”تو یہ بات دلاست کرتی ہے کہ مولا کے معنی مؤمنین پران کے اپنے نفسوں سے اولی ہونا ہے، چونکہ لغت اور عرف میں مشہور یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کہے کہ: بیشک تم میرے لئے اپنے نفس سے ولی ہو، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس شخص کو اپنے لئے قابل اطاعت اور اپنے اوپر آمروہ کما کر رہتا ہے اور اس کی نافرمانی کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہوتا، اور یقیناً اگر ہم کسی شخص سے اپنے لئے بیعت اخذ کریں اور وہ اقرار کرے کہ بیشک ہم اس کے نفس سے ولی ہیں تو پھر اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ہمارے حکام میں سے کسی چیز میں ہماری مخالفت کرے۔ اگر وہ مخالفت کرے گا تو اس کے اس قرار کا مطلب باطل ہو جائے گا کہ ہم اس کے نفس سے اولی ہیں، اور چونکہ عربوں میں بھی جب کوئی انسان دوسرے انسان کو کسی چیز کا حکم کر دیتا ہے اور اس کو انجیم دینے پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ حق رکھتا ہو اس کی نافرمانی کرنے کا اور پھر وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے: اے شخص میں اپنے آپ میں تجھ سے اولی ہوں، بیشک مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں جو چاہوں کروں اور تجھے اس سب سے مجھ پر کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ تو پس انسان کا یہ قول کہ: میں اپنے آپ میں تجھ سے ولی ہوں، یہ سبب بنتا ہے کہ اس کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کا حق حاصل ہو جائے۔ مگر جب وہ حقیقت میں اپنے نفس سے دوسرے کو ولی قرار دے تو پھر اس اولی شخص کو حق حاصل ہے کہ اس شخص سے کہ جس پر یہ ولی ہے جو چاہے فعل طلب کرے اور جب صورت حال اس انداز سے ہوگی تو اس کو اپنے مولا کی مخالفت اور نافرمانی کا حق نہیں ہوگا۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں مؤمنین سے ان کے اپنے نفسوں سے اولی نہیں ہوں؟“ تو اس کے ذریعے سے آپ نے علی علیہ السلام کے حق میں ان سے قرار لیا اور پھر بالکل پہلے قول سے بغیر کسی ذمہ کے ارشاد فرمایا: ”فمن کنت مولاه فعلی مولاه“ تو یقیناً معلوم ہو گیا کہ آپ کے قول میں ”مولاه“ سے اسی معنی کو تعبیر کیا گیا ہے کہ جن کا لوگوں نے قرار کیا کہ بیشک آپ ان کے اپنے نفسوں سے اولی ہیں۔ پس جب آپ نے اپنے قول ”فمن کنت مولاه فعلی مولاه“ میں اولیٰ اور ”فمن کنت مولاه“ کے معنی لیا تو یہی وہ معنی اپنے قول ”فعلی مولاه“ کے ذریعے سے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی قرار دیا، چونکہ یہ جملہ صلاحت نہیں رکھتا کہ پیغمبر نے اپنے قول فعلی مولاه سے ان اقسام میں سے کوئی معنی یا ہو کہ جس کے سلسلے میں ہم بیان کر چکے کہ وہ معنی نبی کا اپنے لئے مینا حاصل ہے، چونکہ وہ قسمیں یعنی کہ غلام کا مالک یا آزاد شدہ غلام یا بیچا کا بیٹا یا انجام کار یا بیچہ ہونا یا آگے ہونا ہے۔ تو پس جملہ میں سے کوئی معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مناسب نہیں ہیں تو اسی طرح یہ وائے معنی علی علیہ السلام کے لئے بھی مناسب نہیں ہیں (چونکہ پیغمبر نے اپنے اور علی دونوں کے لئے مولا کا لفظ استعمال کیا ہے) اور باقی بھی ”اطاعت کا مالک ہونا“ تو ثابت ہو گیا کہ یہی وار معنی آپ نے مراد لیا ہے۔ اور جب اسمانوں کے لئے علی علیہ السلام کی اطاعت واجب ہو گئی تو یہی امت کا مطلب ہے چونکہ امت کا لفظ ”امتہم“ سے نکلا ہے اور تمام کا مطلب ہے اتباع کرنا، اقتداء کرنا، اس کے عمل کے مطابق عمل انجام دینا اور اس کے قول کے مطابق قول انجام دینا، اس کے اصلی معنی سخت ہیں، ایسے تیر کے ہیں جو نمونہ قرار پائے جس کے مطابق دوسرے تیروں کو ڈھارا جاتا ہے اور تیروں کی صلاحت و بندہ میں اس کی پیروی کی جاتی ہے اور اس کی مقدار کے مطابق ہی مقدار رکھی جاتی ہے، (اسی طرح امت نمونہ ہوتا ہے تمام لوگوں کے لئے کہ وہ اپنے آپ کو ان کے مطابق

ڈھائیں)۔ پس جب علی علیہ السلام کی اطاعت مخلوق پر واجب ہوگئی تو آپ امامت کے معنی کے بھی حقدار ہو گئے۔

پس اگر وہ لوگ کہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قول کے ذریعے سے فقط علی علیہ السلام کی فضیلت، در بزرگی کا بیان کیا ہے اور یہاں پر امامت کا معنی نہیں ہے۔

ان سے جواب میں کہا جائے گا جب یہ روایت ہم تک پہنچے تو سب سے پہلے جس بات کی طرف نفس متوجہ ہوتا ہے وہ یہی بات ہے مگر کلام کی تقسیم بندی کے بعد اور لفظ ”مولا“ میں لغت کے اعتبار سے موجود احتمالات کے واضح کرنے کے بعد یہاں تک کہ وہ معنی حاصل ہو گیا جو اس لفظ ”مولا“ کے ذریعے سے علی علیہ السلام کے لئے حاصل ہوتا ہے پھر یہ صرف فضیلت والے معنی میں جائز نہیں ہے چونکہ یقیناً ہم نے دیکھا کہ لغت میں لفظ ”مولا“ کے کئی معنی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے یا علی علیہ السلام کے لئے مراد نہیں لیا ہے اور صرف ایک معنی باقی رہ گیا تو لازم ہے کہ وہی معنی آپ نے اپنے آپ کے لئے اور علی علیہ السلام کے لئے مراد لیا ہوگا اور وہ معنی اطاعت کے، لک ہونے کے ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ شاید آپ نے وہ معنی مراد لیا ہو کہ جس کو ہم نہیں جانتے، کیونکہ ہم مکمل لغت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ان کے لئے کہا جائے گا اگر یہ بات صحیح قرار پائے تو پھر ہمارے لئے وہ تمام باتیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہیں اور وہ تمام باتیں کہ جو قرآن میں آئی ہیں ان کے سلسلے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاید اس سے وہ معنی ہو کہ جو لغت میں استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ بات مشکوک ہوگی اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر کلام تفہیم سے خارج اور بیکار قرار پائے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کیا میں مؤمنین سے ان کے اپنے نفوس سے اون نہیں ہوں، پھر جب لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا تو آپ نے فرمایا ”فمن كنت مولاہ فعلى مولاہ“ یہ بالکل اس قول کے جیسا ہے کہ جب کوئی شخص ایک کردہ سے کہے، کیا یہ مال و متاع میرے اور تمہارے درمیان نہیں ہے کہ جس کو میں فروخت کروں اور جو نفع حاصل ہو اس میں ہم نصف، نصف کے حصہ دار ہوں اور اگر نقصان ہو تو وہ بھی اسی طرح ہوگا، آپس جواب میں وہ سب باتیں ہاں، پھر وہ شخص کہے تو میں جس کا شریک ہوں پس زید بھی اس کا شریک ہے، تو یقیناً وہ جانتا ہے کہ اپنے قول میں جس کا شریک ہوں پس زید بھی اس کا شریک ہے، یہ مراد ہے، یقیناً لفظ اس نے وہی معنی لئے ہیں کہ جس کا اس نے مال و متاع و فروخت کرنے سے پہلے لوگوں سے نفع و نقصان کی تقسیم کے سلسلے میں اقرار کیا تھا، اور پھر اس نے یہ معنی جو شرکت کے ہیں یہ کہے کہ ”زید اس کا شریک ہے“، زید کے لئے قرار دیئے ہیں۔ اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کیا میں مؤمنین کے نفوس سے اولی نہیں ہوں اور پھر ان کو اس نے اس بات کا اقرار کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”فمن كنت مولاہ فعلى مولاہ“ یہ صرف اس بات کا اعادہ تھا کہ آپ نے اس لفظ سے وہی معنی لئے ہیں کہ جس کا شروع میں لوگ اقرار کر چکے ہیں اور اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے لئے ”پس علی کے مولا ہیں“ کو اسی طرح سے قرار دیا ہے جس طرح اس شخص نے زید کو شریک قرار دینے کے لئے کہا تھا کہ زید اس کا شریک ہے، اور ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم نے جو معنی بیان کئے ہیں اس سے ہٹ کر کوئی لغت میں معنی ہیں تو اس

معنی کو آئے مگر وہ ایسے کسی معنی کو نہیں پاتا۔ اگر اعتراض اس بات کے ذریعے سے ہو کہ جن کا وہ دعویٰ زید بن حارثہ کی یاد و سرود کی روایتوں کو بنیاد بنا کر کرتے ہیں جو روایت فقط ان سے خاص ہیں تو یہ اعتراض ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا چونکہ وہ لوگ ایک ایسی روایت پر کہ جس کے وارد ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس روایت کو بنیاد بنا کر اعتراض کر رہے ہیں جس کے صرف وہ روایتیں در ہمارے پاس وہ روایت نہیں ہے۔ اور یہ ظلم ہے چونکہ ہمارے پاس بہت ساری روایتیں ہیں کہ جو "من کسبت مولاه فعلى مولاه" کے معنی کی تائید کرتی ہیں، اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعے سے علی علیہ السلام کی خدمت و رت کی حالت کے فرض ہونے کو طلب کیا ہے، اور اسی طرح ہم اس خبر کو واضح نص کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں تو ہمارے پاس بھی خاص روایت موجود ہے ان کی خاص روایت کے مقابلے میں، (اور جب اس بارے میں دونوں مساوی ہیں تو دونوں گروہ اپنی خاص خبر کو ایک طرف رکھ دیں) اور روایت اپنے عمومیت پر باقی ہے کہ جس کے ذریعے سے ہم اور وہ دونوں اس معنی کے ذریعے سے دلیل پیش کریں کہ جس کو لغت بیان کرتی ہے اور جس میں استعمال ہوتا ہے اور تقسیم کلام اور کلام کو صحیح معنی کی طرف پڑنے سے (دلیل پیش کریں)۔ اور ہمارے مقابل والوں کے پاس نہ کوئی ایسی روایت ہے کہ جس پر اجماع قائم ہو اور نہ کوئی ایسی دلیل ہے کہ جیسی ہمارے پاس ہے۔

ان لوگوں نے زید بن حارثہ سے اس سلسلے میں جو روایت نقل کی ہے تو اس کے مقابلے میں خود ان کی زبان سے ایسی کئی روایتیں آتی ہیں کہ جو بتاتی ہیں کہ بیشک زید (بن حارثہ) غزوہ موتہ ۸ ہجری میں واقع ہوا تھا۔ "جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ شہید ہو گئے تھے اور یہ غزوہ یوم غدیر خم سے کافی مدت پہلے کا ہے چونکہ یوم غدیر حجتہ الوداع کے بعد کا ہے اور اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں صرف تین ماہ بھی کم مدت تک حیات رہے، پس جب تمہاری زید والی روایت میں کہ جس کو تم نے روایت کیا ہے اس کی رد کے لئے تمہاری اپنی روایت موجود ہے تو پھر تمہارے حق میں کوئی دلیل اس روایت کے مقابلے میں باقی نہیں رہی ہے کہ جس پر سب کا اتفاق ہے۔

اور اگر (یہ ثابت یا جائے کہ) زید یوم غدیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے موقع پر حاضر تھے، تو ان کا حاضر ہونا بھی تمہارے حق میں حجت نہیں بن سکتا کیوں کہ تمام عرب اس بات کو جانتے تھے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاں ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام اور چچے کے بیٹے علیہ السلام کا بھی غلام ہے، یہ بات تو ان کی لغت میں مشہور و معروف تھی اور وہ لوگ اس کو جانتے تھے تو منہ سب نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول لوگوں کے لئے یوں ہو تم لوگ جان لو اس بات کو کہ جس کو تم پہلے سے جانتے ہو، اگر یہ ممکن ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کہنے والا کہے نبی کے والد کے بھائی کا بیٹا ہے، چچا کا بیٹا نہیں ہے، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا پس جو میرے والد کے بھائی کا بیٹا ہے وہ میرے چچا کا بیٹا ہے، اور یہ فاسد و غلط ہے چونکہ اس قسم کا کلام منہ سب ہے اور اس کو زیب نہیں دیتے سوئے اس شخص کہ جو فضول کام کرنے والا ہے و خوف ہو، اور اس قسم کا کام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناممکن ہے۔

پس اگر کہنے والا کہے بیشک ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم اس روایت کے مقابلے میں کہ جس کو تم نقل کرتے ہو اپنی اس روایت کو نقل

کریں کہ جو ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ کے معنی میں فرق کرتی ہے۔

اس سے کہا جائے گا اظہار نظر کے قاعدے کے تحت یہ غلط ہے چونکہ تمہارے اوپر یہ ذمہ داری ہے کہ ہماری روایتوں میں سے کون سی روایت پیش کرو کہ جو اس مسئلہ میں تمہارے حق میں قرار پاتی ہو، (ورنہ اگر صرف تم اپنی روایت پیش کرو گے) تو پس ہماری مخصوص روایت تمہاری مخصوص روایت سے ٹکرے گی اور ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ والی حدیث اس حیثیت سے کہ ہم سب نے اس کو نقل کرنے میں جہالت غم کیا ہے ہمارے حق میں تمہارے خلاف جہت باقی رہے گی، جو سبب نے کی اس بات کو ثابت کرنے کی کہ جس پر دست ہے نہیں بنیاد پر، اور یہ ایسی بات ہے کہ جس میں کسی مزید بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ پس اگر کہنے والا کہے اگر آپ لوگوں کی بات سنیج ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں فتیح واضح طور سے کیوں نہیں فرمایا اور یوں ایسا قول ارشاد فرمایا کہ جس کی وجہ سے اس قسم کی تاویل کی ضرورت پیش آئی اور بحث مباحثہ کی ضرورت ہوئی؟

اس سے کہا جائے گا اگر یہ ارم آتا ہے کہ یہ روایت (تاویل والے معنی لینے کی وجہ سے) باطل قرار دینا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خلافت کا اور علی علیہ السلام کی امت کے فرض ہونے کا معنی مراد نہ لیا ہو اس میں اتنا تاویل پیدا جاتا ہے یہ اس وجہ سے کہ مولادہ کوئی اور معنی آپ کے نزدیک زیادہ واضح اور زیادہ فصیح معنی ہو جو ہیں تو اگر آپ کا تعلق (فرق) معتزلہ سے ہے تو یہ کہ ”انہ عز وجل کو پتی کہ ب (قرآن) میں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ ”لا تظنر کہ الامصار“ (کا ہیں اسے پائیں سیتیں) (سورہ حم آیت ۱۰۳) یعنی اس کو دیکھا نہیں جاسکتا تو آپ کا کہنا کہ ”اس کو دیکھا نہیں جاسکتا“ اس میں اتنا تاویل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس قول کو اپنی کتاب میں وارد نہیں کرنا چاہئے تھا کہ: ”واللہ خلقکم و ما تعملون“ (اور اللہ نے تمہیں اور جو کچھ تم انجام دیتے ہو اس کو خلق کیا ہے) (سورہ صافات آیت ۹۶) کہ بیشک اللہ نے ان مومنوں کو خلق کیا ہے کہ جن میں اللہ کے افعال کو انجام دیتے ہیں نہ کہ ان کے افعال کو۔ پس اس سے فہمی معنی مراد ہوتا تو چاہئے تھا کہ اس قول کے مقابلہ میں کہ بقول آپ کے جس میں تاویل کی جانش نہیں۔ خدا اس سے زیادہ روشن ارشاد فرماتا۔ (ورنہ ظاہری اعتبار سے تو معنی پیچیدہ اور مشکل رہا ہے) ان طرح سے اللہ کے افعال اپنے اس قول میں صریح وارد کرتا کہ ”و من یقتل مومنا متعمدا فحوا وہ جہنم“ (اور جو کسی مومن کو جان بوجہ قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے) (سورہ نساء آیت ۹۳) پھر اس کا معنی یہ نکل رہا ہے مومن کا ہر قاتل جہنم میں ہے چاہے اس سے اتنا نیک اہل ہوں یا نہ ہوں پھر خدا نے اپنے قول میں کہ آپ کے بقول جس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے اس بات کی وضاحت نہیں کی (کہ قاتل اگر نیک اہل والا ہو تو کوئی رعایت ہوگی یا نہیں ہوگی)۔ اگر آپ کا تعلق (فرق) اشاعرو سے ہے تو آپ کے اوپر بھی وہ تمام باتیں لازم ہیں جو معتزلہ سے ہم نے ذریعہ ہے جو بات آپ کے نزدیک حق ہے اس کو کوئی لفظ فصیح بیان نہیں کر رہا۔ (بلکہ آپ نے اپنی معنی کو بھی غلط تاویل کر کے ہی نکال دیا۔)

اور اگر کہنے والے کا تعلق صحابہ حدیث سے ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ آپ پر لازم ہو جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اس حدیث کو نہ مانیں کہ جس میں آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم یہود و نصاریٰ رات کے چاند کو

دیکھتے ہو ورس کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی، چونکہ یہ ایسا قول ہے کہ جس میں تاویل کے بغیر چار نہیں ہے جبکہ (آپ کے بقول) تاویل والا کلام فصیح نہیں ہوتا۔ چونکہ پیغمبر اسلامؐ نے دیکھنے کے سلسلے میں یہ نہیں بیان کیا کہ تم آنکھوں کے ذریعے سے یا دل کے ذریعے سے دیکھو گے۔ ورجب اس روایت میں تاویل کا اختصار ہے۔ وراس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وہ دار دیکھن مراد نہیں کیا ہے کہ جس کے تم دعوے دار ہو اور یہ بہت سخت مغالطہ ہے چونکہ زیادہ تر کلام جو قرآن میں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایتوں میں وارد ہو، ہے عربی زبان میں اور ایسی فصیح قوم کو بھی طب کر کے وارد ہو ہے کہ جو اس صورت حال سے واقف تھی کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد پر دلالت کرتی ہے۔

کبھی کبھی عام معنی عقول کے سپرد کرنا پڑتا ہے تاکہ کام سمجھ میں آ سکے۔ اور میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کیا میں مؤمنین کے نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں، میں کسی ایسی تعبیر کو نہیں جانتا کہ جو طاعت کے فرض ہونے کے معنی سے زیادہ تاکید کی معنی رکھتا ہو۔ چونکہ آپؐ نے یہ کہنے کے بعد پھر فرمایا: ”فمن كنت مولا فلعلي مولا“ چونکہ یہ پورا کلام مرکب ہے کہ جس میں مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اقرار کیا جی طاعت کا اور اس بات کا اقرار کیا کہ آپؐ ان کے نفوس سے اولیٰ ہیں تو (گویا) اس کے بعد پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ”تو میں جس کے نفس سے اولیٰ ہوں پس علی اس کے نفس سے اولیٰ ہیں“ چونکہ ”فمن كنت مولا“ کا معنی یہ ہے کہ میں جس کے نفس سے اولیٰ ہوں چونکہ یہ اس کی معنی کے اعتبار سے تعبیر ہوتی ہے، چونکہ لغت میں اس کے علاوہ معنی لینا ممکن نہیں ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اگر کہنے والے ایک گروہ سے کہے: کیا ایسا نہیں ہے کہ یہ ماں و متاع ہمارے درمیان ہے کہ ہم اس کو فروخت کریں ورس کے نفع و نقصان کو تقسیم کریں؟ تو جواب میں وہ لوگ کہیں گے: ہاں، پس وہ کہے: ”میں جس کا شریک ہوں زید اس کا شریک ہے“ تو یہ کلام صحیح ہوگا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شریک ہونے کو ہی اس نے اپنے قول میں ”یہ مال ہمارے درمیان ہے اور ہم نفع و نقصان کو تقسیم کر لیں“ میں تعبیر کیا ہے اور اس وجہ سے اس کے بعد اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ جس کا میں شریک ہوں پس زید اس کا شریک ہے، اور اسی طرح ایہاں پر صحیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قول ”یہاں میں تم سے تمہارے نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں؟“ افسس کنت مولا فعلي مولا“ چونکہ اپنے اس قول سے ”کیا میں تم سے تمہارے نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں؟“ کے بارے میں ”مولا“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ وراگر ایسا نہ ہو تو پھر جہدوے جیسے کا ”فاء“ کے ساتھ آن بہتر نہ قرار پاتا اور اگر ”فاء“ نہ ہوتا تو پھر کلام کا نہ تو کوئی مفہوم ہوتا اور نہ کوئی حقیقت بلکہ یہ کلام بزدان گوئی میں شامل ہو جاتا اور اس قسم کی چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت دینا عظیم لہذا کا انکار ہے۔ وراس بنیاد پر کہ جو ہم نے دیکھا، جب ”فمن كنت مولا“ کا لفظ ”میں جس کے نفس سے اولیٰ ہوں“ کے معنی پر دلالت کر رہا ہے، ورجہ پیغمبرؐ نے بعینہ اسی لفظ علی کے لئے استعمال کیا ہے تو اس کا مصدب یہ ہے کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، سلام کو مؤمنین کے اپنے نفوس سے دلالت دیا اور اسی کا مطلب ہے کہ علیؑ علیہ سلام کے حق میں طاعت کو، جب قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا تھا۔

اور وہ بات کہ جس کے ذریعے سے بیان کو زیادہ کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ آپؐ کے قول ”فمن كنت مولا فعلي مولا“ سے

”تمہارے اپنے نفسوں سے اولیٰ“ والا معنی وارد نہ ہو تو پھر یہ بھی ممکن ہو جائے کہ یہ والا معنی ”فمن کنت مولاه“ سے بھی وارد نہ ہو یعنی ”میر جس کے اپنے نفس سے اولی ہوں“ (یہ والا معنی بھی نہ نکلے) اور جب یہ ممکن قرار پائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے پہلے جو کلام تھا وہ خلط، فاسد، غیر منظم اور معنی کے سمجھانے سے قاصر قرار پائے اور یہ ان باتوں میں سے نہیں ہے کہ حکیم اور عاقل شخص اس کا تلفظ کرے، تو یقیناً ہمارے گذشتہ کلام اور بیان سے واضح ہو گیا کہ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”کیا میں تم سے تمہارے نفسوں سے اولی نہیں ہوں“ کا مطلب یہ ہے کہ ”آپ ان کی اطاعت کے مالک ہیں اور آپ کے قول“ ”فمن کنت مولاه“ سے لازم ہے کہ آپ نے فقط اس بات کا ارادہ کیا ہو کہ ”پس میں جس کی اطاعت کا مالک ہوں پس علی اس کی اطاعت کا مالک ہے، یہ مراد ہو آپ کے قول: فعلی مولاه سے، اور یہ واضح ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی اعانت و توفیق پر۔

(۳۰) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی علیہ السلام کے لئے قول:

”انت منی بمنزلہ ہارون من موسی الا انه لانی بعدی“

(تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن سعید ہاشمی نے کوفہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فرات بن ابراہیم بن فرات کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علی بن مسعر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن علی دہلی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن اسحاق مروزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن منصور نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن ہان نے، انہوں نے یحییٰ بن کثیر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوہارون عبدی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علی علیہ السلام کے حق میں قول: ”تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“ کے متعلق سؤل کیا، تو انہوں نے فرمایا ”قسم بخدا! اس قول کے ذریعے سے آپ نے علیؑ کو اپنی امت پر اپنی زندگی میں اور اپنی وفات کے بعد کے لئے خلیفہ نامزد کیا ہے اور امت پر ان کی اطاعت کو فرض کیا ہے، پس جس نے اس قول کے بعد علی علیہ السلام کے حق میں خلافت کی گواہی نہیں دی تو وہ ظالموں میں سے ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن حسین سکری نے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی محمد بن زکریا نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن عمارہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو خالد کاہنی سے، انہوں نے کہا کہ سید العابدین امام علی ابن حسین علیہ السلام سے عرض کیا گیا۔ بیشک لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

لوگوں میں سب سے بہتر ابو بکر ہے، پھر عثمان ہے، پھر علی علیہ السلام۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں نے اُس روایت کا کیا کیا کہ جس کو سعید بن مسیب نے سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ”تم مجھ سے ہارون کی موتی سے منزلت پر ہو گریہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“؟ پس موتی کے زمانہ میں ہارون کی مثل کون تھی؟“

اس کتاب کے مصنف - قدس اللہ روحہ - فرماتے ہیں کہ ہم اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے اس بات پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام کے حق میں نقل کیا گیا ہے کہ: ”تم مجھ سے ہارون کی موتی سے منزلت پر ہو گریہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“ پس یہ قوں اس بات پر درست کرتا ہے کہ علی علیہ السلام کی منزلت پیغمبر سلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام حاتوں میں اسی طرح سے ہے جس طرح سے ہارون کی منزلت موتی سے تھی سوائے اس صورت کے کہ جس کو پیغمبر نے خود اسی روایت میں استثناء کر کے الگ کر دیا ہے، پس ہارون کی جو منزلت موتی سے تھی اس میں ایک چیز یہ تھی کہ ہارون موتی کے ولادت کے اعتبار سے بھائی تھے اور عقل اس منزلت کا استثناء کر دیتی ہے اور بتا دیتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے قوں سے یہ منزلت مراد نہیں ہو سکتی چونکہ علی آپ کے ولادت کے اعتبار سے بھائی نہیں تھے۔ ہارون کی موتی سے منزلت میں سے ایک چیز یہ تھی کہ ہارون بھی موتی کے ساتھ ساتھ نبی تھے اور (روایت میں) نبوت کا استثناء اس بات کو منع کرتا ہے کہ علی علیہ السلام نبی ہوں، ہارون کی موتی سے ان کے علاوہ دیگر جو منزلتیں ہیں اس میں کچھ ظاہری چیزوں پر مشتمل ہیں اور کچھ باطنی چیزوں پر مشتمل ہیں۔ ظاہری چیزوں میں سے یہ ہے کہ ہارون اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل تھے، تمام لوگوں سے زیادہ موتی کو محبوب تھے، تمام لوگوں سے زیادہ موتی سے خاص تھے، تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ میں قابل بھروسہ تھے اور موتی جب اپنی قوم سے غائب ہوئے تھے وہ اپنی قوم پر خیفہ تھے اور وہ موتی کے علم کے دروازے تھے اور یہ کہ اگر موتی کا انتقال ہو جاتا اور ہارون زندہ ہوتے تو موتی کی وفات کے بعد ان کے خیفہ ہوتے۔ اور یہ روایت دالت کر رہی ہے کہ یہ تمام کی تمام خصوصیتیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے علی علیہ السلام کے حق میں ہیں۔

اور وہ منزلتیں جو ہارون کی موتی سے باطنی طور پر تھیں، لازمی ہے کہ عقل اس کا استثناء نہیں کرے گی جس طرح عقل نے ولادت کے اعتبار سے بھائی ہونے کا استثناء کیا تھا اور نتیجتاً یہ باطنی منزلتیں بھی اسی انداز سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے علی علیہ السلام کے حق میں قرار پائیں گی، اگرچہ ہمارا علم ان باطنی خصوصیات کا احاطہ نہیں کر پاتا مگر چونکہ روایت کا یہی تقاضا ہے (کہ تمام منزلتوں میں مساوی ہیں جن میں باطنی منزلتیں بھی شامل ہیں)۔ کسی کہنے والے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ یوں کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض منزلتیں مراد لی ہیں اور بعض مراد نہیں لی ہیں چونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا اور یوں کہا جائے گا کہ مراد بعض دوسری منزلتیں لی ہیں نہ کہ وہ والی کہ جو تم ذکر کرتے ہو اور نتیجتاً اس صورت میں تمام بات باطل ہو جائے گی کہ مراد معنی ناقص ہو جائے اور کلام بے فائدہ ہو جائے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے فائدہ کلام نہیں کرتے، آپ فقط اس لئے کلام کرتے ہیں تاکہ ہمیں سمجھ سکیں اور ہمیں تعلیم دیں، پس اگر یہ ممکن ہو جائے کہ آپ نے

ہارون کی موتی سے بعض منزلیں مراد لی ہوں اور بعض نہ لی ہو جبکہ روایت میں کوئی تخصیص دینے والی بات بھی موجود نہ ہو اس صورت میں ہم کلام کو سمجھ نہیں پائیں گے کہ یہ قلیل منزلیں مرد میں یہ کثیر، اور جب ایسا نہیں ہو سکتا تو واجب و لازم ہے کہ یقیناً آپؐ نے تمام منزلیں مراد لی ہیں کہ جو ہارون کو موتی سے حاصل تھیں اور جن کا عقل، ورخو روایت، تشنا، نہیں کر رہی۔ اور جب یہ زنی ہو گیا تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سب سے افضل ہیں، ان میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہیں، خود کے نزدیک سب سے زیادہ قابل بھروسہ ہیں، اور علی علیہ السلام کے حق میں یہ بھی لازم آجائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کو اپنی قوم پر خفیہ مقرر کریں جب آپؐ لوگوں سے غائب ہوں، چاہے سفر کی وجہ سے ہو یا پھر موت کی وجہ سے، چونکہ یہ تمام چیزیں ہارون اور ان کی موتی سے منزلت کی شرائط میں سے ہیں۔ پس اگر کہنے والا کہے بیشک ہارون کا انتقال موتی سے پہلے ہو گیا تھا ورنہ موتی کے بعد انہیں تھے، تو پھر آپؐ کیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قور وہ مجھ سے ہارون کی موتی سے منزلت پر ہیں، سے علی علیہ السلام کے معاملے کا ہارون سے قیاس کر رہے ہیں جبکہ علی علیہ السلام یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی تھے۔ اس سے کہا جائے گا ہم نے علی علیہ السلام کے معاملے کو ہارون پر قیاس فظاً اس وجہ سے کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: وہ مجھ سے ہارون کی موتی سے منزلت پر ہے، تو جب علی علیہ السلام کے لئے یہ والی منزلت تھی، اور پھر علی علیہ السلام (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد) باقی رہے تو لازم ہے کہ علی علیہ السلام ہی وقت نبیؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے خلیفہ ہیں۔

اس بات کی وضاحت کے لئے میں ان شاء اللہ مثال بیان کرنے والا ہوں "اگر کوئی خلیفہ اپنے وزیر سے کہے کہ: "تو یہ کا حق تم پر یہ ہے کہ جس دن میں وہ تم سے ملاقات کرے ایک دینار دینے ہے اور تمہارے حق میں بھی تم پر وہی ذمہ داری ہے جو میں نے زید کے سسے میں بیان کی ہے،" تو عمرو کے حق میں بھی وہی واجب ہو گیا جو زید کے حق میں لازم قرار پایا تھا، پس جب زید وزیر کے پاس تین دن تک آتا رہا تو اس نے تین دینار حاصل کئے، پھر آنا بند کر دیا اور اس وجہ سے وزیر نے اسے دینار سوا نہیں کئے اور عمرو وزیر کے پاس تین دن تک آیا تو اس نے بھی تین دینار حاصل کئے، اب عمرو کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چوتھے دن، پانچویں دن اور ہمیشہ ہمیشہ جب تک کہ عمرو زندہ ہے آتا رہے اور اس وزیر پر لازم ہے کہ جب تک عمرو باقی اور زندہ ہے ہر س دن میں جس میں وہ اس کے پاس آیا ہے ایک دینار سوا کرتا رہے اگرچہ زید نے تین دن سے زیادہ دینار کو حاصل نہیں کیا تھا۔ اور زید کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ عمرو کو یوں کہے: "میں تمہیں عطا نہیں کروں گا سوائے اتنے کہ جتنے زید نے حاصل کیا ہے،" چونکہ زید کے لئے شرط رکائی گئی تھی کہ جب وہ تمہارے پاس آئے اس وقت ایک دینار دینا تو اگر زید آتا تو وہ اسے حاصل کرتا اور یہی شرط عمرو کے لئے بھی تھی اور وہ یقیناً آیا (جب اس نے شرط پوری کر دی) تو لازم ہے کہ وہ دیناروں کو حاصل کرے۔

پس اسی طرح ہارون کے وحی ہونے کے لئے شرط تھی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی قوم میں باقی رہے اور ان طرف کی شرط علی علیہ السلام کے لئے بھی تھی، تو علی علیہ السلام اپنی قوم میں (پیغمبر کے بعد زندہ) باقی رہے تو اسی طرح سے علی علیہ السلام کے حق میں یہ ضروری ہو گیا کہ آپؐ نبیؐ کی قوم میں آپؐ کے خلیفہ قرار پائیں اسی طرح سے کہ جو ہم نے زید اور عمرو کی مثال میں بیان کیا، اور یہ بالکل اسی چیزوں

میں سے ہے اور یہاں جو قیاس کیا گیا وہ بالکل حق بجانب ہے۔

پس اگر کہنے والا کہے کہ اگر موسیٰ انتقال فرما جائے اور ہارون زندہ ہوتے تب بھی ان کو ان کی قوم پر خلافت کا حق نہ ہوتا۔

تو اس سے کہا جائے گا کہ کسی چیز ہے کہ جس کو یہ کہنے والا جواب میں پیش کرے گا، اگر اس سے کوئی کہنے والا کہے کہ ہارون موسیٰ کے بعد اپنے زمانہ میں سب سے افضل نہیں تھے، نہ وہ ان کے نزدیک قابل بھروسہ تھے، نہ ان کے علم میں نائب تھے؟ (تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہ) یہ فضیلتیں ہارون سے جدا نہیں کی جاسکتی چونکہ یہ منزلیں ہارون کی موسیٰ سے مشہور ہیں، تو اگر کوئی انکار کرنے والا ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دے گا تو لازم آئے گا کہ تمام کا انکار کر دے۔ پس اگر کہنے والا کہے: بیشک یہ منزلت کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے لئے قرار دی ہے یہ فقہ آپ کی حیات میں ہی تھی۔ اس سے کہا جائے گا ہم واضح دلائل کے ساتھ اس بات پر درست پیش کریں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی علیہ السلام کے حق میں یہ قول: ”تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“، یہ فقہ اسی کے حق میں آپ نے اپنی وفات کے بعد کے لئے قرار دیا ہے نہ کہ آپ کے ساتھ آپ کی حیات میں، اس بات کو وہ سمجھا جائے کہ ان شاء اللہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“ میں جو باتیں دامت کرتی ہیں وہ دو معنی ہیں: پہلا، علی علیہ السلام کی آپ سے جو فضیلت اور منزلت ہے اس کو ثابت کرنا؛ دوسرا آپ کے بعد کسی کے نبی ہونے کی نفی کرنا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کا علی کے لئے اس بات کی نفی کرنا کہ علی آپ کے بعد نبی نہیں ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر پیغمبر اسلام اس کی نفی نہ کرتے تو وہم کرنے والے کے لئے یہ وہم کرنا ممکن ہوتا کہ علی آپ کے بعد نبی ہوں، چونکہ آپ نے فرمایا تھا ”تم مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہو“، اور یقیناً ہارون نبی تھے مگر جب آپ نے نبوت کی نفی کر دی تو ضروری ہے کہ یہ نفی اس وقت کے اندر ہو کہ جس میں آپ نے علی کے لئے فضیلت اور منزلت کو قرار دیا تھا، چونکہ اسی فضیلت اور منزلت کی وجہ سے آپ کو نبی ہونے کی نفی کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ چونکہ اگر آپ یہ نہ فرماتے کہ: علی مجھ سے ہارون کی موسیٰ سے منزلت پر ہے تو پھر یہ فرمانے کی ضرورت بھی پیش نہ آتی کہ ”مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا“، تو آپ نے نبی ہونے کی نفی کی اس کی وجہ صرف اور صرف اس فضیلت اور منزلت کی وجہ سے ہے کہ جو نبوت کے سبب قرار پاتی تھی اور اسی وجہ سے آپ کے لئے رزم ہوا کہ اسی وقت میں کہ جس میں علی کے لئے فضیلت قرار دی اور ہارون والی تمام منزلیں قرار دیں علی سے نبوت کی نفی کر دیں، اور اگر نبی اس کے بعد کسی اور وقت میں نبوت کی نفی کرتے اور اس وقت کے لئے نفی کرتے کہ جو آپ (کی وفات) کے بعد کا ہے، تو ہمارے مخالفین کے پاس یہ گنجائش نکل آتی کہ وہ کہتے کہ اس روایت میں علی علیہ السلام کے لئے کوئی ایسی منزلت ثابت نہیں ہے کہ جو نبوت کا سبب بنتی ہو اور یہ بعد میں استثناء ہونے کی وجہ سے کلام لغو قرار پاتا چونکہ (اس فرض پر کہ استثناء کسی اور وقت میں واقع ہوا ہے) یہ استثناء فقہ وفات کے بعد کے لئے واقع قرار پاتا اور وہ منزلت کہ جو سبب نبوت بن رہی ہے وہ صرف حیات پیغمبر

کے لئے قرار پاتی کہ جس میں نبوت کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ پس اگر نبوت کا استثناء وفات کے بعد ہوتا اس بات کے باوجود کہ فضیلت آپ کی حیات میں ثابت ہے تو لازم آتا کہ علیؑ آپ کی حیات میں نبی ہوتے (چونکہ استثناء تو بعد کے لئے ہے) مگر یہ بات فاسد ہے اور لازم ہے کہ نبوت کا استثناء اسی زمانے کے لئے قرار پائے کہ جس زمانے کے لئے نبیؑ نے علیؑ کے لئے یہ منزلت قرار دی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ اس فضیلت و منزلت کے مستحق ہونے کے باوجود نبوت کے مستحق نہیں ہیں۔

اس کا مزید بیان یوں ہو سکتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر فرماتے ”علیؑ مجھ سے میری وفات کے بعد ہارون کی موتی سے منزلت پر ہے مگر یہ کہ میرے ساتھ میری زندگی میں کوئی نبی نہیں ہے“ تو اس قول سے لازم آتا کہ علیؑ کا نبیؑ کی وفات کے بعد نبی ہونا ممکن ہے چونکہ نبی ہونے کا منع فقط اپنی زندگی کے لئے کیا ہے اور علیؑ کے لئے اپنی وفات کے بعد نبی ہونے کو ثابت کیا ہے چونکہ یہ نبی ہونا یہ ہارون کی منزلتوں میں سے ایک ہے چونکہ ہارون نبی تھے، تو جب صورت حال ایسی ہے تو لازم ہے کہ نبیؑ نے علیؑ کے نبی ہونے کی نفی صرف اس وقت و زمان کے لئے کی ہے کہ جس میں آپ کے لئے یہ فضیلت قرار دی ہے چونکہ اسی وجہ سے آپ نبوت کی نفی کرنے کی طرف محتاج ہوئے ہے اور جب ضروری قرار پایا کہ منزلت میں سے نبوت بھی ہے تو لازم ہے کہ یہ وفات پیغمبر کے بعد بھی ہو چونکہ نبوت کی نفی وفات کے بعد کے لئے کی گئی ہے، اور جب یہ لازم ہو گیا کہ علیؑ علیہ السلام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد موتی کی حیات میں جو موتی سے ہارون کی منزلت تھی وہ ہے، تو یہ بھی لازم آ گیا کہ علیؑ علیہ السلام کے حق میں مسلمانوں پر خداوند، و طاعت کا فرض ہونا ہے، اور آپ تمام سے زیادہ ہم رکھنے والے اور تمام سے فضل میں چونکہ یہی ساری منزلتیں ہارون کی موتی سے موتی کی حیات میں تھیں۔

پس اگر کہنے والا کہے، شاید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول بعدی (میرے بعد) سے مراد بعد نبوتی (میری نبوت کے بعد) ہے نہ کہ بعد وفاتی (میری وفات کے بعد)۔ اس سے کہا جائے گا اگر یہ جائز ہو جائے تو یہ بھی جائز ہو جائے کہ وہ تمام روایتیں کہ جن کو مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ جس میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تو اس سے مراد یہاں آپ کی نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (نہ کہ آپ کی وفات کے بعد) اور یہ چیز جائز بن دے گی کہ آپ کی وفات کے بعد اور نہیا بھی ہوں۔ پس اگر وہ کہے یقیناً مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“ سے مراد ”میری وفات کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا“ ہے۔ تو اسی طرح اس سے کہا جائے گا کہ یہی بات تمام روایتوں اور آثار میں ہے کہ جس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“۔

پس اگر وہ کہے: بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علیؑ علیہ السلام کے حق میں یہ توں: تم مجھ سے ہارون کی موتی سے منزلت پر ہو“ یہ فقط اس وقت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کی جانب نکلے اور علیؑ علیہ السلام کو پیچھے چھوڑ دیا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے ہارون کی موتی سے منزل پر ہو؟ کہا جائے گا استدلال کے قانون کے تحت یہ غلط ہے چونکہ آپ اجماع والی روایت کو ایسی روایت سے تخصیص نہیں دے سکتے کہ جو فقط آپ کے لئے خاص ہے ورنہ ہم بھی اس اجماع والی روایت کو ایسی روایت سے تخصیص دیں گے کہ

مستضعفین ہو۔“ مفصل کہتے ہیں میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! اس کے کیا معنی ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”(پیغمبر کے فرمان کا مطلب ہے) تم لوگ میرے بعد ائمہ ہو، بیشک اللہ عزوجل فرماتا ہے: نو نریدا ان نمن علی الدین استضعفوا ہی الارض و نجعلہم ائمة و نجعلہم الوارثین“ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دے دیں۔“ (سورہ قصص: آیت ۵)۔ پس یہ آیت قیامت کے دن تک ہمارے سسے میں جاری رہنے والی ہے۔“

(۳۲) ☆ ان الفاظ کے معانی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں وارد ہوئے ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق الطالقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو صالح حدّاء کے نام سے معروف ابو احمد القاسم بن بندار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن نصر بن عبد العزیز الرازی نہاد والے نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو غسان ملک اسماعیل التہمدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جمیع ابن عمیر بن عبد الرحمن عجلی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ایک راوی نے مہ میں، انہوں نے ابن ابی ہالہ تمیمی سے، انہوں نے حسن بن علی علیہما السلام سے، آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہرہ۔ جو صفات بیان کرنے میں ماہر تھے۔ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کیا۔ اور مجھ سے بیان کیا حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن منبج نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین نے مدینہ رسول میں، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عقی بن موسیٰ بن جعفر ابن محمد بن عقی نے، انہوں نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، آپ نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے، آپ نے علی ابن الحسین علیہما السلام سے، آپ نے فرمایا کہ امام حسن ابن علی نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں۔ ”ہند بن ابی ہالہ۔“ سے رسول اللہ کے حلیہ اقدس کے بارے میں سوال کیا۔ اور مجھ سے بیان کیا حسن بن عبد اللہ بن سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن احمد عبدان ورجع بن محمد بن ازبغدادی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان بن کعب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جمیع بن عمیر عجلی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا بنی تیمیم کے ایک شخص نے جو ابو ہالہ کی اولاد میں سے تھا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن عقی سے، آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ تمیمی۔ جو نبی کریم کی صفات کو بیان کرنے والے تھے۔ سے سوال کیا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ آپ میرے سامنے نبی کریم کی صفات بیان کریں تاکہ میں ان کا گرویدہ ہو جاؤں۔ پس انہوں نے کہا ”کان رسول اللہ فحماً، مفخماً، يتللا و جه تلالو القمر ليلة البدر، اطول من المربع، واقصر من المشذب، عظیم

الهمامة رجل الشعر ، ان انفرقت عقيقته فرق ، والافلا يجاوز شعره شحمة اذنيه اذا هو وفره ، ازهر اللون ، واسع الجبين ، ازج الحواجب ، سوابغ في غير قرن ، بينهما عرق يدره الغضب ، اقنى العينين ، له نور يعلوه ، يحسبه من لم يتامله اشم ، كث اللحية ، سهل الخدين ، ضليع الفم ، اشنب ، مفلج الاسنان ، دقيق المسربة ، كان عقه جيدمية في صفاء الفضة ، معتدل الخلق ، باذنا ، متماسكاً ، سواء البطن والصدر ، بعيد ما بين المنكبين ضخم الكراديس ، عريض الصدر ، انور المتجرد ، موصل ما بين اللبة والسرة بشعر يجري كالخط ، عارى الثديين والبطن مما سوى ذلك ، اشعر الذراعين والנקبين واعلى الصدر ، طويل الزندين ، رحب الراحة ، شثن الكفين والقدمين ، سائل الاطراف ، سبط القصب خمسان الاخمصين ، مسيح القدمين بنو عنهما الماء ، اذا زال زال قلعا ، يخطو تكفواً ، ويمشي هوناً ، ذريع المشية اذا مشى كأنما ينحط في صلب واذا التفت جميعاً ، خافض الطرف نظره الى الارض اطول من الى السماء ، جل نظره الملا حظة ، يندر من لقيه بالسلام .

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہوں میں عظمت اور سینے میں ہیبت رکھتے تھے۔ آپؐ کا پر نور چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح درخشندہ تھا۔ آپؐ میاں قد سے کچھ اونچے لیکن زیادہ بلند قامت نہیں تھے اور آپؐ کا سر مبارک بڑا اور آپؐ کے بال نہ زیادہ پیچیدہ اور نہ الگ الگ تھے۔ آپؐ کے سر کے بال اکثر اوقات کان کی نو سے نیچے نہیں جاتے تھے۔ اور اگر زیادہ بڑھ جاتے تو مانگ نکال کر سر کے دونوں طرف پھیلا دیتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ سفید اور نورانی اور آپؐ کی پیشانی کشادہ تھی۔ آپؐ کے ابرو باریک کمانی دار اور کشیدہ تھے۔ آپؐ کی پیشانی کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت پڑھو کر ابھرتی تھی۔ آپؐ کی ناک باریک اور کشیدہ اور درمیان میں سے ٹھوڑی سی ابھرتی ہوئی تھی اور اس سے نور نکلتا تھا۔ آپؐ کی ریش مبارک گھنی اور دندان مبارک سفید چمکدار نازک اور کشادہ تھے اور آپؐ کی گردن صفائی ، نورانیت اور استقامت میں ان صورتوں کی گردن کی طرح تھی جو چاندی سے بنائی جاتی اور صیقل کی جاتی ہیں۔ آپؐ کے تمام اعضاء بدن معتدل اور سینہ اور شکم برابر تھے آپؐ کے دو کندھوں کے درمیان والی جگہ پھیلی ہوئی تھی اور مفصل اور جوڑ کی ہڈیوں کے سرے قوی اور سخت تھے اور یہ چیز شجاعت و قوت کی علامات میں داخل اور عرب کے نزدیک مدوح ہے۔ آپؐ کا بدن سفید اور نورانی تھا اور وسط سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کا ایک ہار یک خط تھا مثل چاندی کے جسے صیقل کیا گیا ہو اور اس کے درمیان سے زیادہ صفائی کی بناء پر خط سیاہ نظر آتے۔ آپؐ کے سینہ کے اطراف اور شکم بالوں سے صاف تھا اور آپؐ کے بازو اور کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصہ پر بال تھے ، آپؐ کی انگلیاں سیدھی اور بڑی تھیں۔ آپؐ کے بازو اور پنڈلیں صاف و شفاف اور سیدھی تھیں۔ آپؐ کے پاؤں کے نگوے ہموار نہیں تھے بلکہ درمیانی حصہ زمین سے دور تھا اور پاؤں کی پشت بہت صاف اور نرم تھی ، اس حد تک کہ اگر پانی کا قطرہ اس پر پڑ جاتا تو رگ نہیں سکنا تھا۔ جب آپؐ راستہ چلتے تو متکبروں کی طرح قدم نہیں رکھتے تھے لیکن دقار کے ساتھ چلتے تھے۔ جب آپؐ کسی کی طرف متوجہ ہوتے کہ کوئی بات کریں تو ارباب حکومت کی طرح گوشہ چشم سے اشارہ نہیں کرتے تھے بلکہ پورے بدن کے ساتھ اس کی طرف مڑتے اور بات کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپؐ کی نگاہیں نیچے کی طرف ہوتیں اور

زمین کی طرف زیادہ نظر رکھتے تھے اور جسے دیکھتے سام میں سبقت کرتے تھے۔

حضرت ہامسن عیسا مفرہ تے میں کہ میں نے ن سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظم (انذار غلگو) کے بارے میں بیان کریں۔ انہوں نے جواب میں کہا کان عبیہ السلام متواصل الاحزان، دائم الفکر، لیست له راحة، طویل السکت، لا یتکلم فی غیر حاجۃ، یفتح الکلام ویحتمہ بالشدادہ، یتکلم بحوامع الکلم فصلا لا فضول فہ ولا تقصیر، دمثا لینا لیس بالجافی ولا بالمہیں، تعظم عندہ النعمۃ وان دقت، لا یدم منها شینا، غیر انه کان لا یدم دوافعا ولا یمدحہ، ولا تعصبہ الدبیا وما کان لہا، فاداعو طی الحق لم یعرفہ احد ولم یقم لغضبہ شیء حتی ینتصر لہ، اذا اشار بکفہ کلہا، واداعجب قلبہا، واداسحدث اتصل بہا، فضر براحہ الیمنی باطن ابہا مہ البسری، واداعضب اعرض وانشاح، وادافرح عطر طرفہ، حل صحکۃ التسم، یفتی عن مثل حب العمام

آپ کا کلام ہمیشہ غم انگیز اور فکر پرور ہوتا۔ آپ ہمیشہ غور و فکر کرتے اور اس سلسلہ میں آپ کوئی وقفہ نہیں دیتے۔ زیادہ تر خاموش رہتے اور ضرورت کے بغیر کلام نہیں کرتے تھے۔ آپ کلام کا آغاز و ختم وضاحت کے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ کا کلام کلام کی خوبیوں سے پر، یہ فائدہ کے ساتھ کہ جو فضول ہو اور نہ (بالکل ہی) کم ہو (یعنی نہ بہت رفتاری اور نہ ہی اتنا ٹھہر ٹھہر کے کہ اتنا ٹھہرنا فضول کہ جائے)۔ نرمی (ممانعت) کے ساتھ۔ حتیٰ آپ کے خلق کریم میں نہیں تھی، کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے، وہ تو بڑی نعمت کو زیادہ سمجھتے اور کسی نعمت کی مذمت نہیں فرماتے تھے اور کھانے پینے کی چیزوں کی مذمت بھی نہیں کرتے تھے اور تعریف بھی نہیں کرتے تھے۔ امور دنیا کے ختم ہونے پر غصے میں نہیں آتے تھے۔ اور خدا کے معاملے میں تو اتنا جدل میں آتے کہ کوئی شخص ان کی پیروی نہیں کر سکتا تھا۔ جب اشارہ فرماتے تو اپنے پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے۔ جب آپ کسی بات پر توجہ کرتے تو ہاتھ کی ہتھیلی والٹا دیتے تھے، غلگو، وراں آپ کے ہاتھ متحرک ہوتے تھے اور ہاتھ میں ہاتھ کے انگوٹھے کو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رتے تھے، جب غضب نہ کہ ہوتے تو اعراض کرتے اور دوری اختیار کرتے اور جب خاموش ہوتے تو آنکھیں بند کر لیتے، آپ کا زیادہ تر ہنسنا قسم ہوتا، وراں وقت آپ کے دندان مبارک سفید بادلوں کے چھوٹے ٹکڑوں کی مانند ظاہر ہوتے۔

یہاں تک ابو القاسم بن مہج نے اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد سے روایت کی ہے اور باقی آخر تک عبد الرحمن کی روایت کے مطابق ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے ن (اوصاف) کو ایک عرصے تک (اپنے بھائی) حسین سے پوشیدہ رکھا پھر میں نے ن سے بیان کیا تو میں اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ مجھ پر کس معاملے میں سبقت رکھتے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے کس سے دریافت کیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے پدر بزرگوار سے نبی کے گھر میں داخل ہونے کے وقت، نکلنے وقت، آپ کی نشست اور آپ کے سراپا قدس کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ پس انہوں نے کسی بات کو بھی چھوڑا نہیں تھا۔

امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے پدر بزرگوار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہوتے وقت

کے بارے میں سوال کیا؟ تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے جو میں فرمایا آپ کا گھر میں داخل ہونا اپنے حق میں جہزت کے ساتھ تھا۔ پس جب آپ گھر میں داخل ہو جاتے، تو اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ پروردگار کے لئے، ایک حصہ گھروالوں کے لئے، اور ایک حصہ اپنے لئے۔ پھر اپنے حصہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک اپنی ذات کے لئے اور ایک دوسرے لوگوں کے لئے ملاقات کے موقع پر پہلے مخصوص لوگوں کو عام لوگوں پر مقدم فرماتے اور ان میں سے کسی کو بھی ذرہ برابر حقیر نہیں قرار دیتے۔ آپ کا طریقہ کاریہ تھا کہ اپنی امت میں سے ان افراد کو تقسیم مول کے موقع پر مقدم فرماتے تھے جنہیں دینی معاملات میں فضیلت حاصل ہوتی تھی۔ پھر آپ اسی فضیلت کے معیار کے مطابق ان کا حصہ مقرر فرماتے تھے۔ پس ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جو ایک حاجت رکھتے تھے اور کچھ دوحاجتیں اور کچھ زیادہ حاجتیں رکھتے تھے۔ آپ تمام امور کا خیال رکھتے تھے اور لوگوں کو اصلاح احوال اور اصلاح امت کی ترغیب دلاتے تھے۔ انہیں اصلاحی مسائل و مسائل کی دیگر جزئیات کے بارے میں گاہ فرماتے آپ فرمایا کرتے تھے: تم میں سے ہر فرد موجود شخص میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ غائب و غیر حاضر شخص تک (پیغام) پہنچائے، اسی طرح تم لوگ ان غیر موجود لوگوں کی حاجتیں مجھ تک پہنچاؤ جو اپنی حاجت نہیں پہنچا سکتے۔ پس جو شخص ہر تک اس شخص کی حاجت پہنچائے کہ جو اپنی حاجت پہنچانے پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دونوں قدموں کو ثابت رکھے گا۔ آپ کے ساتھ فقہ ضرورت کے مطابق بات کی جاتی تھی۔ کسی کو غلطی پر مورد مواخذہ قرار نہیں دیتے تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو امور مملکت کے بارے میں اطلاعات فراہم کرتے اور جب آپ کی خدمت سے واپس لوٹتے تو ہر شخص دنیا کی رہبری کا فریضہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر ہر نکتہ فرمایا: میں نے پوچھا گھر سے ہر شخص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کیا تھی؟ تو آپ نے فرمایا: پیغمبر خدا اپنی باتوں کو اپنے دل کے خزانے میں جمع رکھتے تھے اور سوائے ان مواقع کے کہ جہاں بات کرنا ضروری ہوتا یا لوگوں کو متوجہ کرنا مقصود ہوتا کسی اور مقام پر گفتگو نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ گل ل کر رہتے اور ان کے ساتھ پسندیدگی کا رویہ نہیں اپناتے، ہر قوم کے بزرگ کا احترام کرتے اور اس کو اس کی قوم پر ذمہ دار قرار دیتے تھے۔ لوگوں سے بڑی احتیاط و پرہیز کے ساتھ سنا کرتے لیکن اس کے باوجود اپنی خوش رفتاری اور کشادہ روی کو کسی سے بھی کم نہیں کرتے تھے۔ اگر یک مدت تک اپنے ساتھیوں کو نہ دیکھتے تو ان کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں سے ان کے حالات کے بارے میں پوچھتے تھے، نیک کاموں پر آفرین کہتے اور نیکی کے فروغ کو تقویت دیتے جبکہ برائی کی مذمت فرماتے اور اسے حقیر اور بے قدر و قیمت قرار دیتے، تمام امور میں میانہ روی اختیار فرماتے، کبھی تند روی نہیں کرتے، لوگوں کی اکٹھا ہٹ اور لوگوں کی غفشت کے خوف سے غافل نہیں رہتے اور حق میں کوتاہی نہیں فرماتے۔

لوگوں میں سے اچھے اور نیک لوگ آپ کی خدمت میں بیٹھتے تھے۔ آپ کی نظر میں وہ شخص دوسروں سے زیادہ محترم ہوتا تھا جو دوسروں کی نسبت لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا۔ جو شخص لوگوں کی مالی یا غیر مالی زیادہ خدمت کرتا وہ آنحضور کے نزدیک برتر ہوتا۔

میں نے آپ سے آپ کی مجلس و نشست کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: آپ نہ بیٹھتے تھے، ورنہ اٹھتے تھے مگر ذکر (خدا) کے ساتھ، ہمیشہ ایک مخصوص جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ہمیشہ ایک معین جگہ پر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ جب کسی

ایسی مجلس میں وارد ہوتے جہاں دوسرے لوگ آپؐ سے پہلے بیٹھے ہوئے ہوتے تھے تو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی ایب کرنے کی تلقین فرماتے تھے، اپنی توجہ اور نظر کو (کسی ایک طرف مرکوز نہیں رکھتے تھے بلکہ) سب پر برابر تقسیم فرماتے تھے۔ چنانچہ مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ حضورؐ کی نظر میں قابلِ اکرام و عزت ہے۔ جو شخص بھی آپؐ کے حضور بیٹھتا تو آپؐ مروت سے کام لیتے یہاں تک کہ وہ شخص خود انھیں کھڑا کر چلا جائے، جو حاجت مند بھی آپؐ کے پاس حاضر ہوتا وہ نہیں پلٹتا مگر اپنی حاجت پا کر یا چھٹی گفتگو تسلی خاطر کے ساتھ۔

آپؐ کے اخلاق جاذبہ کا یہ عالم تھا کہ ہر کسی کے لئے آپؐ (گویا کہ) والد بن گئے تھے۔ مخلوق میں سے تمام لوگ آپؐ کی نظر میں یکساں تھے۔ آپؐ کی مجلس بردباری، حیاء، صدق اور امانت کی مجلس ہوتی۔ جس میں آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔ آپؐ کی مجلس عشق و محبت کی پرورش کا گہوارہ تھی۔ اس مجلس میں لوگوں کا احترام محفوظ رہتا تھا، (اہل مجلس) آپس میں عدل کرنے والے اور ایک دوسرے کو تقویٰ کی وصیت کرنے والے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے۔ سب اہل مجلس بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے، حاجتمندوں کو مقدم کرتے تھے، پردہ کی حفاظت کرتے تھے۔

میں نے عرض کی کہ آپؐ کی اپنی نشستوں میں کیسی سیرت تھی؟ فرمایا آپؐ ہمیشہ خندہ پیشانی و نرمی کے ساتھ پیش آتے، جلدی راضی ہو جاتے، آپؐ نرم دہ اور بے زار تھے۔ غصہ نہ کرتے اور نہ سخت مزاج تھے، کسی کو برا بھلا کہنے والے نہ تھے، نہ کسی کی عیب جوئی کرنے والے تھے اور نہ کبھی کسی کی چاچوسی کرتے، جس کی خواہش نہ ہوتی اسے نظر انداز کرتے، آپؐ سے مایوس نہ ہوا جاتا بلکہ حاجت روائی ضرور فرماتے، رز و مند خالی ہاتھ واپس نہیں جاتے تھے، تین چیزوں کو اپنے آپؐ کے لئے ترک کر دیا تھا۔ کسی سے بحث کرنا، زیادہ گفتگو کرنا، اور بے فائدہ کام میں مشغول ہونا اور تین چیزوں کو لوگوں کے سلسلہ میں ترک کر دیا تھا۔ کسی کی مذمت نہیں فرماتے تھے، کسی کی طرف عداوت کی نسبت نہیں دیتے، اور لوگوں کے رازوں و پوشیدہ باتوں کی جستجو نہیں فرماتے تھے۔

کلام نہیں کرتے تھے مگر ان چیزوں کے سلسلہ میں جہاں ثواب کی امید ہو، جب آپؐ کلام فرماتے تو اہل جلسہ نیچے سر ڈال کر اس طرح زمین کی طرف دیکھتے رہتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (کہ اگر سر کو حرکت دی تو وہ اڑ جائیں گے)، پس جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو لوگ کلام کرتے، آپؐ کے حضور بات کرنے میں جھگڑا نہیں کرتے، جب کوئی ایک بات کرتا تو دُیبر خاموش رہتے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے، ان کی باتیں آپؐ کی خدمت میں وہی ہوتیں جو ان کے پہلے کی بات ہوتیں، جس بات سے لوگ ہنستے ہیں آپؐ بھی مسکراتے اور جس بات سے لوگ تجب کرتے آپؐ بھی تجب فرماتے، آپؐ اجنبی و پردہ کی شخص کے سوال اور بوجھال میں جفا پر صبر فرماتے، جب کہ آپؐ کے صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں لے آئے ہوتے، حضورؐ فرماتے جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو کہ وہ حاجت کو طلب کر رہا ہے تو فوراً تم اس کی مدد کرو۔ ثناء قبول نہیں فرماتے مگر اس شخص کی کہ جس پر احسان کیا گیا ہو، اور آپؐ کسی کی بات کو اس وقت تک قطع نہیں فرماتے تھے جب تک کہ جائز ہو جائے (مثلاً باطل کلام کہنے لگے) اس وقت آپؐ اسے منع فرماتے یا اٹھ جاتے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکوت (خاموشی) کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا ”مخضرت کا سکوت چار موقعوں پر ہوتا تھا حلم کے موقع پر، احتیاط کے موقع پر، شان و قدر کے موقع پر اور غور و فکر کے موقع پر۔ جہاں تک قدر و منزلت کے سکوت کا تعلق ہے تو یہ نگاہ میں مساوات اور لوگوں کی باتیں سننے کے موقع پر ہوتا اور جہاں تک آپؐ کے غور و فکر کا تعلق ہے تو یہ ان امور کے بارے میں ہوتا کہ جو باقی رہنے والے (آخرت کے) ہیں اور جو فنا ہونے والے (دنیا کے) ہیں۔ آپؐ نے حلم کو صبر میں جمع کر دیا تھا۔ پس کوئی چیز آپؐ کو غضب ناک نہیں کرتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز آپؐ کو مضطرب کرتی، آپؐ نے احتیاط کو چار چیزوں میں جمع کر دیا تھا، احتیاط کو اخذ کر کے نیکی کو انجام دیتے تاکہ لوگ اس میں آپؐ کی پیروی کریں، اور بطور احتیاط قبیح افہام کو ترک کر دیتے تاکہ لوگ ان سے باز رہیں، اپنی امت کی فلاح و بہبود میں رائے کے ذریعے اجتہاد کرنے میں، اور ان امور کو قائم کرنے میں جن میں لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کر دی گئی ہے۔ یہاں اٹھنا ہے اس روایت کی کہ جس کو عبدان نے ذکر کیا ہے۔

اور ہم سے بیان کیا ابوعلی احمد بن یحییٰ مؤذنب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یثیم بن ہارثی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن صقر سمرقی بوالعباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان بن وکیع بن جریج نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جمیع بن عیسر عجمی نے مدد کرتے ہوئے اپنی کتاب سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابوہریرہ تمیمی کی روایت میں سے بنی تمیم کے ایک روئے نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے، ہم حسن بن علی ابن ابی طالب سے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں عبداللہ بن ابی ہاشم سے سوال کرتے ہوئے کہا: جبکہ وہ نبی کی صفات بیان کرنے والے (افراد میں سے ماہر) تھے۔ کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ نبیؐ کی صفات میں سے کچھ میرے لئے (بیان کر کے) اضافہ کریں امید ہے کہ میں آپؐ کا کردیدہ ہو جاؤں۔ پس انہوں نے کہا ”رسول اللہ بہت عظیم و زبردست صفات کے مالک تھے۔۔۔ اور انہوں نے اس حدیث کو جو گزشتہ روایت سے بیان کیا۔

اس کتاب کے مصنف محمد ابن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد بن عبد اللہ بن سعید سمرقی سے اس روایت کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ روایت کے تحت: ”کان رسول اللہ فجما فصحا“ کے معنی ہیں کہ آپؐ (لوگوں) کے سینوں اور آنکھوں میں عظیم اور معظم تھے۔ نہ یہ کہ آپؐ کی جسمانی خلقت میں نہایت در کثرت کی زیادتی تھی اور حدیث کے سر جیسے ”یتلأ لتلأ لؤلؤ القصر“ کے معنی یہ ہیں کہ وہ چاند کی روشنی کی طرح دوسروں و منور اور روشن فرماتے تھے۔ اور حدیث کے تحت ”اطول من المربع واقصر من مشدب“ تو مشدب کا غلط فہمیوں کے نزدیک اس در زقد آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو زیادہ موٹا نہ ہو۔ ایک محاورے میں کہا جاتا ہے۔ ”جدع مشدب“ کھجور کا دھنکہ جو چھلکوں اور اس کی مانند چیزوں سے آراستہ ہو جائے، جب ان چھلکوں کو کھجور کے تنے سے الگ کر دیا جائے تو انہیں ”شدب“ کہا جاتا ہے۔ ایک شاعر نے کھجور کے تنے کی صفت میں کہا ہے

أَمَّا إِذَا اسْتَقْبَلْتُهُ فَكَانَهُ ☆ فُلِي الْعَيْنِ جِدْعٌ مِنْ أَوَالِ مُشَدَّبٍ

(میں جب بھی اس کے سامنے جاتا ہوں تو وہ میری آنکھوں میں اس کھجور کے تنے کی مانند

نظر آتا ہے کہ ابتداء سے ہی جس کے چھلکے اتار دیئے گئے ہوں۔

ور حدیث کا جملہ ”رحل الشعر“ اس کے معنی ہیں کہ آپؐ کے بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہوتی تھی اور آراستہ و بیجا آراستہ ہوتے تھے۔ ”شعر رحل“ کہا جاتا ہے جب بال اس طرح ہوں، اور ”شعر وسط و رسل“ کہا جاتا ہے جب ہاں پھیلے ہوئے ہوں و کنگھی نہ ہو اور حدیث کا جملہ ”ان تصرفت عقیقته“ میں عقیقہ کا لفظ ان بالوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو سر میں اکٹھے ہوں۔ ”عقیقۃ المولود“ سے مراد مولود بچے کے سر کے وہ بال ہیں جو رتم مادر سے اس کے سر پر موجود ہوں۔ اس ہاں کنگھی عقیقہ کہتے ہیں جو مولود اپنے کپڑے پہنے بال کاٹنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوں۔ و اس جانور کو کنگھی عقیقہ کہا جاتا ہے جو مولود بچے کی طرف سے ذبح کیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے ہر بچہ اپنے عقیقہ کا گروی ہے۔ پیغمبرؐ نے مبعوث برسات ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا، ابراہیم حسن اور امام حسینؑ کے سے عقیقہ کے طور پر وہ بھیروں سے عقیقہ کیا۔ اور ”ارھر اللون“ کا مطلب چمکدار رنگ ہے۔ جب کوئی مرثیہ چند ابروؤں والی ہوتی ہے ”یزھر“ کہا جاتا ہے اور جب کوئی فانوس سے زیادہ تاینک ہو تو اسے ”السراج یزھر“ کہا جاتا ہے۔ حدیث کا قول ”ارح الحواحب“ یعنی آپؐ کے ابرو گھنے ہوں و اسے باریک بند اور کھینچے ہوئے تھے۔ اور کنگھی کی ہڈی تک کھینچے ہوئے (دراز) تھے۔ شاعر کہتے ہیں

ان ابتساماً بالنقی الافلاج و نظراً فی الحاحب المخرج

مِنَّةٌ مِنَ الْفَعَالِ الْاَعْوَجِ

(دراز زدہ و خوش قامت انسان و دیکھ کر قسم لے کرنا اور کنگھی ابرو کو غور سے دیکھنے کا میاں تک پہنچنے کی علامت ہے)

”منۃ“ کا معنی ”علامت“ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا آدمی کا طولانی نمار پڑھنا اور مختصر بات سنانا اس کی دانش مندی کی علامت ہے۔ شاعر نے حاجب (ابرو) کو تشبیہ کی بجائے جمع کے لفظ سے ساتھ استعمال کیا ہے اور حواحب کہا ہے جبہات حاجبین کہنا چاہیے تھا تو اس کا یہ قول اس لغت کی بنا پر ہے کہ جو تشبیہ کی جگہ پر جمع کو استعمال کرتے ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ”و کسب لہم شہدین“ ہے جس کے مطابق حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ نے صومن طرف اشارہ ہے یمن مع کی ضمیر استعمال کی ہے۔ نیز س فرماں نبیؐ کو کنگھی وہ لوگ دیس کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”الانسان وما فوقہا حماعہ“ (ااور اس سے زیادہ جماعت ہے) اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ (شعر میں حواحب کا لفظ) جمع کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہو (اور تشبیہ مراد نہ ہو) بن پر کہ ”ارح الحواحب“ میں حاجب کے ہر حصہ کو مستقل طور پر حاجب کہا جائے لہذا مختلف ٹکڑوں کے مجموعے کو حواحب کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عورت کو ”حسۃ الاحساد“ کہا جاتا ہے (جبکہ اس کا جسد و جسم ایک ہی ہے مگر جسم کے مختلف حصوں و انگ سے مقررہ کر ”حسۃ الاحساد“ کہا گیا)۔ یقیناً شاعر نے کہا ہے

وَمِثْلُكَ يَضَاءُ مَمْكُورَةٌ ☆ وَضَائِكِ الْغَبِيرُ بِاجْسَادِهَا

(تیری طرح خوش قامت اور سفید بھری پنڈلیوں والی کہ جس نے اپنے بدن کے ہر حصے کو معطر کیا ہوا ہے)

”صاک“ کا مطلب لگاتا ہے۔

حدیث کا جملہ ”فی غیر قرن“ اس معنی میں ہے کہ جب دو ابروؤں کے درمیان فاصلہ اور سفیدی ہو، چنانچہ گرد و ابروؤں کے درمیان جگہ پر ہوں تو اسے ”البلج والبلجہ“ کہا جاتا ہے، جب اس انداز سے ہو تو ”حاجبہ ابلج“ کہا جاتا ہے اور جب بال ابرو کے درمیان متصل ہو جائیں تو اسے ”قرن“ کہتے ہیں۔

”أَفْسَى الْعَرَنِينَ“ کے جملے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ناک کی ہڈی درمیان سے قدرے بلند تھی۔ عربین یعنی ناک۔ اور۔ ”کث اللحية“ کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی ریش مبارک چھوٹی تھی اور اس میں بال کثیر تھے۔

”ضلیع الفم“ کا مطلب ہے: بڑے منہ والا۔ عرب بڑے منہ والوں کی مدح کرتا ترک نہیں کرتے تھے اور چھوٹے منہ کے آدمی کی مذمت کرتے تھے، چنانچہ شاعر ایک آدمی کی جو کرتے ہوئے کہتا ہے:

☆ ان كان كَذِي وإقدامي لفي جُرُودِ بين الغواصيح اجنئ خوله المصع

اس کا مطلب ہے اگر میرا زحمت اٹھانا اور بہت کرنا ایسے مرد کے لئے ہے جس کا منہ چوہے کی طرح چھوٹا ہے کہ جو کانٹے دار

جھازیوں کی بجائے میوہ دار درخت سے پھل کھاتا ہے۔

اور بعض شعراء نے کہا ہے:

لَحْيَ اللَّهِ أَهْوَاءَ الدُّبَا مِنْ قَبِيلَةٍ - خُذْ قَبْضَكَ وَأَرْعَظْ كَرِي (اس پر جو ہے) چھوٹے منہ والے قبیلے سے۔

شاعر نے ایک قبیلے کے افراد کی مذمت اس بنیاد پر کی ہے کہ ان کے منہ چھوٹے تھے، جس طرح عرب بڑے بڑے نامور سخنوروں

”اشداق“ (بڑے منہ والے) کی کشادگی کی وجہ سے مدح کرتے تھے۔

چنانچہ حدیث کے جملے ”كان يفتح الكلام ويختمه بالشدقه“ کا یہی مطلب ہے چونکہ ”شدق“ کے معنی جھیل اور قہر بل

تقریب کے ہیں کہ عربوں کے نزدیک کہا جاتا ہے: ”خطيب اهرت الشدقين“ اور ”هریت الشدق“۔

عمر و ابن سعید کو اشدق کہا جاتا تھا اور خنساء نے اپنے بھائی کے سوگ میں یہ شعر کہے:

☆ وَأَحْيَا مِنْ مُحْيَاهِ حَيَاءُ وَأَجْرِي مِنْ أَبِي لَيْثٍ هُزْبِ

☆ هَرِيتُ الشَّدَقِ وَبَالِ إِذَا مَا عَدَا لِمِ يَنْهَ عَدُوْتَهُ بَزَجِرِ

(میں اس کے چہرہ سے بہت شرمندہ ہوں۔ قبیلہ ابولیس سے ایک شیر چلا گیا ہے، سخنور اور دین دار وہ شیر کہ

جب بھی میدان جنگ میں جاتا تھا دشمن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔)

بن مقبل کہتا ہے:

”هُرْتُ الشَّقَاشِقَ ظَلَامُونَ لِلْجُرُودِ“

اور قول ”اَلْأَسْب“ کا غلط منہ کی صفت ہے، نہوں نے کہا ہے اس کا منہ ایسا ہے کہ جس کا حباب بیٹھ اور ٹھنڈا ہے۔ اسی طرح دانتوں کی تیزی، تازگی اور ان کی کاٹ کو بھی اس کلمے سے انہوں نے تعبیر کیا ہے اور قریب ہے کہ یہ (صفت) نہ ہو مگر بچپن کے عالم میں یا جوانی میں۔ شاعر نے کہا ہے:

يَا بَابِي أَنْتَ وَفُوكَ الْأَسْب ☆ كَأَنَّمَا ذُرٌّ عَلَيْهِ الزَّرْنَب

(اے والد اتم پر فدا اور تمہارے اس منہ پر فدا کہ جس کے دانت ایسے سفید اور تیز ہیں کہ ایسا لگتا ہے زعفران اس پر ملا ہوا ہے)۔
اور قول ”ذَقِيقُ الْمَسْرُوبَةِ“ تو مسروبہ کا مطلب ہے کہ بالوں کی ایک کبیر جو سینے سے ناف تک کھینچی ہوئی ہے۔ حارث بن وعدہ جرمی کہتا ہے:

الْآنَ لَمَّا ابْنَضَ مَسْرُوبَتِي ☆ وَغَضَضْتُ مِنْ نَابِي عَلَى جَذَم

اب کہ سینے سے ناف تک کے میرے باں سفید ہو گئے ہیں (یعنی میں بہت پوڑھا ہوا چکا ہوں)
اور کانٹے والی تلوار کو میں نے دانتوں سے پکڑا ہوا ہے۔

اور قول ”كَانَ عَقَهُ حَيْدُ ذُمِيَّةٍ“ تو ”ذُمِيَّة“ صورت کو کہا جاتا ہے جسکی جمع ”ذُمِي“ ہے۔ شاعر نے کہا ہے

أَوْ ذُمِيَّةٌ صُورٌ مُحْرَابُهَا ☆ أَوْ ذُرَّةٌ سَقَتْ إِلَى تَاجِر

(یا وہ ایسی صورت ہے جس کی محرابوں پر نقش و نگار کیا گیا ہے یا وہ قیمتی گوہر ہے جس کو تاجر کے پاس لے جایا جا رہا ہے)
”جید“ گردن کو کہتے ہیں۔

اور قول ”بَا دَنَا مُتَمَّا سَكَا“ یعنی آپ کے اعضائے بدن کامل تھے۔ نہ زیادہ موٹے اور نہ زیادہ دہے پتے۔

اور قول ”سَوَاءُ الْبَطْلِ وَالْمَصْدَرِ“ یعنی پیٹ متوازن و رہیند فراغ و کشادہ۔ اس جہت سے سینہ اور شکم برابر تھے۔

اور قول: ”شُكْرُ إِدِيسٍ“ کا مطلب ہے ہڈیوں کے سرے۔

اور قول ”أَبْوَرُ الْمُتَحَرِّدِ“ کا مطلب ہے لباس سے خاد (حالت میں بھی) نورانی بدن۔

اور قول ”طَوِيلُ الزَّسَدِيسِ“ کا مطلب ہے۔ ہر ذراع (کئی تک کا ہاتھ) میں دو ہتھیلیوں جتنی بڑی ایک ہتھیلی تھی کہ جو

ذراع کی بڑی ہڈی سے متصل تھی۔ پس ہتھیلی کا وہ سرا کہ جو انگوٹھے سے ملا ہوتا ہے ”الْمَكْوَعُ“ کہا جاتا ہے اور ہتھیلی کا وہ حصہ جو چھوٹی انگلی سے متصل ہوا ہے ”الْمَكْوَسُوعُ“ کہا جاتا ہے، ”زَحْبُ الرَّاحَةِ“ یعنی بڑی ہتھیلی وار۔ عرب بڑی در چوڑی ہتھیلی والے شخص کی تعریف کرتے ہیں اور چھوٹی ہتھیلی والے کی مذمت۔ شرع کہتا ہے:

فَنَاطُوا مِنَ الْكَذَابِ كَفًّا صَغِيرَةً ☆ وَ لَيْسَ عَلَيْهِمْ قَتْلُهُ بِكَبِيرٍ

(ن چھوٹے ہاتھ والوں نے اس کے خلاف دروغ پردازی شروع کی جبکہ اس کا قتل کرنا ان کے لئے اتنا اہم نہ تھا)۔

اسی طرح عرب اپنے محاورے میں کہتے ہیں۔ ”رَحَب الرَّاخَةُ“ یعنی (بڑے ہاتھ والا اور مردہ ہوتا ہے کہ) شخص بہت غنی ہے جبکہ مذمت کے وقت کہتے ہیں: ”ضيق الباع“

اور قول ”شيش الكفين“ یعنی کھر دري ہتھیلیوں والا۔ عرب سخت اور مضبوط ہتھیلی والے مرد اور نرم ہتھیلی والی عورت کی مذمت کرتے ہیں۔

اور قول: ”سَائِلِ الْأَطْرَافِ“ یعنی بے نقص، نہ زیادہ دراز نہ زیادہ کوتاہ۔

اور قول ”سَطُ الْقَصْبِ“ یعنی پاؤں کا سیدھا: ونا ان میں ٹیڑھا پین نہ ہوں۔ ”قَصْبُ“ پاؤں کی س ہڈی کو کہتے ہیں جو اوپر کے حصے میں سیدھی ٹخنے کے وسطی جوڑ کی طرف سے ملی ہوتی ہے۔

اور قول ”خُمْصَانِ أَحْمَصِينَ“ یعنی ان کے پاؤں کے نگوے کا خمز میں سے کافی بلند تھا۔ ”أَحْمَصُ“ پاؤں کے نگوے کے درمیانی اور نیچے کے حصے کو کہتے ہیں کہ جو زمین سے بلند ہو۔ اگر کسی کے پاؤں میں یہ خم نہ ہو بلکہ اس کا پاؤں کا قوز زمین سے ہوا: و قوزان ”أَرَحٌ“ کہا جاتا ہے اور اسے پاؤں والے کو ”رَجُلٌ أَرَحٌ“ کہا جاتا ہے، جب اس کے پاؤں میں ”أَحْمَصُ“ نہ ہو۔

ورقول ”مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ“ کا مطلب ہے قدموں میں اور ان کا ظاہری حصہ زیادہ خیم خیم نہ تھا (بلکہ تمام دونوں تھے) کہ اگر ان پر پانی کا قطرہ کرایا جائے تو رے نہیں۔

اور قول: ”زَالٌ قَلْعًا“ کا مطلب ہے مضبوطی سے (قدموں کو) رکھنا،

ورقول ”يَحْطُو تَكْفُؤًا“ یعنی قدم اٹھانے میں جلدی نہ کرتے یعنی چلتے میں جلدی نہ کرتے بلکہ بڑے وقار اور تمہت سے چلتے تھے۔

اور قول: ”يَمْشِي هَوْنًا“ سکون و وقار کے ساتھ راست چلتے تھے۔

ورقول ”دَرِيعُ الْمَشْيَةِ“ کا مطلب ہے لمبے قدم اٹھاتے تھے لیکن یہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ جلدی میں ہیں۔ جیسا کہ جاتا ہے کہ ”رَجُلٌ دَرِيعٌ فِي مَشْيِهِ“ (مرد چپنے میں ذریع ہے یعنی بڑے قدم اٹھاتا ہے مگر وقار ظاہر نہیں ہوتا) اور جب عورت کا تپہ کام میں تیزی سے ہاتھ چلائے تو کہا جاتا ہے ”أَمْرَأَةٌ ذَرِيعٌ“۔

اور قول ”كَأَنَّمَا يَحْطُو فِي صَبٍّ“ صَبٍّ کا مطلب ہے اترنا (گویا کہ شیب میں اتر رہے ہوں)

ورقول ”دَمْنًا“ یعنی نرم اخلاق کے، لک۔ اخلاق کی نرمی کو ریت کی نرمی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ قیس بن عظیم بہت تپ

بمشی کمشی الزهراء فی دمت ۛ الرَّمْلُ إِلَى السَّهْلِ دُونَ الْحَرَفِ

(وہ اس طرح قدم اٹھاتا ہے جس طرح غنچہ نرم ریت پر اس بیابان کی طرف رواں ہو جس کے کنارے نہر جاری ہے)۔

”مُهَيِّنٌ“ یعنی حقیر یا ذلیل۔ بعض راویوں نے اسے ”مُهَيِّنٌ“ روایت کیا ہے، یعنی آپ اپنے اصحاب کی حقارت نہیں کرتے تھے

اور نہ ہی ان کو ذلیل کرتے تھے۔

”تعظم عنده النعمة“ کا مطلب ہے ”پ“ کو اچھائی سے یاد کیا جاتا کہ آپ کے نزدیک کمترین چیز کی بھی بڑی اہمیت تھی۔
اور قول ”فاذا تعوطی الحق“ جب کوئی غصہ کام ہوتا دیکھتے تو ناراض ہو جاتے لیکن آپ کا غصہ خدا کے لئے ہوتا تھا۔ اُسی کہتے ہیں

تعاطی الضَّجِيعِ إِذَا سَامَهَا ☆ بعيد الرُّقَادِ وَ عِنْدَ الْوَسَنِ

(اپنے محبوب کو ہتدش کرو کہ جب بھی وہ خود کو پیش کرتا تھا تھوڑے خواب یا سبے ہوشی میں آنے کے بعد چلا جاتا تھا)

یہاں پر ”تعاطی“ ”تناول“ کے معنی میں ہے۔

اور قول ”اذا غضب اعرض واشاح“ عرب ”اشاح“ کہتے ہیں جب غصے میں جلدی اور تیزی ہو۔ عرب اسی معنی میں جذ،
جزع اور استعجد کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ شعر کہتا ہے:

واسطانی علی العلات مالی ☆ وضربی هامة البطل المشیح

(میں نے اپنا دل اپنے غیر سگے بھائیوں کو بخش دیا ہے ورنہ مجھ پر کوشش کرنے والے پہلوانوں کے سروں پر مارا ہے)

اور قول: ”یسوق اصحابہ“ انکساری اور فروتنی کا یہ عالم تھا کہ اصحاب کی عزت افزائی کرتے ہوئے ان کو (رستہ چلتے ہوئے)
”گے رکھتے تھے۔ بعض لوگوں نے ”یسوق“ کی جگہ ”یسوق اقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ اصحاب کو ان کی دینداری، بردباری اور
فضیلت کی وجہ سے برتری اور فوقیت دیتے تھے۔

اور قول: ”یفسر عن مثل حب الغمام“ کا مطلب ہے کہ بات کرنے کے لئے جب بہائے مبارک کو کھولتے تو سفید بادلوں
کے ٹکڑوں کی مانند آراستہ دندان مبارک نمودار ہوتے۔

اور قول: ”قد فررت الفرس“ جب اس کے دانت آشکار کئے جاتے تب یہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح صحابہ میں ”فررت
الرجل عما فی قلبه“ کہا جاتا ہے جب بھی کسی دلی سے دل کا حال پوچھا جائے اور وہ سب کچھ کھول کر سامنے رکھ دے۔

اور قول: ”لکل حال عسده عتاد“ عتاد یعنی ”مادہ و تیار رہنا۔ تمام امور کی انجام دہی کے لئے تیار رہتے تھے۔ اور جنہوں نے
”فلا یقید من احد عشرة“ ”یقید“ کو دس کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی ”پ“ سے گستاخی کرتا اسے بزرگوں کی
فرماتے ہوئے بخش دیتے اور مکمل معافی دے دیتے۔ بشرطیکہ یہ بخشش اللہ کے حقوق کی کسی قسم کی پامالی کا سبب نہ بنتی ہو، کسی بندہ خدا کے حق کو
ضائع کرنے کا سبب نہ بنتی ہو اور نہ کسی فرض کو فاسد کرتی ہو اور جن لوگوں نے اسے ”یقیل“ یعنی لام کے ساتھ روایت کیا ہے ان کے نزدیک
مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو لوگوں کے وہ حقوق بھی ضائع نہیں ہونے دیتے تھے جو بعض کے حق میں بعض پر واجب ہیں۔

اور قول ”ثم یرد ذالک بالخاصة علی العامة“ کا مطلب ہے آپ یہ اعتراف رکھتے تھے کہ آپ کے خصوصی صحابہ آپ سے
سیکھے ہوئے علوم و مسائل اور دانش کو عام لوگوں تک پہنچائیں گے۔ اس میں ایک اور قول بھی ہے جس کے مطابق جب خصوصی افراد کی محفل ختم

ہوتی تو عموماً لوگ بھی آتے تھے۔ اس طرح ”پا“ کا لفظ ”من“ اور ”علی“ کا لفظ ”ی“ کا قائم مقام ہے۔ جس طرح بعض صفات دوسری صفات کی جگہ آتی ہیں۔

اور قول ”بسدخلون رواداً“: ”رواد“ ”رائد“ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے وہ شخص جو حراؤں اور بیابانوں میں کھوٹے پھرنے کے بعد واپس لوٹ کر دوسروں کو نہ دیکھے ہوئے سرسبز و شاداب علاقوں کی خبریں دے۔ یعنی جو لوگ قیصرِ ارم کے پاس حاضر ہوتے تھے وہ واپس اپنے وطن جا کر یہاں کی باتیں اور خبریں پہنچاتے تھے۔

ورقوں ”لا یفترون الا عن دواق“ (وگ) ”م و ا ش“ کہ جس کی پہلے مٹھاس وہ کچھ چتے ہوتے تھے۔ جس معنی کی ”م و ا ش“ ہوس کا ذائقہ کچھ چتے ہوتے تھے (یعنی آپ) لوگوں کو ان کے دینی امور میں رہنمائی فرماتے تھے۔

اور قول ”لا تؤس فیہ الحرم“۔ دوسروں پر عیب نہیں لگاتے۔ ”ابن عیوب کاٹ والے، ”صابون“ جس پر عیب لگایا جائے اور ”اہلہ عیوب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابو درداء کہتا ہے ”اگر تم اس عیب کو بیان کرو جو ہم میں نہیں تو کبھی کبھار یہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے کا سبب بنے گا جو ہم میں نہیں ہیں، اس لحاظ سے معنی شاید یہ ہیں کہ جو عیب ہم میں موجود نہیں ہے اس کے بارے میں تم نے عیب گایا ہے۔ اُٹھی جہاں ہے

سَلَا جُمُ كَالنَّخْلِ الْبَسْتَهَا ☆ قُضِبَ سَرَاءُ قَلِيلُ الْاَبْنِ

(اور از پکان، بعد از مدت جنہیں درخت سرخی شاخوں نے پہنچا، بھانپ (سراوہ درخت جس سے مٹ جاتا ہے) اور عیب ہے

اور قول ”ولا تنشی فلتانہ“ کا معنی ہے اگر شخص میں کوئی غلطی کا ارتکاب کر دیتا تو سے ڈنٹ ڈنٹ نہ ہوتی بلکہ بعد میں بھی اس سے کچھ کچھ نہ ہوتی تھی۔ ”ثبوت الحدیث افتوہ نشوا“ کہا جاتا ہے جب ای بات کو دہرایا جائے۔

اور قول ”اداکلکم اطرق جلسانہ کان علی رنوو سہم الطیر“ یہ حاضریٰ جنس ابن ابی سہل اندلیہ و۔ و نامی جلالت کی وجہ سے حرمت نہیں کرتے تھے اور اس طرح سرت کی بیٹھنے ہوئے ہوتے کہ نویان کے سروں پر پرندے بیٹھتے ہیں جن ۵۵۵ شمار ہوتا ہے جتنے ہیں کہ کرسنوں نے حرمت کی تو وہ نہ جانتیں گے۔ اس میں ایک ورقوں بھی ہے کہ اس طرح سرت بیٹھتے تھے و حرمت نہیں کرتے تھے کہ اگر پرندہ وہاں سے نہڑتا تو گن کر تا کہ کوئی دیو یا مارت ہے وروہ ان کے سروں پر بیٹھنے سے بالکل نہ جھرتا (اور ب خوف و ڈر بیٹھ جاتا)۔ شاعر کہتا ہے:

اِذَا حُلَّتْ بُيُوتُهُمْ عَكَظًا ☆ خَسِبَتْ عَلَي رُنُوءِ سَهْمِ الْفَرَا بَا

(جب بھی عکاظ میں ان کے گھروں کے قریب سے گزرے تو ایسے پتہ چھے گا کہ وہ ان کی چھتوں پر بیٹھا ہے)

یعنی ان کی خاموشی کی وجہ سے کو ان کے سروں پر ہے۔ کوئے کا نام مشاعر نے اس سے لیا کہ یہ دوسرے پرندوں کی نسبت زیادہ

احتیاط کرتا ہے۔

اور قول ”ولا یقبل الثناء الا من مکافی“ کا مطلب ہے کہ آپ کے نزدیک جن کا اسد صحیح ہو ان کی ثناء و تعریف آپ کے نزدیک کرنا مناسب قرار پاتا اور جو آپ سے نفقہ رکھتے ہوئے اور اپنی دیانت میں ضعف رکھنے کے باوجود شعر کہتا تو اسے منع فرماتے اور اسے اہمیت نہ دیتے۔

اور قول ”اذا حياء کم طالب الحاجة یطلبها فارفدوه“ یعنی (آپ اسی کو فرماتے کہ) جب کوئی تم سے حاجت طلب کرے تو اس کی مدد کرو اور اس کی خواہش پوری کرو۔ کہا جاتا ہے ”رفدت رفدا“ را کو زبردیں کے تو مصدر و زبردیں کے تو اسم۔ یعنی تحفہ اور بخشش۔ پس یہ روایت اپنی تفسیر سے سرتجہ (ترم ہوئی) تمام تفرغیں اللہ کے لئے ہیں بہت زیادہ۔

☆ ثقلین اور عترت کے معنی ☆ (۳۳)

۱۔ ہم سے بیان کیا حسن بن عبد اللہ بن سعید نسری نے، انہوں نے کہا کہ میں خبر دی محمد بن احمد بن حمد بن قشیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مغیرہ بن محمد بن مہب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد اللہ ابن داؤد نے، انہوں نے فضیل بن مرزوق سے، انہوں نے عطیہ العوفی سے، انہوں نے ابو سعید الخدری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے۔ جارہا ہوں، ان دونوں میں سے ایک دوسری سے زیادہ پسند مرتبہ ہے، اللہ عز و جل ان کتاب ایسی رکھے جو آسمان سے لے کر زمین تک پہنچ ہوئی ہے کہ جس کا سرا پروردگار کے ہاتھ میں ہے۔ اور (دوسری) میری عترت ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ میرے پاس خوش (کوثر) پر وارد ہوں گی۔“ میں نے ابو سعید سے کہا کہ عترت رسول ﷺ سے مراد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر بن اسحاق بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن عبد حمز نے املاء کرتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بشر بن وید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ظہر نے، انہوں نے ائش سے، انہوں نے عطیہ بن سعید سے، انہوں نے ابو سعید خدری سے، کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک قریب ہے کہ میں بلایا جاؤں۔ اور میں اس پر بلیک کہوں گا۔ پل میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں (ایک) اللہ عز و جل کی کتاب اور (دوسری) میری عترت۔ اللہ کی کتاب ایسی رکھی ہے جو آسمان سے زمین کے درمیان کھینچی ہوئی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔ اور بے شک (خداوند) اطفی و درخبر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ خوش (کوثر) پر میرے پاس وارد ہوں گے۔ پس تم غور کرو کہ کس کو میرا خلیفہ بناتے ہو؟“

۳۔ ہم سے بیان کیا علی بن فضل بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا یوسف [والابی العباس] قنبر کے ساتھ تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابوالعباس قنبر سے کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ“ کے بارے میں سوچا گیا کہ کس وجہ سے ان دونوں (قرآن و عترت) کو ثقلین کہا گیا؟ انہوں نے جواب دیا اس سے کہ اس آیت میں ”وَالثَّقَلَانِ“ ہے۔

[illegible][illegible]

اس کتاب کے مصنف: قدس لہد روح۔ فرماتے ہیں کہ: کایت کی مدد بن بحر شیبانی نے، انہوں نے، والہاں شہاب کے ساتھی محمد بن عبد الواحد نے ان کی کتاب جس کا نام انہوں نے ”تہاب الیقوتہ“ رکھا تھا۔ سے، انہوں نے کہا۔ ”مجھ سے بیان کیا ہوا کتاب شہاب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان یہ بن الماعری نے [اور اس نے] (عقارت کے چند معانی بیان کرتے ہوئے) کہا۔

(۱) مشک سے بڑے بڑے ٹکڑے جو مثلاً ان (ہرن کی ناف) میں ہوتے ہیں۔ اس کا مصغر ”عترۃ“ ہے۔

(۲) بیٹھا اور نڈیہ لعاب دہن اور اس کا مصغر ”عترۃ“ ہے۔

(۳) ایک درخت جو گوہ کے بل کے سامنے اگتا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ ان کی مرد بخو کی غار ہے چونکہ گوہ کے بل کو ’مکو‘ کہتے ہیں اور بخو کی غار کو ’وَجَر‘ (اور چونکہ غلط ’وَجَار‘ استعمال ہوا ہے) پھر اس نے کہا: جب گوہ اپنے بل سے نکلتا ہے تو پہلے اس سے پت جاتا ہے پھر اوہرا دھر جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ درخت چھوٹی رہتا ہے اور پھلتا پھولتا نہیں۔ عرب اپنے محاورے میں ذیل ترین آدمی کے لئے اور ذلت کے لئے کہتے ہیں۔ ”اذل من عترة المصب“ (گوہ کے درخت سے بھی ذیل ترین)۔

(۴) کسی شخص کی اولاد اور اس کے صلب سے پیدا ہونے والی ذریت، کسی وجہ سے محمدؐ کی ذریت جیسے علیؑ اور فاطمہؑ کو محمدؐ کی عزت کہا جاتا ہے۔

شعب کہتے ہیں میں نے ابن اعرابی سے سنا کہ پھر سقیفہ میں ابو بکرؓ کے س جیسے کا کیا مطلب تھا کہ ”ہم عزت رسول اللہؐ ہیں۔“ اعرابی نے جواب دیا۔ ان کی مراد شہر و رخل زندگی تھی جبکہ عزت محمدؐ بے شک و شبہ و لادنی صمد ہیں اور اس بات کی دلیل سورہ براءت کی تفسیر کے لئے ابو بکرؓ کو واپس بلا لینا اور علیؑ علیہ السلام کو معین کرنا ہے اور آپؐ کا قوس کہ ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میری طرف سے اس پیغمبر کو نہ پہنچے سو میرے یا ایسے مرد کے کہ جو مجھ سے ہو۔“ پس آپؐ نے ابو بکرؓ سے سورہ براءت کو لے لیا اور اس شخص کے سپرد کر دیا کہ جو آپؐ سے ہے۔ اگر ابو بکرؓ تب کے اعتبار سے عزت میں سے ہوتے۔ نہ کہ ابن اعرابی کی تفسیر کے مطابق کہ ابو بکرؓ کی مراد ہم شہری ہونا تھا تو پھر یہ محال تھا کہ پیغمبرؐ ان سے سورہ براءت کو واپس لے کر علیؑ علیہ السلام کے سپرد کرتے۔

(۵) اور یقیناً کہا گیا ہے کہ عزت اس بڑے پتھر کو کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس گوہ بسیر کرنے کے لئے اپنا بل بنا لیتی ہے تاکہ سے اپنے بل کا راستہ یاد رہے۔

(۶) اور یقیناً کہا گیا ہے کہ عزت کا مطلب اس کئے ہوئے درخت کی جڑ ہے کہ جو چند جڑوں اور گہری بنیادوں کے ساتھ کھڑا ہے۔

(۷) عترۃ کے اس معنی کے علاوہ معنی کا استفادہ نبی اکرمؐ کے اس فرمان سے ہوتا ہے ”لا طرعة لا عترة“ (نہ اونٹ کے پہلے بچے کی قربانی بتوں کے لئے جائز ہے اور نہ ہی بتوں کے لئے بھیڑ کے بچے کی قربانی وہ جب میں جائز ہے)۔ اصمعی نے کہا ہے کہ نہ نہ جاہلیت میں کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر میری بھیڑوں کی تعداد سو تک پہنچ جائے تو ایک ”رجبیتہ“ اور ”عتانرہ“ قربان کرے گا۔ (ماہر جب کے لئے اس کی قربانی کو رجبہ کہا جاتا تھا) جب اس کی بھیڑیں سو تک پہنچ گئیں تو بخیل ہونے کی وجہ سے اس کا دل نہ چاہا کہ عتیرہؑ بھیڑ کا بچہ (ذبح کرے بلکہ اس نے جنگل سے ایک ہرنی شکار کر کے اسے بتوں کے نذرانہ کے طور پر پیش کر دیا تاکہ اس کی نذر اس طرح ادا ہو جائے۔ اس موضوع پر حارث بن حلزوہ نے یہ شعر کہا ہے

یعنی نہوں نے اس کو دوسروں کے گناہ کے بدلے پکڑ لیا جس طرح سے وہ لوگ اپنی بھیڑ بکریوں کے بدلے ہرن کو ذبح کر دیتے تھے۔

(۸) اصمعی کہتا ہے کہ عترت کا مطلب ہوا ہے۔

(۹) اور عترت اس درخت کو بھی کہتے ہیں کہ جو بہت زیادہ دودھ کا حامل ہوتا ہے اور انسان کے قدم سے چھوٹا ہوتا ہے۔

(۱۰) اور کہا گیا ہے کہ عترت کے معنی مذکر ہرن کے بھی ہیں جیسے عتر (ماضی) یعتر (مضارع) و عتر (مصدر) تعتر ہوتا

ہے جب ”نعط“ کے معنی میں آئے۔

(۱) ریاشی کہتے ہیں کہ میں نے اصمعی سے عترت کے (معنی لے) بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا یہ ایک مرنہ بنو بنو حبیبہ کا پوتا ہے

کہ جو متفرق حالت میں اگتا ہے۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ عترت سے مراد علی ابن ابی طالب اور آپ کی ذریت جو حضرت فاطمہؑ و زینبؑ کی اولاد سے ہیں۔ وریہ وہی وہ ہیں کہ اندھارہ و وحشی نے جن کو امامت پر اپنے بیٹے کی زبانی نص قائم کر دی تھی وریہ بارہ ہیں ان میں سے پہلے علی حبیبہ اسلام اور آخری قائم حبیبہ اسلام ہیں کہ جو عترت کے سلسلے سے تمام حنفی کے حامل ہیں کہ جن سے عرب قتل ہیں۔

وریہ اس طرح سے کہ یہ تمام امامہ بنی ہاشم کے درمیان اور ابوبکرؓ لب لی اولاد سے درمیان اس طرح سے ہیں جیسے شہدے بڑے بڑے تھے جو (مشہد ان) ہرن و نف میں ہوتے ہیں اور ان کے علوم اہل صل و عقدہ (و انشوروں کے نزدیک) خوشوار ہیں۔ یہ وہ درخت ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہؐ کے فرمان کے مطابق اس کی جزا اور امیر المؤمنین علیہ السلام اس کا تمام ہیں اور ان اولاد اس سے منہ اس کی ٹہنیاں ہیں اور ان سے شیعہ اس کے پتے ہیں اور ان کا ظلم اس کا پھیل ہیں اور یہ (امت) اسلام کی بنیادیں ہیں شہدے و سرسبز معنی پر اور یہ (امت) ایہ رہنما ہیں جو ایک ”قیم چنان کی مانند ہیں ایسی چنان کہ جس کے پہلو میں سوہار (کوہ) پناہ لینے سے اپنا بل بٹاتی ہے تاکہ اسے اپنے بل کا راستہ یاد رہے۔

وریہ بھی کہنے ہوئے درخت بھی میں نہ کہ یہ تبار مراد ہے ان پر ظلم کیا گیا، بھائی کی ان (ست سے لے وعدوں) قطع کر دیا گیا اور ان (لے حق) کو نہیں دیا کیا جس کے نتیجے میں یہ اپنی جڑوں اور بہری بنیادوں سے اتارے رہیں اور (مہدیہ بن و) قطع کرنے والوں کے قطع کرنے اور پیٹھ پیچھے والوں کے پیٹھ پیچھے کرنے نے ان کو بھائی نہ رہیں پہنچایا۔ چونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بیٹے کی زبان پر منصوص شدہ ہیں۔ اور عترت کے معنی میں سے یہ بھی ہیں کہ یہ ایسے مظلوم ہیں کہ جن پر بغیر کسی جرم اور بغیر کسی منہ کے ظلم کیا گیا اور ان کے منافع بہت زیادہ ہیں وریہ منافع علم میں اس درخت کے معنی پر کہ جس پر بہت زیادہ دودھ ہو۔ وریہ امامہ تمام کے تمام بغیر کسی عورت کے مراد تھے (کہ امامت کا عہدہ صرف مردوں کو ملے) اس قول کی بنا پر کہ جس میں کہا ہے کہ عترت کا معنی مراد ہے اور وہ اللہ عزوجل کا شکر اور اس کا نکر وہ ہیں۔

مائیں ان کے (باپ) کے خاندان سے نہیں تھیں۔

ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ان کو ذریعہ کہا گیا جبکہ یہ سب مرد تھے جو اسی معنی میں ذکر ہوئے ہیں اور مرد کی ذریت اس کی س و د کی طرح ہے جو اس سے وجود میں آئی ہو۔ اور یہ لفظ ذرؤف یا ذریت سے ہے اور مہموز (ہمزہ وا) نہیں ہے۔ (بلکہ ناقص واوی یا ناقص یائی ہے) ورا بو عبیدہ کا کہنا ہے کہ یہ اصل میں مہموز ہی تھا لیکن عرب والوں نے اس میں ہمزہ کا استعمال چھوڑ دیا تھا اور یہ اس شخص کے عقیدے کے مطابق ہے کہ جو لفظ کو ہمزہ کے ساتھ استعمال کر کے کہتا ہے کہ ”مَنْ ذَرَأَ اللَّهُ الْحَلْقَ“ جس طرح کہ لفظ عزوجل نے فرمایا ہے۔ ”وَلَقَدْ دَرَأْنَا لَهُمْ كَثِيرًا مِّنَ الْحِجَابِ وَالْأَسْبَابِ“ (اور یقیناً ہم نے انسان و جنات کی ایک کثیر تعداد کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے) (سورۃ عرف آیت- ۱۷۹) وہ (جن و انس) س کی ذریت ہیں جیسی اس نے ان کو وجود بخشا ہے اور ان کو خلق کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا قول ”يَسْأَلُكُمْ فِيهِ“ (سورۃ شوریٰ- آیت ۱۱) یعنی س نے تمہیں خلق کیا ہے۔ پس مرد کی ذریت کے معنی اللہ عزوجل کی وہ مخلوق جو اس مرد کی نسل سے ہے اور جن کے صلب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کو پیدا کیا ہے۔

☆ (۳۵) امام مبین کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا احمد بن صفار صلیغ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن محمد عوی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلام کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن عبد الواحد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حارث بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اسماعیل بن صدقہ نے، انہوں نے ابو جہرود سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد بن علی ابی قرطبہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ”کَلِمَ شَشْنِي احْصِيَا هِيَ اِمَامٌ مِّبِيْنٌ“ (اور ہم نے ہر شئی کو ایک روشن امام میں جمع کر دیا ہے) (سورۃ اس آیت- ۱۲)۔ (حضرت) ابو بکر اور (حضرت) عمر دونوں اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (امام مبین) سے مراد تو رات ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں“۔ پھر ان دونوں نے کہا انجیل ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں“ پھر ان دونوں نے کہا یہ اس سے مراد قرآن ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں“ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی وقت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام وارد مجلس ہوئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”وہ یہ ہے کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز کے علم کو جمع کر دیا ہے۔“

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ میں نے مدینۃ اسلام میں ابو بشر غوی سے ”امام“ کے معنی پوچھے؟ تو س نے کہا عربی زبان میں امام وہ ہے جو لوگوں کا پیشوا ہو، امام معماروں کے اس دھاگے کو کہتے ہیں کہ جس کو مد نظر رکھ کر دیوڑیوں کی تعمیر کی جاتی ہے اور وہ اصل و جڑ ہے کہ جس پر دیوار کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ امام اس سونے کے سکہ کو کہتے ہیں جو نمونہ قرار دیا جاتا ہے تاکہ اس کے مطابق سب سے

ڈھلے جا سکیں۔ امام سلائی کو کہتے ہیں کہ ربوں کے دے جہاں پر جمع ہوتے ہیں۔ اور امام وہ ہے جو سفر میں رات کی تاریکی میں رہنمائی کرے۔ اور امام وہ تیر ہے کہ جس کو نمونہ بنایا جاتا ہے تاکہ دوسرے تیر کی طرح بنائے جائیں۔

۲۔ ہم سے بیان کیا ابو سعید بن محمد بن ابراہیم بن سرق طالقانی۔ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد حماد بن محمد بن علی ہارونی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عمران موسیٰ بن ابراہیم نے، انہوں نے حسن بن قاسم رقیم سے، انہوں نے ہبہ بن محمد سے بیان کیا قاسم بن مسلم نے، انہوں نے اپنے بھائی عبد الحزیز بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مرو میں تھا۔ ہماری موجودگی کے درمیان جمعہ کے دن ہم جامع مسجد میں جمع تھے۔ لوگ امامت کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے۔ انہوں نے درمیان اس امر میں بہت زیادہ اختلاف تھا۔ پس میں اپنے سردار امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے انہوں کے درمیان ہونے والی بحث کے متعلق عرض کیا۔ پس آپ علیہ السلام مسکرائے اور پھر فرمایا "اے عبد الحزیز! لوگوں کو جاہل رکھ گیا اور وہ اپنے دین سے باز ہیں۔ اچھوٹے میں مبتلا ہوئے۔ بے شک اللہ عزوجل نے اس وقت تک اپنے نبی کو اس دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک لوگوں کے لئے دین مکمل نہ کر دیا اور اس نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ پروردگار نے اس میں حلال و حرام، حدود و احکام اور ہر وہ چیز جس کی طرف لوگ محتاج ہیں مکمل طور سے بیان کر دی ہے۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا "ما فرطنا فی الكتاب من شیء"۔ (ہم نے کتاب میں کسی شے کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے) (سورہ النہم آیت ۲۸) پس خدا نے حجۃ الوداع میں جو پیغمبر کی زندگی کا آخری حصہ تھا، وحی فرمائی۔ "وانصت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیبا"۔ (اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنایا ہے) (سورہ مدہ آیت ۳)۔ پس آپ دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر یہ کہ آپ نے امت کے لئے دین کے دستور کو بیان کر دیا۔ امت کے حق میں ان کے راستے کو واضح کر دیا، ان کو راہ حق پر لانا چھوڑ دیا اور ان کے لئے علی علیہ السلام کو عالم (نشانی) اور امام کے طور پر معین فرمایا۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی کہ جس کی طرف امت محتاج ہو مگر یہ کہ اس کو بیان کر دیا۔ پس جس نے یہ عقیدہ بنایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا ہے تو اس نے اللہ کی کتاب کو رد کر دیا اور جس نے اللہ کی کتاب کو رد کر دیا وہ کافر ہے۔ کیا وہ امت کی قدر اور امت میں اس کے محل و مقام کی معرفت رکھتے ہیں کہ ان کو امام کا انتخاب کرنے کی چھوٹ مل جائے؟ بے شک امامت قدر کے اعتبار سے جلیل ترین، شان کے اعتبار سے عظیم ترین، مقام و منزلت کے اعتبار سے اعلیٰ ترین، اطاعت میں مضبوط ترین اور ایسی پستی سے سب سے زیادہ دور ہے کہ وہ اپنی باتوں سے ذریعہ رس تک پہنچ سکیں، یا اپنی آراء کے ذریعہ اس کو پا سکیں، یا اپنی پسندیدگی کی بنیاد پر کسی کو امام معین کر سکیں۔ امامت کی منزلت تو یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے براہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نبوت اور خلفت کے بعد تیسرے مرتبے پر امامت کے ساتھ مخصوص کیا اور اس فضیلت نے ذریعہ شرف بخش۔ اور اس امامت کے ذریعہ ان کے ذکر کو بلند فرمایا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا "انسی جاعلک للناس اماما"۔ (ہم تم کو لوگوں کا امام اور قد ند بنارہے ہیں)۔ پس خلیل نے خوشی کے عالم میں فرمایا "اے پروردگار" "ومن ذریعتی"۔ (اور میری ذریت میں) اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "لا ینال عہدی الظلمس" (یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا) (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) پس یہ

آیت نے یوم قیامت تک ہر عام کی ہمت کو باطل قرار دیا ہے اور یہ امامت برگزیدہ بندوں میں قرار پائی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بیعت کو یہ شرف بخشا کہ ہمت کو ان کی ذریت میں سے برگزیدہ اور پاکیزہ لوگوں میں قرار دیا۔ پس پروردگار نے فرمایا ”ووهسا اسحق و یعقوب سافلة و کلاً جعلنا صالحین“ اور جعلناہم ائمة یہدون مأموراً و اوحی الیہم فعل الحبرات و اقام الصلوة و ابتداء الرکوة و کما سوا لنا عابدين“ (ور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کیے اور سب کو صالح اور نیک قرار دیا اور ہم نے سب کو ہمت قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کا خیر، نواز قلم کرنے اور زکوٰۃ کرنے کی ذریعہ ہے۔ ہمارے عبادت گزار بندے تھے)۔ (سورہ انبیاء ۲-۷۳) پس ان کی ذریت میں وراثت ایک کے بعد دوسرے میں ایک ہوتے رہے۔ انہوں نے ان میں چھٹی رکھی۔ یہاں تک کہ یہ وراثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ پس اللہ جل جلالہ نے فیضان اولیٰ الناس سائر اہمہ للندیں اسمعوا و هذا السی والدس اصوا واللہ ولی المومنین (یقتضی ابراہیم سے قریب ترین سید ہیں اور چھ بیٹے ہیں اور صاحب ایمان ہیں اور اللہ صاحبان ایمان کا سرپرست ہے) (سورہ آل عمران آیت ۶۸) پس ہمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس طریقہ سے مطابقت ہوئی کہ اللہ نے فیضان کیا تھا ہمت و حق سے پہلے دیا۔ یہ امامت آپ کی ذریت میں سے برگزیدہ بندوں میں قرار پائی۔ پس اللہ نے علم اور ایمان، منافق یا تمیز نہایت اشد حق و باطل سے اوفیٰ اللہ الدس و نوا العلم والایمان لقد لنتم فی کتاب اللہ الی یوم العبد (اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا یا ہے وہ نہیں ہے) (سورہ روم ۵۶) ہمت کے مطابق قیامت دن تک ہر سال (سورہ روم- آیت ۵۶) اور قیامت تک یہ ہمت و حق میں تسبیح ہے اور ہمت کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پس کہاں سے ان جاہلوں نے (خود سے) یثک امامت مقام انبیاء ہے اور وراثت اوصیاء ہے، یہ یثک امامت خلافت اہل بیت اور خلافت رسول ہے اور ائمہ المہمیین کا منصب ہے اور حسن اور حسین کا ورثہ ہے۔ چونکہ اللہ عزوجل باطل سے ہے۔ ”و قال الذین اتوا العلم والایمان“ (اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا یا ہے وہ نہیں ہے) (سورہ روم ۵۶)۔ یہ امامت دین کا مہم ترین کام ہے، دین کی اصلاح اور مہم ترین چیز ہے۔ یثک امامت پر ہمت ہوئے اسلام کی مضبوط جڑ ہے اور اس کی شن و شوکت والی شاخ ہے۔ امامت کی وجہ سے ہی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، صدقات، حدود و احکام کا نفاذ اور خطرے والی جگہوں اور حدود کی حفاظت ہوتی ہے۔ امام ہند کی حلال کی مہم پیغمبروں کو طاعت قرار دیتا ہے اور ان کی مہم پیغمبروں کو طاعت قرار دیتا ہے، اللہ ان حدود و قواعد پر مہم کرتا ہے اور دین خدا کی حفاظت کرتا ہے اور کامل دلیل نے ساتھ اپنی نبیت اور حکمت کے ذریعے اپنے رب سے رشتہ صرف دعوت دیتا ہے۔ امام چمکتے سورج کی مانند ہے کہ جو اپنے نور سے عالم کو روشن کرتا ہے اور یہ افق میں اس مقدمہ پر چھوٹا نہیں ہوتا ہے کہ یہاں نہ تو ہاتھ پہنچتے ہیں اور نہ نظریں۔ امام چودھویس رات کا چاند، ظاہر و آشکار چرخ، چچا! جو انور ہمارا رب است، چمکیل و ایران تم اور ہندوئی موفات میں بھٹک جانے والوں کی ہدایت کرنے والا ستارہ ہے۔ امام وہ چمکیا پانی ہے جو پیاسوں کو یہ اب رکتا ہے اور وہ ہدایت یزدان ہندی کرنے والا ہے۔ اور ہر برائی سے نجات دہنے والا ہے۔ امام بلند مینار پر جاتی آگ ہے، تاپنے کے خواہش مند و حرارت دینے والی آگ ہے۔ ہمت

کے مقامات میں رہتا ہے۔ جو اس سے جدا ہوا وہ ہلک ہونے والا ہے۔ امام برسنے والا بدل، موسیٰ دھار بارش، چمکتا سورج، درسیہ وار
سمان، پھٹی ہوئی زمین، بڑا چشمہ، نہر اور بارغ ہے۔ امام مانند اردو دوست، شفیق باپ، مہربان بھائی و رہندوں کے لئے اس کی مصیبت میں
پناہ گاہ ہے۔ امام اللہ کی مخلوق میں اس کا مانند رہے و اس کے بندوں پر اس کی حجت ہے اور اس کی زمین پر اس کا خلیفہ ہے و اللہ کی طرف
سے (ہدایت کی طرف) دعوت دینے والا اور محرمات الہی سے بچنے والا ہے۔ امام گناہوں سے پاک کرنے والا، مہربان سے نجات دہانے
والا ہے۔ (امام وہ ہے۔) جس کے ساتھ تمام علوم کو حاصل کیا ہے، تمام علم و برداری اسی سے موسوم ہے، (امام) دین کا نظام، مسلمانوں کی
عزت، منافقین کے لئے غضب اور کافروں کے لئے تپسی و برہدہ ہے۔ امام اپنے زمانے کا سیا گوبر لکھا ہے کہ اس کے مقام تک کوئی بھی
نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی عام اس کے علم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نہ کوئی اس کا بدلہ، نہ مثل اور نہ نظیر ہے۔ ساری فضیلتیں اسی کے ساتھ خاص ہیں جو اسے
بغیر صلب اور کسب کے حاصل ہوئی ہیں بلکہ (یہ فضیلتیں) بہت زیادہ فضل و بخشش کرنے والے (خدا) کی طرف سے ہیں۔ تو ان سے جو امام
کی معرفت کو پہنچ سکے یا اس سے امام کا انتخاب ممکن ہو سکے، بہت بعید ہے! بہت عجیب ہے! (ہر زمینیں ہوستا) امام کی شان میں سے کسی
شان و توصیف کرنے اور امام کے فضل میں سے کسی فضیلت کو بیان کرنے کے بارے میں عقلمند مرد ہو گئے، مجاہد و ارباب فضول باقوں میں
مشغول ہو گئے، مظلوم افراد حیران و سرگرداں ہو گئے، آنکھیں چکاچوند ہو گئیں، بڑے پست ہو گئے، دانشور حیرت زدہ ہو گئے، صاحب علم افراد کوتاہ
ہو گئے، مخمور و خطیب محصور و محدود ہو گئے، شعر، تھک گئے، صاحبان عقل ہلکا ہوا گئے، ادیبان جز ہو گئے، اور بیخ کوٹے ہوئے، جس کا
نے اپنی عاجزی و کوتاہی کا اعتراف کر لیا۔ و امام کی توصیف کیسے کی جاسکتی ہے یا حقیقت کا کوئی بیان کیا جاسکتا ہے یا امر امام میں سے
بیز کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے یا ان کے مقام تک کوئی کیسے پہنچ سکتا ہے یا کوئی امام کیسے بیان کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنے دے ہاتھوں و اوصاف
بیان کرنے والے کی صفت کی نسبت (درمیان) ستارہ ہیں کہ (امام تہی بلندی پر ہونے کے بعد) امام انہوں اور انہوں کا انتخاب کہاں؟ عقلمند
اس تک پہنچ ہی نہیں سکتیں کہ اس کا انتخاب کریں؟ اور جس جیسے کہاں انتخاب ہے؟ یا ان کا یہ خیال ہے ایسی شخصیت جس رسول کے غیر میں
پائی جاتی ہے؟ خدا کی قسم ان کے نفوس نے ان کے ساتھ تھوٹ دیا ہے اور ہاتھ لگنے کو فریب دیا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں کی ورنہ پیچیدہ
راستہ کا انتخاب کیا ہے۔ جس کی پوئی تک پہنچنا ان کے بس ہے۔ ان کے قدم وہاں سے ٹکڑے اے و دامن وہاں کی جانب رہ پڑے،
انہوں نے اپنی ہیرت زدہ بنی اور ناقص عقلاؤں اور مردہ رہنے والی آراء کے ذریعہ امام کو معین کیا۔ جس نتیجے میں اس سے کسی چیز کا اضافہ
نہیں ہوا (حق سے) دوری کے۔ اندھن ان کو قتل کرے کہ انہوں نے کیسا خطرناک راستہ اپنا لیا ہے۔ یقیناً انہوں نے مشکل اور سخت کام و
اپنا لیا۔ انہوں نے تھوٹ پور و بہت دور کی کمری کو اپنا اور حیرت و کمری میں پڑ گئے چونکہ انہوں نے امام کو پہنچانے ہوئے تپوڑ دیا۔ ”و دس
لھم الشیطان اعمالھم فصذلھم عن السبیل و کانوا مستبصرین“ (ورشیعین نے ان کے لئے ان کے اعمال کو آرتہ رو دیا تھا
اور انہیں راستہ سے روک دیا تھا حالانکہ وہ سب بہت ہوشیار تھے) (سورہ عنکبوت آیت ۳۸) انہوں نے اللہ کے انتخاب اور رسول کے
انتخاب سے اپنے اختیار کردہ لوگوں کی طرف منہ پھیر لیا جبکہ قرآن ان کو پکار رہا ہے ”و ربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم

توفیق یزدی انبیاء اور ائمہ کے ساتھ چا رہی رہی۔ اور پروردگار انہیں اپنے علم اور حکمت کے خزانوں میں سے وہ چیزیں سونپ فرماتا رہا کہ جو ان کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں کیں۔ پس ان کا علم بل زمان کے علم سے بلند ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "افس یهدی الی الحق احق ان یتبع افس لا یهدی الا ان یهدی فما لکم کیف محکمون" (اور جو حق کی ہدایت کرتا ہے وہ واقعہ قہر بل تبار ہے جو ہدایت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے مگر یہ کہ خود اس کی ہدایت کی جاوے آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسے فیصلہ کر رہے ہو) (سورہ یونس آیت ۲۵) اور پروردگار کا قول "ومن یؤت الحکمہ فقد اؤسی حملاً کثیراً" (اور جسے حکمت عطا کر دی جائے اسے کو یا غیر لکھنے کا عطا کر دیا گیا) (سورہ بقرہ آیت ۲۶۹) اور حضرت طاووت کے بارے میں پروردگار کا قول ہے "ان الله اصطفیٰ علیکم و راده بسطة فی العلم والجسم والله یؤتی من یشاء والله واسع علیم" (انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور علم و جسم میں وسیع و فراوان ہے اور اللہ نے چاہتا ہے اپنا ملک وسیع و فراوان ہے اور صاحب و محنت بھی ہے اور صاحب علم بھی)۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵) اور اپنے نبی سے ارشاد فرمایا "اور اس نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم عطا دیا ہے جن کا علم نہ تھا اور آپ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے" (ارشاد سورہ نساء آیت ۱۱۳) اور رسول نے اہل بیت، عتہ اور ذریت میں سے امت کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا "ام یحسدون الناس علی ما اتاهم الله من فضله فقد اتينا آل ابراهیم الکتاب والحکمہ واتینا ہم ملکاً عظیماً فممنهم من امن به ومنهم من صد عنه و کھفی جہنم سعیراً" (یا وہ لوگو! اس سے حسد نہ کرتے میں نے انہیں خدا سے اپنے فضل و کرم سے بہت عطا کیا ہے تو چہ نعم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور ملک عظیم عطا کیا ہے پھر ان میں سے کچھ نے ان چیزوں پر ایمان لے لیا اور کچھ نے انکار کر دیا اور ان لوگوں کے لئے دیکھنا ہوا جہنم ہی کافی ہے)۔ (سورہ نساء آیت ۵۴-۵۵) جب اللہ عزوجل اپنے بندوں سے امور کی اصلاح کے لئے کسی بندے کو منتخب فرماتا ہے تو اس کام کے لئے اس کے سینہ و مول و بیت ہے۔ پس اس کے قاب و منق حلت سے رہنے والوں کا میں قرار دیتا ہے اور علم و دانش و الہام برتتا ہے کہ چھوٹی سی جواب میں جوتا نہیں ہوتا اور نہ وہ اس جواب میں حق کے پانے کے سلسلہ میں متغیر رہتا ہے۔ وہ مسوس و تیدیو، توفیق والا، اور ایسا عادت قدم و کتاب کے خطا، اندہ اور انفرش سے امان میں ہوتا ہے۔ اللہ نے امام کو ان تمام امتیازات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے کہ وہ اس کے بندوں پر ثابت اور اس کی مخلوق پر واقعہ قرار پائیں۔ "والک فصل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم" (یہ ایسا فضل خدا ہے جسے چاہتا ہے وہ اس پر عطا کرتا ہے اور وہ بڑے عظیم فضل کا حامل ہے) (سورہ بقرہ آیت ۴) تو یہاں بات پر قادر ہیں کہ وہ امام کا اتقاب (خود) کریں۔ یہ ان کا اختیار یا ہوا ان اوصاف کا حامل ہے کہ وہ تو مانتے، پوجتے، اہمیت اللہ کی قسم! وہ لوگ حق سے دور رہنے اور اللہ کی کتاب و نبی پر پشت نہیں دیتے۔ یہ وہاں وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں ہدایت اور شفا ہے مگر انہوں نے اس کو بھینک دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی، پس اللہ نے ان کی مذمت کی۔ ان سے نفرت کی اور ان کو مذکور کتاب میں متکلمت میں چھوڑ دیا۔ پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا "ومن اضل ممّن اتبع هواه بغیر ہدی من الله ان الله لا یهدی القوم الظالمین" (اور اس سے زیادہ کمرہ کو کون ہے جو خدا کی ہدایت کے بغیر، اپنی خواہشات کا اتباع کر لے جب کہ

نہضتہ مومن کی ہدایت کرنے و نہیں ہے) (سورہ قصص آیت ۵۰) اور فرمایا "فتمسألہم واصل اعمالہم" (ان کے واسطے ڈنگاٹ ہے اور ان کے اعمال برپا دیں) (سورہ محمد آیت ۸) اور فرمایا "کموا مقتدا عبد اللہ وعند الدین أصبوا کذلک یطیع اللہ عسی کل قلب متکبر جبار" (وہ اللہ اور صاحبان ایمان کے نزدیک خست نفرت کے حق دار ہیں اور اللہ اسی طرح مقرر و سرکش انسان کے دل پر مہر لگا دیتا ہے) (سورہ مومن: آیت ۳۵)

۳۔ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہارون عقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ایشہ بن عیث نے، انہوں نے بی بارہو نے، انہوں نے کہا کہ میں نے جعفر بن محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ امام کو کس طرح پہچانا جائے؟ آپ نے ارشاد فرمایا چند خصوصیات کے ذریعے۔ ان میں پہلی یہ تبارک اقلی کی طرف سے اس کی مامت پرنص ہو، اور پروردگار نے اس کو لوگوں سے بے سم (نشان) قرار دیا ہے کہ وہ ان پر بہت بے پند رسوں کے لئے عقی کو مقرر کر دیا تھا اور لوگوں سے اس کے نام سے پہچان کر والی تھی اور ان کو معین فرمایا تھا اور اسی طرح تمام ائمہ کے جن میں سے ہر پندرہ دوسرے کو مقرر و معین کرتا رہا۔ (دوسری نشانی یہ ہے کہ) کہ جب بھی اس سے سوال کیا جائے تو فوراً جواب دے اور کس سے پاس خاموش رہ جائے تو وہ خود ابتدا کرے، وہ لوگوں کو آنے والے اکل میں جو ہونے والا ہے اس کی خبر دیتا ہے اور دوسرے ہر زبان اور وقت میں گفتگو کرتا ہے۔

۴۔ کتاب کے مصنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کا مستقبل کے بارے میں خبر دینا ان باتوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ چونکہ وہ پہلے سے معلوم ہوتی ہیں اور اس کی اصل و بنیاد رسول اللہ سے ہے اور رسول اللہ کے پاس یہ خبریں ان باتوں میں سے ہیں کہ جن کو ہر جہ میں آپ پر نازل ہونے لگے۔ جن میں قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبریں موجود تھیں۔

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن برنیم بن اسحاق مالطانی۔ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی کہ محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "امام کے سے چند علامات میں وہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور وہوں میں سب سے زیادہ خدمت کا حامل ہو، وہوں میں سب سے زیادہ قتی، لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار، لوگوں میں سب سے زیادہ شہادت، لوگوں میں سب سے زیادہ حق، لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ فتنہ شد و پیدا ہوتا ہے اور وہ ہر باب و مطلب ہوتا ہے۔ اپنے پیچھے سے صریح ایضاً ہے جس طرح اپنے سامنے سے دیکھتا ہے۔ اس کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔ اور جب علم و ارادت زمین پر تشریف آتا ہے تو دونوں تہیوں کو زمین پر رکھ کر بلند آواز سے دونوں شاہدوں (خدا کی وحدانیت اور خاتم النبیین و رسالت) کی گواہی دیتا ہے۔ وہ ختم نہیں ہوتا کسی آنکھ سوتی نے مگر قلب نہیں سوتا اور اس سے باتیں کی جاتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک سے پر ہاٹل ٹھیک قرار پاتی ہے۔ اس کا پیشاب و پاخانہ کھلی نہیں دیتا چونکہ اللہ عزوجل نے زمین پر یہ مہداری عائد کی ہے کہ جو چھ اس سے خارج ہو اس کو گل

کو خبر دی محمد بن زکریا جو بھری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بین کیا جعفر بن محمد بن عمر نے، انہوں نے اپنے وعدے سے، انہوں نے جو برکت
یزید جعفی سے، انہوں نے جو جعفر بن محمد بن علی باقر علیہ السلام سے، روکی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے مدد عزوجل کے قول "نعم
اور ثلث الکتاب الدین اصططیعاً من عبادنا فمنهم طالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالحبیرات بادن الله" کے
متعلق سو یا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہم (اور دیگر) میں سے ظلم وہ ہے کہ جو امام کے حق کی معرفت نہیں رکھتا، ورمقتصد وہ
ہے کہ جو امام کے حق کو پہنچتا ہے اور وہ کہ جو امام کی اجازت سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا ہے، وہ امام ہے، (اس کے بعد کی آیت میں جو
ہے کہ) "حتاب عدن یدخلوها" یعنی سابق ورمقتصد مراد ہیں (کہ جو جنت کے باغوں میں داخل ہوں گے)۔"

۳۔ ہم سے بین کیا ابو عبد اللہ عین بن یحییٰ بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے
بیان کیا ابو نعیم ہروی بن یوسف وانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مہد امام بن یحییٰ نے، انہوں نے یعقوب بن یحییٰ سے، انہوں نے جو
دفن سے، انہوں نے ابو تمزہ ثمالی سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد اسرام میں بیٹھا ہوا تھا جب اہل
بصرہ میں سے دو شخص آئے اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ ہمیں مدد عزوجل کے قول "نعم اور ثلث الکتاب الدین اصططیعاً
من عبادنا فمنهم طالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالحبیرات بادن الله ذلك هو الفصل الکبیر" سے دونوں
آیتوں (۳۲ اور ۳۳) کے ختم تک، کے متعلق باخبر کیجئے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "یہ نام مل بیت کے ست میں نارس ہوئی ہیں۔" اور
تمزہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا میرے والد باپ آپ پر فدا ہو جائیں، اپنے آپ کے حق میں ظلم کرنے والا کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے
فرمایا "نعم مل بیت ہیں۔" اور چاہیوں اور بیٹوں کو مسدودی طور پر انجاس دے وہ اپنے آپ کے حق میں ظلم کرنے والا ہے۔ آپ نے عرض
کیا آپ (مل بیت) میں نے مقتصد کون ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا "وہ کہ جو دونوں حالتوں میں اپنے پروردگار الہی عبادت کرنے والا
ہو، یہاں تک کہ موت دیا۔" پھر میں نے عرض کیا "یہ (مل بیت) میں سے" سابق باخبر تھے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا
"نعم بخدا" وہ کہ جو اپنے پروردگار کے رستے کی صرف دعوت کے لیے چاہیوں کا نظم کرے، ہر ایوں کے واسطے کہ انہوں کی پشت پناہی نہ
کرے، اور نہ ہی دنیا کی کاروں کا ساتھی بنے، اور نہ ہی نفس کے فیصلوں پر راضی ہو، بلکہ کہ اس کو اپنی جان اور دین پر خوف و ارادہ کا
کو (بھی) نہ پاتا ہو۔"

کی تو اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کے بیٹے ہونے کی نفی کر دی، اسی طرح جو بھی ہم سے تھا اور س نے، اللہ عزوجل کی اطاعت نہیں کی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تم نے جب اللہ کی طاعت کی (تو باوجود اس کے کہ تم وہ دفعہ سے نہیں ہو) تم ہم مل بیٹھ میں سے ہو۔“

۲۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے محمد بن مروان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ م جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یقیناً دفعہ پائیزہ وہ کد من ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذریت کو (جہنم کی) آگ پر حرام کر دیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”ہاں، اس سے مرد حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم ہیں۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن سفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن معروف نے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے حسن بن علی ویک سے، انہوں نے محمد بن قاسم بن فضیل سے، انہوں نے محمد بن عثمان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ م جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا مجھے آپؐ کا فدیہ قرار دیا جائے اسوں ہندسی ہندسیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”یقیناً دفعہ پائیزہ وہ کد من ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذریت کو (جہنم کی) آگ پر حرام قرار دیا ہے؟“ کا کیا مطلب ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”وہ افراد کہ جن کو (جہنم کی) آگ سے آزاد قرار دیا ہے وہ آپؐ کے بطن مبارک سے پیدا ہونے والے حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم ہیں۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے حسین بن اسحاق ناجر سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے حسن بن سعید سے، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے عثمان سے، انہوں نے ابو جعفر م محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”قیمت کے دن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکے گا کہ - پروردگار! مجھے نہیں معلوم تھا کہ اولاد فاطمہؑ کی ولادت والیاں برحق ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ستمیت کو خاص طور سے (اور ذہراءؑ کے حق میں) نازل فرمایا ہے۔“

عسادی الدین اسرارہوا علی انفسہم لا تقطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو العفو الرحیم (صحیح بخاری)

آپ پیغمبرؐ کو پہنچا، سمجھئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے رحمت خدا سے، یوں نہ ہونا، اللہ تم انہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے) (سورہ زمر آیت - ۵۳)

(۴۰) ☆ فاطمہ علیہا السلام کی شان میں روایت کیا گیا: آپ سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ کا معنی ☆

ابن ہب سے بیان کیا محمد بن زید بن جعفر مدنی رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن برید بن جعفر نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے فضیل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے وہید بن ابی حمزہ صافعی سے روایت کی خدمت میں عرض کیا ”آپ جعفر بن محمد بن ابی عبد اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے بارے میں فرمان ”بیشک فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں“ کے بارے میں بھیجئے کہ کیا آپ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپ علیہا السلام نے اس پر فرمایا ”یہ بات تو میرے سے ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، اور فاطمہ علیہا السلام اور آخرین میں سے تمام عورتوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔“

(۴۱) ☆ ان امانتوں کے معنی جن کو ان کے اہل تک پہنچانے کا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو حکم

کیا ہے۔ ☆

ابن ہب سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد بن ابی عبد اللہ برقی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے کہا کہ میں نے وہ بن جعفر علیہا السلام سے روایت کی کہ ”ان اللہ مامورکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها“ (بیشک اللہ تم کو امانتوں کے اہل تک پہنچا دے گا) (مورخہ نہ، آیت ۵۸) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہا السلام نے رستہ فرمایا ”اس آیت میں صرف تم کو مامور کیا گیا ہے کہ تم میں سے ہر امام کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ اپنے بعد آنے والے امام سے یہ روایتیں اور اس کی جانب سے روایتیں (مواصلت طلب تو ہم کرتے) پھر یہ آیت جاری ہوئی تمام امانتوں کے بارے میں۔ یتیم، یتیم، یتیم سے پھر، روبرو یہ اسلام کے بیان کیا وہ انہوں نے اپنے پسر بزرگ اور علیہ السلام سے کہ بیشک علی بن حسین علیہما السلام نے اپنے اس بے فرمایا ”میرے بھائی کے ہاتھوں ہوا کرو، پس میرے پسر بزرگ و حسین بن علی علیہما السلام کا قاتل میرے پاس اس تلووار و حالت سے اس پر رہو گے کہ جس نے اس نے میرے پسر بزرگ و اس قاتل سے یہ تو یقین میں اس کو (واپس) سیر دکر دے گا۔“

(۲۲) ☆ اس امانت کے معنی کہ جس کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے

اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے خوف زدہ ہو گئے اور انسان نے اسے اٹھالیا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یثیر ثعلبی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس محمد بن یحییٰ بن رزین قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ محمد بن عقیل صدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے روضوں کو جسوں سے وہ ہزار سال قبل خلق فرمایا، پس ان میں سب سے اعلیٰ و اشرف محمد بن علی، فی صلوات حسن، حسین اور ان کے بعد کے ائمہ صلوات اللہ علیہم کی روان کو قرار دیا، پس ان ارواح کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے اوپر رکھا تو ان ارواح (محمد و آل محمد) کے نور نے ان کو حجاب لیا، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ میرے احباب اور اولیاء ہیں اور میری خلق پر میری رحمت اور میری مخلوق کے اہم ہیں، میں نے کسی ایسی مخلوق کو خلق نہیں کیا کہ جو مجھ سے زیادہ محبوب ہو، ان سے دوستی کرنے والوں کے لئے میں نے جنت کو خلق کیا ہے اور ان کی منافقت کرنے والوں اور ان سے دشمنی کرنے والوں کے لئے میں نے (جہنم کی) - کہ خلق بیات، پس ہر شخص دعویٰ کرے گا ان کی (اس) منزلت کا (کہ جو) مجھ سے ہے اور ان کے میری عظمت سے (حاصل شدہ) مثل و مقام کا تو میں اس پر یہ عذاب نروں گا کہ جو عالمین میں سے کسی ایک پر بھی میں ایسا عذاب نہیں کروں گا اور میں اسے نیکوں سے ساتھ میری (جہنم) - کہ سب سے نیچا طبقے میں قرار دوں گا، اور جو شخص ان کی ولایت کا اقرار کرے گا اور ان کی جو مجھ سے منزلت ہے اور ان کو جو میری عظمت سے مقام ہے اس کا دعویٰ نہیں کرے گا تو میں اس کو ان کے ساتھ اپنی جنتوں کے بانوں میں قرار دوں گا، اور ان کے لئے میرے پاس ان جنتوں میں جو چاہیں گئے وہ ہوگا، ان کے لئے اپنی کرامت کو مہاجر قرار دوں گا، ان کے لئے اپنے جوار کو حلال بنا دوں گا اور ان کو میرے بندوں اور کینہوں میں سے گناہ گاروں کے سلسلے میں شفاعت کرنے والے بنادوں گا، پس ان کی ولایت میری مخلوق کے نزدیک مانت ہے، تو یا تم اس کے بوجھ کو اٹھو، کہ اور کیا میرے اختیار کردہ کو چھوڑ کر اپنے نفس کے حق میں دعویٰ کرو؟ (کہ ہم اس امانت کو اٹھانے کے اہل ہیں)۔ پس آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور ان کی منزلت کا دعویٰ کرنے اور اپنے پروردگار کی عظمت سے ان کے محل و مقام کی تمنا کرنے سے خوف زدہ ہو گئے، پس جب اللہ عز و جل نے آدم اور ان کی زوجہ کو جنت میں ٹھہرایا تو ان دونوں سے فرمایا ”کلا مسہار عدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة - یعنی شجرة الحنطة - فتکوما من الطالمین“ (جہاں چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت - یعنی اس گندم کے درخت - کے قریب نہ جانا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے) (اشارہ ہے سورہ بقرہ آیت - ۳۵) پس دونوں نے محمد بن علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ان کے بعد کے ائمہ صلوات اللہ علیہم کی منزلت کی طرف نگاہ کی تو ان دونوں نے یہ

کہ بل جنت کی منزلتوں میں سب سے زیادہ بلند و عالی مقام رکھتے ہیں۔

تو دونوں نے کہا 'اے ہمارے پروردگار! یہ کن لوگوں کے لئے منزلت ہے، اللہ جل جلالہ نے فرمایا تم دونوں اپنے سر کو میرے گوشہ عرش کی طرف بند کرو، پس دونوں نے اپنے سروں کو بند کیا تو محمد، عیسیٰ، فاطمہ، حسن، حسین و ان کے بعد والے ائمہ صلوات اللہ علیہم کے نام کو پایا کہ جو گوشہ عرش پر (پروردگار) جب رحلت جلالہ کے نور سے نور کے ذریعے تحریر تھے، پس ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں کی تیرے پاس کیا منزلت ہے؟ اور تو ان کو کتنا محبوب رکھتا ہے؟ اور تیرے پاس ان کا شرف و منزلت کیا ہے؟ پس اللہ جل جلالہ نے رشد فرمایا "آری یہ نہ ہوتے تو میں تم دونوں کو خلق نہ کرتا، یہ میرے رحم کے خزانے ہیں، میرے راز کے کائنات دار ہیں، تم دونوں ان کی طرف حسد کی نگاہ سے دیکھنا، اور میرے نزدیک جو ان کی منزلت ہے اور میری کرامت سے جو ان کا مصل و مقام ہے اس کی تمنا کرنے سے بچو، ورنہ اس وجہ سے تم دونوں میری نافرمانی اور کناہ میں داخل ہو جاؤ گے کہ نتیجتاً ظالمین میں سے ہو جاؤ گے۔ ان دونوں نے کہا ہمارے پروردگار! یہ خطا میں کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو بغیر حق کے ان کی منزلت کا دعویٰ کرتے ہیں، دونوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار! پس ہمیں ان پر ظلم کرنے والوں سے تیری (جہنمی) سزا میں مقام اور جہد کو دکھا دے تا کہ ہم نے جس طرح تیری جنت میں ان کی منزلت کو دیکھا ہے اسی طرح (ظالموں سے) سزا مانوں و بھی دیکھ لیں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے (جہنمی) آگ کو عظم فرمایا تو اس نے اپنے میں موجود مقام قوموں کی نسبت سزائیں اور عذاب بوظاہر سردیاں اور اندھا دھن و جلن نے فرمایا ان کے لئے ظلم کرنے والے ان کی منزلت کے دعوے دار کا ٹھکانہ جہنم کے انتہائی نیچے طبقے میں ہے۔ جب بھی یہ لوگ اس ٹھکانہ چاہیں گے تو دوبارہ اس میں اخیل و یاباں کا، اور جب ان کی لکھنا پھسل جائے تو دوسری لکھنا بدل دیا جائے گا تا کہ وہ عذاب کا مزاج چھو سکیں، اے آدم اور اے نوح! تم دونوں میرے انوار اور میری بخشش کی طرف ہمدی کی تکتھ سے مت دیسو، پس (آری ایسا یہ تو) میں تم کو اپنے جوار (رحمت) سے بنادوں گا اور تم دونوں سے ذلت و حقارت کو بدل کر دوں گا۔ پس شیطان نے دونوں کو دوسرے میں ڈالتا کہ دونوں کے لئے پوشیدہ (شرم گاہ) کو ظاہر کر دے کہ جو ان کے اپنے آپ سے بھی پوشیدہ تھی، شیطان نے کہا تم دونوں کے پروردگار نے اس درخت سے تم کو اس لئے روکا ہے تا کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا اس سے کہ تم دونوں ہمیشہ رہنے والے نہ بن جاؤ اور اس نے دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ بیشک میں تمہارے حق میں نصیحت کرنے والا ہوں، پس شیطان نے دونوں کو دھوکا دیا اور فریب میں ڈال دیا ورنہ ان دونوں (معتدین) کی منزلت کی تمنا کرنے پر آمادہ کیا تو ان دونوں نے حسد بھری نظروں سے ان کی طرف نگاہ کی، پس (اس نگاہ حسد کی وجہ سے خدا کی) انصاف سے محروم ہو گئے اور دونوں نے جہنم کے درخت سے کچھ کھالیا تو جس حصے سے دونوں نے کھالیا تھا وہاں پر جو نکل آئی، اندر کی اصل تمام کی تمام وہ ہے کہ جس کو دونوں نے نہیں کھالیا تھا اور جو کی اصل اس درخت کا وہ حصہ ہے کہ جو کھنڈ کی جگہ پر نکل آیا تھا۔ پس جب ان دونوں نے اس درخت سے کھالیا تو دونوں کے جسموں سے بس و زیور ت بلند ہو گئے اور دونوں پر بند ہوئے و دونوں مجبور ہو کر اپنے آپ کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ دونوں کی تادیب کرتے ہوئے ان کے پروردگار نے فرمایا کیا میں نے تم کو اس درخت سے قریب جانے سے منع نہیں کیا تھا؟ اور میں نے کہا نہیں تھا کہ بیشک شیطان تم دونوں کا ٹھکانہ ہوا دشمن ہے۔ پس دونوں نے کہا ہمارے پروردگار!

ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہیں کرے گا تو یقیناً ہم نقصان اٹھائے گا۔ اس میں سے جو جائیں گے، پروردگار نے فرمایا میرے جوار (رحمت) سے نیچے اترا جو، میری رحمت میں میری جوار (رحمت) میں وہ نہیں رہ سکتا کہ جو میری نافرمانی کرے، جس دونوں حالت میں نیچے اترا ہے کہ ان کے اوپر حسب معاش کی ذمہ داری آپڑی تھی۔ پھر جب اللہ عزوجل نے چاہا کہ دونوں کی توبہ و قبول کرے تو ان کے پاس جبرئیل تشریف فرما ہوئے اور ہر تم دونوں نے ایسے آپ پر ان لوگوں کی منزلت کی تمنا کر کے ظلم کیا ہے کہ خدا نے جس تم پر فضیلت دی ہے، اس کا بدلہ یہ ہے کہ جس صریح تم کو اس (تمنا) کی وجہ سے سزا کے طور پر اللہ عزوجل کے جوار (رحمت) سے زمین کی طرف اتار دیا ہے (تو اسی طرح) تم دونوں نبی ناموں کا وہ وعدہ کر پنا رہا ہے کہ اس سے سو کر وہ جن کے نام تم نے وہ وعدہ عرض پر دیکھتے تھے کہ پروردگار تمہاری توبہ و قبول کرے۔ پس دونوں نے عرض کیا پروردگار اتم تھے تو اس کرتے ہیں ان لوگوں کے حق سے سبب کہ جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ کرمت والے ہیں (جو) محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور علیہم السلام (ہیں) تو وہی توبہ قبول کرے اور ہم پر رحمت فرما۔ پس پروردگار نے ان کی توبہ و قبول کر لیا کہ وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رہا ہے۔ پس اس کے بعد اللہ کے نبیاء و سلسلے امت کی مخالفت کرتے رہے اور اپنے اوصیاء و اپنی امت کے مخالف فرما دوس امانت کے بارے میں خبر دیتے رہے۔ تاکہ وہ اس بار کو اٹھانے سے باز رہیں اور اس امانت کے دعوے دار بننے سے باز رہیں جب وہ انسان کہ یقیناً جس کی پہچان ہو چکی ہے اس نے اس بار کو اٹھایا، پس قیامت کے دن تک ہر ظلم کی ابتدا اس سے ہے۔ اور یہ مراد ہے اللہ عزوجل کے قول "انما عرضنا الامانة على السموات والارض والحبال فاس ان يحملنها وشفقن منها وحملها الانسان انه كان صلوها جهولا" (پیش ہم نے امانت کو آسمان، زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے ٹھکانے سے انکار کیا اور خوف ظہر ہا میں انسان نے اس کو بوجھ و اٹھایا کہ انسان اپنے حق میں ظالم اور نادان ہے) (سورہ احزاب آیت ۷۲)۔

۲۔ ہم سے بیان کیا کہ بنی مود بن مفضل رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ بن جعفر میری نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن بن علی بن فضال سے، انہوں نے مروان بن مسلم سے، انہوں نے ابو سعید سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول "انما عرضنا الامانة على السموات والارض والحبال فاس ان يحملنها وشفقن منها وحملها الانسان انه كان صلوها جهولا" سے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "انہ امانت سے مراد ہے انسان سے مراد ابو لثرد (بہت زیادہ گناہ گار) منفق ہے۔"

۳۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زیاد بن جعفر ہمڈی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن حاتم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن معبد سے، انہوں نے حسین بن خالد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے "انما عرضنا الامانة على السموات والارض والحبال فاس ان يحملنها" الایۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "امانت سے مراد ولایت ہے، اور جو شخص اس امانت کا حق دعوئی کرے گا وہ کافر ہوگا۔"

☆ (۴۴) ☆ طوبی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفہ صوفی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد محمد بن مسعود عینی شی سے، انہوں نے جعفر بن احمد سے، انہوں نے احمد بن ابی بکر سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے مروان بن مسلم سے، انہوں نے ابویہ سے، انہوں نے کہا کہ اہل مصداق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "طوبی ہے ان کے لئے جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہمارے امر سے متسلک رہیں کہ ان کا دل ہدایت یا جانے کے بعد منحرف نہ ہو جائے۔" میں نے امام سے عرض کیا میں آپ کا فدیہ قرار پاؤں ایہ "طوبی" کیا چیز ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا "جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہے۔ وہ کوئی مؤمن نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے کھڑے کھڑے اس درخت کی شاخوں میں سے کوئی شاخ ہوگی، اور یہ بات اللہ عزوجل کے قول کے مطابق ہے کہ "طوبی لہم وحسن مآب" (ان کے لئے طوبی ہے اور بہترین بازگشت ہے) ﴿سورۃ نعر: آیت - ۲۹﴾

☆ (۴۵) ☆ اللہ عزوجل نے چار کو چار میں چھپایا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مایوسیہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے، انہوں نے ابویہ سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسین علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار، رحیم بن علی علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی بن ابی طالب علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے چار کو چار میں چھپایا ہے اپنی رضا کو اپنی رحمت میں تو تم لوگ اس کی رحمت میں سے کسی چیز کو ہانکا مت سمجھو۔ جو کہتا ہے کہ خدا کی رضا کسی میں ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو اور اس نے اپنے غضب کو اپنی نافرمانی میں چھپایا ہے، تو تم اس کی نافرمانی میں سے کسی چیز کو بھی ہانکا مت سمجھو، ہو سکتا ہے کہ اسی نافرمانی میں اس کا غضب ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو، اور اپنی قبولیت کو اپنی دعاؤں میں چھپا رکھا ہے تو اس کی دعا میں سے کسی کو بھی ہانکا مت سمجھو، ہو سکتا ہے کہ وہی دعا قبولیت یا نہ والی ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو، اور اپنے ولی اور دوست کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے تو تم بندہ کے بندوں میں سے کسی بھی بندے کو ہانکا مت سمجھو، ہو سکتا ہے کہ وہی بندہ اس کا ولی اور دوست ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو۔"

(۴۶) ☆ اس ”ستون“ کے معنی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[شب] معراج میں دیکھا جس کی بنیاد سفید چاندی کی،

☆ جس کا درمیانی حصہ یا قوت وزیر جہد کا اور جس کا اوپر والا حصہ سرخ سونے کا ہے۔

[illegible]

☆ (۴۷) ☆ نبوت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن محمد بن عیاذ بن عطاء نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یہ علی بن محمد بن قیس نے، انہوں نے
 محمد بن یحییٰ بن عبد بن فضال نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یہ سعید بن قیس بن عمرو بن عبد بن قیس نے، ثابت بن ثبی
 حقیقہ سے، انہوں نے سعید بن زبیر سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث
 میں عرض کیا: السلام علیک یا نبی اللہ، آپ نے ارشاد فرمایا: "میں نبی اللہ نہیں ہوں بلکہ نبی اللہ ہوں۔"

(مصنف فرماتے ہیں) ”نحوۃ الاموال“ کا ہے اور اس سے معنی ہیں وہ چیز جو زمین سے پائیدار ہو اس کا مجموعہ سے معنی پائیداری ہیں ورنہ سے معنی پائیدار چیز ہیں نہ یہ کہ اسلام میں فقہان کی بشر سے ہے۔

☆ (۲۸) شمس، قمر، زہرہ، فرقہ دین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن عمر [ابن علی بن عبد اللہ بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر عبد اللہ بن علی کرخی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرزاق صنعانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معمر نے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کو ادا فرمایا، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے کریم چہرہ مبارک کو تہ عز و جل کی بارگاہ سے ہماری طرف کیا اور پھر ارشاد فرمایا "لوگوں! جو شمس کو نہ پا سکے اسے چاہئے کہ وہ قمر سے وابستہ ہو جائے، اور جو قمر کو نہ پا سکے اسے چاہئے کہ وہ زہرہ سے وابستہ ہو جائے، اور جو زہرہ کو نہ پا سکے اسے چاہئے کہ فرقہ دین سے وابستہ ہو جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں شمس ہوں، مٹی قمر ہے، فاطمہ زہرہ ہے و حسن و حسین فرقہ دین ہیں (یہ) وراثت کی کتاب دونوں جدائیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) کے کنارے میرے پاس وارد ہوں گے۔"

۲۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن عمر [ابصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو القاسم نصر بن عیینہ رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الفرج احمد بن محمد بن خوزی سامری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر قاسم بن ابراہیم قطری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا برہیم بن خالد صوافی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن خلف قدوسی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سری نے، انہوں نے محمد بن مندثر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم لوگ شمس کی پیروی کرو، جب شمس غائب ہو جائے تو پھر تم لوگ قمر کی پیروی کرو، جب قمر غائب ہو جائے تو تم وہ زہرہ کی پیروی کرو، پس جب زہرہ غائب ہو جائے تو تم لوگ فرقہ دین کی پیروی کرو۔" پس لوگوں نے عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "فرقہ دین کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں شمس ہوں، مٹی قمر ہے، زہرہ فاطمہ ہے، فرقہ دین حسن و حسین ہیں۔"

ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن عبد الرحمن مقرئ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوالحسن علی بن حسن بن بندر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوالحسن بن حسیون نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا قاسم بن برہیم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن خالد واسطی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن خلف نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن سری نے، انہوں نے محمد مندثر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "تم لوگ شمس کی پیروی کرو۔" اور حدیث کو مندرجہ بالا ذکر کے بالکل مساوی طور پر ذکر کیا ہے۔

۳۔ ہم سے بیان کیا ابوالحسن احمد بن ابی جعفر یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن جعفر مدینی نے، انہوں نے کہا کہ ہم

سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن ابی ہاشم نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ظہیر بن صالح عمری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن تمیم نے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی معتز بن سلیمان نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید رقاشی سے، انہوں نے نس بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کو ادا فرمایا، پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے کریم چہرہ مبارک کو ہماری جانب پھیرا اور فرمایا ”لو اوجوش کونہ یا سکہ پس اسے چاہیے کہ وہ قمر سے وابستہ ہو جاوے اور جو زہرہ کو نہ پا سکے اس چاہیے کہ وہ قمر سے وابستہ ہو جاوے۔“ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شمس، قمر، زہرہ اور قمرین کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میں شمس ہوں، جلی قمر ہے، قمر زہرہ ہے، حسن اور حسین قمرین ہیں۔“ (یہ) اور ان دن کتاب دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس وارد نہ ہو جائیں۔“

☆ (۴۹) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات (بھیجنے) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الرحمن مرقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمر و محمد بن جعفر مرقی جرجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد بن حسن موصلی نے، خدا میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عاصم صریفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یزید بن علی کے خادم ابو یزید یحییٰ بن برید بن حسن بن علی بن ابی طالب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد یزید بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی بن جعفر طایب الامام نے، آپ نے فرمایا کہ اسحاق بن جعفر بن محمد صاحب عام نے فرمایا ”جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک میں اس پیشانی و فخر پر قمر ہوں۔“ نس بن مالک نے (عام اروان اور اصلاب اجد میں) پروردگار کے قول ”الست منکم فالوالی“ (یہ میں تمہارا رب نہیں ہوں بے ہمتی) (سورہ اعراف - آیت ۱۷۳) پر قبول کیا تھا۔“

☆ (۵۰) ☆ وسیلہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن معروف نے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حفص عہدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو ہارون عہدی نے، انہوں نے ابو سعید خدری سے، انہوں نے کہا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تم اللہ سے میرے حق میں سوال کرو تو اس سے وسیلے کا سوال کرو۔“ پس ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ”وسیلہ“ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ جنت میں ایک درجہ ہے اور یہ ہمارے مرقۃ (میز بھی) کے پتوں کی طرح بیچپے ہے، پر کسی طرف کے پتلوں پر مشتمل ہے کہ ہر مرقۃ کا دوسرے پتے کے درمیان فی سدا انھی سلسلے کے کھوڑے کے ایک ماہ تک اوڑھ کر رہتا ہے، اور یہ جوہر کے مرقۃ زبرد کے مرقۃ تک، یا قوت کے مرقۃ تک، سونے کے مرقۃ تک، چاندی کے مرقۃ تک، پس قیامت کے دن اس کو ضرور کیا جائے گا یہاں تک کہ انبیاء نے درجات کے ساتھ نصب کر دیا جائے گا پس وہ بیڑوں کے درجات میں کسی طرح نہ ہو جائیں چنانچہ ان کے درمیان اس دن کوئی جہی نہ رہی نہیں رہے گا ورنہ وہی صدیق ورنہ شہید ورنہ یہاں ان کے سعادت مندی ہے جس شخص کے لئے یہ درجہ درجہ قرار پائے۔ پس اللہ عزوجل کی جانب سے نداء آئے گا کہ اے انبیاء، ار تم مقتولین نے لی یہ تمہارا درجہ ہے۔ میں اس دن اس حالت میں آؤں گا کہ نور کے لباس و زیب تن یا ہوگا، یا حق سبطت و رتبان برامت ہے ساتھ ہوں گا، اعلیٰ ابن ابی طالب میرے آئے ہوں گے، ان کے ہاتھ میں میرا پریم ہوگا، اور یہ ”والحمد“ (پریم حمد) ہوگا جس پر ”لا الہ الا اللہ، المصلحون ہم الفائزون مطلقاً“ (وہی معبود نہیں سوائے اللہ کے، فائز پائے گئے ہوں گے جو اللہ سے عزیدہ ہو) کے ساتھ ہوں گے والے ہیں)۔ پس جب ہم انبیاء کے پاس سے گزریں گے تو وہ ہمیں کے یہ دونوں مرتب فرشتے ہیں کہ جن کو ہم نہیں پہچانتے تھے ورنہ ہم ان کو دیکھا تھا، اور جب ہم فرشتوں کے پاس سے گزریں گے تو وہ سب ہمیں سے یہ نبیاء اور مرسلین ہیں، یہاں تک کہ میں رہنے پر بند ہوں گا ورنہ میری اتباع کریں گے، یہاں تک کہ جب میں ان درجات سے انتہائی درجہ پہنچ جاؤں گا ورنہ مجھے ایک درجہ نیچے ہوں گے، تو اس دن کوئی نبی باقی نہیں رہے گا اور نہ کوئی صدیق اور نہ کوئی شہید مگر یہ ہمیں سے سعادت مندی ہے ان دونوں بندوں سے یہ دونوں مہر و عن سے نزدیک کتنے قبل اسرار و عزت ہیں! پس اللہ عزوجل کی جانب سے نداء آئے گا کہ اے تمام انبیاء، تمام صدیقین، تمام شہداء، اور تمام مؤمنین! میں سے یہ میرا حبیب منتخب اور یہ میرا ولی علی ہے، سعادت مندی ہے اس سے جو اس سے محبت کرتا تھا، اور وہ میں سے ہے اس سے جو اس سے بغض رکھتا تھا اور اس کو بھٹاتا تھا۔ پس اعلیٰ ابن ابی طالب کوئی حق نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ اس کلام سے سونے پائے گا، چہرہ غید نہ ہو جائے گا، اس کو خوش ہو جائے گا، ورنہ بے خوشی رہنے والوں میں سے یا مہرے سے جنت کی آفتاب نہ کائے والوں میں سے یا تہرے حق کا کار نہ رہنے والوں میں سے کوئی جہی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ اس کو چہرہ سیاہ ہو جائے گا اور اس سے قدم لڑا نہ جائے گا۔ پس اس دوران میں میں عام میں ہوں گا، و فرشتے میرے سامنے آئیں گے، ان میں ایک رضوان ہوگا جو جنت کا خزانہ ہے اور دوسرا مالک جو (جہنم کی) آفتاب کا خزانہ ہے، پس رضوان قریب آئے گا اور ہے اس کا سلام علیک یا حمد۔ پس میں ان کوں کا السلام علیک اے فرشتے، تو ہوں گے! ستائیں گے تیرا اچھا اور حق پائیزہ ہے تیری خوش جوابی وہ ہے گا میں رضوان ہوں، جنت کا خزانہ اور یہ جنت کی چابیاں ہیں، رب العزۃ نے ان کے ساتھ آپ کی طرف بھیجا ہے، تو آپ انہیں لے جائیں گے، اے احمد! میں ان کا بیٹا میں نے اپنے رب کی جانب سے دھڑکے والی سچیز و قیوں کیا، پس ان کے لئے ساری تحریثیں ہیں اس بات پر کہ جس کے ذریعہ میرے رب

(۵۲) ☆ دو والد کی نافرمانی کرنا، دو مولا سے فرار اختیار کرنا اور دو نگہبانوں کو کھو دینا کے معانی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا جو محمد بن حسن - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن عاصم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد طبری نے کہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن فضل نے، انہوں نے محمد بن عبد الملک بن ابی شہر رب قرشی سے، انہوں نے ابن سلیمان سے، انہوں نے حمید الطویل سے، انہوں نے نس بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس مہینے میں تھا کہ جس میں آپ علیہ السلام نے شہادت پائی اور وہ ۱۰ رمضان تھا، پس امام علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کو بلایا اور پھر ارشاد فرمایا: "اے اب محمد! منبر پر جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی کئی حمد بجاؤ اور اس کی شکر کرو اور اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین اندز سے ذکر کرو اور کہو اللہ کی لعنت ہو یہ بیٹے پر جو اپنے دو والد کی نافرمانی کرے، اللہ کی لعنت ہو ایسے بیٹے پر جو اپنے دو والد کی نافرمانی کرے، اللہ کی لعنت ہو ایسے بیٹے پر جو اپنے آقاؤں سے فرار اختیار کرے، اللہ کی لعنت ہو اس کو سفند پر جو اپنے دو نگہبانوں کو کھو بیٹھے، اور پھر نیچے اتر آؤ۔" جب امام حسن علیہ السلام اپنے طلبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ آپ کے نزدیک جمع ہو گئے و عرض کیا: "امیر المومنین کے فرزند، اب ہمارے نبی رسول اللہ کی بیٹی کے بیٹے اس کا جواب کیا ہے؟" پس آپ نے فرمایا: "اس کا جواب امیر المومنین علیہ السلام دیں گے۔" پس امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک نماز میں تھا کہ آپ نے نماز پڑھی اور پھر اپنے واسنہ ہاتھ کو میرے واسنہ ہاتھ کی طرف ہار، پھر اس ہاتھ کو دیکھنا اور اپنے سینہ مبارک کی طرف تنہائی شدت کے ساتھ مایا اور پھر مجھ سے فرمایا علی، میں نے عرض کیا لایک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں اور تم اس مدت کے دو باپ ہیں، پس اللہ لعنت کرے اس شخص پر جو ہماری نافرمانی کرے، تم ہو آئین، میں نے کہا آئین، پھر آپ نے فرمایا میں اور تم اس مدت کے دو مولا ہیں، پس اللہ لعنت کرے اس شخص پر کہ جو ہم سے فرار اختیار کرے، تم ہو آئین، میں نے کہا آئین، امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے دو کہنے والوں کو ملے کہ جو میرے ساتھ آئین ہمارے ہوتے، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ساتھ آئین کہنے والے یہ کون ہیں؟، آپ نے فرمایا جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام۔"

(۵۳) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: میں جواں مرد ہوں، جواں مرد کا بیٹا ہوں اور جواں مرد کا بھائی ہوں۔ کے معنی ☆

۔ ہم سے بیان کیا حسن بن احمد بن ادریس۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد ابن حسین بن ابی الخطاب، یعقوب بن یزید اور محمد بن ابی الصہبان سے، ان تمام نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے اصحاق امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رداء مُشَقَّ (سرخ رنگ کے گلہب کے رنگ سے رنگین رداء) کے ساتھ ہر تشریف فرما ہوئے، تو اس نے کہا: اے محمد! آپ تو میری طرف اس طرح باہر آئے جیسے جواں مرد ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں، اے اعرابی، میں جواں مرد ہوں، جواں مرد کا بیٹا ہوں، جواں مرد کا بھائی ہوں۔“ اس نے کہا: اے محمد! جہں تک آپ کے جواں مرد ہونے کا تعلق ہے وہ وہاں، مگر آپ جواں مرد کے بیٹے اور جواں مرد کے بھائی کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تو نے اللہ عز و جن کا یہ فرمان سنا کہ: ”قَالُوا سَمِعْنَا فَسَىٰ يَذْكُرْهُمْ بِقَالَ لَهُ اِبْرَاهِيمُ“ (ان لوگوں نے بتایا کہ ایک جواں مرد ہے جواں کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے) (سورۃ انبیاء: آیت ۶۰) تو میں ابراہیم کا بیٹا ہوں، اور جہں تک تعلق جواں مرد کے بھائی کا ہے تو یقیناً منادی نے (جنگ) احد کے دن آسمان میں نداء دی تھی کہ: لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ لَا فَسَىٰ إِلَّا عَلِيٌّ (کوئی تلوار نہیں ہے سوائے ذو الفقار کے اور کوئی جواں مرد نہیں ہیں سوائے علی کے) پس علی میرا بھائی ہے اور میں اس کا بھائی ہوں۔“

(۵۴) ☆ بزرگوار اور مروت کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے ابوقدحہ قمی سے کہ جنہوں نے سلسلہ کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف، راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کے پاس ہم بزرگوار کے متعلق مذاکرہ کر رہے تھے، اس وقت آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ بزرگوار فسق اور فجور سے حاصل ہو سکتی ہے؟ بزرگوار فقط نام ہے کھانا رکھ دینے کا، بخشش کو عطا کرنے کا، نیک اور اچھے کاموں کو انجام دینے کا اور لوگوں کو اذیت پہنچانے سے باز رہنے کا۔ جہاں تک تعلق فسق و فجور کا ہے (کہ جس کو لوگ بزرگوار و شرافت کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں) تو یہ تو فقط فریب و رعیت شی ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”مَرَّؤُثٌ کیا چیز ہے؟“ ہم نے عرض کیا: ”ہم نہیں جانتے۔“ آپ نے فرمایا: ”مروت، قسم بخدا! مرد کا اپنے کھانے کو

دروازے کی چوکھٹ پر رکھ دیئے کا نام ہے۔“ (تاکہ ہرگز رننے والا اس سے فائدہ اٹھا سکے)

☆ (۵۵) ابوتراب کے معنی ☆

۱۔ [میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے ابوقدحہ قمی سے انہوں نے سلسلے کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف اور [ہم سے بیان کیا محمد بن حسن قطان اعدل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحسن عبدی نے، انہوں نے سیمان بن مہران سے، انہوں نے عبایہ بن ربیع سے، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب کیوں رکھی؟ ابن عباس نے کہا چونکہ علی علیہ السلام صاحب ررض ہیں اور پیغمبر کے بعد اہل ارض کے پروردگار تھے ہیں، انہی کی وجہ سے زمین کی بقاء ہے اور انہی کی جانب اس کا سکون و برقرار رہن (محتاج) ہے، در یقینہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا اور کافر دیکھے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علی کے شیعہ کے لئے کیا ثواب، مرتبہ اور کرامت آمادہ کی ہے تو وہ کہے گا ”یا لیتنی کنت تو راباً“ (اے کاش میں تراب ہوتا) یعنی اے کاش میں علی کا شیعہ ہوتا (یعنی تراب کا معنی شیعہ اور ابوتراب کا معنی شیعوں کا سرپرست) اور یہ اللہ عزوجل کے قول کے مطابق ہے کہ ”و یقول الکافر یا لیتنی کنت تو راباً“ (در کافر کہے گا اے کاش میں تراب ہوتا) (سورہ نبا آیت ۴۰)

☆ (۵۶) امیر المؤمنین علیہ السلام کے فرمان:

میں زید بن عبد مناف بن عامر بن عمرو بن المغیرہ بن زید بن کلاب ہوں۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا علی بن عیسیٰ بخاری۔ رضی اللہ عنہ۔ نے کوفہ کی ایک نشست میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن بندار نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن علی مرقی سے، انہوں نے محمد بن ستان سے، انہوں نے مالک ابن عھیہ سے، انہوں نے ثور بن سعید سے، انہوں نے اپنے والد سعید بن علاق سے، انہوں نے حسن بھری سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام بصرہ کے منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور ارشاد فرمایا: ”اے لوگوں! تم لوگ میرے نسب بیان کرو، پس تم میں سے جو جانتا ہے اے چاہئے کہ بیان

☆ (۵۷) آل یاسین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الباقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن عبد الغنی نے، انہوں نے کہا [المغانی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرزاق نے، انہوں نے مندل سے، انہوں نے کلبی سے، انہوں نے ابوصاح سے، انہوں نے ابن عباس سے اللہ عز وجل کے قول "سلام علی آل یاسین" کے سلسلے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے سلام علیہ کے پروردگار کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم واران کی آل پر اور قیامت میں ساتھی ان کے لئے کہ جو محمد و آل محمد سے دوستی رکھتے ہیں۔"

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو احمد عبد العزیز بن یحییٰ بن حمد بن یحییٰ جلودی بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سہل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خضر بن ابی فاطمہ بنی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وہب بن نافع نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا کادح نے، انہوں نے اسحاق بن عمار بن محمد بنیہ اسلام نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے، آپ نے اپنے باپے ہارین بن یحیٰم اسلام سے، انہوں نے علی بن عیاض اسلام سے اللہ عز وجل کے قول "سلام علی آل یاسین" کے سلسلے میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہم آل یاسین ہیں۔"

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو احمد عبد العزیز بن یحییٰ بن احمد بن یحییٰ جلودی بصری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حسین بن مہذب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سیمان بن داود نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حکم بن ظہیر نے، انہوں نے سندے سے، انہوں نے بوالک سے اللہ عز وجل کے قول "سلام علی آل یاسین" کے سلسلے میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا "یاسین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہم آل یاسین ہیں۔" ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے فراتے نقل شدہ ہونی چاہیے وہ ہم آئین ہیں" کا معنی غیر واضح ہو جائے گا۔"

۴۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن حسن مہذب نے، انہوں نے احمد بن علی اصہبانی نے، انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی احمد بن ابی مرثدہ انہدی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد بن مروان سے، انہوں نے محمد بن السائب سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے اللہ عز وجل کے قول "سلام علی آل یاسین" کے سلسلے میں فرمایا: "(علی آل یاسین سے مراد) علی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد العزیز بن یحییٰ

جلودی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سہل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن معمر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن داہرہ حمیری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اعمش نے، انہوں نے یحییٰ بن وثاب سے، انہوں نے ابو عبد الرحمن سہمی سے کہ بیشک عمر بن الخطاب پڑھا کرتے تھے حدیث علی بن ابی طالب۔ ابو عبد الرحمن علی نے کہا کہ ”آل یسین آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“

(۵۸) ☆ اس حدیث کے معنی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی کہ:

”تم ایام سے دشمنی مت کرو ورنہ وہ تم سے دشمنی کریں گے“ ☆

ابن ابی عمیر نے بیان کیا کہ محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے عبداللہ ابن احمد موسیٰ نے، انہوں نے سقر بن ابی دلف سے، انہوں نے کہا کہ جب متوکل نے ہمارے سید و سردار امام باقر علی نقی علیہ السلام (سابع) بلایا تھا تو اس وقت میں امام علیہ السلام کی خبریں کے لئے روانہ ہوا۔ سقر کہتے ہیں کہ میری طرف زرقی کی گاہ پڑی کہ متوکل کا دربان تھا، اس نے داخل ہونے کا اشارہ کیا، میں اس کے پاس پہنچا تو وہ بولا: اسے سقر تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا خیر ہے، اسے اتنا دلاں نے کہا بیٹے جہاد، پس میں (بیٹھ کر) مذشتہ و آندہ کے بارے میں سوچنے لگا اور (اپنے آپ نے) کہا میں نے (یہاں) آنے میں کھنکھار رہا ہے۔ سقر کہتے ہیں جب اس نے یہاں سے لوٹ چلا کہ تو اس نے مجھے کہا کیا حال ہے تیرا؟ اور اس نے آئے ہوئے میں نے کہا بخیر ہمارے۔ وہ یہ ثابتاً تم آئے سو تا کہ اپنے مورخ کے متعلق دریافت کرو؟ میں نے اس سے کہا ہاں ہے میرے مورخ میرا مومنین (اس وقت) ہے۔ اس نے کہا خاموش ہو جا، تیرے مورخ کی حق ہیں، تو مجھ سے ادرست یقین میں بھی تمہارے راستے پر ہی ہوں۔ میں نے کہا امداد اس نے کہا کیا تو ان کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا بیٹھ، جب تک کہ ان سے پاس سے مورخ نہیں نکلے۔ سقر کہتے ہیں میں بیٹھ گیا، جب وہ نکل آیا تو دربان نے اپنے لڑکے کے ساتھ کو پکڑا اور اس کو اس زندان میں جا کر داخل کر دیا۔ جس میں مولوی قیدی موجود ہے اور دونوں کو تہہ چھوڑ دے۔ سقر کہتے ہیں پس اس نے مجھے اس زندان میں داخل کر دیا اور یہاں سے فی طرف اشارہ کیا تو میں اس میں داخل ہو گیا۔

سقر کہتے ہیں میں نے اچانک دیکھا کہ آپ علیہ السلام ایک چٹائی پر تشریف فرما ہیں جبکہ آپ علیہ السلام کے سامنے مولوی مولیٰ تیرا قبر (موجود) ہے۔ سقر کہتے ہیں میں نے تسلیم عرض کی، آپ نے جو بات تسلیم فرمائی، مجھے بیٹھنے کا حکم فرمایا اور پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سقر! کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا میرے سید و سردار اس سے آیا ہوں تاکہ آپ کی خیریت معلوم کروں۔ سقر کہتے ہیں پھر میں نے قبر کی

آپ کی زوجہ طمہ عالجین کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین اہل بخت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ پس آدم نے عرض کیا اے پروردگار! یہ لوگ کون ہیں؟ اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم! یہ تیری ذریت ہیں اور یہ تم سے اور میری تمام مخلوق سے زیادہ بہتر (افضل) ہیں، اور اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں خلق کرتا نہ بخت کو خلق کرتا نہ (جہنم کی) آگ کو، نہ آسمان کو اور نہ زمین کو، تم ان کی جانب حسد نہ رکھو، اچھے سے دیکھو، پس (اگر تم نہ بچے تو) میں تمہیں اپنے جوار سے نکال دوں گا۔ پس آدم نے ان کی جانب حسد نہ رکھا، اور ان کی منزلت کی تعریف کی تو شیعتان پر مضطرب ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا جس سے پروردگار نے روکا تھا اور شیعتان نے کھا، پرستار حاصل کر لیا تو انہوں نے فطمہ (سورہ اللہ علیہا) کی جانب حسد کی آنکھ سے دیکھا یہاں تک کہ انہوں نے (بجلی) درخت سے کچھ کھا لیا جس طرح سے آدم نے کھایا تھا تو اللہ نے ان دونوں کو اپنی بخت سے نکال دیا اور اپنے جوار سے زمین کی جانب نیچے اتار دیا۔“

☆ (۶۰) ان کلمات کے معنی جو آدم نے اپنے رب سے سکھے جن پر انہوں نے توبہ کی ☆

۱۔ ہم سے بیان یا علی بن فضل بن عباس بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے پڑھا احمد بن محمد بن یحییٰ بن حارث سے ساتھ، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا محمد بن علی بن خلف عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا حسین شمر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یا عمرو بن ابی المقداس نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عید بن حبیہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمات سے بارے میں سوال کیا کہ جو آدم نے اپنے رب سے سیکھے جن پر انہوں نے توبہ کی یہ فرمایا: ”وَمَدَّ بَطْنُ فَاوْزَانَ اِسْتِغْنٰتِ الْحَقِّ“ اور میں نے اس کے واسطے سے سوال کیا کہ پروردگار تو میری توبہ قبول فرما پس اللہ تعالیٰ نے اس توبہ قبول فرمائی۔“

۲۔ ہم سے بیان یا محمد بن موی بن متوکل رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان یا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے بکر بن محمد سے، انہوں نے ہارون بن محمد سے، بیان یا داؤد بن علی بن مسلمہ و ہند مرتے ہوئے اللہ عزوجل سے قول ”فَلَسْفَى اَدَمُ مَسْ رِفْہَ کَلِمَاتٍ“ (پھر آدم نے پروردگار کے کلمات میں گمراہی کی) (سورہ بقرہ - ۳۷) کے بارے میں فرمایا آدم نے مدحی، عالمہ، حسن اور حسین کے واسطے سے (توبہ) سوال کیا۔“

☆ (۶۱) "کلمات التقویٰ" کے معنی ☆

اہم سے بیان کیا محمد بن عمر صفہ نے مدینۃ السلام میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم بن زکریا بن عبد اللہ ورسین بن علی سون نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن طوسی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہب بن ابی اسود نے، انہوں نے ابوالمظفر مدینی سے، انہوں نے سام حنفی سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد بن ابی قرطبہ السلام سے، آپ علیہ السلام نے ابو بردہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ عزوجل نے حق سے سب سے ایک عہدہ ۱۵ عہدہ میں نے عرض کیا اس پروردگار اس (عہد) کو میرے سے روشن فرما، پروردگار نے فرمایا سن، میں نے عرض کیا میں سن رہا ہوں، فرمایا بیشک علی بدیت کا پریم ہے، میرے دوستوں کا ہے، میرے امت نزاروں کا نور ہے، یہ وہ کلمہ ہے کہ جس کو میں نے تقیوں کے لئے رزم کر دیا ہے، جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔"

☆ (۶۲) ان کلمات کے معنی جن کے ذریعے ابراہیمؑ کا ان کے رب نے امتحان لیا

تو انہوں نے پورا کر دیا ☆

اہم سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حمزہ بن قاسم صوی عتبی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مالک حنفی فزاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا بن زید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا، الاذہبی نے، انہوں نے منقل بن عمر سے، انہوں نے الصادق امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، راوی بہت ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول "و ادا علی ابراہیم رتہ مکلمات" (اور: بندگان چند کلمات کے ذریعے ابراہیمؑ کا امتحان لیا) (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴) یہ کلمات لیا ہیں؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "یہ وہی کلمات ہیں جو آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھے تھے جس پر انہوں نے توبہ کی، ورنہ تم نے عرض کیا اس پروردگار میں تجھے سوال کرتا ہوں محمدؑ حق، صادق، حق و راستہ میں کے حق والے سے کہ تو میری توبہ قبول فرما، پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی کہ وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والے رحیم ہے۔" میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! تو اللہ عزوجل کے قول "اتمھس" (انہوں نے پورا کر دیا) کے کیا معنی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "یعنی انہوں نے ان کو پورا کر دیا کہ ہم علیہ السلام تک کے لئے بارہ امانوں کو نوازا دین علیہ السلام سے ہیں۔" منقل بن بہت ہیں میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! آپ مجھے اللہ عزوجل کے قول "و جعلھا کلمة ساقیة فی عقبہ"

(اور انہوں نے اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دیا) (سورۃ زخرف - ۴۳ آیت ۲۸) کے متعلق باخبر کیجئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”یعنی یہ امت ہے کہ اللہ نے جس کو حسین کی اولاد میں قیامت کے دن تک کے لئے قرار دیا ہے۔“ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ! یہ کیسے ہوا۔ امامت حسین کی اولاد میں منتقل ہوگئی حسن کی اولاد میں نہ ہوئی جبکہ دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور آپ کے نواسے اور اہل بخت کے جوانوں کے سردار ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”وینک یونق“ درہاروں دونوں بی دروسوں اور بھائی تھے، پس اللہ نے نبوت کو صراحت کی سبب میں قرار دیا؟ وہی کی سبب میں نہیں؟ وہی کی کو یہ حق حاصل نہیں ہے؟ وہ یوں کہہ کہ اللہ نے ایسا نہیں کیا؟ بیشک امامت اللہ عزوجل کی خلافت ہے کی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ کیوں اللہ نے حسین کے صاحب میں قرار دیا اور حسن کے صاحب میں نہیں قرار دیا؟ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے کاموں میں حکیم ہے اس کے فعل کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا جبکہ لوگ (اس قابل ہیں کہ) ان سے سوال کیا جائے۔“

امام تھان کے قول ”و اد ابلی ابراہیم رحمہ اللہ کلمات قائمہ“ کے لئے ایک اور معنی بھی ہے اور وہ معنی جو ذکر کے لئے وہ اس سے صحت معنی ہیں۔ امتحان کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک امام کہ جس کا ذکر بند ہے برحتمال ہے اور دوسری قسم جہاں ہے۔ جہاں تک تعلق سے قسم کا ہے جو میں ہے وہ یہ ہے کہ خداوند نے آزمائش کرے تاکہ اس بات کو جانے کہ جو ایسا اس شخص سے متعلق ہے اس کے لئے ہے، یہ قسم (پروردگار کے امتحان کی قسم بننے کی) صلاحت نہیں رہتی چونکہ اللہ عزوجل پوشیدہ باتوں کو چھپی طرح جاننے والا ہے اور امتحان کی دوسری قسم یہ ہے کہ پروردگار اس کو بتلا کرے اور وہ اس کا امتحان پر صبر کرے، پس پروردگار اب اس کو جو نعمت بخشے گا وہ اس کے مستحق ہونے کی وجہ سے ہوں اور یہ امتحان اس وجہ سے ہوگا تاکہ دیکھئے، اس کی طرف نگاہ کرے اور اس صبر میں، مکی پیروی کرے۔ تو معلوم ہو گیا کہ اللہ عزوجل کی حکمت میں سے ہے کہ وہ اسباب امامت کو یکجا نہیں کرتا سو اس کی جانب سے جو مختلف اوقات میں ظاہر ہونے والے آیتوں پر مشابہت رکھنے والے اور مستقل مزاج ہو۔

(۱) جہاں تک ”کلمت“ کا تعلق ہے تو ان میں سے ایک تو وہی ہے دوسرا یہ۔

(۲) اور ان میں سے دوسرا یقین ہے اور اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول متوجہ کر رہا ہے کہ ”و کذلک یسرہ ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموفین“ (اور اسی طرح ابراہیم کو آسمان وزمین کے تقیبات دلائے، تاکہ میں اور اس کے لئے کہ وہ یقین کرنے والوں میں شامل ہو جائے۔“ (سورۃ انعام - آیت ۵۷)۔

(۳) اور ان میں سے تیسرا خدا نے باری تعالیٰ کے قدیم ہونے کی، اس کی وحدانیت کی، اس کے تمام قساموں میں تہاتوں سے پاک ہونے کی معرفت ہے یہاں تک کہ جب ابراہیم نے ستاروں، چاند و سورج کی طرف نگاہ فرمائی تو آتے ان میں سے ہر ایک کے ڈھنسنے اور غروب ہوجانے کے ذریعے ان کے حادث ہونے پر استدلال قائم کیا ورنہ کے حادث ہونے کے ذریعے ان وحدت و یگانگت کے اے محدث پروردگار کے وجود پر استدلال قائم کیا۔ پھر ابراہیم نے (قوم کو سمجھانے کی خاطر) اپنے آپ کو (مخاطب کر کے) آکاہ کر دیا کہ نجوم کے

نئے (خدا کا) حکم لگانا خط و خطی ہے جیسے کہ اس بات کی طرف اللہ عز وجل کا قول متوجہ کر رہا ہے "فطر بطرة في الحوم" فقال انبي
سقیم" (پھر ابراہیم نے ستاروں میں اُفت نظر سے کام لیا اور کہا کہ میں بیمار ہوں) (سورہ صافات - آیت - ۸۸، ۸۹)۔ اور اللہ سبحانہ نے
یہاں پر ایک نظر کی بات کہی چونکہ ایک نظر و نگاہ خط کا سبب نہیں بنتی ہے بلکہ دوسری نگاہ کے بعد خط کا موجب بنتی ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کا قول دلالت کر رہا ہے کہ جب آپ نے امیر مومنین علیہ السلام سے فرمایا "اے علی پہلی نگاہ تمہارے فائدہ میں ہے اور دوسری نگاہ
تمہارے نقصان میں ہے نہ کہ تمہارے فائدے میں۔"

(۴) ان میں سے ایک ثابت ہے اور یقیناً زمانے کے حالات نے اس بات کو روشن کر دیا کہ جس پر اللہ عز وجل کے قول کی دلیل
وجود ہے اذ قال لا یسہ و قو مہ ما ہدہ النما ئیل النبی انتہ لہا عاکفون قالوا وحدا اسانو ما لہا عابدس قال لقد کتبہ
انسم و اسانو کم فی صلال مس قالوا احتسنا بالحق ام انت من الملاءعس قال بل ربکم رب السموت والارض الدی
فطرہس و اما علی دلکم من الشاہدس و تاللہ لا کید اصما کم بعد ان نولوا مدرسس و جعلہم جدا الا کسرا لہم
لعبہم البہ یرجعون "جب انہوں نے اپنے مربی باپ و راہنہ قوم سے کہا کہ یہ عورتیاں کیا ہیں جن کے کردہم حقہ باندھے ہوئے
ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ و دو کو بھی انہی کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے ابراہیم نے کہا کہ یقیناً تم اور تمہارے باپ
دو سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ آپ کوئی حق بات سے سنے ہیں یا خلی کھیل تم شاہی کرنے والے ہیں پھر ابراہیم
نے کہا کہ تمہارا حقیقت میں رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور اسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کے گواہوں میں سے
ایک گواہ ہوں اے خدا کی قسم میں تمہارے بتوں پر رہا ہوں میں تمہارے چہ چہ جانے کے بعد کوئی تدبیر ضرور کروں گا پھر ابراہیم نے ان
کے بڑے کے علاوہ سب کو چور پور ردیا کہ شاید یہ وہ پست سرتے پاس آئیں (سورہ انبیاء - آیت - ۵۲ تا ۵۸)۔ سرف ایسا
مرد کا اللہ عز وجل کے ہزاروں بندوں کے سامنے شہرہ کی اہم شہادت کا مکمل ہے۔

(۵) پھر ہم اس کے معنی کو شامل کر رہے ہیں جیسے کہ اللہ عز وجل کا قول ہے ان اسراہیم لسحلیم اواہ" مہب "بیشک ابراہیم
بہت ہی درد مند اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے" (سورہ ہود - آیت - ۷۵)

(۶) پھر ثابت ہے کہ اس کو بیان یہاں ہے اہل انک حدیث ضیف ابراہیم المسکر میں "کیا تمہارے پاس ابراہیم
کے محترم مہمانوں کا ذکر پہنچا ہے" (سورہ زاریات - آیت - ۲۴)

(۷) پھر ہر دو اور رشید و رستہ دوری جیسا کہ یہ معنی اس آیت میں شامل ہیں فلما اعتزلہم وما یعدون من دون
اللہ "پھر جب ابراہیم نے انہیں اور ان کے معبودوں کو چھوڑ دیا" (سورہ مریم - آیت - ۴۹)

(۸) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے یا ابت لم یعد ما لا یسمع ولا یبصر ولا
یعسی عک شینا یا ابت انی قد دعاء لی من العلم مالہ یا تک فاتعی اھدک صراط سویا یا ابت لا تعبد الشیط

ان الشیطان کان الرّحمن عصیا، یا ابت ای اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون لشیطن ولنا "۔ یہ ہے کہ ربی باپ! ایسے کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سچے سچے نہ دیکھتے ہیں کہ وہ کون سا آدمی ہے جس نے میرے پاس وہ تم چکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے۔ یہاں آپ میری اتباع کریں میں آپ کو سیدھے راستے کی ہدایت کروں گا۔ شیطان کی طاقت نہ کیجئے کہ شیطان جہنم کی نافرمانی کرے، وہ ہے باپ! مجھے یہ خوف ہے کہ آپ کو جہنم کی طرف سے کوئی عذاب اپنی گرفت میں نہ لے لے اور آپ شیطان کے دوست قرار پائیں ☆ (سورہ مریم: آیات ۳۲-۳۵)

(۹) برائی کا چھٹی سے بدتر دینا اور یہ اس وقت ہے: جب ابراہیمؑ یہ سب باتیں سن کر اپنے باپ کے بارے میں اراعت است عن بھٹی یا ہر اھم لیس لم ستد لا رجمک و اھجر سی ملبا، "کیا تم میرے خداؤں کے بارے میں شکریہ نہ دے گے؟ وہ تو ہر شے کے لئے سزا دہندہ اور تم اس راہ سے بار نہ آئے تو میں تمہیں سزا دے دوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے میرے دور سے دور ہو جاؤ" (سورہ مریم: آیت ۴۶) تو اپنے ربی باپ کو جو آپ نے فرمایا: سسم عینک سا ستعقر لک رسی ادا کان ہی حبیب "ملاقاتی ہو، آپ پر اس قدر غصہ ہے کہ آپ نے آپ کے مغفرت سب روئے گا۔ وہ میرے پاس پر بہت مہربان ہے۔" (سورہ مریم: آیت ۴۷)

(۱۰) تو کھل کہ بس کا بیان (قرآن میں) ابراہیمؑ کی زبان سے الہی حلقی فھو یھدی والدی ہو بطعمی و یسقی و اذا مر صت فھو یسقی والدی یمسئ نم یحس والدی اطمع ان یعقر لی حطسی یوم اللدین "جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور پھر وہی ہدایت بھی دیتا ہے اور وہی کھانا دیتا ہے اور وہی پانی پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور پھر وہی زندہ کرتا ہے، اور اسی سے یہ امید ہے کہ روزِ حساب میری خطوں و محافروں سے" (سورہ شعرا: آیات ۸-۸۲)

(۱۱) پھر حکمت اور صبر کا بیان ہے منسوب ہونا جیسا کہ (قرآن میں) ابراہیمؑ کا ہے: رب ھب لی حکما والحقنی با لصالحین "خدا! مجھے صبر و استقامت دے اور مجھے صالحین کے ساتھ ملاتی کر۔" (سورہ شعرا: آیت ۸۳) یعنی ایسے صالحین کے ساتھ کہ جو فیصلہ نہیں کرتے مگر اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اور اپنی رائے اور اپنی قیاسوں پر فیصلہ نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ ان باتوں میں ان کے سچے ہونے کی بعد آنے والی باتیں بھی کوئی دینی بات نہیں کہ جس کا بیان (قرآن میں) ابراہیمؑ کا ہے: رب ھب لی حکما والحقنی با لصالحین "اور میرے لئے آئندہ دنوں میں اپنی زبان و ذراغہ پر قرار دے۔" (سورہ شعرا: آیت ۸۴) اور انہوں نے اپنی دہلیز میں اس امت فاضلہ میں اپنی زبان کا دروازہ کھلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دہلیز پر قابو کر لیا اور ان کے ساتھ اپنے دہلیز پر قابو لے لے والی نسوں میں اپنی زبان کو قرار دیا اور وہی بنی علی طبع یہ اسباقہ ام میں کہ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات کو حعلنا لھم لسان صدق علینا" (اور ہم نے ان کے لئے صداقت کی بلند ترین زبان قرار دی) (سورہ مریم: آیت ۵۰)

(۱۲) پھر اپنی جان کے سسے میں آزمائش کہ جب آپ کو تحقیق میں رہا یہ اور اس کے ذریعے سے آپ میں یقین آیا۔

(۱۳) پھر بیٹے کے سسے میں آزمائش کہ جب ان کے بیٹے کا میں کو ذبح کرنے کا حکم آیا۔

(۱۳) پھر پنی بیہ کے مسئلہ میں زہرِ نیش کے جب اللہ نے ن کی حرمت و احترام کو طرۃ القبلی کے ماتھے سے چھڑا دیا اس روایت کی بنیاد پر کہ جو اس قصے کے سلسلے میں نقل کی گئی ہے۔

(۱۵) پھر سارہ کی بد اخلاقی پر صبر۔

(۱۶) پھر اطاعت میں انکساری کا ظہار جیسا کہ (قرن میں) آپ کا جسد ہے۔ ولا تحزنی یوم یبعثون ”ورنئے“ دن رسوا نہ کرنا جب سب قبروں سے اٹھائے جائیں گے“ (سورہ شعر: آیت-۸۷)

(۱۷) پھر برائیوں سے دور ہونا جیسا کہ اللہ عزوجل کے قول میں ہے ما کان ابراہیم یہودیاً ولا نصرانیاً ولکن کان حنیفاً مسلماً وما کان من المشرکین ”ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، وہ مسلمان حق پرست اور باطل سے منارہ تھے اور وہ مشرکین میں سے ہرگز نہیں تھے۔“ (سورہ آل عمران: آیت-۶۷)

(۱۸) پھر کلمات کی تمام شرائط کا اجتماع اس قول میں کہ ان الصلانی و سکی و محای و مماتی اللہ رب العالمین۔ ”میری نماز، میری عبادتیں، میری زندگی، میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔“ (سورہ نوح: آیت-۱۶۲) تو یقیناً اس قول میں کہ ”میری زندگی و میری موت اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے“ میں اطاعت کی تمام شرائط جمع ہوں ہیں یہاں تک کہ کلمات کے متعلق دور رہنے والی کوئی چیز نہ دور رہی ورنہ ان کے معنی کے متعلق غائب رہنے والی کوئی چیز نہ غائب رہی، پھر اللہ عزوجل نے ان کی دعا کو قبول فرمایا کہ جب انہوں نے عرض کیا رب ارحم الراحمین ”پروردگار رحمت سے زیادہ رکھنے والا۔“ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔“ (سورہ بقرہ: آیت-۲۶۰)

یہ آیت متشابہ ہے، اس کا مطلب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت کے متعلق سوچ کر، اور کیفیت اللہ عزوجل کے افعال میں سے ہے کہ جب کوئی صاحبِ ضم اس (کیفیت کی حقیقت) کو نہ جانتا ہو تو وہی بیب اس سے حق نہیں قرار دیتا اور نہ (اسی سے نہ جاننے سے) پروردگار کی توحید میں کوئی نقص عارض ہوتا ہے۔

پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اولم نؤمن قال بلی ”کیا تمہارا ایمان نہیں ہے۔ عرض یہاں تو ہے۔“ (سورہ بقرہ: آیت-۲۶۰) یہ ہر اس شخص کے لئے کہ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو تو شہ ہے کہ جب ان میں سے کسی بیب سے یا باپ سے ”کیا تمہارا ایمان نہیں ہے؟“ تو جواب ہے کہ ”بلی“ جیسا کہ ابراہیم نے کہا۔

اور جب اللہ عزوجل نے بنی آدم کی تمام روحوں سے کہا کہ الست ربکم قالوا بلی ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا بیشک“ (سورہ اعراف: آیت-۷۳) سب سے پہلے جنہوں نے ”بیشک ہے“ کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، تو اس ”بیشک ہے“ سب سے پہلے کی وجہ سے آپ اوسین و آخرین کے سید و سردار اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہو گئے۔

پس جو اس مسئلہ میں ابراہیم نے جواب (کہ بیشک ایمان ہے) کو اپنا جواب نہیں قرار دیتا اس نے یقیناً ابراہیم کی منت سے

اور یقیناً اللہ عزوجل نے جیسی عید اسد کو ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے قرار دیا ہے جبکہ وہ ان کے بعد رس (نسل میں سے والی) بیٹی کے بیٹے تھے، تو جب بیٹی کے بیٹے کو ذریت میں سے قرار دینا صحیح ہے اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے حق میں امامت کی دعا کی ہے تو ضروری ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی امامت کو اپنی ذریت میں سے معصومین میں قرار دینے سے سب سے پہلے ان کی قدم بخدم پیروی کریں، بعد اس کے کہ اللہ عزوجل اس بات کی جانب وحی فرما چکا ہے اور اس بات پر حرم و چکا ہے اپنے اس قول سے کہ تمہ او حیسا الیک ان انسع ملة ابراهيم حبیباً۔ اس کے بعد ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ برہم حنیف ہے طریقہ ہاتھ کریں کہ وہ شریعت میں سے نہیں تھے۔ (سورہ نحل آیت ۱۲۳)۔ اور اگر پیغمبر اسلام اس کی مخالفت کرتے تو اس آیت سے حرم میں داخل ہو جاتے کہ ومن یروع عن ملة ابراهيم الا من سقہ نفسه اور کون ہے جو مانت ابراہیم کے اعراض کرے مگر یہ کہ اپنے نبی کو یہ قوف مانے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۰) اور اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے بہت باندہ والا ہیں (کہ نعم خدا کی مخالفت کریں)۔ پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ان اولی الناس مبراہیم لندی اتباعوه وهذا السی والدین اصوا۔ (یقیناً ابراہیم کے قرب کران سے پیروکار ہیں اور پھر یہ پیغمبر اور سادگان ایمان ہیں۔ (سورہ آل عمران آیت ۶۸)۔

امیر مومنین علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کے والدین امامت والوں میں سے قرار دیا ہے اور ان کے بعد ان معصوم ذریت میں قرار دیا یہ کہ اللہ عزوجل کا فرمان ب لاسال عہدی الطالب المس۔ یہ عہدہ امامت خاندان تک نہیں رہا۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۳)۔ قرآن کی وجہ سے امامت کی صلاحیت وہ شخص نہیں رہتا کہ اس نے پہلے پہلے تک نبی کی معبودانہ حق پرست کی پرستش کی ہو یا بدعتوں سے ساتھ کسی و شریعت قرار دیا ہو۔ پس اس نے بعد وہ امام کے پایا ہو۔

ظلم کی چیز ۱۷ اینی بند ہے۔ جب کہ اس کی بددہ یہ نام ہے اور جب سے بڑا ظلم نہ ہے جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الشوک لظلمہ عظیمہ۔ (یثرب شرک ظلم عظیم ہے۔) (سورہ لقمان: آیت ۱۳)۔

اور اسی طرح وہ شخص امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ کسی حرام کام کا مرتکب ہو یا سوچے کہ حرام کام نہ کرے یا بڑا اور چھوٹا میں وہ اس پر تہرے اور کسی صحت سے وہ شخص کہ کسی خودی کو ان پر حد ہو وہ صحت پر حد جاری نہیں رکھتا۔

ن تمام باتوں کا عقیدہ یہ نکالنا کہ وہ شخص جو کائنات کے معصوم کے اور محنت معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ عزوجل کی جانب سے زبان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پر نص و تصریح نہ ہو جائے پہلے محنت خلقت ظاہر میں نہیں ہوتی کہ آپ اس وسیع وسیع کی طرف سے اس کی چیزوں کی طرف دیکھیں، پس یہ تو غالباً سب کچھ چیز ہے جس کی غیب کے عالم اللہ عزوجل کی جانب سے معرفت کر دے۔ بغیر معرفت حاصل نہیں کی جاسکتی۔

ہیں؟ ہشام بن حکم نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ مہم جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”موصوم اللہ کی مدد سے ہر مردہ تمام چیزوں سے بچنے والا ہوتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے رشتہ داروں کو یہ ہے ومن یعصمہ اللہ فقد هدی الی صراط المستقیم“ (و جو خدا سے وابستہ ہو جائے سمجھو کہ اسے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی گئی۔) (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۰)۔

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مہم جیوید۔ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ہریم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکم کے ساتھ طویل میل ملاپ کے درمیان امام کی عصمت کے متعلق سنا کہ اس نے زیادہ بہتر کسی چیز کو نہیں سنا اور نہ ہی اس سے ابھی کسی چیز سے استفادہ کیا، یقیناً میں نے ایک دن امام کے متعلق سوال کیا کہ یہ موصوم ہوتا ہے؟ ہشام بن حکم نے کہا ہاں، میں نے کہا ان میں عصمت کی کیا صفات ہیں؟ اور کس چیز کے ذریعے عصمت کو پہنچا جاتا ہے؟ پس ہشام بن حکم نے کہا: ”بیشک تمام کتبوں کے سے چار بنیادیں ہیں اور پانچویں کوئی بنیاد نہیں ہے (۱) حس، (۲) حسد، (۳) غضب (۴) شہوت۔ یہ چیزیں امام میں نہیں ہوتیں یہ ممکن نہیں ہے کہ امام دنیا کا مریض ہو، بلکہ دنیا تو اس کی انگشت کی مہر کے تحت (اس سے جدا) رہتی ہے چونکہ موصوموں کا عارفہ و خازن ہوتا ہے تو پھر وہ کس چیز کی حرص و طمع کرے گا؟ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ امام مدبر نہ ہو اور اپنا پونہ لے کر اپنے ہمیشہ اپنے اوپر دے دے مدد کرتا ہے اور امام سے اوپر کوئی ہے ہی نہیں، تو وہ اس سے یہ مدد کرے گا کہ جو اس سے متا ہے؟ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ دنیا سے امور میں سے کسی چیز کے لئے غضب و رخصت کا ہر ہوسر یہ کہ اس کا غضب اللہ عزوجل کے لئے ہوتا ہے یقیناً اللہ عزوجل سے اس پر حد و کوئی قائم کرنا فرض کر دیا ہے اور اللہ کے واسطے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہیں ہوتا اور اس کے دین کے سب سے میں (سر دیتے وقت) کسی قسم کی مہربانی نہیں دیتا تا یہاں تک کہ مدد دین کی حد و کوئی قائم کر دینا ہے۔

اور اس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ شہوت و خواہشات کی پیروی کرے اور دنیا و آخرت پر اثر نہ انداز دے۔ چوں کہ مدد عزوجل نے آخرت والوں کی جانب متانہی فرمادیا ہے جتنا دنیا کو ہماری طرف مایوس بنا دیتا ہے کہ وہ آخرت کی طرف ای انداز سے گامرتا ہے جس طرح ہم دین کی طرف نگاہ کرتے ہیں، تو کیا تم نے کسی ایک کو بھی دیکھا ہے کہ بوقیچ چہرے کی خاطر خوبصورت چہرے کو کڑوا لے لی خاطر (مزیدار) پیازہ کھائے کو، خست اور ہر اسے اس کی خاطر نرم و ملائم لباس کو ورنہ وال پذیر اور فتنے والے دنیا کی خاطر دینی و باقی رہنے والی نعمت کو ترک کر دے؟

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر فرماتے ہیں امام کی عصمت پر دلیل یہ ہے کہ جب ہر کلام اس کے کہنے والے کی جانب سے نقل کیا جائے تو اس میں کسی قسم کی تاویلات کا احتمال ہوتا ہے۔ اور قرآن و سنت کے اکثر حصے میں تو مفروقوں کا اجتماع ہے کہ وہ صحیح ہے اور اس میں نہ تغیر واقع ہو ہے، نہ تبدیلی واقع ہوئی ہے، نہ ضافہ ہو ہے اور نہ ہی کمی ہوئی ہے جب کہ اس میں کسی قسم کی تاویلات کا احتمال ہے اور اس بنا پر لازم ضروری ہے کہ کوئی ایسی گنجی خبر دینے والا ہو جو عدا جھوٹ و غلطی سے معصوم ہو کہ اللہ اور اس کے رسول نے قرآن و سنت میں جو معنی

پس اگر کہنے والہ کہے: بیشک وہ جو ہماری ان باتوں میں رہنمائی کر سکتی ہے کہ جس میں ہم قرآن کے متشابہ کے علم اور ان معانی کے سم کی طرف محتاج ہوتے ہیں جو اللہ نے کتاب کے ظاہری معنی سے ہٹ کر مراد لیا ہیں وہ امت ہے۔

(جواب) امت کا اختلاف اور بذات خود پوری امت کی اپنے برخلاف اس بات پر گواہی کہ قرآن کی باتوں میں سے کثیر آیتوں کے ان معانی سے وہ نہ واقف ہیں جو اللہ عز وجل نے اس سے مراد لیا ہے (آپ کی) اس بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ امت اس قابل نہیں ہے کہ قرآن کے بیان میں اللہ عز وجل کے بارے میں کسی مراد تک پہنچائے اور امت اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائم مقام نہیں بن سکتی۔

اگر کوئی دلیری دکھانے والہ دلیری دکھائے اور کہے: یقیناً یہ ممکن ہے کہ قرآن نبی کے زمانہ میں نازل ہو اور قرآن کے ساتھ نبی موجود نہ ہو پروردگار لوگوں پر قرآن میں موجود باتوں پر اس بات کے باوجود کہ اس میں احتمال تاویل ہے عمل انجام دینے کا حکم دے دے۔ تو اس سے کہا جائے گا: چلیں اس کو مان لیتے ہیں! اب اگر قرآن کے معانی کے سلسلے میں اختلاف واقع ہو جائے جیسا کہ اس زمانہ میں واقع ہو ہے تو پھر اس وقت وہ لوگ کیا کریں گے؟ پس اگر وہ کہے: (وہی کریں گے) جو آج لوگ کرتے ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا: وہ بات جس کو آج لوگ انجام دیتے ہیں وہ تو یہ ہے کہ امت میں سے ہر فرقے نے تاویل کو اپنی طرح پکڑا ہوا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے اور اسی کی بنیاد پر مخالف فرقے کو گمراہ قرار دیا جاتا ہے اور ان کے برخلاف گواہی دی جاتی ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے۔

پس اگر وہ کہے: یقیناً یہ ممکن ہے کہ اول اسلام میں بھی اسی طرح سے ہو اور بیشک یہ اللہ کی حکمت میں سے ہے اور اس کا لوگوں کے درمیان یہ عدل ہے!! تو وہ عظیم خطا و اشتباہ کا شکار ہو گیا ہے اور میں مخلوقات میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھتا جو اس کی بات کو مانے۔ (پھر بھی جواب دیتے ہوئے) اس سے اس موقع پر کہا جائے گا: وہ ہمیں بتائے کہ جب اہل زبان عرب فصحاء کے لئے تو گنجائش ہے کہ وہ قرآن کی تاویل کریں اور ان میں سے ہر کوئی عربی زبان کے اعتبار سے اپنی تاویل پر عمل کرے مگر لوگوں میں سے وہ افراد کیا کریں جو عربی زبان کو نہیں جانتے؟ ترک اور فارس کے غمبی کیا کریں؟ اور اس بات کے علم کی طرف جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں فرض کر دیا ہے کس کی طرف رجوع کریں؟ اور وہ کس فرقے کو قبول کریں جب کہ تاویل میں فرقوں کے درمیان اختلاف ہے، اور جب آپ نے ہر فرقے کے لئے مباح قرار دے دیا کہ وہ اپنی تاویل کے مطابق عمل کرے تو پھر آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ غمبی کو اور عربی نہ سمجھنے والے کو یہ حق دیں کہ وہ جس فرقے کی چاہے پیروی کرے اور [ورنہ] اگر آپ نے عربی نہ سمجھنے والے کے لئے لازمی کر دیا کہ وہ بعض فرقوں کی پیروی کر سکتا ہے، اور بعض کی نہیں تو پھر آپ پر لازم آئے گا کہ آپ ان بعض فرقوں کو حق پر سمجھتے ہیں ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں، پس اگر آپ نے حق کسی ایک فرقے میں قرار دیا اور دوسرے میں نہیں قرار دیا تو پھر آپ کی وہ بات ہی ٹوٹ گئی، جس پر آپ نے اپنے کلام کی بنیاد رکھی تھی اور آپ کی دلیل اس بات پر قرار پائے گی کہ اسی فرقے کے ساتھ حق کی نشانی اور حجت ہے جو اس کو دوسروں سے جدا کر رہی ہے۔ اور یہ بات آپ کے نظریہ سے ہم تہمت نہیں ہے چونکہ آپ نے تو تمام فرقوں کو باوجود اس کے کہ ان کی تاویلات آپس میں ٹکراؤ رکھتی ہیں حق کے سلسلے میں مساوی قرار دیا ہے۔

والا کوئی ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ وہ معصوم ہو، تاکہ اس کے قول کو قبول کرنا ضروری قرار پائے اور جب اس کا معصوم ہونا ضروری ہے تو پھر یہ بات باطل قرار پائے گی کہ اس سے امانت مراد ہو چونکہ ہم نے بیان کر دیا کہ امانت قرآن و احادیث کی تو ایلات میں اختلاف رکھتی ہے اور اس سلسلے میں آپس میں تنازع کا شکار ہے اور بعض بعض کو کافر قرار دیتے ہیں۔

اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ضروری ہے کہ یقیناً وہ معصوم وہی ایک ہو کہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور وہ امام ہے۔ اور یقیناً ہم نے اس بات پر دلیل قائم کر دی کہ بیشک امام نہیں ہوتا ہے مگر معصوم اور ہم نے یہ بھی دکھا دیا کہ جب عصمت امام میں ہونا، ضروری ہے تو پھر ضروری ہے کہ امام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نص قائم ہو جائے چونکہ عصمت ظاہری حلقہ میں نہیں ہوتی کہ مخلوق کو مشاہدے سے پہچان سے تو ضروری ہے کہ اس عصمت پر غیب کا علم رکھنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نص قائم کر دے اور یہ اس لئے کہ امام نہیں ہوگا مگر یہ کہ جس پر نص صریح قائم ہو چکا ہو۔ اور ہمارے حق میں نص صحیح قرار پاگئی ان دلیلوں کی بنیاد پر کہ جن کو ہم نے بیان کیا اور ان صحیح روایتوں کی بنیاد پر جن کو ہم نے روایت کیا۔

(۶۵) ☆ نبی جس صلب کے توسط سے نازل ہوئے، جس بطن نے آپؐ کو اٹھایا اور

جس دامن نے آپؐ کی کفایت کی اس پر (جہنم کی) آگ حرام ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے علی بن حسان واسطی سے، انہوں نے عبد الرحمن بن اشیر ہاشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جبریل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے اور عرض لیا اے محمد! پیش قدمی بجا لے۔ آپ کو سلام پہنچانے اور فرماتا ہے یقیناً میں نے (جہنم کی) آگ کو اس صلب و پشت پر حرام قرار دیا ہے کہ جس کے توسط سے جہنم نازل آیا اور اس صلب و پشت پر جس نے جتنے اٹھایا اور اس دامن پر کہ جس نے تیری کفایت کی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبریل اس کو میرے سے بیان کرو۔ جبریل نے عرض کیا، جہاں تک اس صلب کا تعلق ہے کہ جس کے توسط سے پروردگار نے آپؐ کو نازل فرمایا تو اس سے مراد عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں، اور جہاں تک تحقق اس بطن و شکم کا ہے کہ جس نے آپؐ کو اٹھایا تو اس سے مراد آمنہ بنت وہب ہیں، اور جہاں تک تعلق اس دامن کا ہے کہ جس نے آپؐ کی کفایت کی تو اس سے مراد ابو طالب بن عبد المطلب اور فاطمہ بنت اسد ہیں۔"

☆ (۶۶) ان کلمات کے معنی کہ جس میں اللہ عز وجل نے آدم علیہ السلام کے لئے تمام خیر کو جمع کر دیا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کندی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے، انہوں نے عاصم بن حمید سے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقری علیہا السلام سے آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر اسلام کی طرف وحی فرمائی اس آسمانی نیک میں نے تمہارے لئے تمام خیر و پورے دلوں میں جمع کر دیا ہے ایک میرے سے، ایک تمہارے لئے، ایک اس میں جو میرے درمیان ہے اور ایک اس میں جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تو میری عبادت کر اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر، اور وہ جو تیرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میں تیرے عمل کا بدلہ اس چیز کو کر دوں گا جس کی جانب تو سب سے زیادہ متوجہ ہوگا، اور وہ جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تجھ پر رزم ہے کہ دوسرا تمہارے رزم ہے کہ قبول کروں اور وہ جو تیرے اور دوسرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو لوگوں کے حق میں اسی بات پر راضی ہو جس سے تو اپنے حق میں راضی ہوتا ہے۔

☆ (۶۷) "ایسا کفر جو شرک کی حد تک نہیں پہنچتا" کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن ابی الخطاب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سمر بن شیبہ نے، انہوں نے محمد بن رجا زکی سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا انہوں نے جن سے میں نے سنا لیا یعنی امام ساقی علیہ السلام کہ یہ وحی فرمائی ہو مگر یہ ہے جو شرک و منزل تک نہ پہنچے، آپ نے ارشاد فرمایا "افرنی شرب ہے" پھر آپ لڑے ہو، یہیں بعد میں داخل ہوئے وہ میرے صرف "توجہ ہو، اور فرمایا "ہاں، وحی تنہا یہ بات دلینے والی ہے مگر اس کی طرف پہنچا، میں وہ اس کو پہنچا (اور نہ انہیں پانا دوسرا وہ یہ ہے، تو یہ وہ نعمت ہے کہ اس میں اس نے خیر ہونے اور یہ فرشتہ کی حد تک نہیں پہنچایا۔"

☆ (۶۸) رِجس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد و محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہما - نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا نصر بن شعیب نے، انہوں نے عبد غفار بن زکی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سند متصلہ و جن کے قول: ”انما يريد الله ليهذه عكم الرجس اهل البيت و يطهرهم تطهيراً“ (سورہ احزاب آیت - ۳۳) کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”رجس یعنی شک“۔

☆ (۶۹) ابلیس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود میثقی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن علی بن فضال نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ولید نے، انہوں نے عباس بن ہلال سے، انہوں نے ابو الحسن امام علی الرضا علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ذکر فرمایا ”یشک ابلیس کا نام ”حارث“ ہے، سند متصلہ و جن کا قول یا ابلیس کے معنی فقط ہے نافرمان ہے، اور چونکہ سند متصلہ و جن کی رحمت سے وہ مایوس ہو گیا اس وجہ سے اس کا نام ابلیس رکھا گیا۔“

☆ (۷۰) ابلیس کا سرمہ، ابلیس کا معجون اور ابلیس کی خوشبو کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے حمد بن محمد سے، انہوں نے بن فضال سے، انہوں نے سسلیہ کو بلند کیا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی جانب کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یشک ابلیس کے لئے سرمہ، معجون اور خوشبو ہے، پس اس کا سرمہ جہائی (خوس کی سستی) ہے، اس کا معجون جھوٹ ہے اور اس کی خوشبو تکلیف دہ ہے۔“

☆ (۷۱) ☆ رجم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد شیبانی - رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہل بن زید نے، انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ شمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابواسحق علی بن محمد مکرئی سے اس کا روایت فرماتے ہوئے سنا کہ ”رجم کے معنی ہیں کہ وہ (شیطن) جنت کے ذریعے عکسرایا گیا ہے اور نیکی کے مقامات سے دور کیا گیا ہے اور مؤمن اس کا تذکرہ نہیں کرتا ہے مگر لعنت کے ساتھ اور بیشک اللہ کے علم میں پسند سے ہے کہ جب قوم علیہ السلام مفرق کریں تو آپؐ سے زمانہ میں کوئی مؤمن باقی نہیں رہے گا مگر یہ وہ پتھروں سے (شیطن) کو ناکار کرے گا، جس طرح اس سے پسے سے جنت سے زاریہ سنگسار کیا گیا تھا۔“

☆ (۷۲) ☆ کنز الحدیث کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن احمد بن قسیم شری نے رشتہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یونس محمد بن ابراہیم تلمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحیٰ بن مہر بن قزازی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی مسلم نے، انہوں نے یحییٰ بن یوسف سے، انہوں نے خالد بن یزید سے، انہوں نے عبد بن شروان سے، انہوں نے ربیع بن یزید سے، انہوں نے فضال بن حبیب سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ کنز الحدیث (اپنی باتوں کو قلوب قدر بنانا) پوچھتا ہے اور اس پر رجم ہے۔“

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ (کوئی طاقت نہیں ہے اور نہ کوئی قوت ہے سوائے اللہ کے) ہے۔“

☆ (۷۳) ☆ حفاظت کرنے والی چیزوں کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن شاز نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، ان تمام نے علی بن حمزہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد بن سہیل کاف سے، انہوں نے یحییٰ سے، انہوں نے امیر مومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ”جو کس بات کو پابند رہنا ہے کہ جب دنیا سے جائے تو نہ بھولے کسی طرح سے پاک و خالص ہو رہ جائے جس طرح سے خالص سونا کہ جس میں کوئی کھوٹ نہ ہو، اور (اس عالم میں دیا ہے کہ) کوئی اس سے کسی قسم کے حق (کی کوتاہی کے واسطے میں حق) کا تقاضا کرنے والا نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ پانچوں نمازوں میں سے ہر نماز سے

بعد ”نسبتہ اللہ عز وجل“ (سورہ توحید) ”فل هو اللہ احد“ بارہ دفعہ پڑھے، پھر اپنے ہاتھوں کو پھیلے اور کہے

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَكْنُوْنِ الْمَحْزُوْنِ الطَّاهِرِ الطُّهْرِ الْمُبَارِکِ وَاَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ وِسُلْطَانِکَ الْقَدِیْمِ یَا وَهَّابُ الْعَطَا یَا مُطْلِقُ الْاَسْرَی یَا فَکَّاکَ الرَّقَابِ مِنَ النَّارِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَفَکَّ رَقِیْبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاٰخِرُ حَسْبِیْ مِنَ الدُّنْیَا اَمِنًا وَاَدْخِلْنِیْ الْجَنَّةَ سَالِمًا وَاَجْعَلْ دُعَائِیْ اَوَّلَہٗ فَلَاحًا وَاَوْسَطَہٗ سَاجِدًا وَاٰخِرَہٗ صَلَاحًا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ“ (پروردگار میں سوال کرتا ہوں تیرے پوشیدہ مخزون، پاکیزہ، پاک کرنے والے، مبارک نام کے واسطے سے اور میں سوال کرتا ہوں تیرے عظیم نام اور قدیم دازلی بادشاہت کے واسطے سے، اے انعامات بخشے والے، اے اسیروں کو آزاد کرنے والے، اے (جہنم کی) آگ سے (غلاموں کی) گردنوں کو رہائی دینے والے، رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میری گردن کو (جہنم کی) آگ سے رہائی بخش دے، اور مجھے دنیا سے امن کی حالت میں نکال اور مجھے جنت میں سلامتی کی حالت میں داخل فرما اور قرار دے میری دعاء کے آغاز کو فوج، درمیان کو کامیابی اور آخر کو صلاح و اصلاح، بیشک تو پوشیدہ باتوں کو بہت زیادہ جاننے والا ہے۔) پھر آپ عید اسلام نے ارشاد فرمایا ”یہ ان تحیات (حفاظت کرنے والی چیزوں) میں سے ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سکھائی تھیں ور حکم دیا تھا کہ میں یہ حسنؑ اور حسینؑ کو سکھاؤں۔“

☆ (۷۴) سید الاستغفار کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حاکم عبد الحمید بن عبد الرحمن بن حسن نیشاپوری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا، بو یزید ہروی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سلمہ بن شعیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن فیث عدنی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سری بن یحییٰ نے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے ابو زبیر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سید الاستغفار (طلب مغفرت کا سردار) کو سیکھو (جو یہ ہے) ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ حَلَقْتَنِیْ وَاَمَّا عِنْدَکَ وَاَمَّا عَلٰی عَهْدِکَ وَاَبُوْءُ بِنِعْمَتِکَ عَلٰی وَاَبُوْءُ لَکَ مَذْنِبِیْ فَاَعْصُرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔“ (پروردگار تو میرا رب ہے، کوئی معبود نہیں ہے سوائے تیرے، تو نے مجھے خلق کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد سے منسلک ہوں، تیری نعمتیں مجھ تک پہنچ رہی ہیں اور میرے گناہ تجھ تک پہنچ رہے ہیں، پس مغفرت فرما میرے حق میں کہ کوئی تمام گناہوں کی مغفرت نہیں کرتا سوائے تیرے۔)

(۷۵) ☆ امام صادق علیہ السلام کے قول: "تم" متانین "ہونے سے بچو" کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسن بن علی و عثمان بن علی بن مسرور سے، انہوں نے علی بن مسرور سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ، ابو جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "تم لوگ" متانین "ہونے سے بچو۔" میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے، اس کی بیعت یا نہ؟ "میں نے فرمایا "تم میں سے کوئی (کسی کام کی غرض سے) چلے پھرتا لیٹ جائے اور اپنے دونوں پیروں کو تنگ کر دے اور اٹھا کر رکھے اور پھر کہے پروردگار! میں فقط تیری خوشنودی کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

(۷۶) ☆ مکافاة اور شکر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن عبد اللہ دھقان نے، انہوں نے درست بن ابی منصور و سطی سے، انہوں نے عمر بن ذینہ سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے "جو شخص ویسا ہی سوکڑے کے جیسا اس کے ساتھ کیا گیا ہے تو وہ فقط برابر ہی کرنے والا ہے اور جو دو چند کرے وہ شکر کرنے والا ہے، اور جو شکر کرتا ہے وہ کریم ہوتا ہے، اور جو شخص یہ جان بیتا ہے کہ جو پتہ وہ کر رہا ہے وہ اپنے نفس کے (فائدہ کے) لئے ہے تو وہ لوگوں کے شکر کا منتظر نہیں رہتا اور نہ ان سے محبت میں اضافہ کا خواہش مند ہوتا ہے، جان لے کہ بیشک تیری طرف اپنی حاجت کو صواب کرنے والے نے اپنے جہ سے تیرے چہرے کے سامنے عزت و احترام کے ساتھ پیش نہیں کیا ہے، تو (تجھے چاہئے کہ) اس کی حاجت روائی کرے اس کی عزت و احترام کرے۔"

(۷۷) ☆ اس علم کے معنی جس سے جاہل رہنے سے کوئی نقصان نہیں اور جس کو جاننے کا کوئی نفع نہیں ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن عیسیٰ نے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ دھقان سے، انہوں نے درست بن ابی منصور و اٹمی سے، انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید سے، انہوں نے ابو الحسن، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زبیا و بن جعفر ہمدانی۔ رحمہ اللہ نے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن اسماعیل۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو محمد انصاری اور وہ خیر پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو الیقظان عمار الاسدی نے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کر منومن اپنے رب عزوجل کو قسم کے کہ اسے موت نہ لے تو نہ اسے کبھی جی موت نہیں۔“ ہاں اگر جب اسے موت ہو تو اسے عزوجل کی جانب دوڑیں گے (ہواؤں) و ایتھبتے ایہ رقی کہ نس ”مندی“ کہا جاتا ہے اور وہ رقی رقی ہے اس و منیہ ”یا بتاتا ہے، رقی منیہ اس شخص کے سے اس کے ہاں اور مال کو حلال، یقی ہے اور روح منیہ اس کے نفس و دنیا سے بنا رہتی ہے یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو اختیار کریتے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے پاس ہیں۔“

(۸۱) ☆ امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول: لوگ دو قسم کے ہیں:

ایک راحت پہنچانے والے اور دوسرے راحت پانے والے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مانیہویہ۔ رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی میسر سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہمارے فضل اسباب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”لو کہ تم سے ہیں ایسے راحت پانے والے اور دوسرے راحت پانے والے۔“ وہ جو راحت پانے والے ہیں وہ وہ منومن ہیں کہ جب وہ بات میں تو دنیا و دین دونوں پرانی سے راحت پاتے ہیں اور وہ جو راحت پانے والے ہیں وہ کافر ہے کہ جب وہ مر جاتا ہے تو درخت، پائے اور لوگوں میں سے بہت سوں کو (مر کے) راحت پہنچاتا ہے۔“

(۸۲) ☆ مسر اور اٹھلی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مانیہویہ۔ رحمہ اللہ نے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میسر۔ چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا موسیٰ بن سعدان حداد سے، انہوں نے عبد اللہ بن قاسم سے، انہوں نے عبد اللہ

بن مکان سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قوس ”یعلم السرّ والخصی“ (سورۃ طہ آیت ۷۰) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اسرّ“ (سے مراد) وہ چیز ہے جس کو تم اپنے نفس میں پھپھاتا ہو اور ”اخفی“ (سے مراد) وہ چیز ہے جسے تم اپنے ذہن سے گزارتے ہو اور پھر اسے فراموش کر دیتے ہو۔“

☆ (۸۳) ☆ نبطی کے اعرابی بننے اور اعرابی کے نبطی بننے کے معنی ☆

- ہم سے بیان کیا محمد بن علی ہمدانیہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے فرات بن احنف سے، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے کہا بیشک ہمارے پاس کچھ ایسے افراد ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں شیطان کے شر سے، حدیث کے شر سے، نبطی کے شر سے کہ وہ اعرابی بن جائے۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”ہاں، یہاں تمہیں اس میں اضافہ نہ کروں؟“ اس شخص نے کہا یقیناً، امام علیہ السلام نے فرمایا ”اور اعرابی سے جب وہ نبطی بن جائے۔“ پس میں نے عرض کیا یہ کیسے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”جو شخص امام میں داخل ہو گیا اور پھر مارے غیر سے سر پرست ہونے کا دعویٰ یا تو یقیناً یہ ہر بات بعد اعرابی بن کیا تو یہ نبطی بن جائے۔“ اور اعرابی اس وقت نبطی بن گیا جب اس نے اس کی بات کا اقرار کیا کہ اس نے وہ اسلام میں داخل ہوا تھا پس اس نے ہمیں جہوز لڑان (کی روایت) کا دعویٰ یا تو یقیناً وہ نبطی بن گیا۔“ (۱)

(۱) نبطی کا لفظ اصل میں قوم غیر عربوں سے لئے استعمال ہوتا تھا کہ وہ عراق کے سرحدی علاقوں کی راہوں میں سکونت پذیر تھے، وہ ان گھروں سے عربی مدعو ہوں سے استغناء ہوتا تھا، پھر یہ دونوں دھاتوں کے کارکنوں کے لئے استعمال ہونے لگے اور اب اس سے مراد مخصوص کسی علاقے سے وہ نہیں مدعو ہوتے ہیں۔ - مترجم -

(۸۴) ☆ اس روایت کے معنی میں کہا گیا کہ عورت کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی

☆ نہ تو نیک عورت کی اور نہ ہی بد عورت کی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم ماجیویہ نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنن سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ”عورت فقہا نگے کا بار ہے تو تم غور کرو کہ کس کو نگے میں ڈر رہے ہو، اور عورت کے مقابلہ میں کوئی قیمت نہیں ہے نہ تو نیک عورتوں کے لئے اور نہ ہی بری عورتوں کے لئے (چونکہ) جو صالح و نیک عورتیں ہیں ان کی قیمت سونا اور چاندی نہیں ہیں چونکہ وہ سونا اور چاندی سے بہتر ہیں اور جو بری اور فساد کی عورتیں ہیں ان کی قیمت خاک بھی نہیں ہے چونکہ خاک اس سے بہتر ہے۔“

(۸۵) ☆ اللہ عز وجل سے مشورے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم ماجیویہ نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے ہارون بن حرب سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ”جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ اس سب سے میں دو گوں میں سے کسی سے مشورہ نہ کرے: جب تک اللہ عز وجل سے مشورہ نہ کرے۔“ میں نے عرض کیا اللہ عز وجل کا مشورہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ کام جس کا ابتدا کرے تو سب سے پہلے اس سلسلے میں اللہ سے مشورہ کرے، پھر اس معاملے میں (دو گوں سے) مشورہ کرے، جب وہ ابتدا، اللہ عز وجل سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں خیر کو اپنی مخلوقات میں سے اس شخص کی زبان پر جاری کر دے گا جس کو وہ محبوب بناتا ہے۔“

(۸۶) ☆ حرج کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے عبد الحاق بن عبد ربہ

☆ (۸۸) ☆ غیب اور شہادت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدعہ وجہ کے قول ”عالم العیب و السہادۃ“ (سورہ جمعہ ۸) کے سسے میں آپؐ یہ سادہ نے رشتہ فرمایا: ”غیب وہ چیز ہے جو نہیں تھی، اور شہادت وہ چیز ہے جو یقیناً تھی۔“

☆ (۸۹) ☆ ”خاصۃ الاعین“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے، انہوں نے عبد الرحمن بن مسلمہ جری سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدعہ وجہ کے قول ”یعلم خاصۃ الاعین“ (سورہ مؤمن ۱۹) کے متعلق سنا یہ تو آپؐ علیہ السلام نے رشتہ فرمایا: ”کیا تم نے ایسے شخص کو جواب نہیں دیکھا جو کسی چیز کو اس طرح دکھاتا ہے کہ وہ اس کی سفاکائی نہیں رہا پس یہ ”خاصۃ الاعین“ ہے۔“

☆ (۹۰) ☆ قطار کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مہدی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی قائم سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؐ علیہ السلام نے رشتہ فرمایا: ”جو شخص سو سو بیویوں کی تلاوت کے ساتھ رات میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے حق میں پوری رات (عبادت کرتے ہوئے) بنا کر فرما دے گا۔ اور جو شخص رات میں دو سو بیویوں کے ساتھ رات میں نماز پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں سو بیویوں کے ساتھ رات میں نماز پڑھے گا۔ اور قطار بارہ سو (۱۲۰۰) اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ حد کے پہاڑ سے بڑا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن عبد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار

نے، انہوں نے، حمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے نصر بن سوید سے، انہوں نے یحییٰ صبی سے، انہوں نے محمد بن مردان سے، انہوں نے سعد بن طریف سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص رات میں دس آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے عافیت میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص پچاس آیت کی تلاوت کرے تو اسے ذکرین میں سے لکھا جائے گا اور جو شخص سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے قانتین (رات بھر عبادت کرنے والوں) میں سے لکھا جائے گا اور جو شخص دسویں آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے خاشعین میں سے لکھا جائے گا اور جو شخص تین سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے فائزین (کامیاب ہونے والوں) میں سے لکھا جائے گا اور جو شخص پانچ سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے مجتہدین (کوشش کرنے والوں) میں سے لکھا جائے گا اور جو ستر آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کے حق میں قتل لکھا جائے گا۔ اور قطار پانچ ہزار متفق سوئے کا ہے اور مفصل بیویس قیراء کا ہے اور ان میں سب سے نیون قیر طاحد کے پہاڑ کی مانند ہے اور ان میں سب سے بڑا بیویہ آمان و زمین میں اس کی مقد ر میں ہے۔“

(۹۱) ☆ ”بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والدہ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ اشعری سے، انہوں نے العباس بن معروف سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل نے قول ”ما جعل اللہ من بحیرہ ولا سانبہ ولا وصیلہ ولا حام“ (سورہ مائدہ آیت ۱۰۳) کے مسئلے میں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یشب حبیبیت کے زمانے والے جب ولی اونٹنی بیت سے دو بچوں کو جنم دیتی تو سبب وصیت (کہ یہ اونٹنی وصیلہ ہے) تو اس کو ذبح کرنا حلال نہیں جانتے تھے اور نہ ہی سانبہ اور جب اونٹنی اس بچوں کو جنم دے دیتی تو اس کو ”سائبہ“ قرار دیتے اور اس کی پشت کو اور اس نے لہانے کو حلال نہیں جانتے تھے، ورنہ“ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱۳۶۶) (۱۳۶

نے اسے اپنے گھر پہنچا دیا تو وہ یہ کام انجام دیں گے (کہ اونٹ کو سائبہ بناتے ہوئے آزاد کر دیں گے کہ جہاں سے چاہے اُٹھے) اور
 صید کا قلعہ بھیڑ بکریوں سے ہوتا کہ جب کوئی بکری سات دفعہ حاملہ ہو جاتی اور اگر ساتواں بچہ نہ ہوتا ہے تو اسے ذبح کر دیتے اور اس کا پوست
 مرد اور عورتیں سب کھاتے، اور اگر وہ بچہ مادہ ہوتا ہے تو اسے بھیڑ بکریوں میں چھوڑ دیتے اور اگر ایک نر و ایک مادہ (بزواں) ہوتا تو وہ وگ
 کہتے کہ اس مادہ نے اپنے بھائی کے ساتھ وصل کیا تو وہ اسے ذبح نہیں کرتے اور اس کا گوشت عورتوں پر حرام بہت مریہ کہ ان میں سے کوئی مر
 جائے تو پھر اس کا کھانا مردوں اور عورتوں دونوں پر حلال جانتے، اور حامی اس نسل (اونٹنی سے وٹی کے سے مخصوص اونٹ) و سببے جو اپنی او
 کی ولاد پر سوار ہو چکا ہو اس وقت وہ لوگ کہتے کہ یقیناً اس کی پشت ممنوعہ ہوتی ہے اور پھر اس پر سواری نہیں کی جاتی اور اس پر چرنا سے اور
 پانی سے روکا نہیں جاتا۔“

☆ (۹۲) عقل اور زہیم کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم نے بیان کیا محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن محمد بن سنان سے، انہوں نے عباس
 بن معروف سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو عبد
 اللہ بن جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ”عقل بعد دلیک دہیمہ“ (سورہ قلم آیت ۱۳)، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”عقل یعنی الزہیم
 و زہیم یعنی اپنے کفر کا حریص و فریفت ہونا۔“

☆ (۹۳) شرب الہیم کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم نے بیان کیا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے
 بند کیا ابو عبد اللہ بن جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ نے کہا ”ایک شخص ایک سانس میں پیتا ہے“ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”کوئی
 بڑی نہیں“ میں نے عرض کیا بیشک ہم میں سے بعض ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ شرب الہیم (یہاں سے اونٹن کا تہینا) ہے، آپ علیہ السلام نے
 فرمایا ”شرب الہیم فقہ اس وقت ہے کہ جب اس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن
 محمد بن خالد سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے اہل مدینہ میں سے ایک بزرگ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ

جعفر صدق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوں کیا کہ جو پیتا ہے وہ منقطع نہیں کرنا یہاں تک سیراب ہو جائے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "کیا نہت اس کے سروہ میں ہے؟" میں نے عرض کیا بیشک وہ لوگ کہتے ہیں میں نے تو "شراب الہیم" کیا ہے۔ وہ علیہ السلام نے فرمایا "انہوں نے جھوٹ کہا" "شراب الہیم" فقط اس وقت ہے کہ جس پر لکھ دیا جائے، کہ نام کا ذکر نہ کیا جائے۔

۳۔ ہم نے بیان کیا محمد بن حسن بن محمد بن سعید رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صغار نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے دونوں فرزندوں محمد و سعید سے، انہوں نے محمد بن ابی ثمر سے، انہوں نے محمد بن عثمان الثعالبی سے، انہوں نے عبد اللہ بن علی صبی سے، انہوں نے یوسف بن ابی جعفر صدق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "تین سانسوں میں پینا افضل سے ایک سانس میں پینا ہے اور فرمایا "صیم" کے طریقے سے پینا مروہ ہوتا ہے۔" میں نے عرض کیا "ہم کیا ہے؟" آپ علیہ السلام نے فرمایا "ریت" اور دوسری حدیث میں ہے کہ ہم سے مراد وٹ ہے۔

اس کتاب سے سب فرماتے ہیں میں نے اپنے تاج محمد بن حسن بن محمد بن سعید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا میں نے محمد بن عثمان صغار سے سنا ہے کہ یہاں پر بھی صبی کی کتاب میں "یوسف دوسری حدیث میں" کا بعد، وہاں سے محمد بن ابی ثمر سے رحمہ اللہ کا قول ہے۔

☆ (۹۴) دو چھوٹی چیزیں، دو بڑی چیزیں اور دو کیفیاتوں کے معنی ☆

ہم نے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن سعید علی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الفضل محمد بن احمد کتاب میں یوسف سے اپنی اسناد سے سنا ہے وہ بلند مرتبہ کے غیر مومنین علیہ السلام کی جانب سے آپ نے ارشاد فرمایا "مروہ کا مال پہنچاؤں میں اب اس کی دو چھوٹی چیزیں ہیں، اس کی دو بڑی چیزیں ہیں اور اس کی دو کیفیات ہیں، اس کی دو چھوٹی چیزیں اس کا مال اور اس کی بڑی چیزیں انسان بننا ہے تو جنت (جہنم) اور اس کی دو کیفیات اس کا مال اور اس کا مال ہیں۔" (جہنم) اور اس کی دو کیفیات اس کا مال اور اس کا مال ہیں۔

☆ (۹۵) نعمت کا احترام کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا محمد بن علی ہمدانی سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قحطام سے، انہوں نے محمد بن علی سیرانی

ہے، انہوں نے سعد بن مسعم سے، انہوں نے حسین بن نعیم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے (راوی سے مخاطب ہو کر) ارشاد فرمایا ”ہے حسین! نعمت کا احترام کرو۔“ میں نے عرض کیا ”میں سچ کا فدیہ قرار پاؤں، نعمت کا احترام کیا ہے؟“ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اچھا، یوں کو انجام دینا ان میں کہ جو تم پر باقی ہیں۔“

☆ (۹۶) سیاء کے معنی ☆

امیر کے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن بی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد ابن علی ووفی سے، انہوں نے عبید اللہ دھقان سے، انہوں نے درست بن ابی منصور واسطی سے، انہوں نے ابراہیم ابن عبد اللہ عید سے، انہوں نے ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”یک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو کتاب (لکھنا پڑھنا) سیکھ دی ہے، تو اب میں اس کو کس کام کے سپرد کروں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم اسے (جس کام کے چاہو) سپرد کرو۔ جب کہ اللہ کی جانب سے تم پر آپ کی ذمہ داری پڑتی رہے۔“ نگر پانچ چیزوں میں سپرد نہ کرو تم سے سیاء کے سپرد نہ کرو، نہ صباغ کے، نہ قصاب کے، نہ دھات کے اور نہ ٹخن کے۔“ اس نے یہاں یہاں رسول اللہ! کیا یہ چیز ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”وہ کہ جو کفن پہناتا ہے اور میری امت کی موت کی تمنا کرتا ہے اور میری امت میں سے ہر پیدہ ہونے والے شخص کی تمام چیزوں سے کہ جن پر سورج صبح ہوتا ہے زیادہ محبوب ہے۔ صباغ (زر-سبز) وہ شخص ہے کہ جو میری امت و دھوکہ دینے کے طریقے نکالتا ہے۔ اور قصاب کہ جو ذبح کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دل سے رگ چھڑا جائے اور دھات (نہم فروش) کہ یہ میری امت پر خوراک کو ذخیرہ کرنا ہے اور اگر کوئی بندہ پیور ہونے کی حالت میں مدد سے ملاقات کرے (مر جائے) تو وہ میرے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ اللہ سے ملاقات کرے (مر جائے) جب کہ اس نے چالیس دن تک خوراک کو ذخیرہ کیا ہو۔ اور ٹخن (خام فروش) کہ پیشک جبہ میں علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا اے محمد! آپ کی امت میں سب سے برے وہ لوگ ہیں کہ جو انہوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔“

☆ (۹۷) قلیل کے معنی ☆

امیر سے و مد- رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے موسیٰ بن عمر سے، انہوں نے جعفر بن محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے غائب سے، انہوں نے ابو خالد سے، انہوں نے عمر بن سے، انہوں نے ابو جعفر امام

محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ“ (ان کے ساتھ ایمان والے بہت ہی قلیل تھے) (سورہ ہود: آیت-۴۰) کے سلسلے میں بیان کیا کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”وہ آٹھ افراد تھے۔“

☆ (۹۸) قلیل کے دوسرے معنی ☆

۱۔ میرے والد-رحمہ اللہ- نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی ابن نعمان سے، انہوں نے ہارون بن خارجہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”فَلَمَّا كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ“ (اس کے بعد جب جہاد واجب کر دیا گیا تو قلیل افراد کے علاوہ سب منحرف ہو گئے) (سورہ بقرہ آیت ۲۴۶) کہ سسے میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ قلیل ساٹھ ہزار تھے۔“

☆ (۹۹) اس روایت کے معنی کہ جس میں بیان کیا گیا کہ بدبختی تین چیزوں میں ہے:

☆ عورت، سواری اور گھر ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی جیلوی-رحمہ اللہ- نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سہل بن زیاد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عثمان بن عیسیٰ نے، انہوں نے خالد بن شیخ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ امام علیہ السلام کے پاس بدبختی کا تذکرہ کر رہے تھے، امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بدبختی تین چیزوں میں ہے عورت، سواری اور گھر، عورت کی بدبختی اس کے مہر کا کثیر ہونا اور شوہر کی نافرمانی ہے، سواری کی بدبختی اس کی سرکشی اور اپنی پشت پر سوار ہونے سے منع کرنا ہے اور گھر تو اس کے صحن کا تنگ ہونا، پڑوسیوں کا برا ہونا اور اس میں میوہ کا زیادہ ہونا ہے۔“

۲۔ میرے والد-رحمہ اللہ- نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ ابن میمون سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بدبختی تین چیزوں میں ہے سواری، عورت اور گھر میں۔ عورت تو اس کی بدبختی اس کے مہر کا زیادہ ہونا اور وضع حمل کا تکلیف دہ ہونا ہے۔ اور جانور تو اس کی بدبختی اس کی پیروی کا کثیر ہونا اور اس کا سرکش ہونا ہے، اور گھر تو اس کی بدبختی اس کا تنگ ہونا اور پڑوسیوں کا خبیث

ہونا ہے۔ اور فرمایا عورت کی برکت میں اس کے خرچہ کا کم ہونا اور اس کے وضع حمل کا آسان ہونا ہے اور اس کی بدبختی اس کے خرچہ کا زیادہ ہونا اور اس کے وضع حمل کا مشکل ہونا ہے۔"

(۱۰۰) ☆ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو مرد (مرنے وقت) دو دینار چھوڑے تو

یہ دونوں اس کی آنکھ کے درمیان داغ ہوں گے۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عمار نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے علی بن اہمیل سے، انہوں نے صفوان سے، انہوں نے عبد الرحمن بن حاج سے، انہوں نے ان سے، انہوں نے ن کو نبیہ۔ اور یقیناً انہوں نے ان کا نام بیان کیا ہے انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، روکی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے زکاۃ سے متعلق سنا یا کہ کوئی شخص اس میں سے یہ لے سکتا ہے، اور میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ یقیناً ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مرد (مرنے وقت دنیا میں) دو دینار چھوڑ کر جائے تو وہ دونوں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان داغ ہوں گے۔ روکی کہتا ہے امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "یہ اس کروہ کے لئے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں مہمان بنے ہوئے تھے، تو جب شام کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فداں! اجا اور اس سے رات کے کھانے کا بندوبست کر، اور جب سب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فداں! اجا اور صبح کے کھانے کا بندوبست کر۔ (اس طرح ان تمام لوگوں سے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے تھے۔) پس ان دونوں کو صبح کو بغیر کھانے سے رہنے کا کوئی خوف تھا اور رات کو بغیر کھانے کے رہنے کا کوئی خوف تھا (چھوٹا بھی) اس میں سے ایک مرد نے دو دیناروں کو بیع کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلے میں یہ ہمارا ارشاد فرمایا تھا: بیشک لوگوں و فقہاء اس سے سال تک ۵۰ عطا یا جائے گا تو ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان میں سے اتنا خرچ کرے کہ جس سے اور اس سے عیاں سے سے (ایک) سارے (دوسرے) سال تک کے لئے کافی ہو۔"

(۱۰۱) ☆ زکاۃ ظاہرہ اور زکاۃ باطنہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن دریس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حمد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ رازی نے، انہوں نے نصر بن صہب سے، انہوں نے فضیل بن عمر سے،

انہوں نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ صم جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت ایک شخص نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا مال میں سے کتنی مقدار میں زکاۃ واجب ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”تمہارا ارادہ زکاۃ ظاہرہ کا ہے یا باطنہ کا؟“ میں نے کہا ”میں نے دونوں کا ارادہ کیا ہے“ امام علیہ السلام نے فرمایا ”بہنوں تک ظاہرہ کا تعلق ہے تو ہرگز میں پیچیس درہم ہے اور جہاں تک باطنہ کا تعلق ہے تو (زکاۃ باطنہ یہ ہے کہ) اس چیز میں کہ جس میں تمہارا (مومن) بھائی تم سے زیادہ حاجت رکھتا ہو اس کو اپنے لئے مخصوص نہ کرو۔“

(۱۰۲) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتے وقت دودینار چھوڑ جانے والے شخص کے لئے فرمان کہ ”کثیر چھوڑ کر گیا“ کے معنی ☆

- میرے والد - رحمہ اللہ - فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن خالد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے کہا کہ بعض نے ابوانسن، ام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس کی بات کو یاد کیا اور پھر عرض کیا ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بدک ہو گیا اور دودیناروں کو چھوڑ گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ”اس نے کثیر (مال) چھوڑا“ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”یہ شخص تھا کہ جو مال صدقہ (۱) کے پاس آتا رہتا تھا ورنہ اسے (اپنی ضرورت کا) سوا کرتا تھا، پس وہ مر گیا اور دودینار چھوڑ دیا تھا۔“

(۱۰۳) ☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکاۃ میں نو قسموں کے علاوہ میں معافی دی ہے۔ کا معنی ☆

- میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے موسیٰ ابن عمر سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے بوسعید قنات سے، انہوں نے ان سے جنہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے زکاۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چیزوں پر زکاۃ رکھی تھی اور ان کے علاوہ چیزوں پر معاف کر دی تھی (وہ نو چیزیں) گندم، جو، کھجور، کشمش، سونہ، چاندی، گائے، بھیڑ، (۱) پیٹھ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے قریب ایک چوڑا ہنہ ہوا تھا کہ جہاں پر تازہ سلام دے دے وہ فرور ہا کرتے تھے کہ جن کے پاس رنے کی کوئی جائے نہیں تھی یا پھر سامان کے وجہ سے ان کے قبیعہ والوں نے ان کو اپنے حرموں سے نکال دیا تھا۔ اس چوڑے کو صدقہ کہا جاتا تھا، اور یہاں رہنے والے صحابہ کے مشاغل صدقہ کہا جاتا ہے۔ مترجم

بکریں اور اونٹ ہیں۔ سوال کرنے والے نے کہا: تمک پس، آپ علیہ السلام جلال میں آئے اور پھر فرمایا ”قسم بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تل، تمک، باجرہ اور یہ تمام چیزیں تھیں۔“

اس نے کہا ”وہ لوگ کہتے ہیں کہ یقیناً یہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چیزیں برفقہ میں سے زکاۃ واجب کی کہ آپ کے ربودہ ان (نوپسروں) کے علاوہ چیزیں نہیں تھیں۔“ پس اس معنیہ لہ مرجال میں آئے اور فرمایا ”نبیوں نے جھوٹ کہا، کیا معنی ان چیزوں کے علاوہ میں ہو سکتی ہے یو یقینی طور پر موجود ہوں، ورنہ میں قسم بخدا میں ان چیزوں سے علاوہ کسی چیز پر زکاۃ کو نہیں پہچانتا، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔“

☆ (۱۰۴) جماعت، فرق، سنت اور بدعت کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو الجهم ہارون بن الجهم سے، انہوں نے حنص بن ممر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی امت کی جماعت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کی جماعت اہل حق ہیں اگرچہ وہ کم ہوں۔“

۲۔ اور اسی اسناد کے ساتھ، احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابو یحییٰ واسطی سے، انہوں نے عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد اللہ طوسی سے، انہوں نے سید کوہند کرتے ہوئے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: آپ کی امت کی جماعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو حق پر ہیں اگرچہ وہ کم ہوں۔“

۳۔ اور اسی اسناد کے ساتھ، احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن ل سے، انہوں نے عاصم ابن حمید سے، انہوں نے سید کوہند کرتے ہوئے کہا ایک شخص امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا آپ مجھے سنت اور بدعت کے بارے میں اور جماعت کے بارے میں در فرقہ کے بارے میں باخبر کیجئے؟ امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ”سنت وہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صریحہ تھا اور بدعت وہ چیزیں ہیں جو آپ کے بعد پیدا کی گئیں اور جماعت اہل حق ہے۔ یہ وہ ہے جو اور فرقہ اہل باطل ہے اگرچہ وہ کثیر ہو۔“

(۱۰۵) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک شخص کے لئے کہنا کہ:

تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ کے معنی ☆

اب میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا احمد بن اور یس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے حسین بن ابی العلاء سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مردے سے اپنی اولاد کے مال سے کیا چیز حلال ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اس کا خرچہ بغیر اصراف کے جب وہ اس خرچہ سے متعلق ہو“ راوی کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول - کہ جو اس شخص کے لئے تھا کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے؟ (تو کیا مراد ہے؟) امام علیہ السلام نے فرمایا ”یہ فقط اپنے والد سے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اس نے کہا تھا یا رسول اللہ! میرا باپ ہے اور اس نے مجھ پر میری مال کی میراث سے سسے میں ظلم کیا ہے، تو اس کے والد نے بیان کیا کہ میں نے اس مال کو اس بیٹے کے اوپر اور، پنے اوپر خرچ کیا ہے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے، اور اس شخص کے پاس کی قسم کا کوئی مال نہیں تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹے کے لئے باپ کو قید کر دیتے؟!“

(۱۰۶) ☆ متقلین کے معنی ☆

اب میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان لیا احمد بن اور یس نے، انہوں نے محمد بن حسن سے، انہوں نے بن فضال سے، انہوں نے علی بن یعقوب سے، انہوں نے مروان بن مسلم سے، انہوں نے محمد بن شریح سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دونوں عیدوں میں عورتوں کے باہر نکلنے کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”(درست) نہیں بگربیہ کہ بوزہی عورت پر اس کے متقلین - یعنی دونوں جوتے - بھاری ہو جائیں۔“

☆ (۱۰۷) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: عورتوں کے لئے سراۃ الطريق نہیں ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلوی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عورتوں کے لئے سراۃ الطريق (راستے کے درمیان چھنا) نہیں ہے بلکہ راستے کی دونوں طرف ہے۔ یعنی سراۃ سے مراد وسط ہے۔“

☆ (۱۰۸) ☆ یوم التلاق، یوم التناد، یوم التغابن اور یوم الحسرة کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے، انہوں نے سیمان بن داود سے، انہوں نے حفص بن غیاث سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”یوم التلاق وہ دن ہے کہ جب اہل آسمان اور اہل زمین ملاقات کریں گے اور یوم التناد وہ دن ہے کہ جب (جہنم کی) آگ والے جنت والوں کو نداء دیں گے کہ تم ہم تک پانی یا جو اللہ نے تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ پہنچا دو اور یوم التغابن وہ دن ہے کہ جب اہل جنت (جہنم کی) آگ والوں کو نقصان میں دیکھیں گے اور یوم الحسرة وہ دن ہے کہ جب موت کو سامنے لایا جائے گا تاکہ اسے ذبح کر دیا جائے۔“

☆ (۱۰۹) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول:

میرے اصحاب کی مثال تم میں ستاروں کی مانند ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے حسن بن موسیٰ شتاب سے، انہوں نے غیاث بن کلوب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہم السلام سے، آپ نے اپنے آبائے طاہرین عہم السلام سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو تم اللہ عز و جل کی کتاب میں پائیس تہارے سے اس کے مطابق عمل کرنا ہے اور اسے ترک کرنے میں کوئی عذر (قابل قبول) نہیں ہے، اور جو اللہ عز و جل کی کتاب میں نہیں ہے اس سے میں میری سنت موجود ہے تو میری سنت کو ترک کرنے کے سلسلے میں تمہارے لئے کوئی عذر (قابل قبول) نہیں ہے، اور وہ جو میری سنت میں

موجود نہیں ہے تو جو میرے اصحاب نہیں پس تم (بھی) وہی کہو، تم میں میرے اصحاب کی مثال ستاروں کی مانند ہے، ان میں سے جن کو بھی حاصل کر لو گے ہدایت یا جاو گے اور میرے اصحاب کے اقوال میں سے جس کو بھی تم لے لو گے وہ تمہیں ہدایت دے دیگا اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے حق میں رحمت ہے۔ پس کہ یہ یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب کون ہیں؟ فرمایا: "میرے بل بیت"۔
 اس کتاب کے مؤلف محمد بن علی فہرست بیت علیہم السلام میں اختلاف نہیں ہوتا ہے مگر وہ شیعوں کے حق کے متعلق فتوے دیتے ہیں اور بھی کچھ روایتیں نقل کی گئی ہیں کہ ان کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ تفسیر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تفسیر شیعوں کے حق میں رحمت ہے۔

☆ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ کے معنی ☆

ہم سے یہ بات یا علی بن احمد بن محمد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کو فی نے، انہوں نے بوذیر صانع بن ابی حماد سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن حنبل نے، انہوں نے محمد بن ابی ثمر سے، انہوں نے عبد المؤمن سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا بیشک ایک کروہ روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسول فرمایا بیشک میری امت کا اختلاف رحمت ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "انہوں نے سچ کہا۔" میں نے عرض کیا اگر امت کا اختلاف رحمت ہے تو ان کا جہنم عذاب؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "ایسا نہیں ہے جس (معنی کی) طرف تم کہتے ہو وہ وہ لوگ کے ہیں، انکو ہم نے اس سے منع و نکل سے قول "قلو لا نضر من کل فرعہ طائفہ لیستفقہوا ہی الدین و لیسدروا قومہم ادا رجعوا الہم لعلہم یحذروا" (نوہ کروہ میں سے ایک جماعت اس کام کے لئے یوں نہیں نکلتی ہے کہ دین کا حکم حاصل کرے اور پھر جب اپنی قوم کو سرفہرست کرے تو اسے عذاب الہی سے ڈرے کہ شاید وہ ان طرف سے گمراہ نہ لیں) (سورہ قیامہ آیت ۱۲۲) اور فرمایا: "ہاں اور دہارنے والوں و ظالموں پر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف (مسئول علم کے لئے) نکلیں اور آپ ان کو جب مختلف اقوال سے سنیں اور حکیم حاصل کریں اور پھر اپنی قوم کی طرف لوٹیں تعلیم دیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختلاف کے شہروں کا اختلاف (مختلف شہر) یہ ہے کہ وہ اس میں اختلاف، میں تو قیامہ آیت ہے۔" (۱)

(۱) یہ حدیث جعفر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی ہے۔ میری امت کا مختلف شہروں سے گھس گھس ہے۔ ان کا رحمت ہے۔

عرب میں سے ہیں، اہل بیوتات ہمارے غلاموں اور مویلوں میں سے ہیں اور وہ جن کی ولادت پاکیزہ ہے وہ (شہری) اردگرد کی بستیوں میں بسنے والے ہیں۔“

☆ (۱۱۴) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول:

بنی اسرائیل کے متعلق بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سیف سے، انہوں نے اپنے والد سیف بن عیبرہ سے، انہوں نے محمد بن مارد سے، انہوں نے عبد اعلیٰ ابن امین سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ”مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے۔ ایک حدیث کی لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل کے متعلق بیان کرو (اس میں) کوئی حرج نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”ہاں“ میں نے عرض کیا ”تو ہم بنی اسرائیل کے متعلق جو چہ ہم نے سنا ہے وہ سب بیان کریں اور ہم پر کوئی رنج نہیں ہے“ امام علیہ السلام نے فرمایا ”کیا تم نے نہیں سنا کہ جو فرمایا کسی مرد کے بھوٹ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو چہ سنا ہے اس میں تردید ہے؟“ میں نے عرض کیا ”یہ کیسے؟“ امام علیہ السلام نے فرمایا ”جو پہلے قرآن میں بنی اسرائیل کے سلسلے میں بیان ہوا ہے اس سے بیان کرو کہ وہ اس سنت میں ہونے والا ہے اور (اس کو بیان کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔“

☆ (۱۱۵) ☆ ”فقہ نماز کا اعادہ نہیں کرتا“ کی روایت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قنّان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی منذر بن محمد قرائی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن سلیمان نے، انہوں نے عبد اللہ بن فضل باشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا اس وقت ایک شخص آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے امام علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق سوا کیا جو نہیں جانتا کہ ایک رکعت نماز پڑھی یا دو رکعت، تو امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ نماز کا اعادہ کرے۔“ اس نے امام علیہ السلام سے عرض کیا تو وہ روایت کہیں (جاری ہوئی) ہے کہ بیشک فقہ نماز کا اعادہ نہیں کرتا امام علیہ السلام نے فرمایا ”یہ فقط تین در چار (رکعتی نمازوں) میں ہے۔“

(۱۱۶) ☆ سُمِط، سَعِيدۃ، اُنْشٰی اور ذکر کا معنی ☆

میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم و ربیع بن نو
سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن سنان نے، انہوں نے ابو عبد اللہ ہاشم بن عقیل صدوق علیہ السلام
سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو کفر ماتہ سن "بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو "میدان" کی مقدار تک بنایا، پھر
مسجدوں کی تعداد بڑھائی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر مسجد کے بارے میں حکم فرمایا تو اس میں اضافہ کیا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا ہاں، آپ نے اس کا حکم دیا تو اس میں اضافہ کیا گیا اور آپ نے عیدہ کی مقدار تک بنایا، پھر مسماؤں کی تعداد میں اور
اضافہ ہو تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ حکم فرمایا تو اس میں اضافہ کیا جائے، آپ نے فرمایا ہاں، میں میں اضافہ کیا یا
اور اس کی دیوار کی مقدار تک کی بنائی۔ پھر وہوں پر زارت تنبیہ دلی تو عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ حکم فرمایا تو یہ بنادیا
جائے۔ فرمایا آپ نے اس کا حکم کیا تو اس پر پھر کئی شاخوں کی باندی قمر بنی (تاکہ وہ تھوڑا کام دیں) پھر یہ چھوڑ
شاخوں، ہٹوں اور اذخر کی گھاس کو بچھ دیا، اور دکان کی میں کدوہ کرنے کے یہاں تک کہ ہاں کا زمانہ آجینچا تو (ہاں کی حالت
میں) مسجد میں جانا ان کے لئے دشوار قرار پایا، تو وہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ حکم فرمایا تو اس چت پر کئی اس کی جائے۔ ان
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "نہیں، یہ تھوڑی چت نہیں (نہی رہے ہوں)، میں پھر ہاں میں فرقہ درمیں یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات فرما سے در مسجد دیوار چت کے لئے سے یہاں انسان کے قدم پر ہر چھوڑ دے۔ تاکہ عیدہ
ذراع (تقریباً ۱۸ انچ) تک کا ہو جائو بکری کے بیٹھنے کی جگہ جتنا ہوتا ہے تو نماز ظہر پڑھی جاتی اور جب یہ دو ذراں بنتے ہوتا وہ پہلے
سے دو گن ہوتا تو نماز عصر پڑھی جاتی۔ اور راوی کہتا ہے کہ فرمایا "میدان" یعنی بیٹھنے سے ہر بر مقدار عیدہ یعنی بیٹھنے کی مقدار اور اس کی آدھی
مقدار (یعنی انسان کے پاؤں سے بیٹھنے تک کی مقدار اور پھر اس مقدار کی مزید نصف مقدار) اور کئی اور ذراں تک بیٹھنے کی مقدار۔"

☆ (۱۱۷) ☆ جہادِ اکبر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسین بن احمد بن ادریس - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی محمد بن یحییٰ خزرجی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا یعقوب بن اسماعیل نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے موسیٰ بن جعفر طبری السدس سے، آپ نے اپنے پسر بزرگوار عبد السلام سے، آپ نے اپنے

آبائے طبرین عیہم السلام سے، آپ نے میرا مومنین عید الصلاۃ و السلام سے کہ آپ عید اسلام نے فرمایا۔ ”بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ (۱) کے لئے بھیجا، جب وہ لوگ پٹ کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سنے والے گروہ کو مرحبا جنہوں نے جہاد اصغر کو انجام دیا اور من پر جہاد اکبر باقی ہے۔“ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! جہاد اکبر کیا ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”نفس کے خلاف جہاد۔ اور اہم عید اسلام نے فرمایا۔“ فضل ترین جہاد اس شخص کا ہے جو اپنے اس نفس کے برخلاف جہاد کرے جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔“

(۱۱۸) ☆ اول النعم اور بادی النعم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن۔ رضی اللہ عنہما۔ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو تقاسم عبد الرحمن کوئی اور ابو یوسف یعقوب ابن یزید انباری کاتب نے، انہوں نے ابو محمد عبد اللہ بن محمد غفاری سے۔ انہوں نے حسین بن اکی زید سے، انہوں نے صادق ابو عبد اللہ جعفر بن محمد عیہم السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آبائے طبرین عیہم السلام سے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص ہم مل بیت سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ”اول النعم“ پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔“ کہا گیا اور النعم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”وہ دست کی پاکیزگی، ہم سے محبت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جس کی دولت پاکیزہ ہے اور ہم سے بغض نہیں رکھتا مگر وہ کہ جس کی دولت خبیث ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اپنے جد ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے ابو محمد انصاری سے، انہوں نے ایک سے زیادہ سے، انہوں نے ابو جعفر ابن محمد باقر عید اسلام سے کہ آپ عید اسلام نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اس عام میں صبح کرے کہ اپنے دل میں ہماری محبت و شکر و پارساں چاہے کہ اللہ تعالیٰ کی ”بادی النعم“ پر حمد کرے۔“ کہا گیا۔ بادی النعم کیا ہے؟ اہم عید اسلام نے فرمایا ”ولادت کی پاکیزگی۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم بن تاتانہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن ابی حمیر سے، انہوں نے زید الشہدی سے، انہوں نے عبد اللہ بن صالح سے، انہوں نے زید ابن علی سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسین عیہم السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار حسین بن علی عیہم السلام سے، آپ نے اپنے پدر

(۱) سریہ سڑائی کو کہا جاتا ہے کہ جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت نہ فرمائی۔

بزرگوار امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یا علی! جو مجھ سے محبت کرتا ہے، تم سے محبت کرتا ہے اور تمہاری اولاد میں جو امنہ میں ان سے محبت کرتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنی والدت کی پائیزگی پر اللہ کی حمد کرے، پس بیشک ہم سے محبت نہیں کرتا مگر وہ جس کی والدت پاکیزہ ہے اور ہم سے بغض نہیں رکھتا مگر وہ جس کی والدت خبیث ہے۔"

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے محمد بن عثمان سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "جو شخص اپنے دل میں ہماری محبت کی خشک کو پائے اسے چاہئے کہ اپنی ماں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرے کہ بیشک اس نے اس کے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی۔"

☆ (۱۱۹) ☆ "مردوں میں سے اولی الاربہ" کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسکان سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول "اوالتابعین عیو اولی الاربہ من الوحال" سے آخر آیت تک (سورہ نور آیت - ۳۱) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا (اون الاربہ کے معنی) "وہ احمق شخص جو عورتوں سے ہم بستری نہ کر سکتا ہو۔"

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن علی بن عثمان سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے "اوالتابعین عیو اولی الاربہ من الوحال" (سورہ نور آیت - ۳۱) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "سرپرست کا محتاج وہ تم عقل جو عورتوں کے ساتھ ہم بستری نہیں کر سکتا۔" (یعنی مرد)

☆ (۱۲۰) ☆ اربعاء اور نطاف کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے، انہوں نے علی بن سندی سے، انہوں نے صفوان سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے

فرمایا تم زمین کو کھجور، گندم، جو، ربیع، اور نطف کے عوض اجارے پر مت دو۔“ میں نے عرض کیا اربعہ کیا ہے؟ ۷۰ م عیہ اسلام نے فرمایا ”(پانی سے) سیراب ہونا اور نطف پانی کا فاضل ہونا بلکہ تم زمین کا سونے، چاندی، نصف حصہ، ایک تہائی حصہ اور ایک چوتھائی حصہ سے تقابل کرو (اور ان چیزوں کے عوض اجارہ پر دو)۔“

(۱۲۱) ☆ اس حبء کے معنی کہ جس سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی عبادت محبوب نہیں ہے ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا مٹی بن ابراہیم نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے یونس ابن عبد الرحمن سے، انہوں نے حشام بن سالم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ”اللہ کی عبادت کسی چیز سے نہیں کی جاتی جو اس کی بارگاہ میں حبء سے زیادہ محبوب ہو۔“ میں نے عرض کیا ”حبء کیا ہے؟“ امام عیہ اسلام نے فرمایا: ”تقیہ“۔

(۱۲۲) ☆ مرد کا اپنے آپ کو سلام کرنے کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر عیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”فاذا دخلتم بیوتنا وسلموا علی انفسکم - آیت -“ (سورہ نور آیت ۶۱) کے متعلق سوال کیا تو آپ عیہ اسلام نے ارشاد فرمایا ”یہ گھر میں داخل ہوتے وقت مرد کا اپنے سر و دوش کو سلام کرنا، پھر کھڑے ہونے اور اس کو سلام کریں گے تو یہ اس کا اپنے آپ کو سلام کرنا ہوا۔“

(۱۲۳) ☆ استیئاس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن حمید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن حاتم اور محسن بن احمد سے، انہوں نے ابان بن احمد سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”لا تدخلوا بیوتنا غیر بیوتکم حتی تستأذنوا و تسلموا“

علی اہلہا“ (سورہ نور آیت-۲۷) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”استیتاس (کہ جس کی طرف آیت کا غلط تفسار نہ ہو)“ اشارہ کر رہا ہے) یعنی جوتے اتارنا اور سلام کرنا۔“

☆ (۱۲۴) امیر المؤمنین علیہ السلام کا قول: ”کرامت کو ناپسند نہیں کرتا مگر گدھا“ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد-رحمہ اللہ- نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن فضال سے، انہوں نے کہا کہ ابو الحسن امام علی الرضا علیہ السلام نے فرمایا: میرا ”مؤمن علیہ الصلوٰۃ والسلام“ نے ارشاد فرمایا ”کرامت کو ناپسند نہیں کرتا مگر گدھا“ میں نے عرض کیا اس کے کیا معنی ہیں؟ مام رضا علیہ السلام نے فرمایا ”یہ اس خوشبو میں جو اس پر عارض ہو اور اس دست میں کہ جو اسے مجھ میں حاصل ہو، جو ان دونوں کا نکار کرے وہ اسی طرح ہو جائے گا جیسا کہ (امام علی علیہ السلام نے) فرمایا۔“

☆ (۱۲۵) طہیۃ خیال کے معنی ☆

۱۔ میرے والد-رحمہ اللہ- نے فرمایا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے مامک بن عطیہ سے، انہوں نے ابن ابی یعفور سے، انہوں نے ابو عبداللہ مام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو کسی مؤمن یا مؤمنہ پر ایسی تہمت لگائے جو ان میں نہیں ہے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ”طہیۃ خیال“ میں قید کر دے گا یہاں تک کہ اس نے جو کہہ ہے اس سے نکلے۔“ میں نے عرض کیا طہیۃ خیال کیا چیز ہے؟ ام مام علیہ السلام نے فرمایا ”خون مٹی پیپ ہے کہ جو بدکار یعنی زنا کار عورتوں کی شرمگاہ سے خارج ہوتی ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد-رحمہ اللہ- نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صدق نے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے مہران بن محمد سے، انہوں نے سعد ۱۱۱-کاف سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جو شراب یا نشہ آور چیز کو پیے تو چوبیس صبح تک اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی، پس اگر وہ پھر ستموں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ”طہیۃ خیال“ سے پیاس بچھنے گا۔“ میں نے عرض کیا صیۃ خیال کیا چیز ہے؟ ام مام علیہ السلام نے فرمایا ”خون مٹی پیپ ہے کہ جو زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے خارج ہوتی ہے۔“

☆ (۱۲۶) ☆ عقدین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مایلوہ - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد ابن علی کوئی سے، انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ عمری سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھے جب کہ وہ عقدین میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو یعنی پیشاب اور پاخانہ (میں سے کسی ایک کی حاجت ہو)۔

☆ (۱۲۷) ☆ دعاہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا شریف بن سابق ابو محمد تغلیسی نے، انہوں نے فضل بن ابی قرۃ سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”کوئی بھی مؤمن نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس میں ”دعاہ“ ہوتا ہے۔“ میں نے عرض کیا دعاہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”مزاج“۔

☆ (۱۲۸) ☆ ابوذر رحمۃ اللہ علیہ کے قول: تین چیزوں سے لوگ بغض رکھتے ہیں

مگر میں ان سے محبت کرتا ہوں - کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے یونس بن یعقوب سے، انہوں نے شعیب عرقوفی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ابوذر - رحمۃ اللہ علیہ - سے ایک روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے تین چیزوں سے لوگ بغض رکھتے ہیں جبکہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں میں موت سے محبت رکھتا ہوں، میں فقر سے محبت رکھتا ہوں اور میں بلا سے محبت رکھتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ ویسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ روایت کرتے ہیں، فقط ان کی مراد یہ تھی کہ ایسی موت کہ جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ مجھے اللہ کی نافرمانی میں (گزرنے والی) زندگی سے زیادہ محبوب ہے، وہ فقر رکھتا جی جو اللہ کی اطاعت میں ہو وہ مجھے اللہ کی نافرمانی (کی حالت) میں غنی ہونے سے زیادہ محبوب ہے اور وہ

پاری کی جو ہد کی حالت میں ہو وہ مجھے ہد کی تا فرمائی میں (منے والی) صحت سے زیادہ محبوب ہے۔“

☆ (۱۲۹) امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول: جھوٹ روزے کو توڑ دیتا ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے منصور بن یونس سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ”جھوٹ روزے کو توڑ دیتا ہے۔“ میں نے امام سے عرض کیا میں بدست ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”نہیں، میری مراد فقط وہ جھوٹ ہے کہ جو اللہ عزوجل، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہم السلام پر بول جائے۔“

☆ (۱۳۰) پڑوسی اور پڑوس کی حد کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی میں آپ کا فدیہ قرار پاؤں! پڑوسی کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”ہر جانب سے چار گھر۔“

☆ (۱۳۱) ”جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ایسے مقام میں ہے کہ اس پر کوئی عیب نہیں لگائے گا“

پس وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خالص ہے۔“ اس روایت کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے، انہوں نے ابن بکیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ایسے مقام میں ہے کہ اس پر کوئی عیب نہیں لگے گا پس وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خالص ہے۔“ میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! وہ مقام کہ جس میں کوئی اس پر عیب نہ لگائے کونسا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اس کی وادیت کے

سلسلے میں کوئی عیب نہیں لگائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ اس کو کوئی ولد نہ پائیں قرار دے گا۔“

☆ (۱۳۲) اکراہ اور اجبار کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے موسیٰ بن سعد بن سے، انہوں نے عبد اللہ بن القاسم سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”غصہ میں کوئی قسم (گر کہ کی جائے تو قابل قبول) نہیں ہے ورنہ ہی اجبار میں اور نہ ہی اکراہ میں۔“ میں نے عرض کیا۔ ”اللہ آپ کو نیکی دے! اکراہ اور اجبار میں کیا فرق ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ”اجبار (مجبور کیا جانا) بادشہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اکراہ (مجبور کیا جانا) زوجہ اور باپ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔“

☆ (۱۳۳) نومہ کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی قرشی سے، انہوں نے حسین بن سفیان جریری سے، انہوں نے سلام بن ابی عمرۃ الازدی سے، انہوں نے معروف ابن مژبوز سے، انہوں نے ابو طفیل سے کہ، انہوں نے امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”بیشک میرے بعد ایک ایسا نانا انصافی، گمراہی اور شک میں ڈالنے والا، قتلہ و زانیہ ہے کہ جس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ”نومہ“ کے۔“ کہا گیا۔ نومہ کیا ہے یا امیر المؤمنین؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ کہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ اس کے دل میں کیا ہے۔“

☆ (۱۳۴) سبیل اللہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے عمار بن مروان سے، انہوں نے مثنیٰ سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس آیت جو اللہ عزوجل کے قول میں ہے کہ ”وَلَوْ لَمْ يَنْقُضِ اللَّهُ سَبِيلَ اللَّهِ أَوْ مَتَّعْ“ (سورہ آل

عمران (سیت-۱۵۶) کے متعلق سوال کیا۔ راوی کہتا کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”تم کیا سمجھتے کہ سبیل اللہ کیا ہے؟“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا نہیں قسم بخدا! سوئے اس کے کہ میں نے آپ سے سنا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”سبیل اللہ [وہ] علی علیہ السلام اور آپ کی ذریت ہیں، اور سبیل اللہ [وہ] شخص ہے جو آپ کی ولایت و دوستی میں قتل ہوگا وہ سبیل اللہ میں قتل ہوگا، اور جو شخص آپ کی ولایت میں (رہے ہوئے) مرے گا وہ سبیل اللہ میں مرے گا۔“

۲۔ میرے والد-رحمہ اللہ- نے فرمایا مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے عبید بن جریج سے، انہوں نے محمد بن سید بن بصری سے، انہوں نے حسین بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ عنہم صادق علیہ السلام سے عرض کیا بیشک ایک شخص نے میری طرف ”سبیل“ کے سلسلے میں وصیت کی۔ (تو میں کیا کروں؟)۔ راوی کہتا ہے امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا ”تم اس (ماں) کو خرقہ رواج کے سلسلے میں“ میں نے عرض کیا یقیناً اس نے میری جانب وصیت ”سبیل“ کے سلسلے میں کی تھی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”تم اس کو حج کے سلسلے میں خرچ کرو، بیشک میں خدا کی طرف جانے والے راستوں میں سے کسی ایسی سبیل (راہ) کو نہیں جانتا کہ جو حج سے افضل ہو۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا میرے والد-رضی اللہ عنہ- نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد ابن دریس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے حسن بن راشد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے مدینہ میں ابوالحسن العسكري علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا کہ جس نے اپنے مال کو سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی وصیت کی تھی۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”سبیل اللہ ہمارے شیعہ ہیں۔“

☆ (۱۳۵) ”صلعاء“ میں مبتلا ہونے کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ-رحمہ اللہ- نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی قرشی سے، انہوں نے صفین جریج سے، انہوں نے علی بن حوزہ سے، انہوں نے اصبح بن نباتہ سے، انہوں نے کہا کہ جب میرے مومنین علیہ السلام بصرہ تشریف لائے تو قوم کے بزرگ آپ علیہ السلام سے ملاقات کے لئے آئے اور انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور پھر ان لوگوں نے عرض کیا ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ امر (خلافت) آئیے میں رہے اور کوئی بھی اس سلسلے میں کبھی بھی آپ سے تنازع نہ کرے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”بہت عجیب ہے۔ درمیان میں امام کا کلام ہے (کہ جس کو حذف کیا گیا ہے)۔ اس مقام پر کیا ہوگا جب تمہیں ”صلعاء“ میں مبتلا کیا جائے گا۔“ لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین اصعاء کیا ہے؟ مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا: ”تمہارا مال تم سے زبردستی چھین جائے گا اور تم منع بھی نہ کر پاؤ گے۔“

☆ (۱۳۶) صلیعاء اور قریعاء کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن ابی نصر بن ظبی سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا مفضل نے، انہوں نے سعد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بنوع مر میں سے ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے طویل حدیث کا تذکرہ کیا کہ جس کی آخر میں یہ تھا کہ۔ اعرابی نے صلیعاء، قریع، زمین کے بہترین ٹکڑے اور زمین کے بدترین ٹکڑے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل کے آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”صلیعاء ایسی نمکین اور بدلی زمین ہے کہ جو اس پر چرنے والے جانوروں کی نہ پیاس بجھتی ہے اور نہ بھوک۔ قریعاء ایسی زمین ہے کہ جو برکت نہیں دھکتی اور نہ اس سے پھل نکلتے ہیں اور نہ ہی اس پر کیا جانے والا خرچہ حاصل ہوتا ہے۔ زمین کا بدترین ٹکڑا بازار ہیں کہ یہ شیطان کا مرکز ہے کہ جہاں پر صبح صبح پن پر چم لیکر پہنچ جاتا ہے، اپنی کرسی کو لگا دیتا ہے اور اپنی اور دو پھیلا دیتا ہے۔ پس پیو نہ میں کمی، میزان میں گڑ بڑ کرنے والا (ٹنگیوں کے سرے سے کہنی تک کا ہاتھ کہ جو کپڑے وغیرہ ناپنے میں استعمال ہوتا ہے) میں چوری کرنے اور مال تجارت میں جھوٹ بولنے کے کاموں کے درمیان (شیطان) پہنچتا ہے اور (اپنی او۔ دے) کہتا ہے۔ تم پر لازمی ہے (یہ حرکت) ایک ایسے مرد کے ساتھ کہ جس کا باپ مر چکا ہے جبکہ تمہارا باپ زندہ ہے، پس شیطان بازار میں داخل ہونے والے پہلے شخص سے لیکر بازار سے نکلنے والے آخری شخص تک برقرار رہتا ہے۔ اور بہترین زمین کا ٹکڑا مسجدیں ہیں اور خدا کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو مسجد میں داخل ہونے میں پہلا ہو اور نکلنے میں آخری۔ حدیث کافی طویل ہے ہم نے فقط موضوع کے مطابق جتنا ضروری تھا اتنے پر اختصار کیا ہے۔“

☆ (۱۳۷) مردوں کے پیچھے سوار ہونے کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے اپنے بچے سے، انہوں نے محمد بن علی کو فی سے، انہوں نے حسین بن ابی عبد بن ابی عقیلہ صیرفی سے، انہوں نے کز ام شعمی سے، انہوں نے ابو ہریرہ ثمالی سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تم ریاست و سرداری سے بچو، اور تم مردوں کے پیچھے سوار ہونے سے بچو۔“ میں نے عرض کیا: مجھے آپ کا فدیہ قریب دیا جائے، جہاں تک ریاست کا تعلق ہے تو اس کو تو میں جانتا ہوں اور جہاں تک مردوں کے پیچھے سوار ہونے کا تعلق ہے تو میرے ہاتھ میں موجود (عمر کا) دو تہائی حصہ نہیں ہے مگر یہ کہ میں (سواری میں) مردوں کے پیچھے سوار ہوا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ مراد نہیں ہے

جس طرح تم گئے ہو، تم بچو بغیر حجت و دلیل کے کسی مرد کو (رہنما) نصب کرنے سے کہ پھر تم کسی کی ہر بات میں تصدیق کرتے پھرو۔“

☆ (۱۳۸) وصمہ اور بارودہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ہاجیویہ نے، انہوں نے اپنے بیچا سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے حسین ابن مہارق ابی جنادہ سلولی سے، انہوں نے ابو حمزہ سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص شعبان کا روزہ رکھے گا تو اس کے ستر ہر غرض، وصمہ اور بارودہ سے پاکیزگی حاصل ہوگی۔“ ابو حمزہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا وصمہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”گناہ کے سلسلے میں کھائی ہوئی قسم، اور گناہ کے سلسلے میں مذرومت نہیں ہوتی۔“ میں نے عرض کیا بارودہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”غصہ کے عالم میں قسم کھانا، اور اس کی توبہ یہ ہے کہ اس پر نادم ہوا جائے۔“

☆ (۱۳۹) حج کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جنہوں نے من کو خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا حج نام کیوں رکھا گیا؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”حج یعنی فح، کہا جاتا ہے فلاں نے حج کیا یعنی فلاں نے فلاح پائی۔“

☆ (۱۴۰) امام صادق علیہ السلام کا اللہ عز و جل کے قول: اللہ شاء کے سلسلے میں قول:

اس نے ارادہ کیا مگر پسند نہیں کیا اور راضی نہیں ہوا۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے شعیب سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا ”چاہا اور ارادہ کیا مگر پسند نہیں کیا اور راضی نہیں ہوا۔“ میں نے عرض کیا: کیسے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”اس نے چاہا کہ کوئی چیز نہ ہو مگر اس کے علم سے، اور ارادہ بھی ایسا ہی کیا، اور پسند نہیں کیا کہ اس کے لئے کہا جائے کہ وہ تین کا تیسرا ہے اور اپنے بندوں کے حق میں کفر کو پسند نہیں کرتا۔“

☆ (۱۴۱) ☆ اغلب اور مغلوب کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے سب سے کو بند کرتے ہوئے کہا کہ ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اغلب وہ ہے کہ جو نیکی میں غلبہ حاصل کرے اور مغلوب وہ ہے کہ جو برائی میں غلبہ حاصل کرے اور مومن نکام میں مقید ہے۔“ (۱)

☆ (۱۴۲) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس اعرابی کے معاملہ میں قول کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اے علی اٹھو اور اس کی زبان قطع کرو۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے موسیٰ بن عمر سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا تم ہم سے باپ اور ماں کے اعتبار سے بہتر نہیں ہو اور نہ ہی زبانہ جاہلیت اور اسلام میں تم ہمارے رئیس ہو۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آئے اور فرمایا ”اے اعرابی! تیری زبان کے علاوہ کتنے پردے ہیں؟“ اس نے کہا دو ہونٹ اور دانت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی ایسی بات ہے کہ جو مجھ سے تیری اس زبان درازی کی سزا سے بچا سکے؟ یا درکھ کسی کو دنیا میں کوئی چیز ایسی عطا نہیں کی گئی ہے کہ جو آخرت میں زبان کے آزاد چھوڑ دینے سے زیادہ ضرر رساں ہو؟ اے علی اٹھو اور اس کی زبان کو قطع کرو، گوگوں نے گمان کیا کہ ملی علیہ السلام اس کی زبان کو کاٹ دیں گے، پس مولائے کائنات علیہ السلام نے اس اعرابی کو کچھ درہم عطا کئے۔“

(۱) یعنی مومن اپنے آپ کو شریعت کے احکام سے آزاد تصور نہیں کرتا۔ محرم۔

☆ (۱۴۳) ☆ اپنے اہل اور مال کے موتور کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے ابولصیر سے، انہوں نے کہا کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اگر کوئی چیز تمہیں دھوکہ دے بھی دے (تو یاد رکھو کہ نماز) عصر کے سلسلے میں کوئی چیز تم کو دھوکہ نہ دے دے، تم نماز عصر کو انجام دے دو جبکہ سورج سفید و پاکیزہ ہو۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”اپنے اہل اور اپنے مال کا ”موتور“ وہ شخص ہے کہ جو نماز عصر کو ضائع کرتا ہے۔“ میں نے عرض کیا اپنے اہل اور اپنے مال کا موتور کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ”یہ وہ شخص ہے کہ جس کے سنے جنت میں نہ تو گھر والے ہوں گے اور نہ مال ہوگا۔“ میں نے عرض کیا نماز عصر کو ضائع کرنا کیسا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ”وہ نماز عصر کو ترک کرے، قسم بخدا! یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے یا غروب ہو جائے۔“

☆ (۱۴۴) ☆ محدث کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے عباس ابن ہلال سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام کو فرماتے سنا: ”یقیناً میں پسند کرتا ہوں کہ مومن محدث ہو۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ کوئی چیز محدث بناتی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”فہم وفر است۔“

☆ (۱۴۵) ☆ سوء کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے خلف بن حماد سے، انہوں نے ایک شخص سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے ارشاد فرمایا ”جب تم حج مت کا ارادہ کرو اور خون تمہارے مقام حجامت سے نکلے اور حجامت سے فارغ ہونے سے پہلے خون جاری ہو تب کہو۔ ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْكَرِيْمِ“ ہی حجامتی ہذہ مِنَ الْعَيْنِ فِي الدِّمِّ وَمَنْ كُلَّ سَوْءٍ“ (اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کریم سے اس حجامت میں آنکھ

کے خون آلود ہونے اور ہر برائی سے۔“ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اے فلاں! تم نہیں جانتے ہو، بیشک جب تم یہ کہو گے تو یقیناً تم نے تمام چیزوں کو جمع کر دیا، بیشک اللہ عز وجل فرماتا ہے: ”و لو كنت اعلم العيب لاستكثرت من الخير وما مسنى السوء“ (اور اگر میں غیب سے باخبر ہوتا تو بہت زیادہ خیر انجیم دیتا اور کوئی برائی مجھ تک نہ سکتی۔) (سورۃ اعراف: آیت: ۱۸۸) (یہاں پر سوء) یعنی فقر و محتاجی، اور اللہ عز وجل نے فرمایا: ”كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء“ (تو ہم نے اس طرح کا انتظام کیا کہ ن سے برکتی اور بدکاری کا رخ موڑ دیں) (سورۃ یوسف: آیت: ۲۳) (یہاں پر سوء) یعنی ان کا زنا میں داخل ہونا، و پروردگار نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا: ”ادخل يدك في حبيبك تحرج ببصاء من غير سوء“ (اور اپنے ہاتھ کو گرہیان میں ڈال کر نکالو تو دیکھو گے کہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکدار نکلتا ہے) (سورۃ نمل: آیت: ۱۲) فرمایا: (یہاں پر بغیر سوء سے مراد ہے) بغیر برص کی بیماری کے۔“

(۱۴۶) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: ”جو شخص اس (سانپ) کو چھوڑ دے جب کہ خوف ہو کہ

اس کے بعد کسی اور کو ضرر پہنچائے گا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے فضلہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے کہا کہ ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے سانپ کو مارا تھا، اور سوال کرنے والے نے امام علیہ السلام سے عرض کیا بیشک ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اس کو چھوڑ دے جب کہ خوف ہو کہ اس کے بعد کسی اور کو ضرر پہنچائے گا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ”جو شخص اس کو چھوڑ دے جب کہ خوف ہو کہ اس کے بعد کسی اور کو ضرر پہنچائے گا تو مجھ سے نہیں ہے۔“ جہاں تک اس سانپ کا تعلق ہے کہ جو تمہیں (ضرر پہنچانے کا) طالب نہیں ہے اس کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں۔“

(۱۴۷) ☆ سائمہ، ہامہ، عامہ اور لامہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن موسیٰ بن جعفر سے، انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک سے زیادہ سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”میں (اے پروردگار) تجھ سے ساتھ، ہاتھ، ہاتھ اور لامتہ کے شر سے پناہ لگتا ہوں“ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”ساتھ یعنی قریب والے، ہاتھ یعنی زمین کے شیر (اور دیگر ضرر رساں جانور)۔ لامتہ یعنی شیطا نوں کا ساتھی بننا اور عاتھ یعنی عام انسان۔“

☆ (۱۳۸) رم کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے ابو جوزاء سے، انہوں نے حسین بن عوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے بانی ہرین عیہم السلام سے، سبط نے علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت (کے لئے) رہبانیت نہیں ہے اور نہ سیاحت (آوارگی) ہے اور نہ زم ہے (رم) یعنی خاموشی۔

☆ (۱۳۹) توبہ نصوح کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن الاخر امام علی القلی علیہ السلام سے توبہ نصوح کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے تحریر فرمایا: ”ہاٹن کا ظاہر جیسا ہونا اور اس سے افضل ہونا۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے موسیٰ بن قاسم ثعلبی سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”توبوا الى اللہ توبہ نصوحاً“ (سورہ تحریم ۸) کے سب سے میں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”وہ بدھ کے دن، جمعرات کے دن اور جمعہ کے دن کا روزہ ہے۔“

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ ان دنوں میں روزہ رکھے اور پھر توبہ کرے۔

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن برہیم، بن ہاشم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ بن عبید اللہ قطیفی نے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنن اور دوسروں سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”توبہ نصوح یہ ہے کہ جس شخص کا باطن

اس کے ظاہر جیسا ہوا اور افضل ہو۔“ یقیناً کہا گیا ہے کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ سے توبہ کرے اور یہ نیت کرے کہ کبھی بھی اس کی جانب نہیں پلٹے گا۔“

☆ (۱۵۰) حسنة الدنيا اور حسنة الآخرة کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً“ (سورہ بقرہ: ۲۰۰) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ”اللہ کی رضا اور بخت آخرت میں اور رزق اور معاش میں وسعت اور اچھے اخلاق دینا میں۔“

☆ (۱۵۱) دنیا کا قرضہ اور آخرت کا قرضہ - کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبداللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ ابن فضل ہاشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ: بیشک مجھ پر بہت زیادہ قرضہ ہے جبکہ میں صاحب عیال (بھی) ہوں اور حج پر قدرت نہیں رکھتا، آپ مجھے کوئی دعاء تعلیم فرمائیے کہ جس کے ذریعے میں طلب کروں۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہر واجب نماز کے بعد کہو: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافْضِ عَنِّي الدُّنْيَا وَ ذِيْنَ الْآخِرَةِ“ (پروردگار رحمت نازل فرما، محمدؐ اور آل محمدؑ پر اور مجھ سے اور افرہ دنیا کے قرضہ کو اور آخرت کے قرضہ کو) میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: جہاں تک دنیا کے قرضہ کا تعلق ہے یقیناً میں اس کی پہچان رکھتا ہوں مگر یہ آخرت کا قرضہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”آخرت کا قرضہ حج ہے۔“

(۱۵۲) ☆ تشہد میں نمازی کا کہنا: ”اللہ کے لئے وہ چیز ہے جو پاکیزہ اور طاہر ہے

اور جو خبیث ہے وہ اس کے غیر کے لئے ہے۔“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن فضل ہاشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا نمازی کا اپنے تشہد میں کہنا کہ ”اللہ کے لئے وہ چیز ہے کہ جو پاکیزہ اور طاہر ہے اور جو خبیث ہے وہ اس کے غیر کے لئے ہے“ کیا معنی ہیں؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ پاکیزہ اور طاہر ہے وہ حلال روزی کا کہنا ہے اور جو خبیث ہے وہ سو ہے۔“

(۱۵۳) ☆ نماز میں سلام پڑھنے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن فضل ہاشمی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا سلام پڑھنے کے معنی کیا ہیں؟ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”سلام اٹھنا اور نماز باہر آنے کی نشانی ہے۔“ میں نے عرض کیا یہ، مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”نزدیک زمانہ میں لوگوں کو بکولی آنے والا سلام نہرت تو اس کے شر سے وہ لوگ محفوظ رہیں گے اور جب یہ لوگ اس جو جو سلام دیتے تو وہ شخص ان لوگوں کے شر سے محفوظ ہو جاتا، پس اگر کوئی سلام نہرت تو اس سے محفوظ نہیں ہوتا۔“ اور اگر وہ لوگ اس سے محفوظ نہیں ہوتے اور اگر وہ مسلمان ہو جواب سلام نہ دیں تو وہ لوگوں سے محفوظ نہیں ہوتا، اور یہ عربوں کا طریقہ تھا۔ بعد میں سلام کو نماز کے نکلنے کا (وہ نماز پوری ہو جانے کی وجہ سے) بات چیت کے حلال و جائز ہونے کی نشانی، اور نماز میں کسی ایسی چیز کے داخل ہونے سے ان کو قرار دیا گیا کہ جو نماز وفا نہ کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اور ”السلام“ اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور سلام نمازی کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے لئے دو شتوں پر واقع ہوتا ہے کہ جو اس کے ساتھ معین کئے گئے ہیں۔“

☆ (۱۵۴) دارالسلام (سلامتی کا گھر) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن محمد بن صقر صانع نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسحاق قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بوکر بن ابی شیبہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جریر بن عبد المجید نے، انہوں نے عبد الوہاب بن رفیع سے، انہوں نے ابوظبیاں سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا دارالسلام جنت ہے وراہل جنت کے سب سے تمام آفات، بد وقت، بیماریاں اور تکلیفوں سے سلامتی ہے۔ ان کے سب سے بڑھ پے، موت اور حادثوں کی تبدیلی سے سلامتی ہے۔ وہی وہ قابل عزت و اکرام ہیں جو کبھی بھی ذلت و رسوائی میں مبتلا نہیں ہوں گے اور وہی وہ عزت والے ہیں کہ جو کبھی ذیل نہیں ہوں گے، وہی وہ غنی افراد ہیں کہ جو کبھی بھی محتاج نہیں ہوں گے، وہی وہ سعادت مند ہیں کہ جو کبھی بھی بدبختی میں مبتلا نہیں ہوں گے، وہی وہ خوشحال اور مسرور ہیں کہ جو کبھی بھی غم اور مصیبت زدہ نہیں ہوں گے، وہی وہ زندہ ہیں کہ جو کبھی بھی نہیں مریں گے، پس وہ دوز اور مرجان کے قصر و محلات میں ہوں گے کہ جن کے دروازے رحمن پروردگار کے عرش کی جانب گزر گاہ ہوں گے۔ ”والملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بما صبرتم فعلم عقيب السدار“ اور ملائکہ ان پر دروازے سے داخل ہوں گے (اور کہیں گے) تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا اور آخرت کا گھر کتنا اچھا ہے۔“ (سورہ رعد: آیات ۲۳-۲۴)

۲۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ وراق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن سعید الاثرق۔ کہ جن کا تعلق آل سنت سے تھا۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن صالح نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا شریک بن عبد اللہ نے، انہوں نے علاء بن عبد المکریم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”واللہ یسعوا الی دارالسلام“ (سورہ یونس: آیت ۲۵) کے متعلق فرماتے تھے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”بیشک السدم“ وہ اللہ عزوجل (کی ذات) ہے اور اس کا کھروہ جنت ہے کہ جو اس نے اپنے دوستوں کے لئے خلق فرمایا ہے۔“

☆ (۱۵۵) ان سات کلمات کے معنی جس کو حاصل کرنے کے لئے

ایک شخص دوسرے کے پیچھے سات سو فرسخ تک گیا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یحییٰ عطار۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد بن حمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ الرازی۔ کہ جن کا نام عبد اللہ بن احمد تھا۔ نے، انہوں نے

سجادہ۔ کہ جن کا نام حسن بن علی بن ابی عثمان تھا۔ سے، انہوں نے محمد بن یوحزہ سے، انہوں نے محمد بن وہب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ صدوق جعفر بن محمد علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یک حکیم و دانہ دوسرے حکیم کے پیچھے سات باتوں کو حاصل کرنے کے لئے سات سو فرسخ تک گیا۔ جب اس سے ملاقات ہوئی تو اس سے کہا اے شخص انوکھی چیز تسمان سے زیادہ بلند، زمین سے زیادہ وسیع، آسمان سے زیادہ بے نیاز، پتھر سے زیادہ سخت، آگ سے زیادہ حرارت میں شدید، خست ٹھنڈے سے بھی ٹھنڈی ہونے میں شدید اور بلند و بالا بہ زوے سے زیادہ بھاری ہے؟ اس نے (جواب میں) اس سے کہا اے شخص الحق تسمان سے زیادہ بلند ہے، معدن زمین سے زیادہ وسیع ہے، نفس کا بے نیاز ہونا مندر سے زیادہ بے نیازی ہے، کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے، اللہ عز و جل کی روح (رحمت) سے مایوسی سخت ٹھنڈے سے بے نیازی ہے، ٹھنڈے سے درپا کہ امن پر بہتان لگانا بلند و بالا بہ زوے سے زیادہ بھاری ہے۔“

☆ (۱۵۶) اشرف الامۃ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن احمد بن اسحاق اسدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن عمر ابن ابی فیہ بن ثعلبی اور عثمان بن عیسیٰ بن عبد الملک قرشی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو البراء انیم نر، معانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن عبد الجربانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فضیل بن عیاد نے، انہوں نے سن ک، انہوں نے بن عباس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میری امت کے قابل ترف افراد احوالان قرن اور حبیب الیل (راقد و جبار عبادت کرنے والے) ہیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا ابو انیس محمد بن حمد بن اسحاق اسدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن جریر، ابن بن حمزہ اور عبد اللہ بن محمد وسمی نے، ان سب نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن نعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زافر بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے ابو حزمہ سے، انہوں نے کہا کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے و عرض کیا اے محمد آپ جیسے چاہیں زندگی گزاریں، بیشک آپ کو مرنا ہے، آپ جس پامیں محبت کریں بیشک آپ کو اس سے جد ہونا ہے، آپ جیسا چاہیں عمل انجام دیں بیشک آپ کو اس کا بدلہ دیا جائے گا، آپ جان بیٹے کے مرد کی فضیلت اس کی رات کے (عبادت کے لئے) قیام اور اس کی عزت و گلوں سے بے نیاز ہو جانے میں ہے۔“

(۱۵۷) ☆ قول نبی: نہ ہی آسمان کسی پر سایہ فگن ہوا اور نہ ہی زمین پر کسی نے قدم رکھا ہے

جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو انس محمد بن عمرو بن علی بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ عبد السلام ابن محمد بن ہارون ہاشمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن اسحاق الشیانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو القاسم خضر بن یونس نے، انہوں نے ابو بدیع ابراہیم بن بدیع بصری سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے کہا ایک روز ابو ذرؓ مسجد رسولؐ میں تشریف لائے کہنے لگے گذشتہ رات جو چہ میں نے دیکھا وہ تم نے نہیں دیکھا، انہوں نے کہا گذشتہ رات آپؐ نے یہ دیکھا، آپؐ نے لگے میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ اپنے دروازے پر کھڑے ہیں، میں آپؐ پر تشریف لائے، حضرت علی بن ابی طالبؓ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پٹا اور وہ دونوں بیچ کی جانب روانہ ہوئے پس میں ان کے پیچھے چتا رہا یہاں تک کہ میں مدینہ کے قریب تان میں پہنچا اور پھر آپؐ نے اپنے پیر بزرگوار کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی تو اچانک قبر حشر ہوئی اور اس میں حضرت عبد اللہؓ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمہ رہنے لگے۔ میں کوئی ابن ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بیشک محمدؐ اس کے بندے اور رسول میں تو آپؐ نے ان سے فرمایا اے پیر بزرگوار آپؐ کے وہ کون ہیں؟ تو وہ نے سے یہ وہی یاد کرتا ہے، اے میرے بیٹے! تو آپؐ نے فرمایا وہ ولی علی ہیں تو انہوں نے کہا اور بیشک علی میرے وہ ہیں آپؐ نے فرمایا آپؐ اپنی باغ (قبر) کی جانب لوٹ جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنی والدہ ماجدہ و صاحبہ آمنہؓ کو مدینہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر وہی چہا چو آپؐ نے اپنے پیر بزرگوار کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہاں تک کہ وہی قبر حشر ہوئی اور آپؐ نے سے یہ وہی یاد کرتا ہے، اے میرے بیٹے! آپؐ نے فرمایا وہ ولی علی ہیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا اے ہارامی! آپؐ کے وہ کون ہیں؟ تو آپؐ نے کہنے لگیں یہ ایت یا ہوتی ہے؟ میرے بیٹے! آپؐ نے فرمایا وہ ولی علی ہیں ابی طالبؓ ہیں، تو آپؐ نے کہنے لگیں بیشک علی میرے ولی ہیں تو آپؐ نے فرمایا: آپؐ اپنی قبر اور باغ کی جانب لوٹ جائیں۔ لوگوں نے حضرت ابو ذرؓ کی اس بات کو پسند کیا اور ان سے استعجاب ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! آج آپؐ پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا: وہ کیا؟ کہنے لگے: جندب نے آپؐ کے حوالے سے اس اس طرح ایک حکایت بیان کی ہے تو نبیؐ نے فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ ہی روئے زمین پر کسی نے شخص نے قدم رکھا ہے جو ابو ذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔

عبد السلام ابن محمد کہتے ہیں نے یہ خدائی محمد ابن عبد علی کے سامنے پیش کی تو وہ کہنے لگے کیا تمہیں نہیں معلوم ہے نبیؐ نے فرمایا: میرے پاس جبریلؑ آ کر کہنے لگے اللہ عزوجل نے اس پیچھے پانچ سو کوثر مقرر کیا ہے جس پر آپؐ بیٹھے ہوں اور اس پیٹ کو کہ جس نے آپؐ کو اٹھایا ہو اور اس پستان کو کہ جس نے آپؐ کو وہ پلایا ہو اور اس کو کہ جس نے آپؐ کی کفایت کی ہو۔

۲۔ ہم سے بیان کیا میرا والد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عمار نے، انہوں نے محمد بن تہ

(۱۵۸) ☆ امام صادق علیہ السلام کا قول: جس نے ریاست طلب کی وہ ہلاک ہوا۔ کے معنی ☆

۱۔ نام سے بیان جا میرے والد رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یہ حدیث عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان یہ حدیث یحییٰ بن یسین نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان یہ یوسف بن محمد بن خالد نے، انہوں نے، اپنے بھائی نبیان بن خالد سے، انہوں نے کہا کہ یہ حدیث عبد اللہ، ثم حضرت صادق علیہ السلام نے اور صادق مایہ ۱۱۱ کے ہیں انہیں ریا ست نے اور بنی پاجنہ نے انہوں نے بھی صاحب ما وہ ہلاک ہو گیا۔“ تو میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی پیش خدمت کیا اب جو سے ہونہ ہم میں سے تو ہر دلی میں چلا گیا۔ اس کا یہ باب اس سے رجوع کیا جائے اور کسی کی بات کو مانا جائے۔ تو آپ نے فرمایا ”جو تم بھروسہ ہو یہ نہیں ہے، بعد اس کا صاحب ما وہ سے یہ چیز ثبت ہے اس سے وہ نہ کر دے اور اس کی ہر بات کی تصدیق کر دے اور لوگوں کو اس سے قسوں کی دعوت دے۔“

جیتا ہے۔ اس سے پہلے سرداروں اور اس کی بہت سی تصدیق کرو اور لوگوں کو اس کے قول کی اہمیت دے۔

(۱۵۹) ☆ امام صادق علیہ السلام کا قول: جس نے اس لئے علم حاصل کیا کہ وہ نادانوں سے جھگڑا کرے یا علماء کے مقابلے میں اپنے آپ پر فخر کرے یا پھر اس لئے کہ لوگ اس کی جانب رجوع کریں تو وہ جہنمی ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن محمد بن عبد ذؤب - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بین کیا علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے، انہوں نے محمد بن سلیمان سے، انہوں نے عبد السلام بن صالح ہروی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا کہ ”خدا رحم کرے اس بندے پر جس نے ہرے، مرکوزندہ کیا“ تو میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا بھلا آپ کے امر کو کیسے زندہ کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہرے عوم کو حاصل کرے گا اور ان عوم کو لوگوں کو سکھائے گا پس اگر لوگ ہرے کلام کی اچھائیوں کو جان جاتے تو یقیناً ہری پیروی کرتے“، راوی کہتا ہے: میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا اے فرزند رسول! امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے ہم سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ”جس نے اس لئے علم حاصل کیا تا کہ وہ نادانوں سے جھگڑا کرے یا علماء کے مقابلے میں اپنے آپ پر فخر کرے یا پھر اس لئے کہ لوگ اس کی جانب رجوع کریں تو وہ جہنمی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”میرے جد نے سچ فرمایا، کیا تم سمجھنا دان کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا نہیں، یا ابن رسول اللہ! امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ بیٹن کرنے والے ہیں، اور تم سمجھتے کہ کلام کو کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا نہیں، یا ابن رسول اللہ! راوی کہتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا ”وہ علماء آل محمد ہیں کہ جن کی اطاعت کو اللہ عز وجل نے فرض قرار دیا اور ان کی مودت کو واجب قرار دیا ہے۔“ پھر فرمایا ”کیا تم سمجھتے کہ صادق علیہ السلام کے قول: ”یا پھر اس لئے کہ لوگ اس کی جانب رجوع کریں“ کے کیا معنی ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”قسم بخدا! اس سے مراد یہ ہے کہ بغیر حق کے دعویٰ امامت کرنا اور جو بھی یہ کرے گا وہ (جہنمی کی) آگ میں ہے۔“

(۱۶۰) ☆ علم کو ذریعہ معاش بنانے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یثیم علی - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یثیم بن زکریا قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے تمیم بن بہلول سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے حمزہ بن حمران سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ”جو علم کو کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ محتاج ہو جائے گا۔“ میں نے عرض کیا: ”میں آپ کا فدیہ قرار پاؤں! بیشک آپ کے شیعوں اور دوستوں میں ایک گروہ ہے کہ

جو آپ کے علوم کو حاصل کرتے ہیں اور اسے آپ کے شیعوں میں پھیلاتے ہیں اور وہ اس کام میں شیعوں سے نیکی، عطیہ و عزت و احترام سے محروم نہیں رہتے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ لوگ ذریعہ معاش بننے والے نہیں ہیں، علم کو ذریعہ معاش بنانے والے فقط وہ لوگ ہیں کہ جو بغیر علم اور بغیر اللہ عز و جل کی جانب سے کسی ہدایت کے حقوق کو باطل کرنے کی غرض سے دنیا کے سامان کے لالچ میں فتویٰ دیتے ہیں۔“

(۱۶۱) ☆ ”جو تصویر بنائے گا یا کتے کی ذمہ داری اٹھائے گا

وہ یقیناً اسلام سے خارج ہو جائے گا۔“ والی روایت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیویہ۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے، اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے، نبی سے، انہوں نے اپنے اسناد کے ساتھ سب کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی جانب کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جو تصویر بنائے گا یا کتے کی ذمہ داری اٹھائے گا وہ یقیناً اسلام سے خارج ہو جائے گا۔“ امام علیہ السلام سے کہا گیا پھر تو بہت سارے لوگ ہلاک ہو گئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ مر نہیں ہے کہ جس کی جانب تم گئے ہو، فقط میرے قول جو تصویر بنائے گا سے مراد ہے کہ جو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کو معین کریگا اور لوگوں کو اس کی جانب بلانے گا۔ اور میرے قول جو کتے کی ذمہ داری اٹھانے سے امیری مراد وہ شخص ہے کہ جو ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والے کی ذمہ داری اٹھائے کہ وہ اس کو کھانا کھائے اور وہ اس کی پیاس بجھائے۔ جو شخص یہ کام انجام دے گا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔“

(۱۶۲) ☆ ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے منقول:

”جب تم معرفت حاصل کر لو تو جو چاہو عمل کرو۔“ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے فضیل بن عثمان سے، انہوں نے کہا کہ، ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا، پس کہا گیا یہ خبیث لوگ آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ، بیشک آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے فرمایا: ”جب تم معرفت حاصل کر لو تو جو چاہو عمل کرو۔“ وہ لوگ (اس کی بنیاد پر) ہر حرام چیز کو حلال قرار دیتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ان کے حق میں کوئی صداقت نہیں ہے، اللہ لعنت کرے ان پر! میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے فقط یہ فرمایا تھا کہ جب تم حق کی

معرفت حاصل کر لو تو تم جوچ ہو نیکی انجام دو وہ تم سے قبول کروں جائے گی۔“

☆ جزاک اللہ خیرا - کے معنی ☆ (۱۶۳)

میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسین ابن یزید سے، انہوں نے ملک بن اسیر کے بھائی حسین بن عین سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ مہم جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کا دوسرے شخص کے حق میں کہا ”جزاک اللہ خیرا“ کے بارے میں سوال کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ”بیشک خیر جنت میں ایک نہر ہے جو کوثر سے نکلتی ہے۔ اور کوثر گوشہ عرش سے نکلتی ہے، اور اس کے اوپر اوصیاء اور ان کے شیعوں کی منزلیں ہیں، اس نہر کے دونوں طرف قرب و جوار ہیں (بے مکانات میں) نباتات (خوریں) موجود ہیں اگر ان میں سے ایک اپنی حدایت کھودے تو اس کی جگہ اس نہر کے نام کے ساتھ دوسری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ اللہ عزوجل کے قول ”فیہلہا حیرات حساں“ (ان جنتوں میں نیک سیرت اور خوب صورت عورتیں ہوں گی) (سورہ الرحمن آیت ۷۰-۷۱) کے مطابق ہے، تو جب کوئی شخص اپنے ساتھی کو ”جزاک اللہ حیرا“ کہتا ہے تو اس سے فقط مراد یہ منزلیں ہوتی ہیں کہ جو اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق میں سے اپنے خالص اور نیک بندوں کے لئے آمادہ کی ہیں۔“

☆ قول امیر المؤمنین علیہ السلام کے معنی کہ جب آپ سے کسی نے کہا تھا کہ

میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے لئے جامہ فقر تیار کر لو! ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا، ہم سے بیان کیا محمد ابن ادریس اور محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے احمد بن خالد سے، انہوں نے محمد بن مبارک سے، انہوں نے ہادیہ شخص نے مہم جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، حدیث نقل کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے اس سے فرمایا ”اب تم فقر و تنگدستی کہ اپنے لئے کے لئے آمادہ ہو جاؤ“ تو آپ نے فرمایا اس طرح نہیں ہے، (بلکہ) آپ نے فرمایا تھا ”تم نے اپنے لئے جامہ فقر تیار کر لیا ہے اور ان کا مقصود روز قیامت تھا۔“

(۱۶۵) ☆ ارشاد امام صادق علیہ السلام: کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر لوٹ آئے جبکہ اس نے اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا تھا تب (بھی) اُس کا نامہ اعمال نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔۔ کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن قاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے شبہ بن میمون سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا "کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر لوٹ آئے جبکہ اس نے اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا تھا تب (بھی) اُس کا نامہ اعمال نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔" راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: مجھے آپ کا فیہ قرار دیا جائے، یہ کیونکر ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا "وہ کسی ایسے گروہ کے پاس سے گزرتا ہے جو ہم اہلبیت پیہم اسلام کا (برائیاں کرتے ہوئے) ذکر کر رہا ہوتا ہے تو (اُس کو دیکھ کر) وہ وگ کہتے ہیں شہر جاؤ کہ یہ شخص ان کا محبت ہے، تو فرشتہ اپنے صاحب سے کہتا ہے لکھ دو کہ آل محمد کا بدیہ فیہ شخص کے شامل حل ہو چکا ہے۔" (یعنی اس کے گزرنے کی وجہ سے اہلبیت کی مدد ملی کرے، و باز آگئے، جس کی وجہ سے وہ اس بدیہ کا مستحق بن گیا)۔

☆ (۱۶۶) موجبتین کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے نماوت بن نبیون نے عرض کیا، انہوں نے زرارہ سے، زرارہ نے کہا کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "موجبتین کو فراموش مت کرنا ایا پھر فرمایا تھا ہر نماز کے بعد تم پر موجبتین لازم ہیں۔" تو میں نے عرض کی یہ موجبتین کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا "تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور (جہنم کی) آگ سے اس کی پناہ مانگو۔"

(۱۶۷) ☆ اس روایت کے معنی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مردکی

سعادت مندی اس کی ڈاڑھی کے کم ہونے میں ہے ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن یحییٰ، شعری

نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم مقبری نے۔ یا کسی اور نے۔ سلسلہ سند کو بند کرتے ہوئے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”مرد کی سعادت مندی اس کی ڈاڑھی کے بالوں کے کم ہونے میں ہے۔“ فرمایا ”سعادت مندی یہ نہیں ہے، بلکہ سعادت مندی تو یہ ہے کہ اس کے جڑے قبیح خدا کرنے میں رواں دواں رہیں۔“

☆ (۱۶۸) سنت خدا عزوجل اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت ولی علیہ السلام کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن محمد۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے، انہوں نے سہل ابن زید آدمی سے، انہوں نے امام رضا علیہ السلام کے غلام مبارک سے اور انہوں نے امام رضا علی بن موسیٰ علیہما السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”جب تک تین خصوصیات کسی میں نہ پائی جائیں وہ مومن نہیں ہو سکتا، ایک اپنے پروردگار کی سنت، ایک اس کے نبی کی سنت اور ایک اس کے ولی کی سنت۔ پس اس کے رب کی سنت یہ ہے کہ راز کو پوشیدہ رکھے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد ا وہ غیب دان ہے اور کسی پر اپنے راز کو آشکار نہیں کرتا، سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے۔ (سورہ جن آیت-۲۶) اور اس کے نبی کی سنت ہے لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ کو لوگوں کے ساتھ نرمی کا سلوک روا رکھنے کو کہا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ”خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجہلین“ معاف کر دینے کی صفت اپناؤ اور نیکی کا حکم دیتے رہو اور جاہل لوگوں سے روگردانی کرو۔ (سورہ اعراف آیت-۱۹۹) اور اس کے ولی کی سنت سختی اور تنگ دہی کے زمانہ میں صبر کرنا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والصابرین فی الباساء والضراء و حین الناس اولئک الذین صدقوا اولئک هم المتقون۔ اور سختی اور تنگدستی اور زحمتی کے موقع پر صبر کرنے والے ہیں کہ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار! (سورہ بقرہ آیت-۱۷۷)“

☆ (۱۶۹) غیبت اور بہتان کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ متوکل۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد ابن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے عبد الرحمن بن سیابہ سے، انہوں نے امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”غیبت یہ ہے کہ تم اپنے دینی بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جسے اللہ نے پوشیدہ رکھا ہے اور بہتان یہ ہے کہ تم اپنے دینی بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جو اس میں پائی ہی نہیں جاتی۔“

☆ (۱۷۰) دورخ اور دوزبانوں والا (دوغلا) ہونے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علیؑ جیویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی خطاب نے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسکان سے، انہوں نے داؤد بن فرقہ سے، انہوں نے ابوشیبہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ”پٹے فرمایا“ وہ کتنی ہی برا بندہ ہے جو دورخ اور دوزبانوں والا ہے کہ اپنے دینی بھائی کی موجودگی میں اس کی خوشامد کرتا ہے جبکہ پیٹھ پیچھے اسے کھا جاتا ہے یعنی کہ اگر اسے کچھ ملتا ہے تو یہ حسد کرنے لگتا ہے اور اگر اس پر کوئی برائی آتی ہے تو یہ اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا احمد ابن اور یس نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ ابن عمران بغدادی نے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے عون بن معین سے جو ثوبیوں کا تاجر تھا، انہوں نے عبد اللہ ابن ابی یحییٰ سے کہ انہوں نے کہا میں نے امام جعفر ابن محمد الصادق علیہ السلام دیکھا کہ وہ فرماتے سنا ”جو شخص لوگوں کے سامنے ایک نذر سے متا ہے لیکن پیٹھ پیچھے کسی اور انداز سے توقیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا۔ اس کی آس کی دوزبانیں ہوں گی۔“

☆ (۱۷۱) نسبت اسلام کے معنی ☆

۔ ہم سے بیان کیا محمد ابن علی مانیلیویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے اپنے بھائی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے غیاث بن برنیم سے، انہوں نے امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پیر بزرگوار سے، آپ نے اپنے اجداد سے کہ فرمایا امیر مومنینؑ نے فرمایا ”میں سلام کو ایک ایسی نسبت سے منسوب کر رہا ہوں کہ مجھ سے پہلے کسی نے بھی اسلام کو ایسی نسبت نہیں دی اور نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی نسبت قائم کر سکے گا۔ اسلام سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے، تسلیم کرنا تصدیق کرنے کا نام ہے اور تصدیق یقین کا دوسرا نام ہے جبکہ یقین ہی اولیٰ کا نام ہے اور اولیٰ یعنی مصل۔ بلاشبہ جب مومن اپنے پروردگار سے دین حاصل کرتا ہے تو وہ اپنی قائم کردہ رائے سے اس کی تصویب نہیں کھینچتا۔ اے لوگو! اپنے دین کی حفاظت کرو، اپنے دین کی حفاظت کرو! اسی سے متمسک رہو اور مبادا کوئی شخص تم سے یہ چھین لے یہ تم کو اس سے مرتد بنا دے، کیونکہ دین سے متمسک رہتے ہوئے برائی کا ارتکاب کرنا لادینی کے عالم میں نیکی کرنے سے بہتر ہے، اس لئے کہ دین کے ہوتے ہوئے گناہ معاف کیا جاسکتا ہے لیکن دین کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔“

☆ اسلام اور ایمان کے معنی ☆ (۱۷۲)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے ساعد بن مہران سے، انہوں نے کہا: میں نے ان سے ایمان اور اسلام کے بارے میں دریافت کیا، ہذا میں نے ان سے عرض کیا: ایمان اور اسلام کے درمیانی فرق کو واضح فرمائیں، تو فرمایا: ”کیا میں تم کو مثال دے کر سمجھا دوں؟“ میں نے کہا: میں بھی یہی چاہوں گا۔ فرمایا: ”ایمان اور اسلام کی مثال ایسی ہے جیسے کعبۃ الحرام اور حرم کی کہ کبھی انسان حرم میں ہوتا ہے لیکن خانہ کعبہ میں نہیں ہوتا لیکن جب تک حرم میں نہیں جائے گا خانہ کعبہ میں نہیں جاسکتا۔ (اسی طرح) کبھی انسان مسلمان تو ہوتا ہے مگر مومن نہیں، لیکن مسلمان ہوئے بغیر مومن نہیں ہو سکتا۔“ راوی کہتا ہے تو میں نے عرض کی: کیا کوئی شے ایمان کے درجہ سے خارج کر دیتی ہے بھلا؟ مجھ سے فرمایا ”ہاں!“ میں نے عرض کی: یہ چیز اسے کس حالت میں لے جاتی ہے؟ فرمایا: ”اسلام یا کفر کی جانب۔“ نیز فرمایا: ”اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو اور اس سے پیشاب سرزد ہو جائے تو اسے خانہ کعبہ سے باہر نکال دیا جائے گا لیکن حرم سے نہیں نکالا جائے گا اور اگر وہ حرم سے باہر نکل جائے اور اپنے کپڑے کو دھو لے اور پاک ہو جائے تو اسے خانہ کعبہ میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو اور اس میں (کعبہ سے) عناد و دشمنی کے سبب پیشاب کر دے تو اسے خانہ کعبہ اور حرم دونوں سے باہر نکال کر اس کی گردن مار دی جائے گی۔“

۲۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے بکر بن صالح رازی سے، انہوں نے ابو صحت ہروی خراسانی سے، انہوں نے کہا: میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایمان دل کی گرہ، زبان کی ادا انگلی اور اعضاء و جوارح سے عمل کا نام ہے اور اس کے علاوہ ایمان کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔“

۳۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا: ہم سے بیان کیا سعد ابن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حفص ابن بختری سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایمان نہ ظاہر ہو و نہ دکانا نام ہے اور نہ ہی صرف تنہا کرنے کا، بلکہ ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دل میں خالص طور پر گھر کر جائے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔“

۴۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا: ہم سے بیان کیا علی ابن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن میمون سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ایمان قول و فعل کا نام ہے اور یہ دونوں (قول و عمل) ایک دوسرے کے شریک بھائی ہیں۔“

۵۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے،

نبیوں نے موسیٰ بن قاسم بنکی سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حارثہ ابن نعمان نصاریٰ سے ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا اے حارثہ! تم نے کیسے صبح کی؟ وہ کہنے لگے میں نے حقیقی مومن ہونے کے طور پر صبح کی۔ آپ نے فرمایا ہر ایمان کی کوئی حقیقت ہوتی ہے تو بھلا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟“ فرمایا میں نے اپنے نفس کو دنیا سے دور کر دیا ہے، رتوں کو کھانے میں یہ سارہتا ہوں تو گویا میں اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے عرش پر دیکھتا ہوں اور وقت حساب قریب آچکا ہے اور ویسا میں اہل جنت میں سے ہوں کہ وہ لوگ اس میں آنا چاہتا رہے ہیں اور جہنمیوں کو جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہے، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ایک مومن ہو کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کو نافذ کر دیا ہے، ہذا اتم ثابت قدم رہنا کہ خدا اتم کو ثابت قدم رکھے۔ اس کے بعد اس نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ اندیشہ اپنی آنکھوں کے بارے میں ہے کہ مبادا وہ میرے بے باعث نقصان ہو تو رسول خدا نے اس کے لئے دعا کی تو اس کی بصارت زائل ہو گئی۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن۔ رحمہ اللہ۔ نے، نبیوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، نبیوں نے محمد بن حسین بن علی خضاب سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، انہوں نے محمد بن عذافر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کچھ سواروں سے ہوئی تو ان لوگوں نے کہا اسلام سیکھ یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا ”تم لوگ کون ہو؟“ تو وہ کہنے لگے ہم مومنین ہیں تو آپ نے فرمایا ”تم لوگوں کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟“ وہ کہنے لگے قضائے ہی پر راضی رہنا، حکم خدا کے سامنے سرتسلیم خم کرنا اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ”اما، ورحلکم! قریب تھا کہ اپنی حکمت کی وجہ سے انبیاء ہو جاتے۔ پس کر تم لوگ بچے ہو تو جس میں تم کو (ہمیشہ) رہنا نہیں ہے قیصر نہ کرو ورنہ جو نہا نہیں ہے سے قیصر نہ رو اور نہ سے ڈرتے رہو کہ کسی طرف تم لوگوں کو پھٹ کر جانا ہے۔“

☆ (۱۷۳) ☆ صبغة اللہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا ہم سے بیان کیا۔ محمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، نبیوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابن سے، انہوں نے ابو جعفر امام جعفر صادق سے مدعز واصل کے اس قول کے بارے میں ”صبغة اللہ و من احسن من اللہ صبغة“ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۸) روایت کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”صبغة اللہ (سے مراد) اسلام ہے۔“

☆ (۱۷۴) ☆ خلق عظیم کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے ابو جارد سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں: ”انک لعلی خلق عظیم“ (سورہ قلم آیت ۴) کے سلسلے میں نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اس سے مراد اسلام ہے۔“ نیز مروی ہے کہ خلق عظیم [ہی] دین عظیم ہے۔

☆ (۱۷۵) ☆ ائمہ علیہم السلام کے اس ارشاد کے معنی کہ ہماری حدیثیں دشوار اور مشکل ہیں ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا ہم سے بیان کیا احمد بن اوریس نے، انہوں نے حسین بن عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے کسی مدائن کے رہنے والے سے کہ اس نے کہا: میں نے ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کے آباؤ اجداد علیہم السلام کے حوالے سے ہم سے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ کی حدیثیں دشوار اور سخت ہیں بایں معنی کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ اس کا متحمل ہو سکتا ہے، نہ ہی کوئی نبی مرسل اور نہ ہی کوئی ایسا مومن کہ جس کے قلب کو اللہ نے ایمان کے لئے امتحان میں ڈالا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے یوں جواب موصول ہوا: ”اس کے یہی معنی ہیں کہ کوئی فرشتہ اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی مانند کسی فرشتہ کے سامنے پیش کر دے، نہ ہی اسے کوئی نبی اپنے پاس رکھ سکتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی مانند کسی نبی کو پیش کر دے اور نہ ہی کوئی مومن اس کا متحمل ہو سکتا ہے مگر یہ کہ وہ اپنی مانند کسی مومن کے سامنے پیش کر دے بایں معنی کہ کوئی اپنے قلب میں اس کی حلاوت کا متحمل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے سینے سے نکل کر کسی دوسرے تک پہنچ جائے۔“

☆ (۱۷۶) ☆ شہر محصون کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن علی بن حسین بن سفیان بن یعقوب بن حارث بن ابراہیم ہمدانی نے کوفہ میں اپنے گھر میں، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ جعفر بن احمد بن یوسف ازدی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن یزید حناط نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عمرو بن یسع نے، انہوں نے شعیب بن حداد سے، انہوں نے کہا: میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا: ”بیشک

ہماری حدیث دشوار اور سخت ہوتی ہے کہ نہ کوئی مقرب فرشتہ اس کا مکمل ہو سکتا ہے نہ کوئی نبی مرسل و نہ ہی کوئی ایسا مؤمن ہے جس کے قلب کو اللہ نے ایمان کے لئے آزمایا ہو و نہ ہی کوئی محزون شہر اس کا مکمل ہو سکتا ہے۔

عمر و کہتے ہیں تو میں نے شعیب سے کہا کہ ہے، ہاں! سن یہ شہر محزون یا شے ہے، ہاں! کوئی کہتا ہے وہ بے لگا میں نے اسے مصدوق علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مقصود وہاں ہے، تو کوئی و ضرور ہو۔

(۱۷۷) ☆ امام محمد باقرؑ کے قول کے معنی کہ جس میں آپؑ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی

اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے نزدیک موت زندگی سے زیادہ،

تنگدستی ثروت سے زیادہ اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے جہانم سے بیان کیا کہ میں نے انہوں نے امہ بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے حارث بن حسن الطائی سے، انہوں نے ابراہیم بن عبد اللہ سے، انہوں نے فضیل بن یزید سے، انہوں نے ابو نصران مہند باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پہنچ سکتا کہ : جب تک اس کے نزدیک موت زندگی سے زیادہ، تنگدستی ثروت سے زیادہ اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب نہ ہو۔“ میرے عرض یہ تھا، ایسا کیسے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: ”تم سب سب اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: ”جہانم میں سے انہوں نے یہ فرمایا، وہ نہایت سے وہ ہماری نسبت میں مر جانا بہت ہی زیادہ ہے۔“ تو میں نے عرض کیا، ہذا آپؑ کی نسبت میں مر جانا نہیں رہا، وہ عزیز ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ”اور یہی صورت حال تنگدستی و ثروت اور بیماری و صحت کی ہے۔“ میں نے عرض کیا، ہاں، اللہ۔

(۱۷۸) ☆ قرآن اور فرقان کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے جہانم سے بیان کیا، محمد بن ادریس نے، انہوں نے جہانم سے بیان کیا، محمد بن امہ بن ابی عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے ابوالحسن یعنی ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے ابن سنان وغیرہ سے کہ جس نے ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے ابو عبد اللہ ام جعفر صدوق علیہ السلام سے قرآن اور فرقان کے متعلق دریافت کیا کہ آیا یہ دو الگ چیزیں ہیں یا ایک ہی شے کے دو نام

ہیں؟ راوی کہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: ”قرآن مکمل کتاب کا نام ہے جبکہ فرقان اس محکم کا نام ہے کہ جس پر عمل کرنا واجب ہے۔“

(۱۷۹) ☆ اس روایت کے معنی جو امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس میں آپؐ نے فرمایا تھا:
کوئی شخص قرآن کے بعض حصہ کو اس کے دیگر بعض حصہ سے مخلوط نہیں کرتا مگر یہ کہ اس نے کفر کیا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے نصر ابن سوید سے، انہوں نے قاسم بن سلیمان سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؐ نے فرمایا: ”مجھ سے میرے والد بزرگوارؑ نے فرمایا کوئی شخص قرآن کے بعض حصہ کو اس کے دیگر بعض حصہ سے نہیں ملا دیتا مگر یہ کہ وہ کفر کرتا ہے۔“
میں نے محمد بن حسن - رحمہ اللہ - سے اس حدیث کے معنی دریافت کئے تو انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آیت کی تفسیر میں کسی دوسری آیت کی تفسیر کے ذریعہ جواب دے۔

(۱۸۰) ☆ الحال المتخل کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصحابی سے، انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا کہ میں نے علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی: افضل ترین عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”الحال المتخل“ میں نے عرض کی ان المتخل معنی کیا؟ آپؐ نے فرمایا: ”خاندان قرآن اور ختم قرآن کہ جب کبھی اس کی ابتدا کرے تو اسے اختتام تک پہنچائے۔“ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ختم اللہ قرآن عطا کر دے اور پھر وہ یہ خیال کرے کہ کسی اور کو اس کو عطا کر دے شے سے بھی افضل تر عطا کی گئی ہے تو اس نے بہت بڑی چیز کو چھوٹا جان کر چھوٹی چیز کو بہت بڑا جانا۔“

(۱۸۱) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے معنی کہ کیا تم میں سے کوئی

اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ہر رات ایک تہائی قرآن پڑھے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا بوالحسن محمد بن احمد بن علی اسدی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن ہارون بن یزید نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محاذ نے، انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، انہوں نے علی بن مدرک سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے ربیع بن خثیمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کیا تم میں کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ رات ایک تہائی قرآن پڑھے؟“ حاضرین کہنے لگے ہاں ایسا کون کر سکتا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”قل ہو اللہ احد ایک تہائی قرآن ہے۔“

☆ (۱۸۲) مکارم الاخلاق کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ بن ابی خلف نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے کہا ایک شخص امام جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام کی خدمت میں آ کر اپنے والد کے زہر مارنے کے لئے مجھے مکارم الاخلاق سے آگاہ فرما میں تو آپ نے فرمایا ”اس نے تم پر ظلم کیا اس سے درگزر کرنا، اس نے تم سے قطع تعلیق کیا اس سے میل جول رکھنا، اس نے مکر و فریب کیا اس سے بیزاری اور حق بات کہنا چاہیے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد ابن عبداللہ نے، انہوں نے حماد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جعفر ابن سوید سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے جابر بن ہادی سے کہ وہ کہتا ہے مجھ سے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”ایسا میں تمہیں مکارم الاخلاق بیان نہ کروں۔“ میں نے کہا یہ نہیں آیت نے فرمایا ان لوگوں سے درگزر کرنا، کسی انسان کا اپنے مال میں اپنے بھائی سے ساتھ برائی کا سوک کرنا اور نشت سے ساتھ لڑنا، اور گھر کرنا۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ بن جعفر رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن عثمان سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آپ نے فرمایا ”بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکارم الاخلاق سے مخصوص کیا تو تم تک بھی اپنے آپ کی زبانتی کرو کہ اگر تم میں یہ موجود ہیں تو اللہ عزوجل کی حمد بجالاؤ اور اس میں اضافے کے لئے اس کی طرف رغبت کرو۔“ اس کے بعد آپ نے اس صفت شمار کیں یقین، تقویٰ، صبر، شکر، رضا، حسن خلق، سخاوت، غیرت، شجاعت اور مروّت۔

☆ (۱۸۳) کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا، ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر تمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابواسمہ زید شمس سے، انہوں نے کہا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”کوئی مومن بھی اس سے سخت تر آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جاتا کہ جب وہ تین خصصتوں سے محروم ہو۔“ آپ سے کہا گیا وہ کون سی خصصتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ”اپنے پاس موجود مال میں برابری، اپنے آپ سے انصاف اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔“ ہاں، میں تم لوگوں سے یہ نہیں کہتا کہ (اللہ کا کثرت سے ذکر یہ کہہ کر روک) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، بلکہ جو بندہ کے لئے حلال ہے درجہ اس پر حرام ہے ان موقعوں پر اللہ کو یاد رکھے۔“

۲۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن مغیرہ سے، انہوں نے ابوصباح کتانی سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”بندگان خدا جو اعمال انجام دیتے ہیں ان میں سب سے سخت ترین عمل کسی بندہ کا اپنے آپ سے انصاف کرنا، اپنے بھائی سے برابری کا سلوک روا رکھنا اور ہر حاست میں اللہ کا ذکر کرنا ہے۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: خدا رحمت نازل کرے، ہر حاست میں ذکر خدا کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا ”معصیت کے وقت اللہ کو یاد کرے بایں معنی کہ جب کسی گنہ کے ارتکاب کا ارادہ کرے تو یاد خدا اس کے اور اس کے گناہ کے درمیان حائل ہو جائے اور یہی اس ارشاد الہی کا مطلب ہے ”إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ“ (جو لوگ صاحبان تقویٰ ہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھوٹا بھی چاہتا ہے تو یاد خدا کو یاد کرتے ہیں اور حق کو دیکھنے لگتے ہیں) (سورۃ اعراف: آیت-۲۰۱)

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر تمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ہشام بن سام سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے حسین بن ازہ سے، انہوں نے کہا مجھ سے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”کیا میں اس گراں ترین (عمل) کے بارے میں نہ بتا دوں جسے اللہ نے اپنی خلقت پر فرض کیا؟“ میں نے عرض کی کیوں نہیں! آپ نے فرمایا ”لوگوں کے ساتھ اپنے آپ سے انصاف کرنا، اپنے بھائی سے برابری کا سلوک کرنا اور ہر مقام پر اللہ کا ذکر کرنا۔“ ابنتہ میں یہ نہیں کہتا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، گو کہ یہ بھی ذکر خدا ہی ہے، لیکن ہر مقام پر یاد خدا سے میری مراد یہ ہے کہ جب بھی تم اطاعت یہ معصیت کا ارادہ کرو اللہ کو یاد رکھو۔“

۴۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے علی بن عقبہ سے، انہوں نے ابو جابر و منذر کندی سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”سخت ترین

انہاں تین ہیں سوگوں کے ساتھ اپنے آپ سے انصاف کرو یہاں تک کہ اپنے غصے کے لئے بھی بیچنے والی پسند کرو جو تمہارے نفس امارت کے لئے پسند کرتا ہے، اپنے بھائی کے ساتھ مال میں برابری کا سوک کرو اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرو۔ ذکر خدا فقط سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہی نہیں ہے، بلکہ جب بھی تم پر کوئی ایسی چیز وارد ہو جس کا اللہ نے حکم دیا ہو تو اس پر عمل کرو، اگر کوئی ایسی شے وارد ہو جائے کہ جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے تو تم اسے ترک کر دو۔

۵۔ دوسری ایک روایت میں امام اصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سے اللہ عزوجل کے سر فرمان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ "ادکروا اللہ دکراً کثیراً" (سورۃ احزاب آیت-۳۱) کہ یہاں ذکر کثیر سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا "جو شخص تسبیح فاطمہ سلام اللہ علیہا پڑھے تو اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔"

یہی روایت ہم سے بیان کی محمد بن حسن - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو محمد جعفر بن احمد بن سعید یحییٰ نے جو صفوان بن یحییٰ کا بھتیجا تھا، انہوں نے علی بن سبہ سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے ابوسبائی بن نعیم عندی سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، ایک حدیث میں وہ یوں کہتے ہیں کہ جس نے خرمیں کی طرح سے ہے کہ "تسبیح فاطمہ سلام اللہ علیہا، اللہ کا ذکر کثیر ہے کہ جس کے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے "فادکروسی ادکروکم" (تم ہم کو یاد کرو تا کہ ہم تمہیں یاد رکھیں) (سورۃ بقرہ آیت-۱۵۲)

اللہ کی اعانت اور احسان کے ساتھ پہلا جز مکمل ہوا

الحمد لله رب العالمين و صلى الله على سيدنا محمد النبي و آله الاكرمين.

جلد دوم

☆ غایات کے معنی ☆ (۱۸۴)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے، انہوں نے صدوق امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "عبادت کے ذریعے شہرت پانا یا یہ شک ہے۔ بیشک میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے مجھے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے بیان کیا ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا عبادہ وہ ہے جو اپنے تمام فرائض کو انجام دے، سب سے بڑا نیک وہ ہے جو اپنے اس کے اکرے، سب سے بڑا زائد وہ ہے جو حرام سے باز رہے، سب سے بڑا متقی شخص وہ ہے جو حق بات کہے چاہے اس کے حق میں ہو یا اس کے خلاف، سب سے بڑا عادل وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرے کہ جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے، سب سے بڑا زریک وہ شخص ہے جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرے، سب سے زیادہ قہر رشک وہ ہے جو مٹی کے پینے (فن) کی حالت میں ہو چکا ہو کہ عقاب (ہٹی) سے محفوظ ہو اور جزائے خیر کا امیدوار، سب سے بڑا غافل وہ شخص ہے جو اپنی کمزوریوں اور غفلت سے نصیحت نہ پکڑے، دنیا میں سب سے زیادہ اہمیت اس شخص کی ہے جس کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہ ہو، سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جو لوگوں کے علم کو اپنے علم کے ساتھ ملا دے، سب سے بہرہ ور وہ شخص جو اپنی نفسانی خواہشات پر غلبہ پالے، سب سے قیمتی شخص وہ ہے جس کا علم سب سے زیادہ ہو اور سب سے کم قیمت وہ شخص ہے کہ جس کا علم سب سے کم ہو، سب سے کم ترین لذت مند رہنے والا، حاصل رہتا ہے، سب سے کم راحت اس شخص کو ملتی ہے جو بخشش ہوتا ہے، بیشکل ترین وہ ہے جو ان افعال کے انجام میں غفلت میں نہ رہے کہ انہیں خدا نے اس پر فرض کیا ہے، حق کا سب سے زیادہ سراوار وہ شخص ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ عمل کرتا ہو، سب سے کم خدمت میں شخص کے لئے ہے جو فاسق ہو، دنیا میں کمترین وفادار شاہوں میں ہوتی ہے، سب سے کم دوستی سلطان نبھاتا ہے، وہ شخص سب سے بڑا فقیر ہے جو بہت لاپٹی ہے، سب سے کم تر ترین شخص وہ ہے جو حرام کا امیر نہ ہو، سب سے افضل ایمان اس شخص کا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ حسن اخلاق کا حامل ہو، معزز ترین شخص وہ ہے جس کا تقویٰ سب سے زیادہ ہو، سب سے بڑی اہمیت کا حامل وہ شخص ہے جو بائقوں و ترک مرد ہے، سب سے بڑا پرہیزگار (اودع) وہ شخص ہے جو بھگڑنا چھوڑ دے خود حق پر ہی کیوں نہ ہو، سب سے کم ترین مردانگی اس میں ہے جو جھوٹا ہو، بد بخت ترین اشخاص صاحبان اقتدار ہیں، سب سے زیادہ نفرت کے قابل متکبر شخص ہے، سب سے بڑا اہمیت وہ ہے جو گناہوں کو ترک کر دے، سب سے زیادہ صاحب حکمت و دانش شخص وہ ہے جو جاہل افراد سے فرار اختیار کرے، سب سے زیادہ خوش بخت وہ ہے جو سریم افراد کی صحبت میں رہتا ہے، سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو لوگوں سے سب سے زیادہ نرمی کا سوکھ کرتا ہے، تہمت کا سب سے زیادہ حق دروہ شخص ہے کہ جو اہل تہمت کے ساتھ بیٹھتا ہے، سب سے زیادہ سرکش وہ شخص ہے جو اس شخص کو قتل کر دے جو اس کا قاتل نہ ہو یا اس شخص کو مارے کہ جس نے اسے نہ مارا

ہو، سب سے زیادہ غفور و رگزر کرنے کا سزاوار وہ شخص ہے جو بدلہ لینے پر سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہو، گناہوں میں مبتلا ہونے کا سب سے زیادہ اہل وہ نادان ہے جو غیبت کرتا ہو، پست ترین شخص وہ ہے جو لوگوں کی اہانت کرتا ہو، دُور اندیش ترین شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ غصہ کو پی جاتا ہو، لوگوں میں سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو لوگوں کی سب سے زیادہ خیر خواہی کرتا ہو، سب سے بہترین شخص وہ ہے کہ جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبداللہ و راق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، نبی نے ابراہیم بن معروف سے، انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے، انہوں نے اپنے بھائی علی سے، انہوں نے حسن بن سعید سے، انہوں نے حارث بن محمد بن نعمان الاحول صاحب اطاق سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤ اجداد پرین علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ معزز ترین شخص ہو تو سے چاہئے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے، جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ پرہیزگار بنے تو اسے چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کرے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بے نیاز ترین بنے تو اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے اس پر زیادہ تکیہ کرے اس چیز کے مقابلہ میں کہ جو اس کے اپنے پاس ہے۔“ اس کے بعد آپ نے فرمایا ”کیا میں تم لوگوں کو بدترین انسان سے آگاہ نہ کر دوں؟“ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟“ آپ نے فرمایا ”وہ شخص جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں۔“ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”کیا میں تم کو اس سے بھی بدتر انسان سے آگاہ نہ کر دوں؟“ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا میں تم کو اس سے بھی بدتر انسان سے آگاہ نہ کر دوں؟“ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا ”جس کے شر سے امان نہ ہو اور اس سے خیر کی کوئی امید نہ ہو ابے شک حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام درمیان بنی اسرائیل کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنی اسرائیل! جاہل لوگوں سے حکمت کی باتیں مت کرو کہ یہ حکمت کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اس کے اہل کو اس سے محروم نہ کر دو کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوگی، نیز خالوں کی ان کے قلم میں عانت نہ کر دو کہ مبدی تمہاری فضیلت ضائع ہو جائے۔ امور تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جس کی راہ راست تمہارے لئے روشن ہے تو اس مرکی پیروی کرو، دوسرے وہ امر کہ جس کی گمراہی تمہارے لئے واضح ہے تو اس سے باز رہو اور تیسرے وہ امر کہ جس میں اختلاف پایا جاتا ہو تو اسے اللہ عزوجل کی طرف لوٹا دو۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن یزید نوئی سے، انہوں نے اسماعیل بن ابی زیاد سے، انہوں نے الصادق امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدھر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤ اجداد پرین علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین مال کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا ”وہ زراعت کہ جس کی کاشتکاری اس کے مالک نے کی ہو اور اس کی درستی کو قائم کرے اور کٹائی کے

موقع پر اس کا حق ادا کر دے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! زراعت کے بعد سب سے بہترین ماں کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”گلہ بانی کہ اپنی بھیڑ بکریوں کو بارش کے مقامات پر چرائے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول!، بھیڑ بکریوں کے بعد کون سا سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ گائے جو صبح و شام اپنے مالک کو خلع پہنچائے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! گائے کے بعد کون سا مال سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ اونچے اونچے درخت جو کچھڑ میں اگے ہوں اور موقع پر پھس دیتے ہوں، درخت خرما کیا ہی بہترین شے ہے! جس نے اسے فروخت کیا تو اس کی قیمت اس راکھ کی مانند ہے جو بلند چوٹی پر ہو کہ صوفات کے دن میں تیز ہوا اُسے اڑ لے جائے مگر یہ کہ اس کی جگہ کوئی دوسرا درخت خرما خرید کرے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! درخت خرما کے بعد بہترین ماں کون سا ہے؟ اس موقع پر آپ خد موش ہو گئے تو ایک شخص نے آپ سے عرض کی: تو یہ اونٹ کہاں سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس میں بدعتی ہے، جفا ہے، رنج ہے و گھر سے دُوری ہے کہ صبح و شام بد اقبال، تاہم کہ اس سے کوئی بھلائی نہیں آتی مگر یہ کہ کسی نے کسی خواست کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ البتہ بد بخت اور قاجار افراد اس سے دست بردار نہیں ہوتے۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابرہیم بن اسحاق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان احمد بن محمد ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن قسّم قرأت نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم معنی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن خالد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن بکر مردی نے، انہوں نے کہا کہ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے، آپ نے اعلیٰ بن حسین علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ ایک روز امیر المومنین صوات اللہ علیہ اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ انہیں جنگ کی تیاریاں کروا رہے تھے کہ یکا یک ایک بوڑھا شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ اس کے چہرے سے سفری رنج کے آثار نمودار تھے تو اس نے کہا: امیر المومنین کہاں ہیں؟ اس سے کہا گیا: وہ یہ ہیں! تو اس نے آپ کو سلام کیا، اور اس کے بعد کہنے لگا: امیر المومنین! میں شام کی جانب سے آ رہا ہوں اور میں انتہائی بوڑھا شخص ہوں جبکہ میں نے آپ کے بارے میں ان کثرت فضائل سنے ہوئے ہیں اور اب میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ آپ کو شہید کر دیا جائے گا لہذا آپ مجھے وہ علم عطا کیجئے جو اللہ نے آپ کو تعلیم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! شیخ! جس کے دو دن مساوی تریں وہ لکھنے میں ہے اور جس کی فکر وں کا محور دنیا ہو تو اس سے جدائی کے موقع پر اس کو شدید حسرت ہوگی اور جس کا دلے والا دن گزرے ہوئے دن سے بدتر ہو تو وہ محروم ہے، اور جو شخص اپنے زاد آخرت کی کمائی کی پرواہ نہ کرے جبکہ اس کی دینی سلامتی کے ساتھ ہمسایہ ہو تو وہ ہلاک ہوگی، جس شخص نے اپنے نفس میں واقع ہونے والے نقص کی اعتنائ نہ کی تو اس پر نفسانی خواہشات غائب آجائیں گی اور جو ناقص ہو اس سے تو موت ہی بہتر ہے۔ اے شیخ! لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ہو اور لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے۔“ اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! کیا تم اہل دنیا کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ وہ مختلف حالات میں صبح و شام بسر کرتے ہیں کہ ان میں کچھ ایسے ہیں جو زمین پر پچھاڑ دیئے گئے ہیں کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں

اور کچھ ایسے ہیں جو عیادت کرتے ہیں تو کسی کی عیادت کی جاتی ہے اور کوئی قریب المرگ ہے تو کوئی نا امید ہے اور کسی کو کفن دیا ج چکا ہے۔ کوئی طالب دنیا ہے جبکہ موت اس کی طاب ہے اور کوئی ایسا غافل ہے کہ اس کے بارے میں غفلت نہیں برتی گئی اور گزرے ہوئے لوگوں کے زیر اثر باقی و موجود آچکے ہیں۔“

پس زید بن صوحان عبدی نے آپ سے عرض کی: اے امیر المومنین، سب سے غالب اور قوی ترین حکم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نفسی خواہش۔“

اس نے عرض کی پست ترین پستی کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا ”حرص دنیا۔“

اس نے عرض کی سب سے سخت ترین فقر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایمان کے بعد کفر۔“

اس نے عرض کی گمراہ ترین دعوت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا ”لا یکن (کہ جس کی کوئی حقیقت نہیں) کی دعوت دینے والا۔“

اس نے عرض کی سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تقویٰ۔“

اس نے عرض کی کامیاب ترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا ”اس چیز کا طلب کرنا جو اللہ کے پاس ہے۔“

اس نے عرض کی صاحب شرکون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو تمہارے سامنے اللہ کی نافرمانی کو آراستہ و پیراستہ کرے۔“

اس نے عرض کی بد بخت ترین مخلوق کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو کسی غیر کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو بیچ ڈالے۔“

اس نے عرض کی قوی ترین مخلوق کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا ”صاحب حلم۔“

اس نے عرض کی سب سے راہی مخلوق کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا ”جو غیر حلال طریقے سے مال حاصل کرے اور پھر اسے غیر

حق میں خرچ کرے۔“

اس نے عرض کی سب سے زیرک و دان شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”جس شخص کے لئے ہدایت اور گمراہی کی راہیں واضح

ہو جائیں تو وہ راہ ہدایت کی طرف مائل ہو۔“

اس نے عرض کی سب سے بردبار شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”جو غصہ نہ کرے۔“

اس نے عرض کی اپنی رائے میں سب سے ثابت قدم کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”جسے لوگ اس کے نفس سے دھوکا نہ دیں اور دنیا

کی آرائش اسے اپنا شکار نہ بنالے۔“

اس نے عرض کی حق ترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دنیا سے دھوکا کھایا ہوا جبکہ وہ اس کی دگرگونی حالات کو دیکھ رہا ہے۔“

اس نے عرض کی سب سے زیادہ حسرت کس کو ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”وہ شخص جو دنیا اور آخرت (دونوں) سے محروم رہا کہ یہی

خسران مبین (کھلا گھانا) ہے۔“

اس نے عرض کی سب سے اندھا شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ شخص جو غیر خدا کے لئے کسی عمل کو انجام دے اور پھر اللہ

عزوجل سے اپنے عمل کی جزا کا طالب ہو۔“

اس نے عرض کی سب سے بہترین قناعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”اللہ کی عطا کردہ (نعمتوں) پر قناعت کرنا۔“

اس نے عرض کی سخت ترین مصائب کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ”دین میں مصیبت۔“

اس نے عرض کی اللہ عزوجل کے نزدیک محبوب ترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا ”انتظار فرج۔“ (امام عصر علیہ السلام کا انتظار کرنا)۔

اس نے عرض کی اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین انسان کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”جو شخص اللہ سے سب سے زیادہ خائف ہو اور

تقویٰ پر سب سے زیادہ عمل پیرا ہو اور سب سے بڑھ کر دنیا سے دوری اختیار کر رکھی ہو۔“

اس نے عرض کی اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے افضل کلام کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا ”کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا، اس کی

بارگاہ میں گریہ و زاری کرنا اور عماما لٹکانا۔“

اس نے عرض کی سب سے چاقول کون سا ہے؟ فرمایا ”لو اسی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔“

اس نے عرض کی اللہ عزوجل کے نزدیک عظیم ترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا ”تسلیم اور ورع (انجلی بی بیہ کاری)۔“

اس نے عرض کی سب سے زیادہ سچ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا ”جو میدان جنگ اور کارزاری کے موقع پر بے پناہ بات کہے۔“

اس کے بعد آپ علیہ السلام اس بوزھے شخص کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگے ”اے شیخ! یا اللہ عزوجل نے ایک ایسی مخلوق خلق کی

ہے کہ اللہ نے ان کی نظر میں دنیا تنگ کر دی ہے اور یوں انہیں دنیا سے دور رکھا ہے کہ وہ دنیوی سامان میں رغبت نہیں کرتے، ورنہ وہ دیک

دار السلام (جنت) کی طرف رغبت کرتے ہیں کہ جس کی طرف اللہ نے انہیں بلایا ہے اور انہوں نے اپنی تنگ روزی پر صبر کیا ہے اور دنیا کی

ناملاتم (سخت) باتوں پر صبر کئے ہوئے ہیں اور اللہ کے پاس جو کرامتیں ہیں ان کے مشتاق ہیں اور انہوں نے اپنے نفس و اللہ کی رضا حاصل

کرنے میں خرچ کر دیا اور ان کے اعمال کا خاتمہ شہادت ہے، پس انہوں نے اللہ سے اس حالت میں ملاقات کی کہ وہ ان سے رضی ہے اور

انہوں نے یہ جان لیا کہ موت گزر جائے، انہوں نے باقی رہنے والوں کا راستہ ہے تو انہوں نے اپنے لئے زاد آخرت کو جمع کر لیا جو سونا چاندی کی

صورت میں نہیں ہے۔ انہوں نے ہر درے لباس پہنے، ذلت پر صبر کیا، فضیلت کو مقدم کیا، اللہ کی خاطر دوستی کی اور اللہ عزوجل کی راہ میں

دشمنی کی کہ یہی لوگ دنیا میں جتھے ہوئے چراغ ہیں اور آخرت میں نعمتوں کے اہل، والسلام۔“

شیخ کہنے لگا پس میں کہاں جاؤں اور جنت کو چھوڑ دوں، حالانکہ میں تو جنت کو دیکھ رہا ہوں اور اس کے اہل افراد کو بھی کہ وہ آپ کے

ساتھ ہیں اے امیر المومنین! مجھے ایسی قوت سے آراستہ کر دیجئے کہ اس کے ذریعہ سے مجھے آپ کے دشمنوں پر قوت حاصل ہو جائے۔ تو

امیر المومنین نے اسے اسخ عطا کیا اور اس نے انہیں اٹھالیا اور دوران جنگ وہ قدم بہ قدم امیر المومنین کے پیش پیش تھا اور اس طرح دشمنوں کی

صفوں کو چیرتا جا رہا تھا کہ اس کی کارکردگی امیر المومنین کو پسند آئی اور جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو وہ اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا تا چڑ گیا

یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور امیر المومنین کا ایک صحابی اس کے پیچھے گیا تو اسے زمین پر پڑا ہوا پایا اور وہیں اُس کی سواری بھی موجود تھی جبکہ اس کے زیرِ بازو اس کی تلوار موجود تھی لہذا جب جنگ اپنے انجام کو پہنچی تو وہ شخص اُس کی سواری اور اسلحہ کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بالآخر امیر المومنین نے اس کی نماز پڑھی اور فرمایا یہ شخص بخدا حقیقتاً سعادت مند ہے تو تم لوگ اپنے بھائی کے لئے رحمت کی دعا کرو۔“

☆ (۱۸۵) اس خزانہ کے معنی جو دو یتیم لڑکوں کی دیوار کے نیچے تھا (جس کا تذکرہ سورہ کہف میں ہے) ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے، انہوں نے سلسلہ کو بلند کیا عمرو بن جمیع کی طرف، انہوں نے سلسلہ کو بلند کیا علی علیہ السلام کی طرف اللہ عز وجل کے قوں ”وکان تحته کنز لهما“ (سورہ کہف آیت ۸۲) کے سلسلے میں روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہ خزانہ سونے کی ایک لوح (تختی) تھی کہ جس پر یوں تحریر تھا: شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، محمد اللہ کے رسول ہیں، میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جسے یہ علم ہے کہ موت حق ہے تو پھر وہ کیونکر خوش ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے تو وہ کیونکر غمگین ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جسے جہنم یاد ہے تو وہ کیونکر ہنستا ہے، مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو دنیا اور اہل دنیا کے حالات کی بے ثباتی کو دیکھتا ہے تو پھر وہ اس سے مطمئن کیونکر ہوتا ہے۔“

☆ (۱۸۶) مستضعفین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رحمہما اللہ۔ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا نصر بن شعیب نے، انہوں نے عبد الغفار جازی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ذکر فرمایا: ”مستضعفین کی کئی قسمیں ہیں جو باہم دیگر مختلف ہیں چنانچہ جو اہل قبلہ ناہمی نہ ہو وہ مصعفت ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین ابن ابی الخطاب سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ابو مغرہ حمید بن مغنی عجل سے، انہوں نے کہا کہ مجھ

سے بیان کیا ابو حنیفہ - جو کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک راوی ہے - نے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو اختلاف کی معرفت رکھتا ہو وہ مستضعف نہیں ہے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر علوی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حمدویہ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے اختلاف کو جان لے وہ مستضعف نہیں ہے۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے نصر بن سوید اور فضالہ بن ایوب تمام سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ زرارہ کہتے ہیں میں نے آپ سے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا ”الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان“ (سورہ نساء - آیت ۹۸) تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ شخص ہے جو کفر کی استطاعت نہیں رکھتا تاکہ کافر ہو جائے اور نہ ہی وہ ایمان کی اسے ہدایت حاصل ہے کہ وہ ایمان لے آئے، نیز بچے اور وہ مرد و عورتیں جن کا عقلی معیار بچوں کی مانند ہو تو یہ لوگ مرفوع القم (جن پر شرعی ذمہ داری نہیں) ہیں۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رحمہما اللہ - نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد ابن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید سے، انہوں نے ابو خدیجہ سالم بن کرم الجمل سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا“ (سورہ نساء - آیت ۹۸) کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”یہ لوگ انہیں علیہم السلام سے دشمنی کا اظہار کرنے کی تاب نہیں رکھتے کہ انہیں بن سکیں اور نہ ہی راہ اہل حق کی انہیں ہدایت حاصل ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں، نیز ایسے لوگ نیک اعمال کو ناجہم دینے اور ان حرام کاموں سے باز رہنے کی وجہ سے کہ جس کو اللہ عزوجل نے حرام قرار دیا ہے جنت میں داخل ہوں گے البتہ ان لوگوں کی ابرار و صاحبان عقل کی منازل تک رسائی حاصل نہیں ہوگی۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حکم نے، انہوں نے عبد اللہ بن جندب سے، انہوں نے سفین بن سمط بجلی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ”مستضعفین کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے مجھ سے ایک ہر اس شخص کی مانند فرمایا: ”کی تم لوگوں نے بھلا کسی مستضعف کو باقی رہنے دیا ہے؟“

کہاں ہیں مستضعفین؟ ایذا تمہارے عقیدہ کو دو شیرازوں نے باہم پس پردہ ڈال رکھا ہے اور مدینہ کی سڑکوں پر سقاکی کرنے والی عورتیں تمہارے عقیدہ کے بارے میں گفتگو کرتی نظر آتی ہیں۔“

۷۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اسحاق نے، انہوں نے عمرا و ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ مام جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ اس مستضعف کی کیا تعریف ہے کہ جس کا ذکر اندعز و جل نے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ”وہ شخص کہ جو اچھی طرح سے قرآن کی کوئی سورت نہیں پڑھ سکتا۔ خداوند عز و جل نے اسے ایسا خلق کیا ہے کہ سزاوار ہے اس کے لئے کہ وہ اچھی طرح ادا نیکی نہ کر سکے۔“

۸۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن حماد بن امیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن بان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے صفون بن یحییٰ سے، انہوں نے خرم بن زائدہ سے، انہوں نے حمران سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اندعز و جل کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا ”الا المستضعفین من الرجال“ آپ نے فرمایا ”یہ لوگ اہل ولایت ہیں۔“ میں نے عرض کی کون سی ولایت؟ تو آپ نے فرمایا ”یہ دینی ولایت نہیں ہے بلکہ اس سے مرد نکاح، میراث و معاشرت سے متعلقہ ولایت ہے اور ایسے لوگ نہ ہوں جن میں اور نہ ہی کفار اور یہ لوگ تو امر خداوند عز و جل کے میدان میں ہیں۔“

۹۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن محمد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن علی سے، انہوں نے عبد الکریم بن عمرو بن عثمان سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اندعز و جل کے اس قول کے بارے میں ”الا المستضعفین من الرجال و النساء و الولدان الآتین۔“ آپ نے فرمایا ”اے سلیمان، ان مستضعفین میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم سے بھی زیادہ قوت کے مالک ہیں۔ مستضعفین ایک ایسا گروہ ہے جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، ان کے شکم اور شرمگاہ میں پاکدامنی کے دائرے سے خارج نہیں ہوتیں اور وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہمارے علاوہ دیگر لوگوں کے پاس بھی حق ہے۔ ان لوگوں نے درخت کی شاخوں کو پکڑ رکھا ہے، پس یہ لوگ امید سے ہیں کہ خدا ان سے درگزر فرمائے بشرطیکہ ان شاخوں کو تھامے رہے اگرچہ ایسے لوگ معرفت نہ رکھتے ہوں، لہذا اگر ان سے درگزر کیا گیا تو یہ رحمت خداوندی کے سبب سے ہوگا اور اگر اللہ نے انہیں عذاب دیا تو یہ ان کی کس بات سے گمراہی کے سبب سے ہوگا کہ اللہ نے جس کی معرفت انہیں عطا کر دی تھی۔“

۱۰۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ برقی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، راوی کہتے ہیں نے آپ سے مستضعفین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ”وہ نادان لوگ جو اپنی کاہلی و سستی کی

بنی پر دان رہ گئے، وراہے خادم ہیں کہ جب تم نے سے کہتے ہو کہ نماز پڑھو تو وہ نماز پڑھتے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں ہیں سوائے اتنی ہی کہ جتنا تم نے
 ن سے کہا، اور وہ مزدور ہے جو صرف اتنا ہی جانتا ہے کہ جتنا تم نے اسے بتایا، پیر مرد، چھوٹا بچہ۔ یہ لوگ مستضعفین ہیں۔ لبتہ وہ شخص جو قنور
 در بھنگڑا و دشمن ہے جو خرید و فروخت کے امور کو سنبھالتا ہے کہ تم سے دھوکہ نہیں دے سکتے، تم کہتے ہو کہ یہ مستضعف ہے انہیں اس میں کوئی
 شرافت اور بزرگی نہیں ہے۔“

۱۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے علی بن
 حاتم سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے یوسف بن سعید سے، انہوں نے ابو جعفر مہم مد باقریہ السلام سے کہ آپ نے ان مستضعفین
 سے متعلق فرمایا کہ ان کے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ راہ راست پر ہیں وہ لوگ جن کے پاس کوئی عید نہیں ہے کہ وہ قریب میں داخل ہوں
 اور نہ ہی وہ بہایت یافتہ ہیں کہ ایمان میں داخل ہو جائیں۔ پس ایسے لوگ فقر و راہبان کے درمیان ہیں۔“

(۱۸۷) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: ”میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ

ان میں اکثریت سادہ لوح افراد کی ہے۔“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ بن جعفر تمیری نے، انہوں نے ہارون
 بن مسلم سے، انہوں نے سعد بن صدقہ سے، انہوں نے جعفر بن محمد عیسیٰ سلام سے، آپ نے اپنے پیر بزرگوار عیسیٰ سلام سے، آپ نے
 اپنے بائے ہارون عیسیٰ سلام سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشد فرمایا ”میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان میں اکثریت
 سادہ لوح افراد کی ہے۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی سادہ لوحی سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”نبیل کے معاملہ میں ظلمند اور شرے
 نافل، وہ شخص جو ہر ماہ تین دن روزہ رکھتا ہے۔“

(۱۸۸) ☆ ناکشیں، قاسطین اور مارقین کا معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم ماجیویہ نے،
 انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مفصل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ مہم مد باقریہ السلام نے

اسلام نے اپنی ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا "جینک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہؓ سے فرمایا اے ام سلمہ، میری بات سنو اور تم گواہ رہو کہ یہ علی ابن ابی طالب دنیا میں میرے بھائی ہیں اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اے ام سلمہ، میری بات سنو اور تم گواہ رہو کہ یہ علی ابن ابی طالب دنیا میں میرے علمبردار ہیں اور کل آخرت میں نوائے حمد کے علمبردار ہیں۔ اے ام سلمہ، میری بات سنو اور تم گواہ رہو کہ یہ علی ابن ابی طالب میرے بعد میرے وصی اور میرے جانشین ہیں اور میرے دشمنوں کا فیصلہ کرنے والے اور میرے حوض کے شرف کے حافظ و حامی ہیں۔ اے ام سلمہ، میری بات سنو اور تم گواہ رہو کہ یہ علی ابن ابی طالب تمام مسلمانوں کے سردار ہیں، تمام ترقی افراہ کے امام ہیں، اور سفید چہرے اور سفید ہاتھ والوں کے قدم ہیں، نیز نائشین، مارقین اور قاسطین کے قاتل ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ نائشین کون لوگ ہیں؟" آپؐ نے فرمایا وہ لوگ جو مدینہ میں بیعت کرتے ہیں اور بصرہ میں توڑ دیتے ہیں۔ میں نے عرض کی یہ قاسطین کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا معویہ اور اس کے وہ ساتھی جو تواس کے بای ہیں اس کے بعد امیں نے عرض کی مارقین کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اصحاب نہروان۔ (نہروان میں علیؑ سے جنگ کرنے والے)۔

(۱۸۹) ☆ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

”جو شخص مجھے آزار کے خروج کی بشارت دے گا اس کے لئے جنت ہے۔“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد شیبانی، احمد بن حسن قطان، حسین بن ابراہیم ابن احمد بن ہشام مؤذّب، علی بن عبد اللہ وراق اور علی بن احمد بن موسیٰ بن عمران دقاق نے، ان تمام نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تقیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوالحسن عبدی سے، انہوں نے سلیمان بن مہران سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء میں تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ کچھ دیگر اصحاب بھی تھے تو آپؐ نے فرمایا ”آئندہ مجھے جو شخص سب سے پہلے تمہارے پاس آئے گا وہ جنتی ہوگا۔“ جب اصحاب نے یہ سنا تو کھڑے ہو کر مسجد سے باہر نکل گئے اور ان میں سے ہر کوئی لوٹنا چاہتا تھا تا کہ وہ سب سے پہلے داخل ہو جائے اور یوں جنت کا حقد رہن جائے۔ جب رسول خداؐ نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو اپنے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب سے فرمایا ”تم لوگوں کے پاس ایک گروہ داخل ہوگا جو ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے، تو جو شخص مجھے آزار کے خروج کی بشارت دے گا اس کے لئے جنت ہے۔“ پس سب کے سب لوٹ آئے اور ان کے ساتھ حضرت ابوذرؓ تھے تو آپؐ نے ان سب سے فرمایا ”اس وقت رومی حساب سے کون سا مہینہ چل رہا ہے؟“ پس حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آزار ختم ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا ”اے ابوذر! مجھے بھی

فہمہ زہراء سلام اللہ علیہا دو دروازوں کے درمیان دب گئیں تھیں۔ اور اس بات پر دیس وہ روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سقط شدہ بچہ جنت کے دروازے پر غصے کے عالم میں کھڑا ہو جائے گا، اس سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا، تو وہ کہے گا: نہیں جب تک کہ مجھ سے پہلے میرے والدین داخل نہ ہوں۔ اور وہ بات کہ جو روایت کی گئی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے جناب سارہ سلام اللہ علیہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مؤمنین کی اودا کا کفیل بنایا ہے جو ان کو جنت کے درخت سے غذا دیتے ہیں کہ جس میں اسی طرح کے پستان ہیں جیسے گائے کے پستان ہوتے ہیں، پس جب قیامت کا دن آئے گا تو ان کو باس پہنایا جائے گا اور خوشبو لگائی جائے گی اور ان کی انکے والدین کی جانب رہنمائی کی جائے گی، پس یہ بچہ جنت میں اپنے والدین کے ساتھ صاحب اقتدار ہوں گے۔

جہاں تک تعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا ہے: ”اور تم جنت کے دونوں طرف ہو۔“ تو بیشک جنت کے دونوں طرف حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں چونکہ روایت کی گئی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یقیناً اللہ عز وجل نے ان دونوں کے ذریعے جنت کو اس طرح مزین کیا ہے جس طرح سے عورت اپنے دونوں کانوں کو زیور کے ذریعے مزین کرتی ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے ان دونوں کے ذریعے عرش کو مزین کیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”اور تم جنت کے دونوں طرف ہو“ کے معنی کی ایک اور صورت یہ ہے کہ تم دنیا کے دو طرف کے ملک ہو اور بیشک تم دنیا کے مشرق اور اس کے مغرب دونوں پر جنت ہو اور اس دنیا میں حکم کرنے اور منع کرنے کا اختیار رکھتے ہو اور ہر واضح اور آشکار صاحب الزمان کے زمانہ کو حاصل کیا جائے گا تو یقیناً اس کو بھی حاصل کیا جائے گا، اور کبھی اس کو ایسے بادشاہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کہ جو لوگوں کی پیشانیوں کو پکڑنے والے (یعنی لوگوں کا رہنما) ہوتا ہے جیسے کہ اللہ عز وجل کا قول: ”کوئی بھی چوپایہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے۔“ (سورہ ہود آیت-۵۶) اور اس بنیاد پر معنی یہ ہوں گے کہ بیشک موعظ علیہ السلام دنیا میں مظلوموں کو انصاف دلانے کے سلسلے میں ظالموں کے ہاتھوں سے ظلم سے جمع شدہ چیزیں چھین لینے کے سلسلے میں اور واجب ہونے کی صورت میں حدود کو قائم کرنے اور واجب نہ ہونے کی صورت میں اس کو ترک کرنے کے سلسلے میں، صل اور عتد، نقض اور ابرام، حظر اور اباحہ، اخذ و اعطاء، جس اور اطلاق، اور ترغیب اور ترہیب (۱) کے سلسلے میں حاکم ہیں۔

معنی کی ایک اور صورت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام اس امت کے ذوالقرنین ہیں جیسے کہ ذو قرنین اپنے زمانے والوں کے لئے تھے۔ اور وہ اس طرح سے کہ بیشک ذوالقرنین کو ان کے سر کے داہنے حصے پر مارا گیا تو وہ غائب ہو گئے پھر حاضر ہوئے تو ان کے سر کے بائیں حصے پر مارا گیا۔ اور اس بات کی تصدیق امام صادق علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ: ”بیشک ذوالقرنین نہ نبی تھے نہ بادشاہ وہ فقط ایک بندے تھے کہ

(۱) حق سے سیکر ترہیب تک کے الفاظ اپنی الگ الگ اور مکمل تعریف رکھتے ہیں جو فقہ و دیگر موضوع کی کتابوں میں مل سکتی ہیں، لفظ معنی یہاں پر ان الفاظ کے ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکے گا۔

جو اللہ سے محبت کرتے تھے تو اللہ نے بھی ان سے محبت کی اور انہوں نے اللہ سے نصیحت طلب کی تو اللہ نے انہیں نصیحت دے فرمائی اور تم میں بھی اسی کی مثل ہے۔“ یعنی یہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اور یہ تمام معنی صحیح ہیں کہ جس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ”تمہارے لئے جنت میں خزانہ ہے اور تم جنت کے ذو قرنین (دونوں طرف کے مالک) ہو۔“ شامل کر لیتے۔

☆ (۱۹۱) عربیہ کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا میرے والدہ رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم مانیویہ نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے عثمان بن سعید سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پھر فرماتے تھے اب دو گواہ شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت و غرور و دُور سردیات اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی تھیں آگاہ ہونا چاہئے کہ تم سب وراثت ہو جبکہ آدمی سے بنے ہیں۔ نیز تم میں سے بہترین بندہ خدا ہے کہ جس کا تقویٰ تم میں سب سے زیادہ ہے۔ عربیت کوئی خاندان یا والد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک بوئے کی زبان ہے۔ پس جس نے اپنے عمل میں کوتاہی کی وہ مذکورہ حد تک اس کی تان کے مطابق نہیں پہنچ سکے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! ہر خون جو جاہلیت میں (بہا کی) دویا (اس زمانہ کا) سینہ (باقی) ہو (اب اس سے انتقام کی کوئی خواہش نہیں کہ) پس وہ قیامت کے دن تک میرے دن دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔“

☆ (۱۹۲) لیم اور کریم کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا محمد بن علی مانیویہ نے، انہوں نے کہا کہ محمد سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے فضیل بن عمر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مسلمان اور ایک شخص کے درمیان کلام ہوا، تو اس شخص نے مسلمان سے کہا تم یوں ہو، اور تمہارا والد اس سے مسلمان نے کہا جہاں تک تعلق میرے آقا و مرتبہ کے آقا و زکات ہے تو وہ شدہ لفظ ہے، اور جہاں تک تحقق میرے انجام و مرتبہ کے انجام کا ہے تو وہ بدو و مردار ہے، پس جب قیامت کا دن آئے گا اور میز انوں کو آراستہ کر دیا جائے گا تو جس کا پلہ بھری ہو وہ لیم ہے اور جس کا پلہ بکا ہو وہ کریم ہے۔“

”ہے۔“

☆ (۱۹۳) قانع اور معتر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللعزہ و جل کے قول ”جب اس کے قدم پہنچے گا میں“ سے سسے میں ارشاد فرمایا ”(یعنی) جب وہ زمین پر گر پڑے تو تم اس سے کھاؤ اور قناعت کرنے دے اور مانگنے والے کو کھلاؤ۔“ (سورہ حج آیت - ۳۶) آپ علیہ السلام نے فرمایا ”قناعت کرنے والا وہ ہے جو تمہارے دیئے ہوئے پر رضی ہو جائے اور ناراض نہ ہو، تیوری نہ چڑھائے اور غصے میں آکر (حکم کی دیتے ہوئے) جبراً نہ چڑھائے، اور معتر (مانگنے والا) وہ ہے کہ جو تمہاری طرف سے جا رہا تھا تو تم نے اس کو کھلا دیا۔“

۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ روایت ہے علی بن مہزیار سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے صفون سے، انہوں نے سیف الثمار سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یشک سعید بن عبد الملک حج کے لئے گیا تو میرے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اس نے ملاقات کی اور کہا: میں قربانی لایا ہوں تو اب کیا کروں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ایک تہائی اپنے گھر والوں کو کھلا، ایک تہائی قناعت کرنے والوں کو کھلا اور ایک تہائی مسکین کو کھلا۔“ میں نے عرض کیا: مسکین سے مراد سوال کرنے والا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں اور قانع وہ ہے جو گوشت کا ٹکڑا یا اس سے زیادہ جو کچھ تم پہنچاؤ اس پر قناعت کرے اور ”معتبر“ وہ شخص ہے کہ جو تم سے امید رکھتا ہو مگر تم سے سوال نہ کرے۔“

۳۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”گو ایسی جائز نہیں ہے خیانت کا مرد اور خیانت کا عورت کی، اور نہ (مقدمہ میں کسی بھی ایک طرف سے) سابقہ دشمنی رکھنے والے کی، اور نہ ہی اپنے بھائی سے غم (کینہ) رکھنے والے کی، اور نہ ظنن (تہمت کا نشان بنے ہوئے شخص) کی، اور نہ ہی رشتہ دار کی اور نہ ہی اس شخص کی کہ (جو قانع ہو اپنے گھر والوں کے ساتھ) جس کی گواہی سے اس کے گھر والوں کے حق میں (فائدہ حاصل ہونے کی امید کی وجہ سے) قناعت اور خوشی ہو۔“

۱۔ خیانت کے علاوہ بہت ساری چیزوں میں خیانت داخل ہو جاتی ہے۔ ان میں (۱) کوئی شخص کسی کی نافرمانی کا امین بنے اور پھر اس مانت کا لحاظ نہ کرے، (۲) کوئی ایسی راز کی بات بطور امانت بیان کرے کہ جس کے ظاہر ہونے پر بیان کرنے والے کے لئے ہلاکت ہو یا اس میں رسوائی ہو، ان میں (۳) کسی کو دوا فرمایا اس سے زیادہ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے امین بنایا جائے اور وہ نافرمانی نہ کرے، ان میں (۴) بیت امال میں کسی قسم کی خیانت کرنا، ان میں سے (۵) گواہی کو چھپانا، ان میں سے (۶) مشورہ طلب کیا جائے تو

جن بوجہ حقیقت کے خد ف مشورہ دے، اور اسی طرح کے اور مقامات۔ غرض یعنی کینہ اور دشمنی۔ ظنین فی الولاء و القرابة یعنی وہ شخص کے جس کو اس کے باپ کے علاوہ کی طرف نسبت دیکر بلایا جاتا ہو اور (ولد الزنا کی) اس تہمت میں گرفتار ہو۔ اور اپنے کھد و اوس کے ساتھ ان کے سنے قانع ہو جی وہ شخص جو قوم میں غیر اہم حیثیت کا حامل ہو جیسے ان کا خادم، یا بعد از نوکر اور ان کے جیسے لوگ۔ اصل قنعت و قنوع ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے اس کا فضل طلب کرے اور اس کی اچھائی کا سوال کرے، جب کہ یہ افراد تو ان سے طلب معاش کر رہے ہیں تو ان لوگوں کے حق میں ان (نوکر وغیرہ) کی گواہی جائز نہیں ہے (چونکہ امکان اس بات کا قوی ہوتا ہے کہ نوکر اور خادم وغیرہ اپنے مالک کے خلاف گواہی نہ دیں)۔ اسد قن ارشاد فرماتا ہے "فكسوا منها و اطعموا القانع و المعتر" (سورہ حج آیت-۳۶) پس قانع وہ شخص ہے جو آپ عطا کریں اس پر قناعت کرے۔ اور سوال کرتا ہو، معتر وہ شخص ہے کہ جو حاجت کو پیش تو کرے مگر سوس نہ کرے (استارۃ اپنی حاجت پیش کرے) اور اس کو قنوع کہا جاتا ہے کہ جو قنوع (ماضی)، یقنوع (مضارع) اور قنوعا (مصدر) کے طور پر ہے۔ جہاں تک تعلق اس قانع کا ہے کہ جس کے معنی اللہ عزوجل عطا کرے اس پر راضی ہونے والے کو کہتے ہیں تو یہ اس (باب قنوع یقنوع) سے نہیں ہیں بلکہ یہ قنعت۔ قنوع۔ قناعت (کے باب) سے ہے۔ یہاں پر نون پر کسرہ (زیر) ہے اور وہاں پر فتح (زبر) ہے۔ اور وہ قنوع (کے مصدر) سے ہے اور یہ قناعہ (کے مصدر) سے ہے۔"

(۱۹۴) ☆ ابراہیم علیہ السلام کے قول: بلکہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تمام سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ

بول سکیں۔ کے معنی ☆ ابراہیم علیہ السلام کے قول: میں بیمار ہوں۔ کے معنی ☆

اس قول کے معنی جو یوسف علیہ السلام نے منادی کو: "اے قافلے والو تم چور ہو" نہ دینے کے لئے کہا ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم نے بیان کیا محمد بن یحییٰ مطہر نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے ابو اسحاق

ابراہیم بن ہاتم سے، انہوں نے صالح بن سعید سے، انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک راوی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام

جعفر صادق علیہ السلام سے روئی کہتا ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام سے گفتے کے سلسلے میں مدعز و جل کے قول "قال بل فعلہ کبیر ہم

ہذا فسنلوا ہم ان کماوا بسطقون" (ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تمام سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بول سکیں) (سورہ

انبیاء آیت-۶۳) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "یہ کام ان کے بڑے بت نے انہیں نہیں دیا تھا اور نہ ہی

ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا۔" میں نے عرض کیا یہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا "ابراہیم علیہ السلام نے فقہانہ فرمایا ہے۔ تم ان سے

سوال کرو اگر یہ بول سکتے ہوں، اگر یہ بول سکتے ہوں تو اس کے بڑے نے یہ کام کیا ہے اور اگر وہ نہیں بول سکتے تو ان کے بڑے نے کوئی کام

نہیں کیا ہے، تو اس کا بڑا بول نہیں تھا اور نہ ہی ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا ہے۔“

میں نے عرض کیا یوسف علیہ السلام کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”اینها العیبر انکم لسا رقون“ (تقوٰی و تقویٰ سے بچو) (سورہ یوسف - آیت ۷۰) آپ علیہ السلام نے فرمایا ”ان لوگوں نے یوسف کو ان کے والد سے چریا تھا، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یوسف نے ان سے یہ بات اس وقت کہی تھی کہ جب انہوں نے کہا تھا۔“ ما ذا تفقدون؟ قالوا نفقد صواع الملك“ (تمہاری کیا چیز غم ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا) (سورہ یوسف - آیت ۷۱، ۷۲) اور ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم نے بادشاہ کا پیالہ چوری کیا ہے، فقط ان کی مراد یہ تھی کہ تم نے یوسف کو ان کے والد سے چریا تھا۔“

میں نے عرض کیا ان کا قول کہ ”میں بیمار ہوں“ (سے کیا مراد ہے؟) آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ابراہیم بیمار نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے جھوٹ بولا ہے، مراد ان کی فقط یہ تھی کہ اپنے دین میں (معرفت) صواب کرنے کے اعتبار سے بیمار ہوں۔“ اور یقیناً روایت کیا گیا ہے کہ ان کی مراد بیمار ہونے سے یہ تھی کہ عنقریب بیمار ہو جائیں گے چونکہ ہر مرنے والا بیمار ہو کر مرتا ہے اور یقیناً مدد سے وہ مرنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ”یشتک تم میت ہو“ اس معنی پر کہ عنقریب میت ہو جاؤ گے۔

اور یقیناً روایت کیا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی مراد میں بیمار ہوں اور تکلیف میں ہوں سے یہ ہے کہ میں حسین بن علی علیہ السلام (کے مصائب) کی وجہ سے بیمار ہوں اور تکلیف میں ہوں۔

(۱۹۵) ☆ اس ملک کبیر کے معنی کہ جس کا تذکرہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کیا ہے ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، انہوں نے یزید بن اسحاق سے، انہوں نے عباس بن یزید سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ مام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ جبکہ میں ایک دن آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ مجھے مدد عزوجل کے قول ”واذا رايت ثم رايت نعيما و ملکا کبیرا“ (سورہ دھر - آیت ۲۰) سے بارے میں خبر دیجئے کہ یہ کونسا ملک ہے کہ جس کو اللہ نے اتنا بڑا دنیا کے خود اس نے اس کا نام کبیر رکھا؟ راوی کہتا ہے امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا ”جب اللہ اہل جنت کو جنت میں داخل فرمائے گا تو اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے پاس اپنے ایک نمائندے کو بھیجے گا، پس وہ اس کے دروازے پر جوب دیکھے گا، تو پروردگار اس سے فرمائے گا مہر جہاں تک کہ میں تیرے سے اجازت مانوں، تو کوئی بھی اس کے پروردگار کا نمائندہ نہیں آئے گا مگر یہ کہ اجازت کے ساتھ۔ تو یہ ہے مدد عزوجل کا قول ”واذا رايت ثم رايت نعيما و ملکا کبیرا“

☆ (۱۹۶) اِزْرَام کے معنی ☆

۱۔ مجھے خبر دی محمد بن ہارون زنجانی نے اس خط میں جو انہوں نے مجھے لکھا، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے ابو سعید قاسم بن سلم سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہیشم نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی یونس نے، انہوں نے حسن سے کہ پیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حسین بن علی علیہما السلام دایا کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی کود میں بٹھایا، پس حسین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من میں پیشاب کر دیا، ان کو لینے کی کوشش کی تو آپ نے فرمایا میرے بیٹے کے پیشاب کو منقطع نہ کرو، پھر آپ نے یانی منگوا یا اور پھر اس پر پانی ڈالا کیا۔

اسمعی کہتا ہے کہ اِزْرَم یعنی منقطع کرنا، جب کوئی شخص اپنے پیشاب کو منقطع کرے تو کہ جائے گا "قد ادرمت بولک - قینہ و" نے اپنے پیشاب کو منقطع کیا۔ اِزْرَم (باب افعال سے) دوسرے لئے استعمال ہوتا ہے جب وہ پیشاب کو منقطع کرے اور اِزْرَم (تلاقی مجر سے) اپنے لئے استعمال ہوتا ہے جب خود پیشاب منقطع کرے۔

☆ (۱۹۷) غُلُول (غنیمت میں خیانت) اور حَت (مال حرام) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر میری نے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابوالعباس سے، انہوں نے عمار بن مروان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے غُلُول (غنیمت میں خیانت) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے رستہ فرمایا "ہر چیز جو امام سے خیانت کر کے حاصل کی جائے وہ مال حرام ہے، یتیم کے مال کو کھانا مال حرام ہے، مال حرام کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے ایک وہ مال جو ظالم حرموں کے کام کرنے کے وجہ سے پہنچتا ہے، ان میں سے قاضیوں کی اجرتیں، فاحشہ و رقص کی اجرتیں، شراب، خبیثہ اور نشہ آور چیزوں کی قیمت، (حرم ہونا) واضح ہو جانے کے بعد کاسود (شامل) ہیں۔ جہاں تک رشوت کا تعلق ہے۔ اے ہمارا!۔ (قاضی کی جانب سے) فیس کرنے کے سلسلے میں، قویہ و عظیم اللہ ورس کے رسول کا کفر و انکار ہے۔"

(۱۹۸) ☆ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا

اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قسم بن محمد سے، انہوں نے سلیمان ابن داود سے، انہوں نے حدیث کے سلسلے کو بلند کیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان (عورتوں) کو اللہ کی امانت کے ساتھ تم نے حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات کے ذریعے ان کی شرمگاہوں کو تم نے حلال کیا ہے۔" جہاں تک امانت کا تعلق ہے تو یہ وہی ذمہ داری ہے کہ اللہ عزوجل نے آدم سے ان کی حوائج سے ترویج کے وقت عائد کی تھی اور جہاں تک تعلق کلمات کا ہے تو یہ وہ ہیں کہ جن کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے آدم سے اپنی عبادت اور اپنے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ قرار دینے اور زنا نہ کرنے اور اپنے علاوہ کسی اور کو وہی سرپرست نہ بنانے کی شرط رکھی تھی۔"

(۱۹۹) ☆ مبارک کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے یحییٰ بن مبارک سے، انہوں نے عبد اللہ بن جبہ سے، انہوں نے ایک راوی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جعفر صدوق علیہ السلام سے خدا عزوجل کے قول "و جعلی مبارکاً این ما کث" (اور جہاں بھی رہوں بابرکت قرار دیا ہے) (سورہ مریم، آیت ۳۱) کے بارے میں روایت کیا ہے کہ امام نے ارشاد فرمایا: "مبارک (یعنی) بہت زیادہ نفع پہنچانے والا۔"

(۲۰۰) ☆ تزتر حران اور مطمر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی خطاب نے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے حران کے دونوں فرزند حمزہ اور محمد سے، ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں ایک جلیل قدر دوستوں کی جماعت میں ابو عبد اللہ محمد بن جعفر صدوق علیہ السلام کی خدمت میں جمع تھے اور ہمارے درمیان حران بن حسین موجود تھے،

ہم منظرہ میں مصروف تھے اور حمران خاموش تھے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے حمران سے فرمایا: ”اے حمران! تمہیں کیا ہو گیا کلام کیوں نہیں کرتے۔“ حمران نے عرض کی اے میرے سید و سردار! میں نے اپنے آپ سے یہ عہد کیا ہے کہ جس محفل میں آپ موجود ہوں گے میں کلام نہیں کروں گا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ”یقیناً میں تمہیں کلام کرنے کی اجازت دیتا ہوں، پس کلام کرو۔“ حمران نے کہا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، اس کا کوئی شریک نہیں ہے نہ اس کی کوئی زوجہ تھی نہ ہی کوئی اولاد۔ وہ جو دو حدوں سے خارج ہے (ایک) نہ ہونے (کی حد) سے اور (دوسری) ہونے (کی حد) سے (۱) اور بے شک حق و قول کے درمیان ہے۔ نہ ہی جبر ہے اور نہ ہی تفویض (۲) اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور یہی رسول ہیں کہ جن کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر فہر کر دیں اگرچہ شرکین ناپسند کریں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنت حق ہے اور (جہنم کی) آگ حق ہے اور موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی (علیہ السلام) اللہ کی مخلوق پر اللہ کی ایسی بھت ہیں کہ وہ اس سے لطم نہیں رہ سکتے اور پیشکشی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام پھر علی بن حسین علیہ السلام، پھر محمد بن علی علیہ السلام، پھر ان کے بعد آپ اے میرے سید و سردار! پس ابو عبد اللہ نے فرمایا: ”میزان (حق) حمران کا میزان ہے“ پھر آپ نے فرمایا: ”اے حمران تمہارے اور کائنات کے درمیان مطمحہ پہنچ دیا گیا ہے۔“

حمران نے عرض کیا اے میرے سید و سردار ”مطمحہ“ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”تم اس کو معمار کی رشتی کہتے ہو۔“ پس جو شخص بھی تمہاری اس امر میں مخالفت کرے وہ زندیق (کافرو بے دین) ہے۔ حمران نے عرض کیا اگرچہ وہ علوی اور فاطمی ہو (تب بھی) امامت نے فرمایا: ”اگرچہ وہ محمدی اور علوی اور فاطمی ہو (تب بھی)۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بن ابی عمیر سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے کہا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تم در تمہارے مخالف کے درمیان ”مطمحہ“ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔“ میں نے عرض کیا مطمحہ کیا چیز ہے؟ امامت نے فرمایا: ”تم اس کو ’النسر‘ (معمار کا سوت) کہتے ہو۔ پس جو بھی تمہاری مخالفت کرے وہ اس (حق) سے (دائیں - بائیں) لڑ جائے۔ تم اس سے بیزاری ظاہر کرو اگرچہ وہ علوی اور فاطمی ہی کیوں نہ ہو۔“

(۱) جتنی ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں تھا اور پھر ہوا اور نہ ہی اس کے مشابہہ کوئی ہے۔

(۲) پروردگار نے نہ تو بندوں کو مکمل طور پر ہی متنازع بنادیا ہے اور نہ مکمل طور پر مختار۔ بلکہ پروردگار نے بعض امور میں مختار بنایا ہے اور بعض میں مجبور۔

☆ (۲۰۱) ☆ باغی اور عادی کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ہزنطی سے، انہوں نے س راوی سے کہ جس نے ان سے ذکر کیا، راوی نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول "فَمِنْ اَصْطَوَغِيرِ بَاغٍ وَلَا عَادٍ" (اس کے بعد بھی کوئی مجبور ہو جائے اور نہ سرکش ہو نہ حد سے تجاوز کرنے والا) (سورہ نعت - آیت - ۱۳۵) کے سلسلے میں روایت کیا ہے کہ امام نے ارشاد فرمایا "باغی وہ ہے جو امام کے خلاف خروج کرے اور عادی وہ ہے جو راہ کو منقطع کر دیتا ہے۔ ان دونوں کے لئے مردار حلال نہیں ہے۔"

یقین روایت ہے کہ وہی سے مراد چور ہے اور باغی سے مراد ہے جو شکار کے سلسلہ میں بغاوت کرے۔ ان دونوں کے لئے غر میں قصر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی حالت مجبوری میں مردار کا کھانا (جائز ہے)۔

☆ (۲۰۲) ☆ اوقیہ اور نش کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بن ابی عمیر سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور نش سے زیادہ (مہر) پر نہ تو کسی بھی خاتون سے تزویج فرمائی اور نہ ہی اپنی کسی بیٹی کی تزویج کی۔ اور اوقیہ (کی مقدار) چالیس درہم ہے اور نش (کی مقدار) تین درہم ہے۔"

☆ (۲۰۳) ☆ امام جعفر صادق کے قول: رضاعت سے حرام کا حکم نہیں آتا

سوائے اس کے کہ جو مجبور ہو - کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادريس نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے احمد بن ہدل سے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے حریر سے، انہوں نے فضیل بن یسار سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ

آپ نے ارشاد فرمایا: ”رضاعت سے حرمت کا حکم نہیں آتا مگر یہ کہ جو مجبور ہو۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی مجبور سے کیا مراد ہے۔ ما فرما فرمایا ”تربیت کرنے والی ماں یا دودھ پلانے والی (دایہ) کہ جس کو اجرت پر رکھا گیا ہو یا دودھ خدہ (کنیز) کہ جس کو خریدایا گیا ہو اور جو بھی ان کے مثل ہو۔ ان کا حکم بھی اسی پر موقوف ہے۔“

☆ (۲۰۴) اغناء اور اثناء کے معنی ☆

میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے ذہبی سے، انہوں نے سکونی سے انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے اپنے پدر بزرگوار سے (آپ نے اپنے آپ سے) ہم بن عبید اللہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے قول ”وَأَنذَرُوهُ عَنِّي“ (اور اسی نے والد ابن یاسر اور سر مایہ دہن کیا ہے) (سورہ نجم آیت ۲۸) کے بارے میں ارشاد فرمایا ”اللہ نے ہر انسان کو اس کی معیشت کے ذریعے مادی دنیا اور اللہ نے ہر انسان کو اس کے اپنے ہاتھ سے کسب کردہ رزق کے ذریعے راضی کر دیا۔“

☆ (۲۰۵) اللہ عزوجل کی اپنی مخلوق پر توبہ ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین نے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے علی بن عقیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ“ (اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی) (سورہ توبہ آیت ۱۱۸) کے سلسلے میں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد توبہ کرنے کے لئے حکم (و توبیخ) دینا ہے۔

☆ (۲۰۶) الورق، الحبة اور ظلمات الارض اور الرطب اور الیابس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابی ان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے،

انہوں نے نصر بن سوید سے، نہوں نے یحییٰ بن عمران حلبی سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے اللہ عزوجل کے قول "وما تسقط من ورقۃ الا يعلمہا ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" (اور کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو اسے اس کا علم ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ یا کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو) (سورہ انعم - آیت ۵۹) کے بارے میں سوال کیا؟ ابو بصیر کہتے ہیں کہ نہوں نے فرمایا "ورقہ (پتہ) یعنی ساقط ہونے والا حمل، حبة (دانہ) یعنی تر و اور ظلمات الارض (زمین کی تاریکیوں) یعنی (ماؤں کے) رحم اور رطب (تر) یعنی وہ چیز جو زندہ ہے، یا اس (خشک) یعنی وہ (جنین ناقص اخلاقت) جو (ماں کے) پیٹ سے گرے اور یہ تمام چیزیں کتاب مبین میں تحریر شدہ ہیں۔"

☆ (۲۰۷) مال کے اس "حصہ" کے معنی کہ جس کی کوئی مرد وصیت کرتا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن برانیم بن ہاشم نے، نہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے، نہوں نے سعید بن مسعم سکونی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، کہ امام سے ایک مرد کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنے ماں کے ایک "حصہ" کے بارے میں وصیت کی تھی تو امام نے ارشاد فرمایا "حصہ" سے مراد اٹھ میں سے ایک (۸) ہے چونکہ اللہ عزوجل کا قول ہے "انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والموئلعة قبوہم وفي الرقاب والعمار میں وفي سبیل اللہ وابن السبیل" (صدقات و خیرات بس فقراء، مسکین اور ان کے کام کرنے والے اور جن کی تالیف قسب کی جاتی ہے اور غلاموں کی کردن کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے اور راہ خدا میں اور غربت زدہ مسافروں کے لئے ہیں یہ ہر طرف سے فریضہ ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے) (سورہ توبہ - آیت ۶۰)۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن محمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے اپنے مال میں سے ایک "حصہ" کی وصیت کی ہے ورمعوم نہیں کہ "حصہ" سے کیا چیز مراد ہے۔ امام نے فرمایا "کیا تمہارے پاس جعفر (امام صادق علیہ السلام) ورا ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) سے جو حدیث پہنچی ہیں ان میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں ہے۔" میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے امام نے اپنے اصحاب سے آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے منسوب کسی چیز کا تذکرہ نہیں سنا۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا "حصہ" سے مراد اٹھ میں سے ایک (۸) ہے۔" میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! اس طرح سے "حصہ" اٹھ میں سے ایک (۸) ہو گیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا "کیا تم نے اللہ عزوجل کی کتاب

پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا ”مجھے آپ کا فدیہ قریب دیا جائے! میں نے سے پڑھا ہے لیکن مجھے نہیں معلوم یہ کس جگہ ہے؟“ ماٹم نے فرمایا
 ”تذکرۃ وصال کا قول ”اَلْمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَمَلِیْنَ عَلَیْہَا وَالْمَوْلَۃُ قُلُوْبُہُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْعَارِیِّیْنَ وَفِی
 سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاسْلِ السَّبِیْلِ“ (صدقات و خیرات بس فقراء، مسکین و ران کے کام کرنے والے اور جن کی تائین قلب کی جاتی ہے و
 غلاموں کی گردن کی آزادی میں اور قرضداروں کے لئے اور راہ خدا میں اور غربت زدہ مسافروں کے لئے میں یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے
 و اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے) (سورہ توبہ: آیت ۶۰)۔

پھر امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ (کے اشارہ) سے آٹھ کی وضاحت فرمادی اور فرمایا ”یہی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے آٹھ حصوں کو تقسیم فرمایا تھا اور ”حصہ“ سے مراد آٹھ ہیں سے، ایک ہے۔“ اور یقیناً روایت کی گئی ہے کہ حصہ سے مراد چھ ہیں سے
 ایک (۶) ہے اور یہ سب حساب سے کہ (وصیت کرنے والے) کی مراد (حصے سے ۶ اس کی قرینے کی وجہ سے) گنجی جاتی ہو اور سب حساب
 سے کہ ان کے درمیان [مرنے والے کے مال کے حصوں سے معلوم ہو جاتا ہو۔

☆ (۲۰۸) ☆ آدمی مال میں سے ”شئی“ کی وصیت کرے تب ”شئی“ کے معنی ☆

- میرے والد - زید - اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے علی بن سندی
 سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن سعید سے، انہوں نے جمیل سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے، انہوں نے ابو ترابہ سے، انہوں نے امام علی بن
 حسین صلوات اللہ علیہ سے، راوی نے کہا ہے میں نے ماٹم سے عرض کی کہ یہ آدمی نے اپنے مال میں سے ”شئی“ کی وصیت کی (یہ فقہی
 مقدمہ رہا)؟ ماٹم نے ارشاد فرمایا ”علیؑ یہ اسلام کی کتاب میں ہے کہ مال میں سے شئی چھ ہیں سے ایک (۶) ہے۔“

☆ (۲۰۹) ☆ مال میں سے ”جزء“ کے معنی کہ جس کی کسی آدمی نے وصیت کی ہو ☆

۱۔ ام سے بیان کیا محمد بن حسن بن حمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا، محمد بن ادریس نے، انہوں
 نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران الاشعری سے، انہوں نے علی بن سندی سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن سعید سے، انہوں نے جمیل سے، انہوں
 نے ابان بن تغلب سے، انہوں نے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے کہ امام نے اس آدمی کے سلسلہ میں کہ جو اپنے مال میں سے جزء کی
 وصیت کرتا ہے۔ رشاد فرمایا ”بیشک جزء اس میں ایک (۱۰) ہے۔ کیونکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے ”ثم اجعل علی کل حمل مہین حراء

” (پھر ہر پہر پر ایک حصہ رکھ دو) (سورہ بقرہ آیت ۲۶۰) اور پہر دس تھے اور پرندے چار تھے۔ پس ہر پہر پر ان پرندوں کا ایک جز رکھا گیا۔“

اور یقیناً روایت کی گئی ہے کہ جز دس مراد سات میں سے ایک (۷) ہے چونکہ اللہ عزوجل کا قول ہے ”لہا سبعة ابواب لكل باب مہم جزء مقسوم“ (اس کے سات دروازہ ہیں اور ہر دروازہ کے لئے ایک حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے) (سورہ حج آیت ۴۴) ۲۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن مسلم سے، انہوں نے ابان الاثر سے، انہوں نے عبد بن منان سے، انہوں نے کہا میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت سے متعلق سنا کہ جس نے اپنے ایک تہائی (مال) کی وصیت کی کہ اس میں سے اسکے بھائی کے بیٹے کا قرض ادا کیا جائے اور (مال کا) ایک جز فلاں مرد کے لئے اور ایک جز فلاں خاتون کے لئے۔ پس میں اس کو نہیں سمجھ پایا، پس ہم نے ابن ابی سنی کے سامنے پیش کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”تو اس نے کیا کہا؟“ میں نے عرض کیا اس نے کہا کہ (مرد اور خاتون) دونوں کے حق میں کوئی چیز نہیں ہے۔ امام نے فرمایا ”قسم بخدا! اس نے جھوٹ بولا۔ ان دونوں (مرد و زن) کے لئے ایک تہائی مال کا دواں حصہ ہے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اور یس نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ الرازی نے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے، انہوں نے حسین بن خالد سے، انہوں نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے اپنے مال کے ایک جز کی وصیت کی تھی۔ امام نے فرمایا ”جزء سے مراد ایک تہائی مال کا ساتواں حصہ۔“

☆ مال میں سے کثیر کے معنی ☆ (۲۱۰)

ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن حسین سعد آبادی نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اس آدمی کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جس نے مال کثیر کے صدقہ کرنے کی نذر کی تھی۔ پس امام نے فرمایا ”کثیر سے مراد اسی (۸۰) اور اس سے زیادہ ہے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول ہے: ”لقد نصرکم اللہ فی مواضع کثیرہ۔“ (بے شک اللہ نے کثیر مقامات پر تمہاری مدد کی) (سورہ توبہ آیت ۲۵) کی وجہ سے اور یہ مقامات اسی تھے۔“

☆ (۲۱۱) ☆ غلاموں میں قدیم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ وکھارنے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے ابراہیم بن باقر سے، انہوں نے داؤد بن محمد نہدی سے، انہوں نے ہمارے قسح اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ ابن ابی حمید کا رکن امام عیسیٰ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مامور سے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو ہاں تک پہنچا دیا ہے جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں اور جس کا دعویٰ آپ کے والد کرتے تھے؟ پس مامور نے اس سے فرمایا "نہو ویا ہو ہے؟" خد تیرے نور (چرخ عمر) وہیں ہے اور فترہ قتل و قیام - ارمین، اصل ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عمران عیسیٰ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ میں تمہارا بیٹا فرزند ہوں، اور اس پس اللہ نے عمران کو مریمؑ سے فرمائی اور اس سے بعد مریم کو یحییٰؑ سے کہنے - پس یحییٰ مریم سے ہیں اور مریم یحییٰ سے ہیں۔ اور مریم یحییٰ بنی ہیں۔ وریں اپنے پدر بزرگوار عیسیٰ السلام سے ہوں اور میرے پدر بزرگوار محمد سے ہیں۔ میں اور میرے پدر بزرگوار ایبائی شکی ہیں۔ "اس وقت ابن ابی حمید نے کہا میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ امام عیسیٰ السلام نے فرمایا "میں خیال نہیں کرتا کہ اللہ میرے جواب کا قبول کرے گا جبکہ تو میری خیمت (احاطت مزاروں) میں نہیں ہے یمن (پھر جی) تو مسکے و پھپھہ۔"

ابن ابی حمید نے کہا ایبائی، وقت مرے کہتا کہ میرے خدام جو قدیم ہے پس وہ امام عیسیٰ السلام کے لئے آزار ہے۔

امام عیسیٰ السلام نے فرمایا "ہاں، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "حتیٰ عباد کمال عروج الفدیہم" (۱۰۰ آخر میں پست پر پہنچو کی نئی کی جیسا ہو جاتا ہے) (سورہ یس آیت ۳۹) پس اس کے خداموں میں سے جس خدام کو پھپھہ ہو، اس کو وہ قدیم ہے (کہ جس کو) آزار دہ (کیا جان) ہے۔"

راوی نے کہا کہ وہ نفس امام کی خدمت سے چلا آیا اور مرتے دم تک ایسا فقر و محتاجی میں مبتلا ہو یا کہ اس سے پس ایب رات کا آزار بھی نہ تھا۔ اللہ لعنت کرے اس پر۔

☆ (۲۱۲) ☆ جیس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن خالد اہرقی سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے عبد الرحمن جعفی سے، انہوں نے کہا میں میراث کے معاملہ میں ابن ابی بلی کی طرف بار بار گیا۔ وہ میرے ساتھ مال منول کر رہا تھا۔ پس جب اس کی مال منول زیادہ ہوئی تو انہوں نے مامور بن محمد

اصدوق عیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ اہم نے ارشاد فرمایا ”کیا وہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حمیس“ (رے ہوئے مال) کو واپس کرنے کا اور احکام وراثت کو نافذ کرنے کا حکم دیا ہے؟“

راوی کہتا ہے میں ابن ابی بکر بن علی کے پاس پہنچا اور یہاں لیا جیسا وہ کرتا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا میں نے تیری شکایت مامعنف بن محمد صدوق عیہ السلام سے کر دی ہے۔ ابن ابی بکر نے مجھ سے کہا (کیا واقعی) ایسا کیا؟ ایسا کیا؟ ایں ابن ابی بکر نے مجھ سے اس بات پر کہ اہم نے تیرے حق میں اس طرح سے کہا ہے، قسم کا تقاضا کیا۔ میں نے اس کے سامنے قسم اٹھ لی۔ پس ابن ابی بکر نے اس وجہ سے میرے حق میں قصد و تردی۔ (فیصلہ ردی)۔

۲۔ میرے والد نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن حمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن احمد رازی نے، انہوں نے بکر بن صالح سے، انہوں نے ابن ابی حمیہ سے، انہوں نے ابن عیینہ بصری سے، انہوں نے کہا میں بطور گواہ ابن ابی بکر کے پاس تھا اور ابن ابی بکر نے ایک آدمی کے بارے میں فیصلہ کر رہا تھا کہ جس نے اپنے بعض قریب و اقارب کے لئے گھ کا کرایہ قرار دیا تھا اور ان کے لئے کوئی وقت معین نہیں لیا تھا۔ پس وہ آدمی مر گیا۔ ابن ابی بکر نے اس آدمی کے ورثاء کو صواب جہدہ و قربت دارجن کے ساتھ کا کرایہ قرار دیا کیا تھا وہ (پہلے سے) حاضر تھے۔ ابن ابی بکر نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ وہ حوائط چھوڑ دو جس حالت میں گھ والے (مرنے والے) نے چھوڑا ہے (یعنی کرایہ ان قریب و اقارب کو ملتا رہے)۔ محمد بن مسلم ثقفی نے اس سے کہا ”گاہ ہو جاو! علی بن ابی طالب سموت اللہ علیہ نے اس میں تمہارے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیا تھا۔ ابن ابی بکر نے کہا تمہارا (س میں) کیا علم ہے؟ انہوں نے کہا میں نے ابو جعفر امام باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا علی بن ابی طالب عیہ السلام ”حمیس“ وچن رو وراثت کو نافذ کر کے فیصلہ فرماتے تھے۔ ابن ابی بکر نے کہا تمہارا پاس یہ کتاب میں موجود ہے؟ محمد بن مسلم نے کہا ہاں اس نے کہا تم کسی کو بھیجنا کہ وہ کتاب لے آئے۔ محمد بن مسلم نے کہا اس شرط پر کہ تم کتاب میں اس حدیث کے علاوہ دوسری چیز میں پر نگاہ نہیں کرو گے۔ ابن ابی بکر نے کہا تیرے حق میں یہ بات (قبول) ہے۔ راوی کہتا ہے کہ محمد بن مسلم نے اس کو ابو جعفر علیہ السلام سے منقول حدیث کتاب میں دھ دی تو اس نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

”حمیس“ ہر وہ وقف ہے کہ جو وقت غیر معلوم کے ساتھ ہو اس کو ورثاء کی طرف پلایا جاتا ہے۔“

☆ (۲۱۳) صدوق کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عبد بن معروف سے، انہوں نے حسین بن یریر و فلی سے، انہوں نے یعقوبی سے، انہوں نے یحییٰ بن عبد اللہ ہاشمی سے، انہوں نے اپنے والد

بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کے قول ”وَلَحْصَا ضَرْبِ ابْنِ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قُومِكُمْ مِنْهُ يَصْدُونَ“ (سورہ زخرف: آیت ۵۷) کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ”صدوق عربی میں ”ضحک“ (ہنسنے کے) معنی میں ہے۔“

☆ (۲۱۴) ☆ تعمیر کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن خالد ابهرقی سے، انہوں نے ان سے کہ جنہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے حفص بن غیاث سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”وَكَلَّا تَسْزَنَا تَتْبِيرًا“ (سورہ فرقان: آیت ۲۹) کے بارے میں روایت یہ کہ امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یعنی ہم نے تقسیم کر، یا جیسا کہ تقسیم کرنا چاہتے تھے“ اور فرمایا ”یہ لغت نہیں ہے۔“

☆ (۲۱۵) ☆ احقاب کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے جعفر بن محمد ثقبہ سے، انہوں نے ان سے کہ جنہوں نے ان کو بیان کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”لَتَجِيَنَّ فِيهَا أَقْصَانًا“ (سورہ نبا: آیت ۲۳) کے سلسلہ میں روایت کیا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ”الاحقاب آٹھ احقاب ہیں (جس کی ہر فرقہ ہے) اور ایک حقہ سی (۸۰) سال پر مشتمل ہوگا۔ اور ایک سال تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن کا ہوگا اور ایک دن تین سو ساٹھ (۳۶۰) سال جیسا ہوگا۔“

☆ (۲۱۶) ☆ مشارق ومغارب کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے نجاش سے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی تماد سے، انہوں نے سید کو بند کیا امیر مومنین علیہ السلام سے اسلام کی جانب اللہ عزوجل کے اس قول ”وَالْمَشَارِقُ وَالْمَغَارِبُ“ (سورہ معارج: آیت ۴۰) میں آپ نے ارشاد فرمایا ”اس

کے لئے تین سوساٹھ مشرق ہیں اور تین سوساٹھ مغرب ہیں۔ پس اس کا ایک دن کہ جس میں وہ چمکتا ہے پھر دوبارہ اس میں نہیں پلٹتا مگر آئندہ سال اور ایک دن کہ جس میں وہ غروب ہوتا ہے دوبارہ اس میں نہیں پلٹتا مگر آئندہ سال۔“

☆ (۲۱۷) عضباء والحجاء کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ہریم بن ہاشم سے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی مغیرہ سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جعفر بن محمد سیما السداس سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے باپ کے ہریم بن علیہم السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”لا یصحی بالعر جاء بین عرجھا، ولا مالعوراء بین عورھا ولا مالعجفاء ولا بالحرماء، ولا بالحدعاء، ولا بالعصباء“ (ایسے جانور کی قربانی نہ کرو کہ جو لنگڑا ہو اور اس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور نہ ایسے جانور کی کہ جو کان نہ ہو اور اس کا کان نہ ہو، اور نہ ایسے جانور کی کہ جو خارش کی بیماری میں مبتلا ہو، اور نہ ایسے جانور کی کہ جس کا کان کٹا ہوا ہو، اور نہ ہی سینٹ ہوئے جانور کی) مفہوم، یعنی سینٹ ہو جانور اور جدعاء یعنی ایسا جانور کہ جس کا کان کٹا ہوا ہو۔“

☆ (۲۱۸) شرقاء، خرقاء، مقابلہ، مدابره کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو نصر بغدادی نے، انہوں نے احمد بن یحییٰ مرقی سے، انہوں نے عبد اللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے اسرائیل سے، انہوں نے ابو اسحاق سے، انہوں نے شریح بن بانی سے، انہوں نے علی بن عبد السلام سے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے جانور کے بارے میں ہمیں حکم دیا کہ جانور کی آنکھ اور کان سالم ہو اور خرقاء، شرقاء، مقابلہ اور مدابره کی قربانی سے ہم کو منع فرمایا۔ ”خرقاء“ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔ ”شرقاء“ اس بھیڑ بکری کو کہ جس کا کان فقط سوراخ کن ہوا ہو کہ سوراخ ایک طرف سے دوسری طرف پہنچ جائے، ”مقابلہ“ اس جانور کو کہ جس کا کان سامنے والے حصے سے تھوڑا سا کٹا ہوا اور اسے اسی طرح چھوڑ دیا گیا ہو اور جدا نہ کیا گیا ہو کہ جیسے زائد گوشت لگتا ہے اور ایسے اونٹ کو ”المرئم“ کہتے ہیں اور اس لفظ سے ہوتے ہوئے حصے کو ”رعل“ کہتے ہیں۔ ”مدابره“ بکری کو کہتے ہیں کہ جس کے کان کا آخری حصے کے ساتھ مذکورہ فعل انجام دیا گیا ہو۔

(۲۲۱) ☆ ”جو شخص بار برداری کے جانور پر سوار ہو اور پھر اس سے گر جائے اور مر جائے

تو وہ (جہنم کی) آگ میں جائے گا۔“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ مظاہر نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مغضض بن عمر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”جو شخص بار برداری کے جانور پر سوار ہو اور پھر اس سے گر جائے اور مر جائے تو وہ (جہنم کی) آگ میں جائے گا۔“

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بار برداری کے جانور پر سوار ہوتے تھے اور جب کوئی نیچے اترنے کا قصد کرتا تھا تو کچھ کا سہارا یہ بغیر نیچے اترتا تھا۔ پس آپ نے اس طرح اترنے سے منع فرمایا ہے تاکہ کوئی نہ اپنے سر نہ سرے اور نہ سر جائے تو وہ اپنے نفس کا قاتل خود ہوگا۔ اور یہ چیز (جہنم کی) آگ میں داخل ہونے کا سبب بنی۔ پس یہ حدیث بار برداری کے جانور پر سواری سے منع کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ صرف اور صرف کچھ کے سہارے کے بغیر اترنے سے روکنے کے لئے ہے۔ اور وہ حدیث کہ جس میں مروی ہے کہ ”جو بھی بار برداری کے جانور پر سواری کرے سے چاہیے کہ وصیت کرے۔“ پس یہ حدیث بھی بار برداری کے جانور پر سواری سے روکنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ فقہ وصیت کرنے کا حکم بیان کر رہی ہے جیسا کہ ہماری ہے۔ ”جو بھی حج یا جہد کے لئے نکلے اسے چاہیے کہ وہ وصیت کرے۔“ یہ بھی حج اور جہد سے روکنے کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانے میں لوگ سوائے ان جانوروں کے کسی اور چیز پر سواری نہیں کرتے تھے اور ہودج (کچھ) بعد کے زمانے میں ایسی دھونی اور زمانہ گذشتہ میں معروف نہ تھی۔ (۱)

(۲۲۲) ☆ الحج اور الحج کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد شیبانی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن ابی مہدائہ کوفی نے، انہوں نے ہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن عمران نخعی نے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے، انہوں نے اسماعیل بن مسلم سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہ السلام سے، آپ نے اپنے چچا بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے چچا علیہ السلام سے، آپ نے علی علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا جب بن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کیا ”اے محمد! اپنے اصحاب کو الحج اور حج“ کا حکم دیجئے۔ ”اے نبی! یعنی تہجد (تلیک

انہم لیبیک لا شریک لک (میں آوازوں کو بند کرنا اور ”ٹنچ“ یعنی (قربانی کے) اونٹ کو نحر کرنا۔

☆ (۲۲۳) دبا ع اور مرقۃ اور حاتم اور نقیر کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے خالد بن جریر سے، انہوں نے ابو رجیع شامی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے آپ سے نزد (ایک قسم کا کھیل) اور شطرنج کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ”ان دونوں کے قریب نہ جانا“ میں نے عرض کیا غنا (کا کیا حکم ہے)؟ آپ نے فرمایا ”غنا، میں کوئی اچھائی نہیں ہے، تم لوگ انجام نہ دو۔“ میں نے عرض کیا خبیذ (بھجوروں یا انگوروں کی شراب)؟ آپ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شے اور چیز سے منع فرمایا ہے اور ہر شے اور چیز حرام ہے۔“ میں نے عرض کیا۔ ”وہ برتن جن میں اس کو بنایا جاتا ہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟“ آپ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دبا، مرقۃ، حاتم اور نقیر سے منع فرمایا ہے۔“ میں نے عرض کی یہ سب کی ہیں؟ آپ نے فرمایا ”دبا، یعنی کدو کا پھلکا، مرقۃ یعنی کوزہ اور حاتم یعنی اردنی لٹرا (ایک قسم کا برتن) جس کو سبز رنگی بھی کہا جاتا ہے۔ نقیر وہ لکڑی ہے کہ ایم جاہلیت میں لوگ جس میں سو رخ کرتے تھے یہاں تک کہ اس میں گرھے بن جاتے تھے جس میں شراب بناتے تھے۔“

☆ (۲۲۴) ضحک کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے عبد الرحمن بن جراح سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”فصحکت فشرناھا“ (ابراہیم کی زوجہ یسن کر بنس پڑیں تو ہم نے انہیں اسحق کی بشارت دے دی) (سورہ صود آیت ۷۱) کے ساتھ میں روایت کیا ہے کہ آپ نے (ضحکت کہ جس کے ظاہری معنی ہنس دینے کے ہیں) ارشاد فرمایا: (ضحکت سے مراد) حضرت ہے (یعنی ان کو خون حیض آیا اور وہ حائضہ ہو گئیں)۔

☆ (۲۲۵) نافلہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا: ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے احمد بن عیسیٰ بن محمد سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن زبلی سے، انہوں نے یحییٰ بن عمران سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”ووهبنا له اسحاق و يعقوب نافله“ (سورہ انبیاء آیت ۷۲) اور ہم نے اسے (بیٹا) اسحاق اور (پوتا) یعقوب عنایت کئے ا کے بارے میں روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا ”بیٹے کے بیٹے کو نافلہ کہتے ہیں۔“ (۱)

☆ (۲۲۶) قُط کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے سلمۃ بن الخطاب سے، انہوں نے برہم بن محمد ثقفی سے، انہوں نے ابراہیم بن میمون سے، انہوں نے مصعب سے، انہوں نے سعد سے، انہوں نے اصغی سے، انہوں نے علی علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے فرمان ”وقالوا ربنا عجل لنا قسطا قبل يوم الحساب“ (وہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہمہ راقسمت کا ملکہا ہوا روز حساب سے پہلے ہی ہمیں دیدے) (سورہ ص آیت ۱۶) کے بارے میں روایت کیا کہ آپؐ علیہ السلام نے فرمایا: (قُط سے مراد) ن کا مذہب میں حصہ ہے۔“

☆ (۲۲۷) کو اشف، دواعی، بغایا اور ذوات الازواج کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابو داؤد بن حنبل الخداء سے، انہوں نے محمد بن الفضل سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ”متعہ“ کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا ”ہاں، اگر وہ اس کی پہچان رکھتی ہے۔“ میں نے عرض کیا ”مجھے آپؐ کا فدیہ قرار دیا جائے! اگر وہ اس کی پہچان نہ رکھتی ہو؟“ امام علیہ السلام نے فرمایا ”تو اس کے سامنے اسے پیش کرو اور اسے کہو، پس اگر وہ قبول کرتی ہے تو اس سے تزویج کرو اور اگر وہ (۱) اس لئے کہ فرزند پر اضافہ ہوتا ہے۔ جس طرح کہ وہ نذر جفریہ نماز سے زیادہ ہوا سے نافلہ کہتے ہیں اور نصیحت کو ”نفل“ کہتے ہیں اس وجہ سے کہ یہ اضافہ ہے خاص اُنہی مرحومہ کے لئے (منہج الصادقین ج ۶ - ص ۸۹)

تہہ رے قول پر راضی ہونے سے انکار کرے تو اسے چھوڑ دو، اور تم لوگ کو اشف، دوائی، بغیا اور ذوات، زوج (عورتوں) سے بچو۔“ میں نے عرض کیا کو اشف کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ واضح و آشکار عورتیں کہ جن کے گھر (برے کام کرنے والے سب کو) معلوم ہوتے ہیں۔“ میں نے عرض کیا دوائی کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ عورتیں کہ جو اپنے آپ کی جانب بدلتی ہوں جبکہ ان کو فساد (حرام میں مبتلا ہونے) کی پہچان ہو۔“ میں نے عرض کیا بغیا کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جو نہ کے حوالے سے پہچانی جاتی ہو۔“ میں نے عرض کیا ذوات زوج کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ عورتیں کہ جن کی طلاق سنت (شرعی طریقے) سے نہ رہی ہو۔“

☆ (۲۲۸) ☆ الفقیہ ہا کے معنی ☆

امیرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن ابی قاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے بعض راویوں سے، انہوں نے داود رقی سے، انہوں نے ابو ہریرہ ثمالی سے، انہوں نے ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تم لوگوں کو فقیر حقیقی کے بارے میں خبر نہ دوں؟“ انہوں نے عرض کی یقیناً امیر المؤمنین آپ نے فرمایا: ”کہ جو دوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ کرے اور ان کو عذاب خدا سے خوف نہ بنادے اور ان کو محبت خدا کی جزا نہ دے۔ اور وہ کسی اور چیز کی طرف غم نہ ہوتے ہوئے قرآن کو ترک نہ کرے۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ ایسے علم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کو سمجھ نہ یا ہو۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ ایسی تعداد میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جس میں تدبیر نہ ہو۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ ایسی عبادت میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جس میں مسائل دین کے بارے میں آگاہی اور فہم نہ ہو۔“

☆ (۲۲۹) ☆ بلوغ الاشد والاستواء کے معنی ☆

امیرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے احمد بن حمال سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن رباط سے، انہوں نے محمد بن النعمان اناحوس سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”وَلَمَّا بَلَغَ اَشَدَّهٖ وَاسْتَوٰی“ (سورہ قصص آیت ۱۸)، اور جب (موسىٰ) اپنی پوری قوت کو پہنچے اور خوب باتھ پاؤں نکالے تو ہم نے ان کو فیصلے کی قوت اور علم عطا کیا۔ کے متعلق فرمایا: ”اَشَدَّهٖ“ یعنی ٹھہرہ سہا اور ”استوى“ یعنی جب چہرے پر بال نکل آئیں۔

☆ (۲۳۰) خریف کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے حسن بن علی کوئی سے، انہوں نے عباس بن عمر سے انہوں نے احمد بن زرق سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی عدہ سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی کہتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ”بے شک بندہ ستر خریف (خزاس) تک (جہنم کی) آگ میں ٹھہرے گا۔ اور ایک خریف ستر ساس پر مشتمل ہوگی۔“ آپؑ نے فرمایا ”پھر وہ بندہ اللہ عزوجل سے محمدؐ اور محمدؐ کے اہلبیت کے حق کے واسطے سے سوال کرے گا کہ، بے پروردگار مجھ پر رحم فرما۔“ امام عبیدہ السلام نے فرمایا ”بس اللہ عزوجل جبرئیلؑ کی جانب اپنے بندے کے پاس جانے کی اور اسے جہنم سے نکالنے کی وحی فرمائے گا۔ جبرئیلؑ عرض کریں گے۔ اے پروردگار! میں (جہنم کی) آگ میں کیسے جاؤں؟، پروردگار ارشاد فرمائے گا: میں نے یقیناً آگ کو حکم دیا ہے کہ وہ تم پر ٹھنڈی اور سلامتی بن جائے۔ جبرئیلؑ عرض کریں گے ”اے پروردگار! مجھے اس بندے کی جگہ معلوم نہیں ہے۔ پروردگار ارشاد فرمائے گا کہ وہ حقین کے گہرے کنوئیں میں ہے۔“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”پس جبرئیلؑ (جہنم کی) آگ میں جائیں گے اور اس بندہ کو منہ کے بل دندھ پڑا ہوا پائیں گے۔“ امامؑ نے فرمایا: ”جبرئیلؑ اس کو نکال کر اللہ عزوجل کی خدمت میں پیش کریں گے۔ پس اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے! تو (جہنم کی) آگ میں کتنے عرصے مجھے پکا رہا۔ بندہ کہے گا میں شمار نہیں کر سکتا، اے میرے پروردگار! اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا جان لے میری عزت کی قسم! اگر تو مجھ سے ان کے واسطے سے سوال نہ کرتا تو میں تیری (جہنم کی) آگ میں ذلت و رسوائی کو طویل کر دیتا لیکن میں نے اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی بندہ مجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ کے حق کے واسطے سے سوال نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اس کے وہ گناہ جو میرے اور اس کے درمیان ہیں بخش دوں اور یقیناً آج میں نے تجھے بخش دیا۔“

☆ (۲۳۱) فلق کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن ابی قاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے، انہوں نے کہا کہ ہم ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ایک شخص نے ”قل اعوذ برب الفلق“ کی تلاوت کی اور اس آدمی نے سوال کیا، فلق کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ”جہنم میں ایک دزدہ ہے جس میں ستر ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار سانپ ہیں۔ اور ہر سانپ کے اندر ستر ہزار زہر کی تھیلیاں ہیں۔ اور (جہنم کی) آگ والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس دزدے سے گزریں۔“

☆ (۲۳۲) ☆ ”شراح سدا اذا حسد“ کے معنی ☆

۱۔ میرے والدہ زائدہ بنتہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن حاتم سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے سیدہ زکوانہ سے کہ سیدہ زکوانہ نے قول ”ومن شر حسد ادا حسد“ (سورہ نفاق آیت ۶) (وہ مد لڑنے والے کے شر سے جب وہ مد کرے) کے بارے میں بیان کیا تو آیت نے فرمایا ”یا تو نے اس کو نہیں دیکھا ہے کہ جب وہ اپنی دونوں آنکھیں سولگاتے وہ تیری طرف (تجسس) کرتا ہے تو یہ ہے۔“

☆ (۲۳۳) ☆ امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول ”موسم سرما مومن کی بہار ہے“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے یہاں یاکند بن ابی حمزہ بن محمد بن زائدہ نے، انہوں نے بہائم سے، بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن محمد بن یحییٰ بن مران اشعری سے، انہوں نے براہیم بن اعاق نہدندی سے، انہوں نے محمد بن سید بن ابی حمزہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ”موسم سرما مومن کی بہار ہے کہ جس میں راتیں طویل ہوتی ہیں تو یہ اس کے (راتوں کے عبادت کے لئے) قیام میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اور جس میں دن چھوٹے ہوتے ہیں تو یہ اس کے روزوں میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔“

☆ (۲۳۴) ☆ قرآن کی بہار کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن منوکل - زائدہ - نے، انہوں نے بہائم سے، بیان کیا یحییٰ بن حسین عدا باری نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے، انہوں نے محمد بن سام سے، انہوں نے احمد بن فضل خزاز سے، انہوں نے عمرو بن شمر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آیت ”ہر چیز کی بہار ہے اور قرآن کی بہار وہ رمضان ہے۔“

☆ (۲۳۵) "الافق المبین" کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن جعفر بغدادی نے، انہوں نے محمد بن جمہور سے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن سے، انہوں نے محمد بن ابو حمزہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: "جو شخص وہ شعبان میں ہر روز ستر مرتبہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ" (میں اس خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ مہربان و رحم کرنے والا، ہمیشہ سے زندہ رہنے والا، ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اسی سے میں توبہ کرتا ہوں) کہے گا، تو افق مبین میں لکھا جائے گا۔" راوی نے کہا: میں نے عرض کیا: افق مبین کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "عرش کے سامنے جگہ ہے جس میں نہریں ہیں جن میں ستاروں کی تعداد کے برابر جام ڈالے گئے ہیں۔"

☆ (۲۳۶) لوگوں میں سے افق کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے سعید بن وید سے، انہوں نے کہا: ہم ابان بن تغلب کے ہمراہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "مسلمان کو غذا کھانا یہاں تک کہ وہ سیر جائے یہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے (غیر مسلم) لوگوں میں سے "افق" کے کھانے سے۔" میں نے عرض کیا: افق کی مقدار کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "ایک رکھ۔"

☆ (۲۳۷) اسودین کے معنی ☆

۱۔ ہمیں خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد بن غالب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الفضل یعقوب بن یوسف نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد الرحمن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معاذ بن ہشام نے، انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے عمر سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انہوں نے ضمیمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسودین کو نماز کے درمیان ہارنے کا حکم فرمایا۔ عمر نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے کہا "اسودین" کے معنی کیا ہیں؟ یحییٰ نے کہا: سانپ اور بچھو۔

☆ (۲۳۸) ☆ تمام النعمہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن احمد بن تمیم السرخسی اصفہی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابولہبید محمد بن ادریس شری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن مہاجر بغدادی نے، انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا اسماعیل بن ابراہیم نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حریری نے، انہوں نے ابو اورد بن تمامہ سے، انہوں نے جلاج سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ”پ“ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ”اللہم انی اسالک الصبر“ (اے اللہ میں تجھ سے صبر کا سوال کرتا ہوں) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ”تو بلاء کا سوال کیا ہے تجھے چاہیے کہ تو اللہ سے عافیت طلب کر۔“ اور نبی ایک اور شخص کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا۔ ”اللہم انی اسالک تمام النعمۃ“ (اے اللہ میں تجھ سے تمام نعمت کا سوال کرتا ہوں) آپ نے فرمایا ”اے ابن آدم! کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نعمت کیا ہے؟“ (”پ“ نے فرمایا) تمام نعمت جہنم کی آگ نے چھڑکا اور جنت میں داخل ہونا ہے۔“ آپ ایک اور شخص کے پاس سے گزرے وہ دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا ”یا دالہ الحلال والا کرام“ (اے صاحب شوکت و بزرگی) آپ نے فرمایا ”تیرے حق میں اس (دعا) کو یقیناً قبول کر لیا گیا پس دعا مانگ۔“

☆ (۲۳۹) ☆ ”لوگوں کی مطلوب چیزوں“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن حسین سکری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا الجوبہری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن عمرہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا اسحاق جعفر بن محمد عیہ السلام نے فرمایا ”لوگوں کی مطلوب چیزیں اس فانی دنیا میں چار ہیں۔ بے نیازی، آسائش، تمغینگی اور عزت۔ پس جہاں تک تعلق ہے بے نیازی کا تو وہ قناعت میں پائی جاتی ہے پس جو اسے کثرت مال میں تلاش کرتا ہے وہ اسے نہیں پائے گا۔ اور جہاں تک آسائش کا تعلق ہے وہ بوجھ کے ہلکا ہونے میں ہے، جو اسے بوجھ کے بھاری ہونے میں تلاش کرے گا وہ اسے نہیں پائے گا۔ جہاں تک تعلق ہے تمغینگی ہونے کا تو وہ کام کی کمی میں ہے جو اسے کام کی زیادتی میں تلاش کرے گا وہ اسے نہیں پائے گا۔ جہاں تک تعلق عزت کا ہے تو یہ خالق کی خدمت و اطاعت گزاری میں موجود ہے پس جو اسے مخلوق کی خدمت و اطاعت گزاری میں تلاش کرے گا وہ اسے نہیں پائے گا۔“

☆ (۲۴۰) قول ناقوس کے معنی ☆

ہم سے بیان کیا صالح بن عیسیٰ عقی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن محمد بن علی الفقیہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو نصر شعرانی نے مسجد حمید میں، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سلمہ بن صالح الوضاح نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو اسرائیل سے، انہوں نے ابو اسحاق ہمدانی سے، انہوں نے عاصم بن ضمرہ سے، انہوں نے حارث اعمور سے، انہوں نے کہا میں اثناء شہرہ میں امیر المؤمنین کے ہمراہ چار ہاتھ جب ہم ایک نصرانی رہب کے پاس سے گزرے جو ناقوس (بڑی کھنٹی) پیٹ رہا تھا۔ راوی کہتا ہے علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا ”اے حارث سمجھتے ہو یہ ناقوس کیا کہہ رہی ہے؟“ میں نے عرض کی اللہ، اس کا رسولؐ، اور اس کے رسولؐ کے بیچا کا بیٹا (علیؑ) زیادہ جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا ”اس دیا اور اس کی ویرانی کی مانند اس کو بیٹا جا رہا ہے اور یہ کہتی ہے کوئی معبود نہیں ہے سوا اللہ کے (وی) حق ہے (یہی کلمہ) سچ ہے، سچ ہے بیشک دنیا نے ہمیں فریب دیا اور ہمیں مشغول کر دیا اور ہمیں حیران و مبہوت کر دیا اور ہمیں گمراہ کر دیا، اے فرزند دنیا! ہستہ، آہستہ۔ اے فرزند دنیا! ٹھنسی بھر ٹھنسی بھر۔ یہ دنیا زمانہ۔ زمانہ کرے قیامت ہو رہی ہے اور ہمارا کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ ہمارا کوئی اہم عضو کمزور ہو جاتا ہے اور ہم نے ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کو تباہ کر دیا، اور فنا ہو جانے والی جلد نو وطن بنالیا اور ہم نہیں جانتے کہ ہم نے اس میں کیا نقصان کیا ہے مگر یہ کہ جب ہم مرجائیں گے۔“ حارث نے عرض کی یا امیر المؤمنین! کیا نصاریٰ س و جانتے ہیں؟“ آپؑ نے فرمایا ”اگر وہ جانتے ہوتے تو کیوں مسیح کو اللہ عزوجل کو چہرہ زکرمعبد بناتے۔“ حارث کہتے ہیں کہ میں راہب کے طرف گیا اور اس سے کہا تجھے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق کے واسطے سے تجھ پر لازم ہے کہ ناقوس کو پھر دینے نہ جیجیے۔ بلایا تھا۔ حارث کہتے ہیں اس نے بجان شروع کیا تو میں نے حرف بہ حرف کہا، یہاں تک کہ ”مگر یہ کہ جب ہم مرجائیں گے“ تک پہنچا تو راہب نے کہا تجھے اپنے نبی کا واسطہ کہ کس نے تجھے یہ خبر دی ہے۔ میں نے کہا اس شخص نے کہا ہے جو میرے ساتھ گذشتہ کل تھا۔ راہب نے کہا کیا اس کے اور نبی کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے۔ میں نے کہا ہاں وہ رسول خدا کے چچا کے بیٹے ہیں۔ راہب نے کہا تجھے اپنے نبی کا واسطہ کیا یہ بتائے تم نے اپنے نبی سے سنے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ پس وہ راہب اسلام لے آیا۔ پھر مجھ سے کہا ”خدا کی قسم! میں نے تو رات میں پایا تھا کہ سلسلہ انبیاء میں آخری نبی ہو گا کہ جو ناقوس کے قول کی تفسیر بیان کرے گا۔“

(۲۳۱) ☆ انبیاء علیہم السلام کے قول، جب انہیں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ:

تمہیں قوم کی طرف سے تبلیغ کا کیا جواب ملا تو وہ کہیں گے: ہم کوئی علم نہیں رکھتے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عبد الرحمن مقرر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمرو محمد بن جعفر مقرر بر جانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بوکر محمد بن حسن موصلی نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حاتم طائی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زید بن علی کے غلام ابو زید عیاش بن زید بن حسن بن علی خاں نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد زید بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے، آپ نے فرمایا کہ، ہذا حق علیہ السلام نے ائمہ عزہ و جن کے قول سے تبلیغ کا یہ جواب ملا تو وہ کہیں گے ہم کوئی علم نہیں رکھتے (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۹) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ((رسولوں کے جواب کے معنی یہ ہیں کہ) ہم کوئی علم نہیں رکھتے تیرے (دینے ہوئے علم) کے علاوہ۔“

فرمایا اور صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”قرآن سارا کا سارا تخریج (ابن اسامیٰ کو نبھانے) کا ذریعہ اور اس کا سرچشمہ ہے۔“

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ امان اور خوف زدہ رہنے والی آیتوں کے پیچھے رحمت اور شفقت کی آیتیں موجود ہیں۔

(۲۳۲) ☆ ”مرد مسلم کے لئے تین دوست ہوتے ہیں“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان محمد بن علی ماجیدیہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہارون بن مسلم نے، انہوں نے مسعد بن زیاد سے، انہوں نے الصادق امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے، آپ علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباء طہرین علیہم السلام سے کہ علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”میشک مرد مسلم کے لئے تین دوست ہوتے ہیں، (ایک) دوست اس سے کہتا ہے: ”میں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں تیرے ساتھ ہوں“ اور یہ اس کا مثل ہے، (دوسرا) دوست اس سے کہتا ہے: ”میں تیرے ساتھ ہوں یہاں تک کہ تجھے موت آجائے“ اور یہ اس کا ماں ہے تو جب وہ مر جاتا ہے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہو جاتا ہے، اور (تیسرا) دوست اس سے کہتا ہے: ”میں تیرے ساتھ تیرے قبر کے دروازے تک ہوں پھر

میں تجھے چھوڑ دوں گا۔“ یاس کی اولاد ہیں۔

(۲۴۳) ☆ اس قرین کے معنی کہ جسے انسان کے ساتھ دفن کیا جائے گا

جو کہ زندہ رہے گا جبکہ انسان مر چکا ہوگا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو احمد حسن بن عبد اللہ بن سعید مکرزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن حسن بن درید نے، انہوں نے کیا کہ ہم کو خبر دی، بوہتم نے، نبیوں نے قتی یعنی محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، اور ہم کو خبر دی محمد بن عبد اللہ بن شعیب بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زکریا بن یحییٰ مفری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علاء بن فضیل نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے کہا کہ قیس بن عاصم نے کہا میں بنی تمیم کے ایک گروہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے چاہتا تھا، جب میں داخل ہوا تو آپؐ کی پاس صلصال بن دہمس موجود تھا، پس میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے کہ جس سے ہم نفع حاصل کریں چونکہ ہم بیابان میں رہنے والے لوگ ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اے قیس! بیشک عزت کے ساتھ ہی ذلت ہے اور بیشک حیات کے ساتھ ہی موت ہے اور بیشک دنیا کے ساتھ ہی آخرت ہے، اور بیشک ہر چیز کے لئے حساب ہے اور ہر چیز کے اوپر نگہبان ہے اور بیشک ہر نیکی کے لئے ثواب ہے اور ہر برائی کے لئے سزا ہے اور ہر مدت کے لئے تحریر ہے کہ یقیناً وہ تیرے حق میں ازلی (طور پر) نوکر بننے والی ہے۔ اے قیس! قرین (انیت رکھنے والوں) میں سے کوئی ہونا چاہئے کہ جو تیرے ساتھ دفن ہو، وہ زندہ ہونے کی حالت میں تیرے ساتھ دفن ہو جب کہ تو مردہ ہو، پس اگر وہ کریم ہوگا تو تجھ پر کرم نوازی کرے گا اور اگر وہ لئیم و پست ہوگا تو تجھے (حالات کے) سپرد کر دینا۔ پھر اس کا حشر نہیں ہوگا مگر تمہارے ساتھ اور تم کو پھر سے اٹھایا نہیں جائے گا مگر اس کے ساتھ اور تم سے سوال نہیں کیا جائے گا مگر اس کے بارے میں، (اس وجہ سے) تم قرین نہ قرار دو مگر نیک کو چونکہ اگر وہ صالح و نیک ہے تو تم اس سے انیت رکھو اور اگر وہ فاسد ہے تو تم (کسی چیز سے بھی) وحشت زدہ نہ ہو سوائے اس سے اور وہ (قرین) تمہارا فعل و عمل ہے۔“ پس میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں پسند کرتا ہوں کہ یہ کام اتنا کی صورت میں ہو کہ ہم جس کے ذریعے سے اپنے ملنے والے عربوں پر فخر کریں اور اس کو محفوظ کر لیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ حسان کو بلوائے۔ راوی کہتا ہے میں پیغمبرؐ کے روبرو تھا اور نصیحت کے ہم پلہ اشعار کی تشکیں کے سنے غور و فکر کرنے لگا تو میرے لئے حسان کے آنے سے قبل ہی قول درست ہو گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اشعار حاضر ہوئے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ ہمارے ارادے سے موافقت رکھتے ہیں۔ [پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کہو، اے قیس!“] میں نے کہا۔

تَحْيَرُ قَرِينَا مِنْ فَعَالِكَ أَمَّا ☆ قَرِينُ الْفَتَى فِي الْقَبْرِ مَا كَانَ يَفْعَلُ
(اپنے افعال میں سے قرین کو پسند کر کہ ہر جوان کا قرین اس کی قبر میں اس کا عمل ہے)

وَلَا بَدَّ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَنْ تَعْلَمَهُ ☆ لِيَوْمٍ يَنَادِي الْمَرْءُ فِيهِ فَيَقُولُ
(اور موت کے بعد ضروری ہے تمہارا اس دن کے لئے آدہ کرنا کہ جس میں مرد کو پکارا جائے گا تو وہ حاضر ہو جائے گا)

فَأَنْ كَسَتْ مَشْعُولًا بِشَيْءٍ فَلَا تَكُنْ ☆ بَعِيرُ الدِّيِّ يَرْصِي بِهِ اللَّهُ تَشْغُلُ
(پس اگر تم کسی چیز میں مشغول ہو تو تمہیں اس کام کے علاوہ مشغول نہیں ہونا چاہیے کہ جس سے اللہ راضی ہوتا ہے)

فَلَنْ يَصْحَبَ الْإِنْسَانُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ ☆ وَ مِنْ قُلْدِ الْأَلْدِي كَانَ يَفْعَلُ
(انسان کا ساتھی ہرگز نہیں بنتا ہے نہ موت کے بعد اور نہ ہی اس سے پہلے سوائے اس کے عمل کے)

الْأَمَّا الْأَسْأَلُ صَيْفُ لَاهِلِهِ ☆ يَقِيمُ قَلِيلًا بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَرْحَلُ
(جان لو کہ انسان صرف اور صرف اپنے ہمراہیوں کے لئے ایسا مہمان ہے کہ جوان کے درمیان قلیل مدت قیام کرے گا اور پھر سفر پر چل پڑے گا۔)

☆ (۲۴۴) عورتوں کی عقلیں اور مردوں کے جمال کے معنی ☆

ابن ابی عمیر نے بیان کیا کہ محمد بن مسلم بن براء، جب ابی حافض بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن عبد اللہ شافعی، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن محمد الکاتب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا مدانی نے، انہوں نے غیث بن برائیم سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے بدمذہب مایہ السلام سے کہ فرمایا علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”عورتوں کی عقلیں ان کے جمال میں ہیں اور مردوں کا جمال ان کی عقلوں میں ہے۔“

(۲۳۵) ☆ سلمان - رضی اللہ عنہ - کے قول کے معنی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں کون ہے کہ جس نے عمر بھر روزے رکھے؟ تم میں کون ہے کہ جو رات بھر (عبادت کیلئے) جاگتا ہو؟ تم میں کون ہے کہ جو روزانہ قرآن ختم کرتا ہو؟“ تو ان تمام کے جواب میں سلمانؓ نے کہا کہ: میں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یحییٰ عطار - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے نوح بن شعیب عترقونی سے، انہوں نے شعیب سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے احمد بن جعفر بن محمد حبیب السلام کو - اپنے پدر بزرگوار حبیبہ اسد م سے، آپ نے اپنے باپ طاہر بن سلیم السلام سے نقل کرتے ہوئے سنا کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا ”تم میں کون ہے جو عمر بھر روزے رکھتا ہو؟“ تو سلمان - رحمۃ اللہ علیہ - نے عرض کیا ”میں، یا رسول اللہ!“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جو رات بھر (عبادت کے لئے) جاگتا ہو؟“ سلمان نے کہا میں، یا رسول اللہ!“ آپ نے فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جو روزہ نہ قرآن ختم کرتا ہو؟“ سلمان نے کہا ”میں، یا رسول اللہ!“ پس بعض اصحاب غصے میں آگئے اور کہنے لگے ”یا رسول اللہ! یقیناً سلمان مرد دہری ہے کہ جو ہم پر فخر ظاہر کرنا چاہتا ہے!“ آپ نے دریافت فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جس نے عمر بھر روزے رکھے تو انہوں نے کہا میں، جب کہ ان کے اکثر دن کھاتے ہوئے گزرتے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جو رات بھر (عبادت کے لئے) جاگتا ہو، تو انہوں نے کہا میں، جب کہ وہ رات کے بیشتر حصہ میں سونے والے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا ”تم میں کون ہے کہ جو روزہ نہ قرآن ختم کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں، جبکہ ان کے دنوں کا بیشتر حصہ خاموشی میں گزرتا ہے!“ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”خاموش ہو جا، اے فلاں! تیرا کیا مقام ہے لقمان حکیم جیسے کے مقابلے میں! تم اس سے سوال کرو تا کہ وہ تمہیں بیان کرے۔“ اس شخص نے سلمانؓ سے کہا ”اے اللہ کے بندے! کیا تم خیال نہیں کرتے ہو کہ تم عمر بھر روزے رکھتے ہو؟“ سلمانؓ نے کہا ہاں، س نے کہا میں نے تم کو دنوں کے اکثر حصوں میں کھاتے دیکھا ہے؟“ سلمانؓ نے کہا ویسا نہیں ہے جس طرف تم گئے ہو، چیتک میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ ”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثَالُهَا“ (جو ایک نیکی لائے گا اس کے لئے اسی کی مثل دس ہے)۔“ (سورہ نعام - آیت ۱۶۰) اور میں شعبان کو ماہ رمضان سے ملا دیتا ہوں تو اس طرح یہ عمر بھر کے روزے ہو گئے۔ اس شخص نے کہا: کیا تم گمان نہیں کرتے ہو کہ تم رات بھر (عبادت کے لئے) جاگتے ہو؟ سلمانؓ نے کہا ہاں، اس نے کہا تم رات کے بیشتر حصہ میں سونے والے ہو۔ سلمانؓ نے کہا ویسا نہیں ہے جس طرف تم گئے ہو بلکہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ ”جو شخص طہارت کی حالت میں سو جائے تو وہ سیاہی ہے کہ جو رات بھر (عبادت کے لئے) جاگتا رہا ہو“ تو میں رات کو طہارت کے ساتھ سوتا ہوں۔ (جیسے وضو) اس شخص نے کہا: کیا تمہارا خیال نہیں ہے کہ تم روزانہ قرآن ختم کرتے ہو؟ سلمانؓ نے کہا ہاں، اس

نے کہا تمہارے دن کا اکثر حصہ تو حموٹی میں گزرتا ہے؟ سنان نے کہا ویسا نہیں ہے جس طرف تم گئے ہو، بلکہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی عید اسلام سے یہ فرماتے سنا ہے ”یا ابا الحسن تمہاری مثال میری منت میں قل ہو اللہ احد کی طرح ہے، تو جو اس کی ایک دفعہ تلاوت کرے تو اس نے یقیناً ایک تہائی قرن کی تلاوت کی اور جو اس کی دو دفعہ تلاوت کرے تو یقیناً اس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جو اس کی تین دفعہ تلاوت کرے تو یقیناً اس نے قرآن کو ختم کیا۔ تو جو تم سے زبان سے محبت کرے تو یقیناً اس کا یہ تمہائی ایمان کامل ہوا اور جو تم سے زبان اور دل (دونوں) سے محبت کرے تو اس کا دو تہائی ایمان کامل ہو اور جو تم سے اپنی زبان اور اپنے دل سے محبت کرے اور اپنے ہاتھ سے تمہاری نصرت کرے۔ یقیناً اس کا ایمان کامل ہوا اور اس کی قسم کے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس علی اگر تم سے اہل زمین، اہل طرح سے محبت کرتے کہ جس طرح اہل آمان محبت کرتے ہیں تو کسی کو (بھی جہنم کی) آگ میں حذب نہیں کیا جاتا۔“ اور میں روزانہ تین دفعہ قل ہو اللہ احد کی تلاوت کرتا ہوں۔ پس وہ شخص کھڑا ہوا تو کہا کہ درمیان سے پتھر کو کھڑا کیا گیا ہو۔

☆ (۲۳۶) زمین کے حصوں میں سے "منتقمہ" کے معنی ☆

۔ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم بن تاتار - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن حاشم نے، انہوں نے جعفر بن سلمہ الاصولی سے، انہوں نے برہیم بن محمد ثقفی سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو اسحاق بن علی بن فضال، صدیق نے، انہوں نے کہا کہ مجھے الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام کے حوالے سے بتایا گیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”یشب اللہ عز وجل کے لئے چند زمین کے حصے ایسے ہیں کہ جس کا نام 'منتقمہ' رکھا گیا ہے، پس جب اللہ کی بندگی میں کوتاہی کرتا ہے اور وہ اس میں سے اللہ کے حق کو نہیں نکالتو اللہ اس شخص کو ان زمین کے حصوں میں سے کسی حصے پر مسطہ کر دیتا ہے کہ جس میں وہ اپنے مال کو تلف و ضائع کر دیتا ہے اور پھر مر جاتا ہے اور اس (زمین) کو چھوڑ جاتا ہے۔“

☆ (۲۳۷) قولی صالح اور عملی صالح کے معنی ☆

۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسین سعد آبادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی عبد اللہ برقی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن زید سے، انہوں نے ابان اور دوسروں سے، انہوں نے الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اپنے ورے کو قول صالح و عمل صالح سے

ساتھ ختم کرے تو اللہ عز وجل اس کے روزے کو قبول فرمائے گا۔“ پس آپ سے دریافت کیا گیا: یا ابن رسول اللہ! قول صاغ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”لا اله الا اللہ کی گواہی اور عمل صالح فطرہ کو نکالنے۔“

(۲۲۸) ☆ اس روایت کے معنی کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ

: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور

: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ عز وجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن دبید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے عبد الصمد بثیر سے، انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: ”اللہ آپ کو نیکی دے، (کیا ایسا ہے کہ) جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب چانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے؟“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں“، تو میں نے عرض کیا پھر تو قسم بخدا! میں موت کو ناپسند کرتا ہوں۔ (جبکہ وہ ملاقات پروردگار کا ذریعہ ہے) امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ نہیں ہے جس طرف تم گئے ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت موت جب وہ ایسی بات کا مشاہدہ کرے کہ جسے وہ پسند کرتا ہو تو کوئی شے اس کے نزدیک آگے بڑھ جانے سے محبوب تر نہ ہوگی اور اللہ اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرے گا اور وہ اس موقع پر اللہ کی ملاقات کو پسند کرے گا جبکہ اگر وہ ایسی شے کو دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اس کے لئے اللہ کی ملاقات سے ناپسند تر کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ عز وجل اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہوگا۔“

۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، علی بن مہزیار سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے، انہوں نے یحییٰ بن سابق سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس شخص کے سسلے میں جس کی آنکھوں میں مرتے وقت سسوتھے سنا کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ اس وقت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس (وقت مرگ) تشریف فرما ہوئے، تو اس نے وہ دیکھ لیا ہے کہ جو اسے سرور کر دے [اور وہ دیکھا ہے جو اسے پسند ہے]“ راوی کہتا ہے پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ”کیا تم نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو ایسی چیز کو دیکھے جو اسے سرور کرنے والی ہو اور اس کی پسندیدہ ہو تو خوشی کے عالم میں اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں؟“

☆ (۲۴۹) اس روایت کے معنی جس میں کہا گیا ہے کہ ”یشک نماز زمین میں اللہ کی ڈھال ہے“ ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ماجیویہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مختصر بن عمر سے، انہوں نے یونس بن ظبیان سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

”تم جانو کہ یشک نماز زمین میں اللہ کی ڈھال ہے، تو جو اس بات کو پسند کرتا ہے وہ جانے کہ نماز کے فائدوں میں سے کسے حاصل کر لیا ہے تو اسے چاہیے کہ غور و فکر کرے، پس اگر اس کی نماز برائیوں اور نافرمانیوں سے سنی ڈھال بنے تو اس نے نماز کے فائدوں میں سے فقط اتنا حاصل کر لیا کہ جس سے وہ (ان برائیوں سے) محفوظ رہ سکے، اور جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ یہ جان لے کہ اس سے اللہ کے پاس کیا کچھ ہے تو اس چاہیے کہ یہ جان لے کہ اس کے پاس اللہ کے لئے کیا ہے، اور جو نیک عمل کے انجام دینے پر قہر ہو جائے تو اس چاہیے کہ پہلے اس میں غور و فکر کرے پس اگر وہ نیک عمل اچھا ہے تو چاہیے اس پر نیک عمل پیرا ہو اور اگر وہ نیک عمل بر اور قبیح ہو تو چاہیے اس سے اجتناب کرے، چونکہ یشک اللہ عزوجل وہی اور زیادہ کے متعلق سب سے زیادہ روایت و اقتدار کا مالک ہے، اور جو شخص تنہائی میں ایک برائی کو انجام دے تو اسے چاہیے کہ تنہائی میں ایک نیکی پر (بھی) نیک عمل پیرا ہو، اور جو شخص کھلم کھلا ایک برائی کو انجام دے تو اسے چاہیے کہ، نیکی نیکی (بھی) کھلم کھلا طور سے انجام دے۔“

☆ (۲۵۰) حاقن، حاقب اور حاذق کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے یحییٰ ابن مبارک سے، انہوں نے عبد اللہ بن جبر سے، انہوں نے اسحاق بن ہمار سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ”حاقن، حاقب اور حاذق کی کوئی نماز (کامل فائدے کے ساتھ قہر قبول) نہیں ہے۔ حاقن وہ ہے کہ جو پیشاب کو دبائے ہوئے ہو، حاقب وہ ہے کہ جو پانچ نہ کی حاجت کو دبائے ہوئے ہو اور حاذق وہ ہے کہ جس کے مزے (یا جوتے) ٹھک ہوں۔“

☆ (۲۵۱) مجنون کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد العزیز بن یحییٰ بصری

جلودی نے بصرہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم کو خردی ابو عبد اللہ محمد بن زکریا جوہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن علی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام سے فرمایا میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرگی کے مرض میں مبتلا ایک شخص کے پاس سے گزرے کہ جس کے اطراف میں لوگ جمع ہوئے اسے دیکھ رہے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا ”یہ لوگ کس بات پر جمع ہوئے ہیں؟“ آپ سے عرض کیا گیا مجنوں و پاگل مرگی کا شکار ہو ہے کہ جس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”یہ پاگل نہیں ہے، یا میں تم کو حقیقی پاگل کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟“ دوگوں نے عرض کیا یقیناً رسول اللہ! فرمایا ”حقیقی پاگل (تکبر اندہ انداز میں) ناز سے چنے والا، (غروار میں مبتلا ہو کر) اپنی آنکھوں کے گوتوں سے دیکھنے والا، اپنے پہلوؤں کو دونوں شانوں کے ساتھ دھرا دھرا حرکت دینے والا، ہے۔ وہ (حقیقی) پاگل ہے اور یہ (یہ شخص توفیق مصیبت میں مبتلا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن الولید - رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہاتم نے، انہوں نے محمد بن ابی ثیر سے، انہوں نے نضر بن مرث سے، انہوں نے کہا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”بیشک جو شخص اس سے پوچھے جانے والے ہر سوال کے بارے میں جواب دے وہ یقیناً مجنوں و پاگل ہے۔“

☆ (۲۸۲) حمیہ (پرہیز) کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے احمد ابن محمد سے، انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے، انہوں نے عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے امام عیسیٰ سے، انہوں نے فراسانی - یعنی الرضا علیہ السلام - سے آپ نے فرمایا ”کسی چیز سے حمیہ و پرہیز کو ترک کر دینے میں نہیں ہے بلکہ کسی چیز میں پرہیز فقہاء کے (استعمال کو) ممانعت میں ہے۔“

☆ (۲۸۳) دبقا کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابراہیم ابن اسحاق سے، انہوں نے عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے علی بن جعفر بن زبیر سے، انہوں نے جعفر بن اسماعیل سے، انہوں نے ایک راوی سے،

انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ مریض کو کتنے دن تک پرہیز کرنا چاہیئے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”(ایک) دہن“ پس میں دہن کی مقدار کو سمجھ نہ سکا تو میں نے اس کا آپ سے سوال کیا تو آپ فرمایا ”(دس دن)۔ ایک در حد بیٹ میں ہے کہ گیارہ دہن اور ”دہن صباح“ رومی زبان سے ہے کہ جس سے گیارہ صبح کے معنی مراد لیا جاتا ہے۔

☆ (۲۵۴) خائف کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے علی ابن محمد قسانی سے، انہوں نے ان سے کہ جنہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے عبد اللہ بن قاسم ثقفی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ”خائف وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے فائدے میں اس زبان کے خوف کو ترک نہ کر دیا ہو کہ جس کے ذریعے سے وہ بولتا ہے۔“

☆ (۲۵۵) کفو کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اسماعیل بن مزار سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہمارے صحاب میں سے ایک گروہ نے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”کفو بس کا پاکہ امن ہونا ہے اور اسی کے پاس سنی و راحت ہے۔“

☆ (۲۵۶) مسلم، مؤمن، مہاجر، عربی اور مولیٰ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے

ارشاد فرمایا ”مسلم وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ سدا مت ہوں، مؤمن وہ ہے کہ جس کو لوگ اپنے اموں اور اپنی جانوں کے سلسلے میں ایمین بن گئیں۔“

۲۔ ایک دوسری حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ مؤمن وہ ہے کہ جس کی اذیت سے اس کے پڑوسی امان میں ہوں۔

۳۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ الصادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جو شخص سدا میں (مسلم و مدین کے یہاں) پیدا ہو وہ عربی ہے، ورنہ جو اس میں پڑا ہونے کے بعد داخل ہو تو وہ مہاجر ہے۔ ورنہ کہ جس کو قید کیا گیا اور پھر آزاد کر دیا گیا وہ مومن (خدا) ہے ورنہ وہ مولیٰ (سرپرست) اس کے اپنوں میں سے ہوتا ہے۔“

☆ (۲۵۷) عقل کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیس کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے ہمارے بعض صحابہ سے انہوں نے سید کو باند کیا ابو عبد اللہ محمد جعفر صادق علیہ السلام کی جانب سے، وہی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا عقل کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”وہ کہ جس نے ذریعے سے زمین و مہاتوں کا علم، جس کے ذریعے جانوں کو کمایا جائے۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا وہ چیز یہ تھی جو معبود میں تھی، امام علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے ہاں تعینت ہے، اور یہ عقل کا شہادت رہتی ہے عقل نہیں ہے۔ حسن ابن علی علیہما السلام سے سوال کیا یہ عقل کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا غم و اندوہ میں آہستہ آہستہ چہن یہاں تک کہ فرصت کو پاوے۔“

☆ (۲۵۸) اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نصر سے، انہوں نے ابوالحسن سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”اتقوا اللہ حق تقاۃ“ (اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اسی حالت کی جانے کہ پھر اس کی نافرمانی نہ ہو، اس کا بار کھاجے کہ پھر (کبھی) بھدیا نہ جائے اور اس کا شکر کیا جائے پھر کبھی کفران (نہت) اور ناشکری نہ ہو۔“

☆ (۲۵۹) عبادت کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان سے جنہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے خثیمہ بن عبد الرحمن جعفی سے، انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن عبد اللہ قمی نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اس وقت میں (بھی) حاضر تھا، اس نے عرض کیا عبادت کیا ہے؟ انا صلیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی جس انداز سے اطاعت ہوئی چاہے اس انداز سے اطاعت کرنے کی اپنی نیت۔"

☆ (۲۶۰) سائبہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر نمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے خالد بن جریر سے، انہوں نے ابو ربیع شامی سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ شخص کہ جو اپنے خادم کو آزاد کرتے وقت کہے چلا جا جہاں جانا چاہتا ہے، تیری میراث میں سے میرے حق میں کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی مجھ پر تیرے کتاہوں کی کوئی ذمہ داری ہے! فرمایا: اور دو گواہوں کو گواہ بنائے۔

☆ (۲۶۱) کبر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن علی بن عوفی سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے عبد اللہ بن ظہیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس بندے کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر (غرور) ہے وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس بندے کے دل میں رائی کے دانے کی برابر یمان ہے وہ (جہنم کی) آگ میں بھی داخل نہیں ہوگا۔" میں نے عرض کیا: مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے، یقیناً مرد جب لباس پہنتا ہے اور جانور پر سوار ہوتا ہے تو قریب ہے کہ اس سے کبر اور بڑائی ظاہر ہو۔ آپ نے فرمایا: "یہ وہ نہیں ہے، کبر فقط حق کا انکار ہے اور ایمان حق کے ساتھ اقرار ہے۔"

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اسماعیل بن مرار سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ابویوب خزازی سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے دونوں - یعنی ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام یا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام - میں سے ایک سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہوگا۔“ راوی کہتے ہیں نے عرض کیا بیشک ہم اچھے بس پہنتے ہیں تو ہم پر فخر داخل ہو جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”یہ فقط ان مور میں ہے جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان ہیں۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسین سعد آبادی نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسکان سے، انہوں نے یزید بن فرقد سے، انہوں نے اس شخص سے جس نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سن ”جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہوگا اور (جہنم کی) آگ میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے۔“ راوی کہتے ہیں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا ”تجھے کیا ہو گیا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا؟“ میں نے عرض کیا اس بات پر جو میں نے آپ سے سنی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ”دینا نہیں ہے جس (معنی کی) طرف تم گئے ہو (کبر اور بڑائی سے) میری مراد فقط جھٹلانا اور کفر کرنا ہے فقط یہ جھٹلانا اور کفر کرنا ہے۔“

۴۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، ابن فضال سے، انہوں نے علی بن عقیبہ سے، انہوں نے ابویوب بن 7 سے، انہوں نے عبد اللہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”کبر وگوں کو حقیر جاننا اور حق کو باکا اور ذلیل قرار دینا ہے۔“

۵۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے سیف سے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی بن اسیر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بیشک سب سے بڑا کبر مخلوق کو حقیر جاننا اور حق کو سبک (باکا) قرار دینا ہے۔“ میں نے عرض کیا مخلوق کو حقیر جاننا اور حق کو سبک قرار دینا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”حق سے جاہل رہنا اور اہل حق کو طعنہ دینا اور جو شخص یہ کام کرے گا تو یقیناً اس نے اللہ عزوجل سے اس کی چادر کبریائی پر جھگڑا کیا۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیویہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے ابن بقیہ سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے عبد الملک سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص مکہ میں کبر سے مزہ ہوئے کی حالت میں داخل ہوگا تو اس کا گناہ بخشا جائے گا۔“ میں نے عرض کیا کبر کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”مخلوق کو حقیر جاننا اور حق کو سبک قرار دینا۔“ میں نے عرض کیا یہ کیسے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ”حق سے جاہل

رہنا اور اہل حق کو طعنہ دینا۔“

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں خلیل بن احمد کی کتاب میں ہے کہ ”اس نے لوگوں کو اور نعمت کو حقیر جانا“ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ نعمت کو ہلکا سمجھے اور نعمت کو حقیر جانے، اور ”وہ شخص اپنے دین کے سلسلے میں حقیر قرار دیا گیا ہے“ اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کو طعنہ زنی کا نشانہ بنایا گیا ہو، ”اس نے نعمت اور عافیت کو حقیر جانا“ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اس کا شکر ادا نہ کرے۔ ابو سعید نے آپ علیہ السلام سے قول ”حق کو سبک قرار دینا“ کے سلسلے میں کہا ہے کہ اس کا معنی ہے حق کو کم عقلی اور جہالت کی نگاہ سے دیکھنا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”و من یرعب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه“ (اور کون ہے جو ملت ابراہیم سے عراض کرے مگر یہ کہ اپنے ہی کو بیوقوف بنائے) (سورہ بقرہ آیت ۱۳۰) بعض مفسرین نے اس کے ”الا من سفه نفسه“ کے متعلق کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص خود اپنی بے وقوفی کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور جہاں تک تعلق آپ علیہ السلام سے توں عموماً الناس ”(لوگوں کو حقیر جاننے) کا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی بے عزتی کرنا اور ان کو بے قدر جاننا اور ان کی چیزیں ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اس میں اس حدیث کے علاوہ ایک اور معنی بھی ہیں۔ اور عموماً - ساد کے ساتھ نہ کہ ضد کے ساتھ - عموماً (حقارت کرنا) کے معنی میں ہے۔ اور جب غصہ کا لفظ آنکھ کے لئے استعمال ہو تو اس سے مراد آنکھ میں موجود کیچڑ و چیڑ ہوتا ہے۔ اور غیب، ایک سترے کا نام ہے اور غصہ کو آنسوؤں کے معنی میں استعمال کیا جائے تو اس سے مراد ان کا تخت ہونا، پیٹ میں مروڑ ہونا اور درد ہے۔

☆ (۲۶۲) اس تزکیہ کے معنی کہ جس سے [اللہ نے] منع فرمایا ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محبوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے جمیل بن دراج سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”ولا ترکوا انفسہم ہو اعلم بمن اتقی“ (اپنے نفس کو زیادہ پاکیزہ نہ قرار دو وہ متقی افراد کو خوب پہچانتا ہے) (سورہ نجم آیت ۳۲) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”انسان کا کہنا کہ میں نے گزشتہ رات نماز (شب) پڑھی تھی اور میں نے گزشتہ روز روزہ رکھا تھا اور اسی طرح کی باتیں۔“ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ”بیشک ایک گروہ ایسا تھا کہ جب انہوں نے صبح کی تو کہنے لگے ہم نے گزشتہ رات نماز (شب) پڑھی تھی، اور گزشتہ روز روزہ رکھا تھا تو علی علیہ السلام نے فرمایا مگر میں تو رات اور دن سوتا رہا ہوں اور اگر ان دونوں کے درمیان میں کچھ پاتا تو اس میں بھی سوتا رہتا۔“

☆ (۲۶۳) اس عجب (خود پسندی) کے معنی کہ جو عمل کو فاسد کر دیتا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی لہب سے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے احمد بن عمر صلا سے، انہوں نے علی بن سید مدیثی سے، انہوں نے ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام سے اس عجب (خود پسندی) کے بارے میں سوال کیا کہ جو عمل کو فاسد کر دیتا ہے، تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”عجب کے درجات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بندے کے لئے اس کے برے کام کو راستہ کرنے تاکہ وہ اسے چھوڑے اور نتیجتاً وہ خود پسندی کا شکار ہو جائے اور خیال کرنے لگے کہ اس نے کوئی اچھا کام انجام دیا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی بندہ اپنے رب پر ایمان لائے (اس انداز سے کہ گویا) اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ پر حسان کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں اس پر احسان ہے۔“

۲۔ میرے والد رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے سنیے کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جو شخص کسی ایک سے نئے بھی فضیلت کو نہ جانتا ہو وہ اپنی رائے میں عجب و خود پسندی کا شکار ہے۔“

☆ (۲۶۴) حسد کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے سعد بن مسلم سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے حسد کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”گوشت و خون ہے کہ جو لوگوں کے درمیان کر دے، یہاں تک کہ جب ہماری طرف انتہاء پر پہنچتا ہے تو بایں ہو جاتا ہے وروہ شیطان ہے۔“

☆(۲۶۵)☆ فقر کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے کہ جن تک پہنچایا سعد بن طریف نے، انہوں نے بصغ بن نباتہ سے، انہوں نے حارث الراور سے، انہوں نے کہا کہ ان سواوں میں سے کہ جو علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے کئے تھے ان میں سے یہ بھی تھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے سوال کیا "فقر کیا ہے؟" امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا "حرص اور انجانی لالچ۔"

☆(۲۶۶)☆ بخل اور شح کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصحابی سے، انہوں نے عیسان بن داود منقری سے، انہوں نے فضیل بن عیض سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "کیا تم شح کو جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا شح بخل کو کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "شح بخل سے زیادہ شدید ہوتا ہے، بیشک بخل بخل ان چیزوں میں کرتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جبکہ شح بخل اس چیزوں میں کرتا ہے کہ جو لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں اور ان چیزوں میں (بھی) کہ جو اس کے ہاتھ میں ہیں یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتے مگر یہ کہ منہ کرتا ہے کہ اس کا حرام کی طریقے سے وہ اس کے پاس آجائے اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق اسے دیا ہے اس سے نوروں سے ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر حق ملت رہتا ہے۔"

۲۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابراہیم نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نصر بن سہید سے، انہوں نے عبد اللہ بن ارجانی سے، انہوں نے عبد اللہ بن عیین سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "بیشک بخل وہ شح ہے کہ جو غیر حلال طریقے سے مال نکلتا ہے اور ناحق کاموں میں خرچ کرتا ہے۔"

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی مہلبویہ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے کہ جن تک پہنچایا سعد بن طریف نے، انہوں نے بصغ بن نباتہ سے، انہوں نے حارث الراور سے، انہوں نے کہا کہ ان سواوں میں سے کہ جو علی صلوات اللہ علیہ نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے کئے تھے یہ بھی تھا کہ امام علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا "شح کیا ہے؟" امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا "کسی کا اپنے ہاتھ میں موجود چیز کو شرف چنانا اور اس کے

خریج کرنے کو تلف جانتا۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے ابو جمید سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بخیل وہ شخص نہیں ہے جو اپنے مال میں فرض شدہ زکاۃ کو ادا کرتا ہو اور اپنی قوم میں ظاہر ہونے والے (حادثات) پر عطا و بخشش کرتا ہو، حقیقی بخیل تو فقط وہ ہے جو اپنے مال میں فرض شدہ زکاۃ نہ دے اور اپنی قوم میں ظاہر ہونے والے (حادثات) میں عطا نہ کرے جبکہ اس کے عدو وہ مال کو فضول خرجی سے اڑاتا ہو۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریز سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ”شیخ فقط وہ شخص ہے کہ جو اللہ کے حق کو ادا نہ کرتا ہو اور اللہ عز و جن کے حق کے علاوہ میں خریج کرتا ہو۔“

۶۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو جہم سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے احمد بن سلیمان سے، انہوں نے ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بخیل وہ شخص ہے کہ جو ان چیزوں میں بخل کرے جو اللہ نے اس پر فرض کی ہیں۔“

۷۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”بخیل وہ ہے کہ جو سلام میں بخل کرے۔“

۸۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عبد الرحمن مقرئ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحسن علی بن حسن بن بندار بن مثنیٰ تمیمی طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن حجاج مقرئ رقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن علاء بن ہلال نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو زکریا نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال نے، انہوں نے عمارہ بن غزیہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے آباؤں میں ظاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حقیقی بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے پاس میرے نام کا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ پڑھے۔“

☆ (۲۶۷) برے حساب کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا ”اے فلاں! تیرے اور تیرے (مؤمن) بھائی کے درمیان کیا مسئلہ ہے؟“ اس نے کہا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! میرے حق میں اس کے اوپر کچھ نکلتا ہے تو پس میں اپنے حق کے سلسلے میں انتہاء تک جاؤں گا۔“ پس ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ”تو مجھے اللہ عز و جل کے قول ”و یخافون سوء الحساب“ (اور وہ حساب کی برائی سے خوف زدہ رہتے ہیں) (سورہ رعد آیت ۲۱) کے بارے میں بتا کہ کیا تیرا خیال ہے کہ وہ لوگ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ خدا ان پر نا انصافی کرے گا یا ظلم کرے گا؟ نہیں، بلکہ وہ لوگ خوف زدہ ہیں انتہائی حد تک جانے اور دقت (سے حساب لئے جانے) پر۔“

☆ (۲۶۸) نادانی کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا حمیری نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے جن تک پہنچا یا سعد بن طریف نے، انہوں نے اصبح بن نباتہ سے، انہوں نے حارث الاغور ہمدانی سے، انہوں نے کہا کہ علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے ان سوالات میں کہ جو کئے تھے، فرمایا ”اے بیٹا! نادانی کیا ہے؟“ امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا: ”کم ظرف لوگوں کی پیروی اور گمراہوں کی صحبت۔“

☆ (۲۶۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول: ”حجامت کتنی اچھی عادت ہے“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سلسلے کو بلند کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”حجامت کتنی اچھی عادت ہے۔ یعنی جس کی حجامت کروانا عادت ہو۔ کہ یہ بصارت کو ظاہر کرتی ہے اور بیماری کو لے جاتی ہے۔“

☆ (۲۷۰) حجامت نافعہ، مغیثہ اور منقذہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے سیدہ بلندہ یا ابو عبد اللہ مام جعفر بن محمد علیہ السلام کی طرف، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سروں و دونوں شانوں کے درمیان اور پشت میں تین دفعہ جی مت کرو لی اور ایب کو 'انفعہ' (نفع بخش)، دوسری کو 'مغیثہ' (مددگار) اور تیسری کو 'منقذہ' (نجات بخش) نام دیا۔"

۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے حسن بن علی سے، انہوں نے احمد بن حنبلہ سے، انہوں نے ابن سلمہ - جو کہ بخود بھی ہیں اور ان کا نام سلم بن کرم ہے - سے، انہوں نے ابو عبد اللہ مام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "سر پر جب مت ناک کی طرف سے نیک بانٹتے ہو تو دوں اور دوں ابروؤں کے درمیان انکشت شہادت اور انکو ٹھٹھے کے سروں کے درمیان کے حنفی جٹائی بلکہ کے اوپر ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نام 'منقذہ' (نجات بخش) رکھتے تھے۔ اور ایب اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک پر جی مت کرتے تھے اور اس کا نام 'مغیثہ' (فریادرس) یا 'منقذہ' (ربانی بخش) رکھتے تھے۔"

☆ (۲۷۱) وضو میں احداث کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر صمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے عثمان بن یحییٰ سے، انہوں نے منصور بن حازم سے، انہوں نے ابراہیم بن معرر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر مام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل کوفہ غلی کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ کوفہ میں تھے تب پیشاب کی حالت سے فارت ہوئے، پھر وضو فرمایا، پھر اپنے جوتوں پر مس کیا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ حدیث نہ ہونے والے کا وضو ہے (اس شخص کا وضو ہے جس نے حدیث صادر نہیں ہو ہے)۔ امام نے فرمایا کہ "ہاں" علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تھا۔ راوی نے کہا کہ تو اس حدیث پیشاب سے بڑا حدیث ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا "اس سے آپ کی مراد وضو میں (و جب چیزوں سے) آگے بڑھنا تھا کہ آپ نے وضو کی حد سے زیادہ انہی م دیا ہے۔" (۱)

(۲۷۲) علی بن حسین علیہما السلام کے اس قول کے معنی کہ

”ویل ہے اس کیلئے جس کی اکائیاں اس کی دھائیوں پر غالب آجائیں۔☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابو عیسیٰ سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”علی ابن حسین علیہما السلام فرمایا کرتے تھے ویل ہے اس کے لئے جس کی اکائیاں اس کی دھائیوں پر غالب آجائیں۔“ تو میں نے امام سے عرض کیا یہ کیسے؟ (ہو سکتا ہے) تو آپ نے فرمایا: تو نے نہیں سنا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے ”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزي الا مثلها“ (جو شخص نیکی کرے گا تو اس کو اس کا دس گنا ثواب عطا ہوگا اور جو شخص بدی کرے گا تو اس کی سزا اس کو بس اتنی ہی دی جائے گی۔) (سورہ انعام۔ آیت۔ ۱۶۰) جو ایک نیکی کرے گا اس کیلئے دس لکھی جائیں گی اور ایک برائی جب انجام دے گا اس کے لئے ایک ہی لکھی جائے گی۔ تو ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے جو دن میں دس برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے مگر اس کے لئے ایک نیکی بھی نہ ہو۔ نتیجتاً اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب آجاتی ہیں۔

(۲۷۳) ☆ صاع اور مد کے معنی، پانی کے صاع اور اس کے مد میں فرق، کھانے کے صاع اور مد میں فرق ☆

۱۔ میرے والد، ورحمہما اللہ۔، دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اور یس اور محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے علی بن محمد سے، انہوں نے ایک راوی سے، انہوں نے سلیمان بن حفص مروزی سے، انہوں نے کہا کہ ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”عسل (کے لئے) پانی کا ایک صاع ہے اور دمنہ (کے لئے) پانی کا ایک مد ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاع پانچ مد پر مشتمل ہے اور مد دوسوا سی درہم کے وزن کا ہے اور درہم چھ دانق کا وزن ہے اور دانق چھ دانوں کے مساوی ہے اور دانہ جو کہ دو ایسے متوسط دانوں میں سے کہ جو نہ چھوٹوں سے اور نہ اس کے بڑوں سے ہو۔“

۲۔ وراحمہما اللہ کے ساتھ، محمد بن احمد سے، انہوں نے جعفر بن ابراہیم بن محمد ہمدانی سے، انہوں نے کہا۔ جبکہ وہ میرے ساتھ حج میں تھے۔ میں نے ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کی طرف اپنے والد کے ہاتھوں (خط) لکھ۔ ”مجھے آپ کا فیہ قرار دیا جائے۔ اہمار۔ صاحب نے صاع کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ فطرہ مدینہ کا صاع کے ذریعہ ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ عراق کے صاع کے ذریعہ ہوگا۔ تو امام نے مجھے تحریر فرمایا: ”صاح مدنی چھ رطل اور عراقی نور رطل ہے۔“ انہوں نے کہا۔ آپ مجھے باخبر کیجئے۔ پس فرمایا صاع

وزن کے اعتبار سے دو ہزار ایک سو ستر (۲۱۷۰) وزن کا ہوگا (کہ تقریباً تین کلو گرام ہوتا ہے)۔

۳۔ اور انہی سند کے ساتھ، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے محمد بن عبد الجبار سے، انہوں نے ابوالقاسم کو فی سے، وہ ایک مد لے کر آئے اور کہا کہ ابن ابوعبیر نے اس کو یہ مد عطا کیا ہے اور کہتے ہیں کہ مجھے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے فار آدمی نے دی تھا اور کہا تھا کہ مجھے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عطا کر کے فرمایا ”یہ نبی کا مد ہے“۔ پھر ہم نے اس کا وزن کیا تو ہم نے اسے چار مد (کے برابر) کا پایا۔ اور وہ ایک اور ایک پونہ تالی (سو) قفیز کے برابر تھا ہمارے (اس زمانہ) کے قفیز کے مطابق۔

(۲۷۴) ☆ نامصہ، ملخصہ، واشرہ، مستوشرہ، واصلہ، مستوصلہ، واشمہ، اور مستوشمہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن یثیم ثعلبی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تقیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے وعدہ سے، انہوں نے علی بن غراب سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن جعفر بن محمد بن علیہ السلام نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار محمد بن علی علیہ السلام سے، آپ اپنے پدر بزرگوار علی ابن حسین علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار حسین بن علی سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ، آپ نے فرمایا رسول اللہ نے نامصہ، ممتصہ، واشرہ، مستوشرہ، واصلہ، مستوصلہ، واششمہ، مستوشمہ پر لعنت فرمائی ہے۔

علی بن خراب کہتا ہے نامصدقہ عورت ہے جو چہرہ کے بال کو اکھیڑے۔ منقصہ وہ عورت جس کے ساتھ یہ والا کام ہو۔ واشروہ عورت ہے کہ جو دوسری عورت کے دانتوں کو تیز کر کے ان کے درمیان فاصد ڈالتی ہے اور اسے دھاردار بناتی ہے۔ مستوشروہ عورت ہے جس کے ساتھ یہ کام ہو۔ واصلہ وہ عورت ہے جو کسی عورت کے بال دوسری عورت کے بالوں سے ملائے۔ مستوصلہ وہ عورت ہے جس کے ساتھ یہ کیا جائے۔ واشمہ وہ عورت ہے کہ جو عورت کے ہاتھ یا بدن کے کسی حصہ پر گودے، اور یہ گودنا اس طرح سے ہوتا ہے کہ اس عورت کے ہاتھ یا اس کی پٹیلی کی پشت یا بدن کے کسی اور حصہ پر سوئی چھو نہا یہاں تک کہ اس میں اثر انداز ہو جائے پھر اسے سرمہ یا نور سے پر کر دیتی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ سبز ہو جاتی ہے۔ اور مستوشمہ وہ عورت ہے کہ جس کے ساتھ یہ کام انجام دیا جائے۔

☆ (۲۷۵) ☆ واصلہ اور مستوصلہ کے دوسرے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم بن احمد بن بشام مکتب نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی حمیر سے، انہوں نے ابراہیم بن زید اشعثی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ عاصم بن علی عیسیٰ السلام کو فرماتے سنا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سدا ورتہ صد پر مبنی زنا کرنے والی پر روزنہ سے رابطہ کرانے والی پر۔

☆ (۲۷۶) ☆ کلام کو پاکیزہ بنانا، کھانا کھلانا، سلام پھیلانا،

ہمیشہ روزہ رکھنا، رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا محمد بن محمد بن یحییٰ مازنی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی حمیر سے، انہوں نے علی بن ابی ترزہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے صادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے، انہوں نے علی عیسیٰ السلام سے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً جنت میں کچھ ایسے کمرے ہیں جن کا باہر اندر سے، اور اندر باہر سے دیکھا جاسکتا ہے، ان میں میرے وہ متقی رہیں گے جنہوں نے کلام کو پاکیزہ کیا، کھانا کھلایا، سلام پھیلایا، ہمیشہ روزہ رکھا، رات کو نماز پڑھی جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔“ انہوں نے علی عیسیٰ السلام سے فرمایا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں سے وہ اس کی طاقت رکھتا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”اسے“ ایسا تم نہیں جانتے کہ کلام کو پاکیزہ کرنا کیا ہے؟“ جو بھی صبح اور تمام وقت دس مرتبہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کھانا کھلانا (یعنی) مرد کا اپنی عیال کا خرچہ دینا ہے۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ یہ کہ وہ رمضان ہر روزہ رکھتے اور ہر مہینے میں تین روزہ رکھتے تو اس کے لئے پوری عمر کے روزے لگتے جائیں گے، اور جہاں تک تعلق رات کو نماز پڑھنے سے ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو اس جو شخص نماز مغرب، آخری نماز عشاء اور نماز صبح مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے تو ایسا ہے جیسا کہ اس نے پوری رات عبادت کی ہو، اور سدا ورتہ صد پر مبنی زنا کرنے والی پر بھی سلام کرنے میں نکل نہ کرے۔“

☆ (۲۷۷) ☆ زہد کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا امیر المومنین سے دریافت کیا گیا؟ دنیا میں زہد یہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دنیا کے ام کاموں سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن سفار نے، انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مالک بن عطیہ احمسی سے، انہوں نے معروف بن خربوذ سے، انہوں نے ابو طفیل سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المومنین صوات اللہ علیہ کو فرماتے سنا ”دنیا میں زہد امیدوں کا مختصر ہونا، بر نعمت پر شکر، اور جن چیزوں کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے ان سے دوری اور پرہیز اختیار کرنا۔“

۳۔ اور انہی اسناد کے ساتھ احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جہم بن حکم نے، انہوں نے اسماعیل بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”دنیا کے سلسلہ میں زہد مال کھودینے کا نام نہیں ہے اور نہ ہی صل و کرم کرنے کا بلکہ دنیا کے سلسلہ میں زہد جو کچھ اللہ عز و جل کے ہاتھ میں ہے اس کے مقابلہ میں جو کچھ تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے اس پر زیادہ بھروسہ نہ کرنے کا نام ہے۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے، انہوں نے سیمان بن داؤد، مقری سے، انہوں نے علی بن ہاشم البرید سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایک آدمی نے آپ سے زہد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا ”زہد دس چیزیں ہیں اور جو زہد کا اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ درجہ (کنابوں سے دوری اور پرہیز) کا پست ترین درجہ ہے اور جو درجہ کا اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ یقین کا پست ترین درجہ ہے اور جو یقین کا اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ رضا کا پست ترین درجہ ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بیشک زہد اللہ عز و جل کے کتاب کی آیت میں یہ ہے کہ ”لکبلا نأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم“ (تاکہ جب کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو تم اس کا رنج نہ کرو اور جب کوئی چیز خدا تم کو دے اس پر اترایا نہ کرو) (سورہ حدید - آیت: ۲۳)۔“

۵۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے علی بن حدید سے، انہوں نے ان سے جنہوں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے خطبے میں کہ جو بنی اسرائیل کو دیا تھا - کہا میں نے تمہارے درمیان صبح کی اس حالت میں کہ میرا سلن بھوک ہے - اور میرا کھانا وہ کچھ ہے جو زمین حشرات اور جانوروں کے لئے اگاتی ہے - میرا چراغ چاند ہے، میرا کچھونا خاک ہے، میرا تکیہ پتھر ہے، نہ میرا گھر ہے کہ خراب

ہو، نہ مال ہے کہ تلف ہو، نہ وہ کہ مرے اور نہ بیوی کہ غم زدہ ہو۔ میں نے صبح کی اس حالت میں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں اور تم بھی کی اسی حالت میں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں اور میں آدمی کی اولاد میں غنی ترین ہوں۔“

☆ (۲۷۸) ☆ لوگوں میں سے صاحب ورع کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم نے بیان کیا عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قمر بن محمد صبیحی نے، انہوں نے یحییٰ بن واہب مضرکی سے، انہوں نے فضیل بن عیاض سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام غفر سابق علیہ السلام سے۔ راوی ہبتا نے میں نے ماہ سے عرض کیا لوگوں میں صاحب ورع پر بیز کار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز اور ان سے اجتناب کرتا ہو اور جب وہ مشتبہ چیزوں سے نہیں بچے گا تو حرام میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ اس پر بیان بھی نہ ہوئی اور جب برائی دیکھے اور اس کا انکار نہ کرے جبکہ وہ اس پر قوت رکھتا ہو تو یقیناً اس نے اللہ کی نافرمانی کو پسند کیا اور جو اللہ کی نافرمانی کو پسند کرے تو یقیناً اس نے اللہ سے دشمنی کر لی۔ ساتھ مقابلہ پر نکل کر لڑی کی، اور جو شخص ظالموں کی بدگوئیوں سے رہتا ہے تو یقیناً اس نے اس بات کو محبوب رکھا کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کی حمد (اس صفت کے ساتھ) بیان فرمائی ہے کہ وہ ظالموں کو بلا کرے گا اب اس نے فرمایا: ”فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین“ (پھر ظالمین کا سلسلہ قطع کر دیا یا اور ساری تعریف اس نے اس سے ہے جو رب عالمین ہے) (سورۃ انعام: آیت-۳۵)

☆ (۲۷۹) ☆ حسن خلق کے معنی اور اس کی تعریف ☆

۱۔ نام۔ بیان کیا محمد بن موسیٰ بن قطل نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا ابو عبد اللہ بن غفرانیہ کی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن حنبل سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ہمارے صاحب بن ابیہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام غفر سابق علیہ السلام سے عرض کیا حسن خلق کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام نے فرمایا: تمہارا چہرہ ہے میں فراموشی و غریختی و رونا، یعنی غم و پائیہ زدن اور اپنے (مؤمن) بھائی سے خوش اخلاقی کے ساتھ ملاقات کرنا۔“

☆ (۲۸۰) اخلاق اور خلق کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ہمارے اصحاب میں ایک سے، انہوں نے سلسلے کو بند کرتے ہوئے کہا کہ قنن نے اپنے فرزند سے فرمایا: ”اے بیٹا! سو دان بن مگر یک سے نہ پٹ، بیٹا! اور وہ تمہارا اخلاق اور خلق ہے، پس تمہارا اخلاق اور تمہارا خلق ہے، پس تمہارا خلق تمہارا دین ہے و تمہارا خلق تمہارے اور لوگوں کے درمیان (کے معاملات میں) ہے تو ان کی طرف بغض مت رکھو اور اچھے اخلاق کو سیکھو، اے بیٹا! چھوٹی کھدائی کرو مگر بروں کی اور دمت بنو، سے بیٹا! انت کو داکر و تاکہ تمہاری دنیا اور آخرت تمہارے سے سلامت ہو جائے اور مین بن جاؤ تو غنی و بے نیاز ہو جاؤ گے۔“

☆ (۲۸۱) مرض سے شکایت کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے اصحاب میں ایک سے، انہوں نے ابو عبد اللہ مہم صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”شکایت یہ نہیں کہ آدمی کہے گزشتہ رات میں بیمار تھا یا گزشتہ رات مجھے بخیر ہوا۔ بلکہ شکایت یہ ہے کہ کہے کہ میں کسی چیز میں مبتلا ہوا جس میں کوئی بھی مبتلا نہیں ہوا۔“

☆ (۲۸۲) العالم علیہ السلام کا قول: جو شخص حمام میں داخل ہو تو چاہیے کہ اس پر اس کا اثر نمودار ہو۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سب سے کو بند کرتے ہوئے کہا: ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کی طرف منجھ فرمائی جو اپنے دونوں ہاتھوں پر خضاب لگائے حمام سے نکل رہا تھا تو اس سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کیا تو اس بات پر خوش ہوگا کہ مدعز و جن نے تیرے ہاتھوں کو اس طرح خلق فرمایا ہو؟“ اس نے کہا نہیں، قسم بخدا! اور میں نے تو یہ کام صرف اس لئے انجام دیا کہ مجھ تک آپ سے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص حمام میں داخل ہو تو چاہیے کہ اس پر اس کا اثر نمودار ہو یعنی مہندی کا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”ویسا نہیں ہے جس کی طرف تم گئے ہو، اس کے معنی فقط یہ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی حمام میں سے باہر نکلے جبکہ وہ سالم بھی ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے۔“

سعد نے کہا: ”وہ مجھے خبر دی احمد بن ابی عبد اللہ نے، اور ان سے روایت مرفوعہ ہیں کی فوج بن شعیب نے کہ فرمایا: اے چاہتے۔
اللہ عز وجل کی حمد بجالائے۔“

(۲۸۳) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: ”طاعون سے فرار اختیار کرنا دشمن کی طرف بڑھنے والے لشکر جبار سے فرار اختیار کرنے کی مانند ہے۔“ کے معنی ☆

اگر ہم سے بیات یہ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابیہ ازہر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے، اسباب میں سے ایک نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس حدیث کے متعلق سول کیا کہ جو ایک ایسے تہریں پہنچا کہ جس میں میں ہوں تو یہ وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے عرض کیا: سنی (چھوٹا شہر) میں بھیج دو کہ جس میں میں ہوں تو یہ وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے عرض کیا: گھر میں ہو جس میں میں ہوں تو یہ وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے عرض کیا: وہ نہ حدیث پاتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو حدیثوں سے فرار اختیار کرنا دشمنوں کے طرف سے بڑھنے والے لشکرِ جرار سے فرار اختیار کرنے کی مانند ہے۔“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اس قوم کے سلسلے میں فرمائی تھی کہ جو دشمنوں کی طرف سے فطو و لے کر مدعی حلاق میں رہا۔“ تھی، پس وہاں ظالموں واقع ہوا تو وہ اپنے حلاقوں کی طرف سے فرار اختیار کرنے کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ان لوگوں کے لئے ارشاد فرمائی تھی۔“

درودیت یا یہ ہے کہ جب مسند میں موجود لوگوں کے درمیان طعن و پھیل چائے تو ان لوگوں کو حق حاصل نہیں ہے۔ وہ اب سے کسی اور مقام کی طرف فرار اختیار کریں۔

(۲۸۴) ☆ العالم علیہ السلام کے اس قول کے معنی کہ مومن کی پوشیدہ چیز مومن پر حرام ہے ☆

میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ حد بن عبد اللہ نے، انہوں نے حمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے ایف والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے حسین بن مختار سے، انہوں نے زید شحام سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام

تے، آپ کے قول ”مومن کی پوشیدہ چیز مومن پر حرم ہے۔“ کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ”(اس سے مراد) ایسا نہیں ہے کہ شرمگاہ ظاہر ہو اور وہ اس میں کسی شے کو دیکھے بلکہ (اس سے مراد) فقط مومن کا مومن کے خلاف بات کو بیان کرنا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر قمی نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے عبد اللہ بن شمس سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے۔ راوی ہوتا ہے کسی نے امام سے عرض کیا یا مومن کی پوشیدہ چیز مومن پر حرام ہے؟ فرمایا ”ہاں“ تو میں نے عرض کیا جی ہاں اس نے انہوں نے اپنے والے سے ”آپ نے فرمایا“ دیکھا نہیں جہاں تم نے ہو بلکہ فقہاء یہ اس کے راز کو نہ لے سکتے۔“

۳۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن حنان سے، انہوں نے حذیفہ بن منصور سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک چیز ہے کہ جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ ”مومن کی پوشیدہ چیز مومن پر حرام ہے۔“ آپ نے فرمایا یہ تم بھڑبھڑا دیا نہیں ہے بلکہ مومن کی پوشیدہ چیز یہ ہے کہ اس سے قبل عیب بات ہوتے، چلتا اور چہرہ اس کو دیکھنا تاکہ جب وہ منہ میں دے اس دن اس بات سے ذریعہ سے اس کی سرزنش کی جائے۔“

☆ (۲۸۵) سماع اور اس کی حد کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے بہر سے، اسباب میں ایک سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے۔ راوی ہوتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا حنان یا حذیفہ ہے؟ آپ نے فرمایا ”اپنے مال میں سے وہ حق نکالو جو خدا نے تم پر واجب کیا ہے اور اسے اپنی جگہ پر رکھو۔“ اور ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن حمید۔ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے محمد بن حسن بن عمار سے، انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے علی بن مقبل سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے۔ شیخ نے اس روایت کو سنہ۔

۲۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے معاویہ بن یحییٰ سے، انہوں نے حریز بن عبد اللہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”ریحمتی وہ ہے جو اپنے مال کو حق میں خرچ کرے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسین سعد آبادی نے، انہوں نے محمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن خوف ازروی سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام

صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”سواء یہ ہے کہ بندے کا نفس حرام کو طلب کرنے سے باز رہے۔ پس جب وہ حلال پر کامیاب ہو جائے تو اس کا نفس اسے اللہ عزوجل کی اطاعت میں خرچ کرنے پر پاکیزہ و آمادہ ہوتا ہے۔“

۴۔ انہی اسناد کے ساتھ احمد بن ابوعبداللہ سے، انہوں نے ابن فضل سے، انہوں نے ایک راوی سے، انہوں نے حفص بن غنیث سے، انہوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سخا، ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ جنت میں ہے اور یہ دنیا پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ جو بھی اس کی کسی شاخ سے تعلق پیدا کر لے تو وہ اسے جنت کی جانب کھینچے گی۔“

☆ (۲۸۶) ساحہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہمارے اصحاب میں ایک نے، ان تک پہنچایا سعد بن طریف نے، انہوں نے اسع بن نباتہ سے، انہوں نے حرث بن عور سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو ان سے کہے ہوئے بعض سوالوں میں فرمایا ”اے بیٹے! ساحہ کیا ہے؟“ امام حسنؑ نے جواب دیا: ”شنگی اور آسانی (برہن) میں عطا کرتا۔“

☆ (۲۸۷) جواد کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابونجم سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے احمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جبکہ پٹواف میں تھے، سوال کیا کہ آپؑ مجھے جو د کے بارے میں خبر دیجئے، تو آپؑ علیہ السلام نے فرمایا ”تمہارے کلام میں دو جہتیں ہیں، اگر تم مخلوق کے بارے میں سوال کرتے ہو تو جواد وہ ہے کہ جو کچھ اس پر اللہ نے فرض کیا ہے اسے ادا کرے۔ اگر تم خالق کے بارے میں سوال کرتے ہو تو وہ جواد ہے عطا کرے تب بھی اور وہ جواد ہے نہ دے تب بھی کیونکہ اگر وہ تمہیں عطا کرتا ہے تو وہ تمہیں وہ چیز عطا کرتا ہے جس کے تم حقدار نہیں ہو اور اگر وہ نہیں دیتا تو وہ پیر نہیں دیتا کہ جس کے تم حقدار نہیں تھے۔“

☆ (۲۸۸) مروت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن عباس بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبد مطلب نے، انہوں نے صبح بن خاقان سے، انہوں نے عمرو بن عثمان بنی قاضی سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ اپنے سب کے پاس پہنچے جبکہ وہ لوگ مروت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کی کتاب کے سلسلہ میں تم وگ کہیں ہو؟“ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنین! کس جگہ؟ آپ نے فرمایا ”اللہ عزوجل کے اس قول میں: اِنَّ اللّٰهَ يَاسْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (یعنی اللہ حکم دیتا ہے عدل و احسان کا) (سورہ نحل آیت ۹۰) تو عدل انصاف کرنا ہے اور احسان تقض و مہربانی کرنا ہے۔“

۲۔ عبد الرحمن بن عباس نے کہا۔ اور انہوں نے سلسلہ سند کو بلند کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ نے امام حسن بن علی علیہما السلام سے مروت کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ نے فرمایا ”(مروت) آدمی کا اپنے دین پر حریص ہونا، اپنے مال کی اصلان کرنا اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں قیام کرنا۔“ تو معاویہ نے کہا آفرین آپ پر اے ابو محمد! راوی کہتا ہے اس کے بعد معاویہ کہا کرتا تھا کہ میں چاہتا ہوں یزید بھی ایسا کہے جبکہ یقیناً وہ کاٹا ہے۔

۳۔ ہم سے بیان کیا میر۔ والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے ابی بن محرز سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”حسن بن علی علیہما السلام اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے تو امام علیہ السلام سے اس نے کہا اے ابو محمد آپ مجھے مروت کے بارے میں خبر دیجئے؟“ تو آپ نے فرمایا ”آدمی کا اپنے دین کی حفاظت کرنا، اپنے پیشہ کی اصلان کے لئے قیام کرنا، تنہا عزت میں خوش رفتاری، اس کو چھیلا نا، کلام کی نرمی، (بھیک مانگنے سے) باز رہنا اور دوسروں کی جانب اظہار محبت ہے۔“

۴۔ انہی۔ خاد کے ساتھ احمد بن محمد سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے سلسلہ سند کو باندھ کر امام حسن بن علیہ السلام سے، انہوں نے اصح بن بخت سے، انہوں نے حارث بن عمار سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا ”اے بیٹے! مروت کیا ہے؟“ تو آپ نے جواب دیا ”پاکدامنی اور مال کی اصلاح۔“

۵۔ انہی اسناد کے ساتھ، احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن حفص جوہری۔ کہ جن کا لقب قرشی ہے۔ سے، انہوں نے ہمارے کوئی اصحاب میں سے ایک راوی سے کہ جسے ابراہیم کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا امام حسن علیہ السلام سے مروت کے بارے میں سور کیا گیا تو آپ نے فرمایا ”دین میں پاکدامنی، زندگی میں بہتر محاسبہ اور مصیبت پر صبر۔“

۶۔ اور انہی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے صالح بن سعید سے، انہوں نے ابان بن

تغلب سے، انہوں نے امام ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مروت مال کو حلال و درست طریقے سے حاصل کرنا ہے۔“

۷۔ اور انہی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن تہاد انصاری سے، انہوں نے سلسلہ سند کو بلند کرتے ہوئے کہا کہ ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”آدمی کا اپنے پیشہ کی دیکھ بھال کرنا مروت میں سے ہے۔“

۸۔ اور انہی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، انہوں نے یثمر بن عبد اللہ نبیدی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”مروت کی دو قسمیں ہیں وطن و اقامت گاہ کی مروت، اور حالت سفر کی مروت۔ وطن و اقامت گاہ کی مروت تلاوت قرآن، مسجدوں میں حاضر ہونا، نیک اولوں کی صحبت اختیار کرنا، فتنہ میں غور و فکر اور مسافت سفر کی مروت سامان سفر (ہم سفر کو) لے کرنا، ان چیزوں میں کہ جو خدا کو ناراض نہیں کرتیں مزاج کرنا، اپنے ساتھیوں سے نا موافقت نہ کرنا، جب تم دن سے جد ہو جاؤ تو ان کے خلاف باتیں نہ کرنا۔“

۹۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے ابو قحطہ ثقی سے، انہوں نے سلسلہ کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مروت کیا ہے؟“ تو ہم نے عرض کیا ہمیں نہیں معلوم۔ آپؑ نے فرمایا ”مروت آدمی کا اپنے ساتھ ان لوگوں کے دروازے پر رکھ دینے کا نام ہے اور مروتیں وہ ہیں۔ پھر آپؑ نے گذشتہ حدیث کی طرح ارشاد فرمایا۔

☆ (۲۸۹) سبحة الحمدیث اور تحریف کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یثیٰ سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے آباؤ کے ہرین پیہم اسلام سے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بیٹک سب سے پسندیدہ سبوحہ خدا کے نزدیک حدیث کی سبوحہ ہے۔ سب سے پسندیدہ کلام خدا کے نزدیک تحریف ہے۔“ تو کہا گیا یا رسول اللہ! حدیث کی سبوحہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ”(جب) کوئی آدمی دنیا کے حرص اور باطل و بیکار ہونے کو نہ تو اس موقع پر غمگین ہو کر اللہ عز و جل کا ذکر کرنے لگے اور تحریف آدمی کے اس قول کی طرح ہے کہ یقیناً میرے مال اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ میری مشقت کا نتیجہ ہے۔“

☆ (۲۹۰) ☆ ظاہر قرآن اور باطن قرآن کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن خالد اشعری سے، انہوں نے ابراہیم بن محمد اشعری سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے، انہوں نے ابو خالد قتادہ سے، انہوں نے حمران بن ائین سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے قرآن کے ظاہر اور باطن کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اس کا ظاہر وہ لوگ ہیں جن کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوا اور اس کا باطن وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان لوگوں جیسا عمل کیا (کہ جن کے سلسلہ میں قرآن نازل ہوا ہے) کہ ان کو وہی جزا دی جائے گی جو ان لوگوں کے سلسلہ میں نازل کی گئی ہے۔“ (۱)

☆ (۲۹۱) ☆ ایسا فقر کہ جو سرخ موت ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حمید یقینی سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ذریعہ بن یزید بخاری سے، انہوں نے ابو عبد اللہ باقر جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”فقر سرخ موت ہے۔“ تو کہا کیا کیا درہم و دینار کا فقر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”انہیں بکہ دین کے سلسلہ میں فقر۔“ (۲)

(۱) بات ظاہر و باطن قرآن کے معنی ان پر منحصر نہیں کہ ہر مذہب و حدیث میں بتائے گئے ہیں۔ چونکہ متعدد احادیث ہمارے پاس ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ قرآن و احادیث اور بات ایمان و شہادت کی مناسبت سے متعدد معانی رکھتے ہیں اور ان میں سے ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کا باطن بھی اس رحمت سے بات سے مترشح۔

ظاہر اس حدیث میں باطن سے مراد ”تاویل“ ہے اور ظاہر سے مراد ”تذیل“ ہے اور اسی طرح دیگر احادیث میں باطن سے مراد ”تاویل“ سے وریک حدیث میں مطلب کی معنی اور دوسروں نے روایت کی ہے۔ ”معنی“ ”تاویل“ وہ ہے کہ بعض افراد نے اس سے عام معنی مراد لیں جو آیت سے کچھ میں آتے ہیں۔ باطن سے نہیں۔ اور وہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جو سادہ ذہنوں سے پوشیدہ ہیں۔ اسی بناء پر حدیث کے ساتھ جو فرمایا گیا ہے قرآن کا ایک باطن سے وریک کے باطن کے لئے بھی ایک باطن ہے تو اس میں تضاد نہیں ہے۔

(۲) کہ سائل دینی کو نہ دیکھا جائے اور صفات پسندیدہ کو ناپسند کیا جائے۔

(۲۹۲) ☆ اس حدیث کے معنی جو روایت کی گئی ہے کہ

جب زکاۃ نہیں دی جائے گی تب فقیر اور غنی کا حال خراب ہو جائے گا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے بعض افراد سے کہ جنہوں نے ان سے روایت بیان کی، انہوں نے سلسلہ کو بلند کیا، فرمایا: جب زکاۃ نہ دی جائے گی تو فقیر اور غنی (دونوں) کا حال برا ہو جائے گا۔ "میں نے عرض کیا فقیر کا حال برا ہو گا کیونکہ اس کے حق پورا نہ کیا جائے مگر غنی کا حال کیوں برا ہو گا؟ فرمایا: "زکاۃ نہ دینے والے غنی کا حال آخرت میں برا ہو گا۔"

(۲۹۳) ☆ اس کے معنی جو روایت کی گئی ہے کہ جو اللہ عز و جل سے کم رزق پر راضی ہو جائے

تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے کم عمل پر راضی ہو جائے گا ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن مہر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نصر بن قابوس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام محمد بن عیسیٰ سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں سے سوال کیا کہ جو اللہ تعالیٰ سے کم رزق پر راضی ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے کم عمل پر راضی ہو جائے گا۔ آپ عیسیٰ امام نے فرمایا: "(اگر) ان میں اس کی اطاعت کرے اور غش میں نہ فرمائی۔"

(۲۹۴) ☆ اللہ عز و جل پر توکل، صبر، قناعت، رضا، زہد، اخلاص اور یقین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، اس حدیث میں کہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سنانہ سند کو بانٹ کر کیا گیا ہے آپ نے فرمایا: "جبریل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے و عرض کی یا رسول اللہ! بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ایک ایسے تحفے کے ساتھ آپ کی جانب بھیجا ہے کہ جسے آپ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ جبریل نے کہا

مجلس

(۲۹۵) ☆ اس کے معنی جو روایت میں ہے کہ صدقہ حلال نہیں ہے غنی کے لئے،

اور نہ ہی درمیانی رتبے والے کے لئے اور نہ پیشہ ور کے لئے اور نہ طاقت ور کے لئے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے حریر سے انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”صدقہ غنی کے لئے حلال نہیں ہے اور نہ ہی درمیانی رتبہ والے کے لئے اور نہ ہی پیشہ ور سے اور نہ طاقت ور کے لئے“ ہم نے عرض کیا اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا:۔۔۔ صدقہ لین حلال نہیں ہے جبکہ وہ قدرت رکھتا ہو کہ اپنے نفس کو اس سے بچا سکے۔“

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مروی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ غنی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا درمیانی حالت والے کے لئے (مجلس) نہیں ہے۔

(۲۹۶) ☆ نبی کے قول کے معنی کہ ہر حساب دینے والے پر عذاب ہوگا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بن سنان سے، انہوں نے ابو جرد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر حساب دینے والے پر عذاب ہوگا۔“ کسی نے کہا آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا معنی ہیں اللہ عزوجل نے فرمایا ”فسوف یحاسب حساباً یسیراً“ (پس تقرباً اس کا حساب آسان یا جائے گا) (سورہ الشقوق آیت-۸) کا؟ آپ نے فرمایا (نماہ مجلس) کو پینے وقت یعنی غور سے دیکھتے وقت۔

(۲۹۷) ☆ اس مٹی کے معنی جس کے کھانے کو (اللہ) نے حرام کیا ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابو عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے ابو الحسن امام محمد باقر علیہ السلام سے

۱۔ روئی کہتا ہے میں نے آپ سے عرض کی لوگ مٹی اور س کی کرہت کے بارے میں روایت کرتے ہیں، وہ کیا ہے آپؑ یہ اسلام نے فرمایا: ”یہ صرف گلی مٹی کا ہے اور یہ مٹی کا وسیعہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ مجھ سے یہ بیان کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے،

۲۔ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے مٹی کا وسیعہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ مجھ سے یہ بیان کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، اس نے احمد بن ابوعبداللہ سے۔

☆ (۲۹۸) اس روایت کے معنی کہ: ایک ہی دفعہ میں تین طلاق والی سے بچو کیونکہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ زید۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن احمد ہاشمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن طوق نے سن ۲۴۱ھ میں، انہوں نے کہا کہ میں نے جاسن بن ابی اسلمہ سے عرض کیا میرا بیٹا جاسن نے اس سے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے بعد ازاں وہ اب پینا ہے اور کثرت سے طلاق کرتا رہتا ہے۔ تو آپؑ یہ اسلام نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہے (یعنی منیہ ہے) (و اس پر) وہی حرج نہیں ہے اس پر (یعنی طلاق واقع نہیں ہوں) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہے تو تم اپنی بیٹی کو اس سے رو پانکھ اس کی مراد (طلاق سے) جدا کرنا ہے۔ روئی کہتا ہے میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فہم فرمادیا جائے کیا ابو عبد اللہ (ص) معترض صادق علیہ السلام سے روایت نہیں کی گئی کہ آپؑ نے فرمایا: ”بچو ایک ہی دفعہ میں تین طلاق دیاؤں۔ کیونکہ اوہ شوہر دار عورتیں ہیں۔“ تو آپؑ یہ اسلام نے فرمایا: ”یہ اس صورت میں ہے کہ جب تمہارے (مومن) بھائیوں میں (معدہ) (یعنی) ان لوگوں میں جو یہ قوم کا دین رکھتے ہیں اس سے ان کا نام زیدوں ہے۔“

☆ (۲۹۹) رشتہ داری کے بوجھ بن جانے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن یونس بن مدنی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یونس صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ (ص) نے، انہوں نے کہا کہ میں نے جاسن بن ابی اسلمہ سے عرض کیا میرا بیٹا جاسن نے اس سے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے بعد ازاں وہ اب پینا ہے اور کثرت سے طلاق کرتا رہتا ہے۔ تو آپؑ یہ اسلام نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہے (یعنی منیہ ہے) (و اس پر) وہی حرج نہیں ہے اس پر (یعنی طلاق واقع نہیں ہوں) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہے تو تم اپنی بیٹی کو اس سے رو پانکھ اس کی مراد (طلاق سے) جدا کرنا ہے۔ روئی کہتا ہے میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فہم فرمادیا جائے کیا ابو عبد اللہ (ص) معترض صادق علیہ السلام سے روایت نہیں کی گئی کہ آپؑ نے فرمایا: ”بچو ایک ہی دفعہ میں تین طلاق دیاؤں۔ کیونکہ اوہ شوہر دار عورتیں ہیں۔“ تو آپؑ یہ اسلام نے فرمایا: ”یہ اس صورت میں ہے کہ جب تمہارے (مومن) بھائیوں میں (معدہ) (یعنی) ان لوگوں میں جو یہ قوم کا دین رکھتے ہیں اس سے ان کا نام زیدوں ہے۔“

☆ (۳۰۰) اس قاتل کے معنی جو مرے گا نہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسین بن عید سے، انہوں نے محمد بن ابو ثیبر سے، انہوں نے منصور بن یونس سے، انہوں نے ابو ہریرہ ثمالی سے، انہوں نے علی بن سہیل عیسیٰ اسلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تمہارے ہاتھوں کا کھانا ہونے تمہیں دھوکہ میں مبتلا نہ کرے۔ (کہ خون بہنے میں تمہیں روکنے والا کوئی بھی نہیں ہے) چونکہ بے شک اللہ کے پاس یہ ایسا قاتل ہے جو نہیں مرے گا۔“ اوروں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کونسا قاتل ہے جو نہیں مرے گا۔ راوی کہتا ہے ”آپ نے فرمایا“ (بخاری) ”گ۔“

☆ (۳۰۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے معنی کہ

خدا لعنت کرتا ہے جو حدت پیدا کرے یا محدث کو پناہ دے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن مزہار سے، انہوں نے اپنے بھائی علی سے، انہوں نے حسین بن عید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے قیس بن ارقم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدت کو جو حدت بنائے محدث کو پناہ دے۔“ میں نے عرض کیا وہ حدت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”قتل۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن احمد بن حمیرہ بن فقیہ نے مدینہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یوسف محمد بن ابراہیم ثمالی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسحاق بن اسرار بن اسرار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن ہرون بن زبیدی نے، انہوں نے عمرو بن قیس مالکی سے، انہوں نے امیہ بن یزید قشیری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جو حدت بنائے محدث کو پناہ دے اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت اور اس سے بدلہ (فدیہ) قبول ہوگا اور نہ صرف (توبہ)۔“ تو کہا یہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حدت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”جو کسی نفس کو ناحق قتل کرے، بغیر قصاص کے، نہ کہ کان کاٹ کر عبرت نہ کر دے یا سنت سے نہ کر کسی بدعت کی ابتداء کرے، یا عزت والے کی آبروریزی کرے۔“ راوی کہتا ہے پھر کہا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حدت کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”توبہ۔“

☆ (۳۰۲) ہجرت کے بعد اعرابی بن جانے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے بن شاک سے، انہوں نے حذیفہ بن منصور سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے حضرت صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ”ہجرت کے بعد اعرابی بننے والا شخص وہ ہے جو اس امر (والایت) کو معرفت کے بعد ترک کر دے۔“

☆ (۳۰۳) غفلت کی گھڑی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے سلیمان بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عامر کوڑی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے حضرت صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”نافلہ پڑھا کر غفلت کی گھڑی میں، اگرچہ مختصر عقیق ہو۔ یقیناً یہ دور کھتیس کرامت کے گھر (بخت) و وارث بنانے والی ہیں۔“ کہا لیا یا رسول اللہ غفلت کا محاسب ہوتا ہے۔“ آپ نے فرمایا ”مغرب اور عشاء کے درمیان۔“

☆ (۳۰۴) ائمتہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، اپنی اس دکان کے ساتھ سلسلہ کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام تک۔ آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا ”ہم ائمتہ نہ ہو کہ تم کہتے ہو کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں اور میں لوگوں میں سے ایک کی طرح ہوں۔“

(۳۰۵) ☆ اس خبر کے معنی جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

پرسکون رہو جب تک آسمان اور زمین پرسکون ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن دریس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہل بن زیاد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ریان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن عبد اللہ دھقان واسطی نے، انہوں نے حسین بن خالد کو فی سے، انہوں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے۔ روئی کہتا ہے میں نے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! ایک حدیث ہے کہ جسے عبد اللہ بن بکیر، عبید بن زرارہ کے حوالے سے روایت کرتے رہتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس نے مجھ سے فرمایا وہ کیا ہے؟ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا عبید بن زرارہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس میں جس میں ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن نے خروج کیا تھا ملاقات کی وہ آپ سے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! اس (براہیم) نے بہت باتیں بنائی ہیں، وراؤگوں نے (بھی) اس کی طرف ہمدی کی ہے، تو آپ یہ حکم دیتے ہیں! راوی کہتا ہے پس ماٹنے فرمایا "لنہ" اور اوپر پرسکون رہو جب تک آسمان و زمین پرسکون ہیں۔ روئی نے کہا اور عبید اللہ بن بکیر کہا کرتے تھے کہ مدنی قسم ابراہیم بن زرارہ نے اپنے تھے تو نہ کوئی خروج ہے اور نہ کوئی قنم۔ روئی کہتا ہے ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا "حدیث کی سنو" عبید نے روایت کی ہے۔ اور وہ نہیں ہے جسے عبید اللہ بن بکیر نے اس کی تاویل کی ہے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے سقوں "جب تک آسمان پرسکون ہیں" سے تمہارے صاحب (امام زمانہ) نے اس کی صدا کا معنی یہ ہے اور "جب تک زمین پرسکون ہے" سے شمر (صفینی) کے دھنس جانے کا معنی لیا ہے۔"

(۳۰۶) ☆ امیر المؤمنین کے قول:

تمہارے دل میں لوگوں کی محتاجی اور ان سے بے نیازی جمع ہونا چاہیے۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے علی بن عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی احمد بن عمر نے، انہوں نے یحییٰ بن ممران سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے "تمہارے دل میں لوگوں کی محتاجی اور ان سے بے نیازی جمع ہونی چاہیے۔" ان کی طرف تمہاری محتاجی ہو تمہارے کلام میں نرمی اور تمہاری خندہ پیشانی و خوش روئی میں اور تمہاری بے نیازی ہو ان سے اپنی بردگی پاکیزگی اور نبی

فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ”کرامت کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر گدھا۔“ میں نے عرض کیا اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا ”(کرامت یعنی) بیٹھنے میں وسعت اختیار کرنا اور خوشبو کے جو اس پر عارض ہو رہی ہو۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے علی بن جہم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرما تے سنا ”کرامت کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر گدھا۔“ میں نے عرض کیا کرامت کوئی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ”خوشبو کی مانند اور وہ کہ جس کے ذریعے کوئی شخص دوسرے کی عزت کرتا ہے۔“

۳۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ عبد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے علی بن میسرہ سے، انہوں نے ابو زید کی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام کو فرما تے سنا۔ کرامت کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر گدھا اور اس سے امام علیہ السلام نے خوشبو اور نیکہ مراد لیا۔

۴۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میری نے، انہوں نے محمد بن محمد سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے ساعد بن مہران سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام سے آدمی کے بارے میں سوال کیا کہ جو خوشبو کو داپس کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ”اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کرامت و واپس کرے۔“

(۳۰۹) ☆ آدم علیہ السلام کے لئے جبرائیل علیہ السلام کے قول: - حیاک اللہ و بیاک - کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی۔ جبویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے ابن ابی اوفیر سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے عبد الرحمن بن سیاہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”آدم علیہ السلام نے سو سال بیت اللہ کا طواف کیا، روح اکی جانب گاہ نہیں کی اور (فراق) دشت پر اتنا گریہ کیا کہ آپ کے دونوں گادوں پر دو تیز اور بڑی نہروں کی طرح آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ ”حیاک اللہ و بیاک“ تو جب جبرائیل نے آپ سے کہا ”حیاک اللہ“ آپ کو حیا ہو گئی (مطا کرے) تو آپ کا چہرہ خوشی سے تھل تھل اُڑا آپ نے جان لیا کہ خدا آپ سے راضی ہو گیا ہے۔ جبرائیل نے کہا ”بیاک“ آپ نے اس پر ”بیاک“ کے معنی میں تھیں ہنسنا ہوئے۔ فرمایا اور آدم کعبہ کے در پر کھڑے ہوئے۔ جبکہ آپ کے کپڑے و منہ اور گائے کی کھان کے تھے۔ عرض کیا ”اللہم اقلنی عشرتی و اغفر لی ذنبی و ابعذنی الی الدار البتیٰ اخرتینی منہا“ (خدا یا میری خطا کو معاف فرما اور میرے حق میں میرے گناہ کی مغفرت فرما اور میرے لئے اس گھر میں جگہ بنا دے جس سے مجھے تو نے نکالا تھا۔) پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ”یقیناً میں نے تیری خطا کو معاف کیا اور

تیرے حق میں تیرے گنہ کو بخش دیا اور عنقریب میں تجھے اس گھر کی جانب پلن گا کہ جس سے میں نے تجھے نکال دیا۔“

(۳۱۰) ☆ ان گناہوں کے معنی جو نعمتوں کو تبدیل کرتے ہیں، جو نعمت کا سبب بنتے ہیں، جو عذاب نازل کراتے ہیں، جو (خدا کے) عطیہ کو روکتے رہتے ہیں، جو ناموس کو بیٹہ لگاتے ہیں اور جو بلاء نازل کراتے ہیں، اور جو دشمن کو غلبہ دلاتے ہیں، اور جو فحشاء کو جلدی لاتے ہیں اور جو امید کو منقطع کر دیتے ہیں اور جو فضا کو تاریک بنا دیتے ہیں، اور جو پردوں کو کھول دیتے ہیں، اور جو دعاؤں کو رد کراتے ہیں اور جو آسمان سے بارش کو روک دیتے ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے معقل بن مہر سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن عمار نے، انہوں نے محمد بن سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا ”وہ گنہ جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں وہ (حق سے) بغاوت ہے۔ اور وہ گناہ جو نعمت کا باعث ہوتے ہیں وہ قتل ہے، وہ گناہ جو عذاب نازل کراتے ہیں وہ ظلم ہے، اور وہ گناہ جو ناموس کو بیٹہ لگا دیتے ہیں وہ شراب پینا ہے، جو رزق کو روک دیتے ہیں زنا ہے، اور جو فحشاء کی لائے ہیں قطع رحم ہے اور جو دعا کو رد کرتے ہیں اور فضا کو تاریک بناتے ہیں وہ بدین کا عاقب کرنا ہے۔

۲۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قنطاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قنطاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن بہلول نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن فضیل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے، ابو خالد کاہلی کو بتایا کہ میں نے، احمد بن زین، عباد بن علی ابن ابی شیبہ، المسلم کو فرماتے سن ”وہ گنہ جو نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں لوگوں کے خلاف بغاوت و زبردستی، نیکی اور پھالی کا حکم دینے کے سلسلہ کی عادت کا خاتمہ، کفر بن نعمت، اور شکر کو ترک کرنا ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ”اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ مَا بِقُلُوۡمٍ حَتّٰی يُعۡمِرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ“ (اور خدا کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرے) (سورہ رعد آیت ۱۱) اور وہ گناہ جو نعمت کو بیٹھتے، تاہم اس نفس کا قتل جسے خدا نے حرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”لَا تَقۡتُلُوا۟ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰهُ“ (اس نفس کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے) (سورہ اسراء آیت ۳۳) اور اللہ عزوجل نے قاتل کے قصے میں جب اس نے اپنے بھائی کا قتل کر دیا اور اس کے دفن سے عاجز ہو،

جبکہ (اس سے پہلے) اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل کو اچھا لکھایا کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا ہے۔ "فصبح من الحاسریں" (اور وہ خسارے والوں میں شامل ہو گیا) (سورہ مائدہ آیت - ۳۰) اور رشتہ داروں سے تعلق ترک کرنا یہاں تک کہ (یہی پشیم پوشی کرے کہ گویا کہ) ان سے بے نیاز ہو گیا ہو اور نماز کو ترک کرنا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے، اور وصیت و رحمہم کی وہی و ترک کرنا اور زکاۃ کو نہ دینا یہاں تک کہ موت کا خطر ہو جائے اور زبان بند ہو جائے۔ اور وہ گناہ جو عذاب نازل کراتے ہیں نافرمانی کی معرفت رہنے والے کا سناہ کرنا، او کوں پر فخر کرنا، او کوں کا مذاق اڑانا، ان سے ٹھٹھا کرنا۔ اور وہ گناہ جو (خدا کی) عطا کو دفع کرتے ہیں فقر ظاہر کرنا، رات کے پیچھے جسے بیکراہ نماز فجر کے وقت سونا، نعمتوں کو حقیر چنانا اور معبود عزوجل کا شکوہ کرنا۔ اور وہ گناہ جو ناموس کو نہ نکالتے ہیں شراب خوری، جوا کھین، فتنوں اور مزاح کے ایسے کام میں مشغول رہنا جو لوگوں کو ہنسا میں، لوگوں کے عیوب کو بیان کرنا، شعی مزاح لوگوں سے ساتھ ٹھٹھا کرنا۔ اور وہ گناہ جو بلا نازل کراتے ہیں غلگلیں کی فریاد، رسی نہ کرنا، مظلوم کی مدد کو ترک کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ضائع کرنا۔ وہ گناہ جو دشمن کو غصہ دلاتے ہیں کھلم کھلا ظلم، فحور کو ظاہری طور پر انجام دینا، حرام کو مباح سمجھنا، نیکیوں کی حققت اور برائی کا اتباع کرنا۔ وہ گناہ جو صدقہ فدا کو اتار دیتے ہیں قطع رحم کرنا، جھوٹی قسم، جھوٹی باتیں، زنا، مسلمانوں سے راستے و بند کرنا، حق کے بغیر امامت کا دعویٰ کرنا۔ اور وہ گناہ جو میدو منقطع کر دیتے ہیں اللہ کی کشادگی سے مایوس ہونا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، غیر اللہ پر بھروسہ کرنا، اللہ عزوجل کے وعدے کو بھٹکانا۔ اور وہ گناہ جو نصف کو تار یک کرتے ہیں جادو، کہانت، ستاروں پر ایمان، قضا و قدر کو بھٹکانا، والدین کا عاقب کرنا ہیں۔ وہ گناہ جو پردوں کو کھسک دیتے ہیں ادا کرنے کی نیت کے بغیر قرض لینا، باطل پر خرچ کرنے میں زیادتی، اپنی عیال، اولاد، اقرباء پر (خرق کرنے میں) بخل کرنا، بد خاقتی، صبر کی کمی، تنگ دلی دکھانا، (طاقت پروردگار میں) سستی کرنا، دینداروں کی قہین کرنا۔ وہ گناہ جو دعا کو رد کراتے ہیں بری نیت، باطن کا بر ہونا، (مومن) بھائیوں سے نفرت رکھنا، جو ب کے ذریعے تصدیق کو ترک کرنا، واجب نمازوں میں تاخیر کرنا یہاں تک کہ ان کا وقت چلا جائے، نیکی اور صدقہ کے ذریعے اللہ عزوجل کے اقرب کو ترک کرنا، غلگلی میں بخشش اور کالیوں کا استعمال۔ اور وہ گناہ جو آسمان سے بارش روک دیتے ہیں حاکموں کا فیسوں میں نا انصافی کرنا، جھوٹی دوائی، دوائی چھپانا، زکاۃ، قرض، اور عام استعمال کی چیزوں کو نہ دینا، فقر وفاقہ میں مبتلا، لوگوں کے ساتھ سخت دل ہونا، قبیلوں اور بیواؤں پر ظلم کرنا، مسائل کو جھجھکنا اور اسے رات کے وقت، واپس پلٹانا۔

(۳۱۱) ☆ عرس، خرس، عذار، وکار اور رکا ز کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن احمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ رازی نے، انہوں نے سجادہ سے، انہوں نے موسیٰ بن بکیر سے، انہوں نے کہا کہ ابو الحسن اوں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ویسے نہیں

ہے مگر پانچ (چیزوں) میں۔ عرس، خرس، عذار، وکار اور رکاز میں۔ عرس شادی ہے، خرس اولاد والافانس (نومولود کی پیدائش)، عذار ختنہ، وکار وہ جو گھر خریدے، رکاز وہ آدمی جو (حج یا عمرہ کر کے) مکہ سے آئے۔

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل لغت کو کہتے سنا ہے کہ وکار کے معنی کے سلسلہ میں کہ وہ کھانا کہ جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے گھر کے بناتے یا خریدتے وقت اسے وکیرہ کہتے ہیں اور وکار اسی لفظ سے تعلق رکھتا ہے اور وہ کھانا جو سفر سے واپسی پر کھلایا جاتا ہے اسے نقیہ کہا جاتا ہے اور اسے وکار بھی کہا جاتا ہے اور رکاز غنیمت ہے گویا کہ ان کی مراد مکہ سے واپسی پر کھانا کھانا بڑے ثواب کی غنیمت و نفع حاصل ہونے کی وجہ سے ہے اور اسی سے نبی کا فرمان ہے کہ ”الصوم فی الشتاء المعیمة الساردة“ (سردیوں میں روزہ ٹھنڈی غنیمت ہے) اور اہل عراق نے کہا ہے کہ رکاز تمام معدنیات کو کہتے ہیں اور اہل حجاز نے کہا ہے کہ رکاز صرف اس زمین میں پھپھانے کے مال کو کہتے ہیں کہ جسے اولاد آدم نے اسما سے پہلے چھپایا ہو۔ اسی طرح اس کا ابو عبیدہ نے تذکرہ کیا ہے۔ و قوۃ الہیہ۔ ہمیں اس کی خبر دی ابو حسین محمد بن ہارون زنجانی نے۔ اس خط میں جو کہ میری طرف لکھا تھا اور انہوں نے علی بن عبد العزیز سے ور نہوں نے ابو عبیدہ القاسم بن سلام سے۔

☆ (۳۱۲) کلام کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے، انہوں نے اپنے اصحاب میں ایک سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا کلام وہ ہے جس کا (مرتے وقت) نہ باپ (زندہ) ہو اور نہ بیٹا۔

☆ (۳۱۳) تحمیل کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبد الرحمن بن حجاج سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتے ہیں نے امانہ سے ”تحمیل“ سے بارے میں سول کیا تو آپ نے فرمایا ”تحمیل کی کوئی چیز؟“ عرض کیا ایک عورت ہے کہ جس کو اس کی زمین سے اسیر کیا گیا جبکہ اس کے ساتھ چھوٹی بیٹی (یا بیٹی) ہو۔ وہ کہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ایک شخص اسیر ہو جائے اور اپنے بھائی سے ملے تو کہے کہ یہ (بچہ) میرا بھائی ہے۔ ان دونوں

کے پاس سوائے اپنے قول کے اور کوئی ثبوت و گواہی نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا: ”تمہارے ارد گرد کے لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟“ میں نے عرض کیا جب ان کے پاس ان کی پیدائش کا کوئی ثبوت اور گواہی نہ ہو تو انہیں ایک دوسرے کا وارث قرار نہیں دیتے، کیونکہ اس بچہ کی ولدت شرک کی حالت میں ہوئی تھی۔ تو آپؑ نے فرمایا: ”سبحان اللہ (نجیب فیصد کرتے ہیں!) جب (وہ) عورت اپنے بیٹے (یا بیٹی) کے ساتھ آئی ہے اور مسلسل اقرار بھی کر رہی ہے اور جب اس کے بھائی کی بھی پہچان ہو چکی ہے اور یہ بات دونوں سے صحیح بھی ہو سکتی ہے (ممکن ہے کہ وہ بچہ اس عورت کا بیٹا اور اس شخص کا بھائی ہو) اور اس کا وہ مسلسل اقرار بھی کریں تو ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔“

مجھے خبر دی ابوہریرہ بن ہارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبدالمعز نے، انہوں نے ابو سعید سے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے اس قوم کے بارے میں جو (جہنم کی) آگ سے نکلیں گے تو وہ ایسے نمودار ہوں گے جس طرح دانہ سیلاب میں اگتا ہے۔

اسمعی کا کہنا ہے میں ہر وہ چیز ہے جسے سیلاب اٹھائے اور ہر محمول (بھی ہوئی چیز) کو میل کہا جاتا ہے جس طرح سے مقتول کو قبض کہا جاتا ہے، اسی سے میل کے بارے میں ممر کا قول ہے کہ کوئی وارث نہیں بنے گا سوا ثبوت و گواہی کے اور اسے میل کہا جاتا ہے کیونکہ اس بچہ میں اس کے وطن سے اٹھایا گیا اور وہ مسلمانوں کے شہر میں پیدا نہیں ہوا۔

اسمعی کہتے ہیں کہ جہاں تک ذیہ (دانہ) کا تعلق ہے تو ہر بات سے (ب) دانہ ہوتا ہے تو وہ ب ہے اور اس میں سے ذہ نکلا ہے۔ فرماتا ہے کہ ذہ بڑی کے بیج کو کہتے ہیں اور ابو سعید کہتا ہے کہ میل کے سلسلہ میں، دوسری تفسیر بھی ہے جو کہ اس سے زیادہ اچھی ہے۔ جاتا ہے اسے میل صرف اسی وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ وہ محمول، لاسب ہے وہ یہ کہ آدمی کہے کہ یہ میرا بھائی ہے یا والد ہے یا بیٹا ہے تو اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی، اسے ثبوت اور گواہی کے ذریعہ۔ کیونکہ ممکن ہے اس سے اس کا ارادہ اپنے آقا کے جس نے اسے آزاد کیا ہے اس کی طرف جاتی ہوئی میراث و بچان ہو۔ اسی وجہ سے زنا زادہ کو ”میل“ کہا جاتا ہے۔ کیت نے فضاۃ کے بیان کی طرف جانے کی مامت رت ہوئے کہا ہے

عَلَىٰ مَا نَزَّلْتُمْ مِنْ غَيْرِ فَقَرُّهُ وَلَا ضَرَاءَ مَنَزَلَةَ الْحَمِيلِ

(کہاں تم اتر گئے ہو فقر اور پریشانی کے بغیر حمیل کی نزول گاہ پر)

☆ (۳۱۴) امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کہ اسلام میں جلب، حب اور شغار نہیں ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے جعفر بن رشید سے، انہوں نے غیاث سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو

فرماتے ہوئے سنا کہ ”اسلام میں جُلب، جُب اور شغار نہیں ہے۔“ فرمایا: جلب گھوڑے کو دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بانگن تاکہ اس کے ساتھ دوڑے۔ جب وہ گھوڑا جو کہ کھڑا ہو اس گھوڑے کے ساتھ کہ جس پر سواری کی جائے تو اس پر آواز کی جائے۔ شغار وہ شادی ہے کہ آدمی جاہلیت کے زمانے میں اپنی بیٹی کی شادی اپنی بہن کے بدلے کرتا تھا۔

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں آدمی اپنی بیٹی کی کسی مرد کے ساتھ شادی کرتا تھا اس شرط پر کہ اس کا مہر یہ ہوتا کہ وہ مرد اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کرائے۔

☆ نکاح میں اولاد بدلی کی ممانعت - کے معنی ☆ (۳۱۵)

۱۔ ہم نے بیان کیا ابو احمد قاسم بن محمد بن احمد بن عبدویہ السراج زائد ہمدانی نے ہمدان میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمرو احمد بن حسین بن عمرو نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن احمد بن نعیم بغدادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابن ہمامی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد السلام نے، انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابوفروہ سے، انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، انہوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں اولاد بدلی یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا کہ تم اپنی عورت کو مجھ سے تبدیل کر لو اور میں اپنی عورت کو تم سے بدل لیتا ہوں۔ تم میرے لئے اپنی عورت سے اتر جاؤ تو میں تمہارے لئے اپنی عورت سے اتر جاتا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت کو نازل فرمایا ”وَلَا اَنْ يَبْذُلَ بَہُنْ مِنْ اَرْوَاحٍ وَ لَوْ اَعْبَجَكَ حَسَبُہُنَّ“ (اور یہ جائز نہیں ہے کہ ان بیویوں کو بدل لے چاہے دوسری عورتوں کا حسن کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے) (سورۃ احزاب آیت ۵۲)۔ راوی کہتا ہے: پیٹ بن حصن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ عائشہ بھی آپ کے پاس تھیں۔ پس وہ بغیر اجازت کے پہنچ گیا تو نبی نے اس سے فرمایا ”اجازت طلبی کہاں گئی؟“ اس نے کہا جب سے میں نے بوش سنبھالا تب سے مضرت قبیلا کے کسی بھی آدمی نے اجازت طلب نہیں کی ہے۔ پھر کہنے لگا ”آپ کے نزدیک بیٹھی ہوئی یہ خاتون کون ہے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ام المومنین عائشہ ہیں۔ عیینہ بنے گا۔ کیا میں آپ کے لئے بہترین مخلوق کو نہ پیش کروں کہ آپ اسے چھوڑ دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اللہ عزوجل نے اس طرح کے کام کو میرے اوپر حرام قرار دیا ہے۔“ پھر جب وہ چلا گیا تو عائشہ نے رسول سے عرض کیا۔ یہ کون تھا؟ رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایسا حق تھا جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ ماترین (قبیلہ والوں) پر اس کی قوم کا سردار ہے۔“

☆ (۳۱۶) اقبال العباہلہ، تبعہ، تیمہ، سیوب، خلاط، وراط، شناق، شغار اور اجباء کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو حسین محمد بن ہارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے ابو سعید قاسم بن سلام سے، اپنی اسناد کو متصل کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔ کہ آپؐ نے وائل بن حجر حضری ورس کی قوم کو تحریر فرمایا: ”محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اہیان حضرموت کے اقبال عباہلہ (وہ سردار جن کی ہمیشہ اطاعت ہو) کی طرف، نماز کے پڑھنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے (کے بارے میں) چالیس پر ایک کو سفند۔ چالیس سے زیادہ (دوسرے نصاب تک) اس کے مالک کے لئے ہیں۔ زید دتی (بچت) میں خُس ہے۔ نہ خلاط ہے نہ وراط، نہ شناق اور نہ شغار، جو کھیتی پکنے سے پہلے بیج ڈالے اس نے سودی لین دین کی۔ اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔“

ابو سعید کہتا ہے، قیل۔ بڑے بادشاہوں (رستہ والے) یمن کے بادشاہ کو کہتے ہیں، اس کا مغز ”قیل“ ہے اور یہ اپنی قوم کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور ”مباہد“ وہ جن کی سلطنت کا اقرار کیا جائے اور وہ لوگ اس سلطنت سے معزول نہ ہوں اور ہر مہم چیز ”متمہل“ ہے۔ تاہن شرا (ایک عرب شاہد) کہتا ہے:

متى تعمى ما دمت حيا مسلما فحدى مع المسترعل المتعمهل

(جب تم مجھے طلب کرو گے جب تک کہ میں زندہ مسلمان ہوں۔ تم مجھے متمہل جنک کے دستوں میں پاؤ گے۔)

مسترعل (چرواہا) وہ آدمی ہے جو گھوڑوں یا اس کے ماادہ جانوروں کے گائے کے ساتھ نکلتا ہے۔ متمہل وہ ہے جسے غیر چیزوں سے منع نہیں کیا جاتا۔ راجز (ایک شاعر)۔ اپنے اونٹ کو یاد کرتے ہوئے۔ نے پانی پر چھوڑا کیا تھا تا کہ اس میں جیسے چاہے وہ رہے۔ کہتا ہے:

أعماهل عنہلها الوارد:

(آزاد اونٹ کہ جسے دلیر و بہادر نے آزاد چھوڑا ہے)

یعنی اونٹ پانی پر چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ جیسے چاہے اس میں جائے۔ ”تبعہ“ چالیس بھیڑ۔ بکریوں کے سے استعماں ہوتا ہے۔ تبعہ بکری، بھیڑ، بکری (کے ریوڑ) کو کہا جاتا ہو جو چالیس سے زیادہ ہو، یہاں تک کہ دوسرے نصاب زکوٰۃ تک پہنچ جائے۔ اور کہا جاتا ہے یہ بھیڑ اور بکری مالک کے سنے پاتو ہیں جن سے وہ دودھ لیتا ہے۔ اور وہ سائہ (بیابان میں جرنے والی) نہیں ہے۔ یہ وہ پاتو بھیڑ، بکری ہے جس کے بارے میں ابراہیم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ پالتو بھیڑ۔ بکری میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ابو سعید نے کہا ہے کہ کبھی اس کا مالک اس کے گوشت کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اسے ذبح کر دیتا ہے۔ اس وقت کہا جاتا ہے ”قد اتام الرجل واثمت المرأة“ (مرد نے بھوک کی حالت میں بکری کو ذبح کیا اور عورت نے بھوک کی حالت میں بکری کو ذبح کیا)۔ ہشیہ (شاعر) لای کی والد کی تعریف میں کہتا ہے

فَمَا تَتَامُ جَارَةَ آلِ لَآئِي وَلَكِنْ يَضْمَنُونَ لَهَا قِرَاهَا

(سَلَّی کی کنیز نے بھوک کی وجہ سے بکری ذبح نہیں کی بلکہ ان لوگوں نے اس کو اس کام کے سئے ذمہ دار بنایا تھا)۔

شاعر بیان کر رہا ہے کہ کنیز گھر کی دودھ والی بکری کو ذبح کرنے کی قیاس نہیں تھی۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: ”سیوب“ زمین کے اندر چھپانے ہوئے مال کو کہتے ہیں۔ میری نظر میں اس لفظ کو نہیں لیا گیا مگر اس ”سیب“ کے لفظ سے جو کہ بخشش کے معنی میں ہے۔ آپ کہتے ہیں ”سبب سبب اللہ و عطا نہ“ (خدا کی بخشش و عطا ہے) تو یہاں پر سبب بخشش کے معنی میں ہے۔

اور رسول کا فرمان نہ خلاط ہے اور نہ وراط۔ تو کہا جاتا ہے کہ خلاط کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے کہ جبکہ دہلانے والے آدمیوں کے درمیان ایک سوئیس بھیڑیں ہوں، ایک کی اسی (۸۰) اور دوسرے کی چالیس (۴۰)، جب زکاة دینے والا آئران میں سے دو بھیڑیں لے لے تو اتنی دو چالیس والے کو ایک بھیڑ کا تیسرا حصہ دے دے جس کرتا ہے تو اس پر ایک (پوری) بھیڑ اور دوسری کا تیسرا حصہ زکاة ہوئی۔ دوسرے پر (صرف) دو تہائی بھیڑ زکاة ہوئی۔ اور گرز زکاة لینے والے کو سوئیس پر ایک بھیڑ لے تو اتنی (۸۰) و چالیس (۴۰) والے کو ایک تہائی بھیڑ واپس کرتا ہے تو اس پر بھیڑ کا دو تہائی حصہ زکاة ہوئی اور دوسرے پر ایک تہائی۔ مطلب ہے اس قول کا کہ خلاط (جائز) نہیں۔ وراط (ہوک) دینا۔ ملاوٹ کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول کے قول نہ خلاط (جائز) ہے اور نہ وراط۔ اس قول کی طرح ہے کہ متفرق کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع کو علیحدہ نہیں کیا جائے۔“

اس کتاب کے مصنف۔ رضی اللہ عنہ۔ کہتے ہیں کہ یہ معنی زیادہ صحیح ہیں اور پہلے معنی میں کوئی (قابل دلالت) چیز نہیں ہے۔ اور رسول کا قول شتی (جائز) نہیں۔ تو شتی وہ مقدار ہے جو زکاة کے دو نصابوں کے درمیان ہوتی ہے اور وہ کہ جو پانچ اونٹ سے زیادہ ہوں دس تک، اور جو دس سے زیادہ ہوں پندرہ تک یعنی فرما رہے ہیں اس درمیانی حصہ میں سے کچھ بھی (زکاة کے سئے) نہیں یا جائے گا اور اس طرح تمام ان مقداروں میں کہ جو دو نصابوں کے درمیان ہیں۔

اخطل ایک شخص کی تعریف میں کہتا ہے:

قرم تعلق اشراق الدیات نہ ۶۲ اذا المنون امرت فوقہ حملا

اقرم کہ جس سے دیوتوں کے درمیانی مقدار نے تعلق پیدا کیا ہے جب سینکڑوں (دینوں) کو اس پر اٹھانے کا حکم لیا گیا اور رسول کا قول شقرا (جائز) نہیں ہے۔ وہ یہ کہ جاہلیت میں کوئی شخص جب دوسرے کے پاس کی بیٹی یا بہن کی خواستگاری لے لے جاتا تو اس کا مہر یہ قرار دیتا کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس سے کرے گا۔ اس کے علاوہ کچھ بھی مہر نہیں قرار پاتا۔ تو اس سے منع کیا گیا ہے۔ اور رسول کا قول ”جس نے پکنے سے پہلے بھتی کو بیچ دیا اس نے سود کی لین دین کی۔“ تو اس سے مراد کھیت کا بیچنا اس کے ماننے ظاہر ہونے سے پہلے ہے۔

☆ (۳۱۷) محاقہ، مزاینہ، عرایا، مخابره، مخاضره، منابذہ، ملامسہ، بیع الحصاصۃ

☆ اور اس کے علاوہ دوسری منع شدہ چیزوں کے معنی ☆

۱۔ مجھے خبر دی ابو حسین بن محمد ہارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے ابو سعید قاسم بن سلام سے، ایسی سندوں سے کہ جو متصل کی گئی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متفرق روایتوں میں کہ آپؐ نے محاقہ اور مزاینہ سے منع فرمایا۔ پس محاقہ کھیت کو گندم کے بدلے بیچنا جبکہ وہ پنے خوشے میں ہو۔ اور یہ ”ھقل“ سے لیا گیا ہے۔ ھقل وہی ہے جسے اہل عراق قراح کہتے ہیں۔ اور ضرب الشل میں کہا جاتا ہے ”لا تست البسقلة الا الحقلۃ۔“ (سگ کو کھیت ہی اگاتا ہے)۔ مزاینہ کھجور کا کھجور کے بدلے بیچنا جبکہ وہ درختوں پر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”عرایا“ میں اجازت دی ہے۔ اس کا مفرد ”عریہ“ ہے یہ وہ کھجور کا درخت ہے جسے اس کا مالک کسی محتاج آدمی کو ایسے ہی دے دے۔ اور ”اعراء“ وہ کھجور کا درخت ہے جس کے ایک سال کا پھل کو کسی محتاج کے لئے قرار دیا جائے اور کہا ہے کھجور کے درخت کے مالک کو یہ اجازت دے دی گئی کہ اس کھجور کے درخت سے ضرورت کے موقع پر خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی تخمینے لگانے والے کو بھیجے تو فرماتے ”تخمینہ میں نرمی کرو کیونکہ ماں میں نرمیہ اور وصیہ (ایسا درخت خراب جس کی شاخ سے گھٹ باندھتے ہیں) ہوتے ہیں۔“

روای کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخابره سے منع فرمایا ہے۔ مخابره یہ وہ مزامہ ہے کہ جو نصف، ایک تہائی، ایک چوتھائی اور اس سے کم، در زیادہ کے بدلے میں ہوتا ہے اور جو تجربہ اور مشاہدہ نے سنی ہوئی خبر کی تصدیق کی کے معنی بھی دیتا ہے۔ ابو سعید کہہ سکتے تھے کہ اسی لئے ”کسان“ کو خیر کہتے ہیں کہ وہ زمین کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ مخابره ”موہ کرہ“ (معین جسے کے بدلے کھیتی کرنا) ہے۔ خبرۃ کسی چیز کا جاننا اور نمبر جاننے والے آدمی کو کہتے ہیں اس لئے (کاشت کار) کا ”کار“ نام رکھا گیا ہے چونکہ وہ زمین کو پھاڑتا ہے ڈکافت کرتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخاضره سے منع فرمایا ہے۔ مخاضره یہ شگوفہ آنے سے پہلے پھوس کی خرید و فروخت کرنا جبکہ اس نے بعد وہ سبز ہو، اور مخاضره میں کھجور، سبزی اور اسی طرح کی چیزوں کی خرید و فروخت بھی داخل ہے۔ اور رسولؐ نے کھجور کو ”زھو“ سے پہلے خرید و فروخت کرنے پر منع فرمایا۔ ”زھو“ یعنی سرخی یا پیلا ہونا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ”شخ“ سے پہلے خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اور ”شخ“ (بغیر تشہید کے بھی) استعمال ہوتا ہے۔ شخ (باب تفعلیل سے) کے معنی یہی زھو والا ہے یہی معنی ہے اس قول کا کہ۔ یہاں تک کہ ”عاهہ“ سے محفوظ ہو جائے۔ ”عاهہ“ اس کو بیچنے والے آفت کو کہتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منابذہ، ملامسہ اور حصصہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک لفظ میں دو قول ہیں جہاں تک منابذہ کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ آدمی اپنے ساتھی سے کہے کہ جب تم میری طرف کپڑا پھینکو یا سامان میں سے کوئی دوسری چیز یا میں تمہاری طرف پھینکوں تو یقیناً فلاں کے مقابلہ میں فلاں

چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ لازم ہو گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہیں کسی شخص کا یہ کہنا جب میں سنگرہیوں تو معاملہ لازم ہو جائے گا۔ یہ معنی ہیں اس قول کے کہ آپؐ نے حصّۃ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے اور ملامت کے معنی ہیں آپؐ کا کہنا جب تم میرے کپڑے کو مس کر دینا میں تمہارے کپڑے کو مس کر دوں تو یقیناً فلاں کے مقابلہ میں فلاں چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ لازم ہوگا۔

اور کہا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد سامان کو کپڑے کے پیچھے سے چھون اور اس کی طرف نگاہ نہ کرنا اور اسی انداز سے خرید و فروخت کرنا۔ اس قسم کے خرید و فروخت کے طریقوں سے زمانہ جاہلیت کے لوگ خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منع فرمایا چونکہ یہ سب (باعث) دھوکہ ہیں۔

اور رسولؐ نے ”محر“ سے منع فرمایا ہے۔ محر یہ کہ اونٹ کو یا اس کے علاوہ کی خرید و فروخت کرنا جو اونٹنی کے پیٹ میں ہو اس کے بدلے میں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسی لفظ سے ”امحورت فی البیع امجاراً“ (میں نے خرید و فروخت میں اونٹنی کے پیٹ سے بچے کو بھڑکا کر دیا) کہا جاتا ہے۔

اور نبیؐ نے ساتھ اور مضامین سے منع فرمایا۔ ملاش وہ جو کہ پیٹ میں ہو اور وہ نہیں ہے اور اس کا مفرد ”ثوق“ ہے اور مضامین اس سے ہیں جو ”ثقون“ (وطی کے لئے استعمال ہونے والے نر) کے سلب میں ہو اور اہل جاہلیت ان نہیں کو جو اونٹنی کے شپ میں اور جو یہ قول ای سال یا چند سالوں میں پیدا کرنے والا ہے اس کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔

اور نبیؐ نے ”بل ابلہ“ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس جنم کا بچہ جو ابھی (خود) اونٹنی کے شپ میں ہے۔ ابو عبیدہ کے علاوہ کہ ہے کہ اس کے معنی ہیں اس جنم کی اولاد کی اولاد۔ اور یہ خرید و فروخت دھوکہ و گشام (کاپاش) ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ ہم سے نہیں جو قرآن کی مدد سے غنی نہ بنے۔

اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہم سے نہیں ہے جو قرآن کی مدد سے بے نیازی حاصل نہ کرے۔ نہ کہ اس کے معنی کو آواز (آواز) لے (خفا) کی طرف لے جایا جائے۔ اور یقیناً روایت کی نئی ہے کہ جو بھی قرآن پڑھے وہ ایسا غنی ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد کوئی فقر نہیں ہوتا۔ اور روایت کی کئی ہے کہ جسے قرآن دیا گیا اور وہ کہان کرے کہ کسی کو زیادہ دیا گیا ہوگا اس سے جتنا اس کو دیا گیا ہے تو اس نے چھوٹے کو بڑا بنا دیا اور بڑے کو چھوٹا کر دیا۔ حال قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ رائے رکھے کہ اہل زمین میں کوئی بھی اس سے زیادہ غنی ہے اگرچہ وہ دنیا کا سب سے وسعت کے ساتھ مالک ہو۔ اور اگر ایسا ہوتا (کہ معنی غنی نہیں بلکہ غن ہوتا) جیسا کہ ایک کر وہ نے کہا ہے کہ اس کے معنی قرأت میں اتار۔ چڑھاؤ اور اچھی آواز ہے، پھر تو اس کے ترک کرنے میں سزا بڑی ہو جاتی کہ جو قرأت میں آواز میں اتار، چڑھاؤ نہ کرتا تو اس غنا کو ترک کرنے کی اجازت نہ ہوتی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے تھے کہ ”لیس منا من لم یتعنّ مال القرآن“۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے منع کیا گیا ہے رکوع میں اور سجود میں قرأت سے، تو جہاں تک رکوع کا تعلق ہے تو اس میں تم اللہ کی عظمت بیان کرو (سبحان ربی العظیم و بحمدہ) اور سجودوں میں کثرت سے دعا کیا کرو کیونکہ وہ ”قنن“ ہے اس بات سے کہ

تہرے حق میں دعا قبول کی جائے اور آپ کا قول ”قمن“ اس قول کی شرح کہ ”جدید و حری“ (مناسب اور شائستہ) ہے کہ تمہارے حق میں دعا قبول کی جائے۔

اور آپ نے فرمایا خدا سے پناہ مانگو اس طبع سے جو دوسری طبع کی طرف راہنمائی کرے۔ طبع آلودگی و گندگی اور عیب کو کہتے ہیں اور ہر بری چیز دین میں یا دنیا میں ہے وہ طبع ہے۔

دو افراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وراثت اور کچھ پرانی چیزوں کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاید تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ اچھے طور پر بیان کر سکتا ہو۔ تو جس کے لئے میں نے اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ دیا تو میں نے اس کے لئے (جہنم کی) آگ کا ٹکڑا جد کر لیا۔ تو دونوں شخصوں میں سے ہر ایک بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا حق میرے (مد مقابل) ساتھی کے لئے ہے۔ پس آپ نے فرمایا بلکہ تم دونوں چارہ بھائی چارہ کر لو اور پھر حصہ لے لو پھر چاہے تم میں سے ہر ایک اپنے مقابل کے لئے (اس کے حصہ کو) حلال قرار دے۔

تو آپ کا قول کہ ”لعل بعصکم ان یکون الحن بحجۃ من بعض“ (تم میں سے کوئی اپنی دلیل زیادہ اچھا بیان کر سکتا ہو دوسرے سے) یعنی زیادہ ذہانت والی اور زیادہ مضبوط اور ”حن“ حاکم کے زیر کے ساتھ۔ چاہا کہ اور حزم سے ساتھ خطا سے معنی میں آتا ہے۔ اور آپ کا قول کہ ”اسمہما“ (تم دونوں حصہ لے لو) یعنی قرعہ ڈالو۔ اور یہ (حدیث) دلیل ہے، لوگوں کے حق میں کہ جو حکام میں قرعہ ڈالنے کے قائل ہیں۔ اور آپ کا قول ”اذہبا فتوحیا“ (تم دونوں چارہ اور بھائی چارہ کر لو) فرماتا ہے میں کہ تم حق کا بھائی چارہ کر لو تو یہ کہ آپ دونوں جھگڑا کرنے والوں کو صلح کا حکم فرما رہے ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر تقصیص کرنے سے منع فرمایا ہے اور تقصیص تقصیص (سفیدی کرنا) ہے۔ کیونکہ ”جس“ لو ”قصہ“ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسی لفظ سے کہا جاتا کہ میں نے گھر اور قبروں کو ”قص“ کیا جب انہیں سفید کرے۔

اور آپ نے قبیل و قال، زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، ماؤں کے عاق ہونے، بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے اور غریبوں کا حق روکنے سے منع فرمایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قول ”اضاعة المال“ (مال ضائع کرنا) یہ دو طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ ان میں پہلا جو اسمی بھی ہے۔ وہ مال جو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے تو ہرے میں سے ہو یا زیادہ میں سے اور یہ وہ خرچہ ہے کہ جسے اللہ نے عیب دار قرار دیا ہے اور جس سے منع فرمایا ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ مال اس کے مالک کو دینا جبکہ اس کا وہ مال نہ ہو۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ: ”وَأَنْتُمْ أُولُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا الْكَفَّاحَ فَإِنْ أَنْتُمْ مِنْهُمْ زُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ“ (اور یتیموں کی آزمائش کرو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر) تک پہنچیں پھر اگر تم ان میں پاؤ۔ جو کہ عقل ہے۔ تو ان کا مال انہیں لوٹا دو) (سورہ نساء، آیت ۶) اور یقیناً کہا جاتا ہے کہ بیشک دین میں رشد و صلاح ہونا ہے اور مال کی حفاظت کرنا ہے اور جہاں تک زیادہ سوال کرنے کا متعلق ہے تو آپ نے لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرنے سے منع فرمایا ہے اور بس اوقات چیزوں کے بارے میں سوال اور ان کے متعلق زیادہ بحث بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل

نے فرمایا "لَا تَسْأَلُوا عَنِ الْغَيْبِ إِنْ قُلْتُمْ لَكُمْ نَسُؤُهُمْ" (ان چیزوں کے بارے میں رسول نہ رو جو تم پر ناخوش ہو جائے میں تو تمہیں بری لگیں) (سورہ مائدہ: آیت-۱۰۱)

اور بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا، تو یہ سب وہ لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ قبر کو "دادا" کہا کرتے تھے۔
 اور جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ آپؐ نے "قِيلَ وَقَالَ" سے منع فرمایا ہے تو "قَالَ" مصدر ہے۔ کیا آپؐ نہیں دیکھتے کہ جب انہوں نے "عَنْ قِيلٍ وَقَالَ" کہا تو یہ کہ انہوں نے "عَنْ قِيلٍ وَقَالَ" کہا۔ یہی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ قُلْتُ قَوْلًا وَهَلَا وَقَوْلًا اور بداندہ (بیک قاری) کے کلام میں ہے کہ اس نے یوں پڑھا ہے "إِنَّكَ عَيْنِي أَنْزِلْتُ قَوْلَ الْحَقِّ" (آیت) اسی میں سے ہے تو یہ کہ انہوں نے کہا کہ "قَوْلَ الْحَقِّ" (سورہ مریچ: آیت-۳۵)

اور اہل وصال میں "تَبَرُّ" سے منع فرمایا ہے۔ اُمتی نے کہا ہے کہ بقرہ ۱۱۱ صلیٰ علیہ وسلم نے اس کو ظاہر کرنے کے ہیں۔ اور اس میں سے "تَقْوَاتِ مَطَه" اس وقت کہا جاتا ہے جب آپؐ نے اس کا بیٹ چیر دیا ہو اور آپؐ نے اسے تھہر دیا ہو اور چونکہ فرمایا "اسلام و باقر" کہا گیا چونکہ آپؐ نے علم کو شگافت کیا اور اسے ظاہر کیا۔

اور آپؐ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں اس طرح سر کو جھکائے جس طرح مدح سر کو جھکاتا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں کہ آدمی اپنے سر کو روٹ میں بھٹا۔ یہاں تک وہ اپنی پشت سے زیادہ نیچے ہو جائے۔ اور "وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَصُوبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَنْصَعِدْ" کہ جب آپؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُکوع فرماتے تو سر مبارک نیچے نہیں اُترتے تھے اور بلند بھی نہیں فرماتے تھے۔ اس کے معنی ہیں کہ آپؐ اتنا بلند نہیں فرماتے کہ آپؐ کے سر مبارک سے اوپر ہو جائے۔ بعد اس کے۔ میان ہوتا اور "الْفَخ" کے معنی ہیں سر و بندہ کرنا اور کھینچنا۔ اتفاق فرماتا ہے "فَلَمْ يَطْعِنْ مُطْعَمِي (وُصِفَهُ)" (سر اٹھائے بغیر چلے جاتے ہوں گے) (سورہ ابراہیم: آیت ۳۳) اور چونکہ اس میں سے مستنبط ہے وہ یہ ہے کہ روٹوں میں سر کو پشت اور اس کا سر ہموار ہو گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی روٹ فرماتے تھے تو اس نماز سے روٹ فرماتے کہ اگر بانی آپؐ کی پشت مبارک پر ڈالنا جائے تو وہ ٹھہر جائے اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے نماز (کامل) نہیں ہے اس کی جس کی پشت اس کے روٹوں اور اس کے کھمبوں میں سیدھی نہ ہو۔

اور آپؐ نے "احتساب الاسقیہ" سے منع فرمایا ہے اور احتساب کے معنی ہیں کہ مشکیزہ کے دو منہ بنانا اور اس سے پینا۔ احتساب کی اصل "تَسْر" (نونا) ہے۔ اور کسی وجہ سے (مرد کو) عورت سے شب بھر رہے) اسے سخت جتے ہیں اس کے ٹوٹنے (اور دو منہ والے بننے) کی وجہ سے۔ اور اسی لئے عورت کو (کہ جو مرد سے شب بھر رہے) غنڈی کہتے ہیں۔

"احتساب الاسقیہ" کے بارے میں منع کی حدیث کی دو طرح بقول سے تفسیر کی گئی ہے۔ ان میں سے پہلی وجہ خوف ہوتا ہے کہ شاید اس مشکیزہ میں جانور ہو اور اس بات پر حدیث کے معنی دائر ہوتے ہوں کہ آپؐ نے مشکیزہ کے منہ سے پینے سے منع فرمایا ہے۔

اور آپؐ نے منع فرمایا ہے رات میں جدا سے یعنی غل کے جدا سے اور جدا یعنی چننا۔ اور آپؐ کی جانب سے منع فرمانے کی وجہ

یہ ہے کہ اس وقت مسکین موجود نہیں ہوتے ہیں (بعض لوگ اس لئے کہ مسکین کو کچھ دینا نہ پڑے رات کی تاریکی میں کھجور چنتے تھے)۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میراث میں "تغضیہ" نہیں ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ کوئی شخص مر جائے اور کوئی چیز اس طرح سے چھوڑے کہ اسے اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ جب ان میں سے بعض تقسیم کرنا چاہتے ہوں تو اس میں ان سب کا یا ان میں سے بعض کا نقصان ہوتا ہو (مثلاً ایک مکان کو دس وارثوں کے درمیان چھوڑا جائے تو اگر اس مکان کے دس ٹکڑے کئے جائیں تو یقیناً کچھ کو نقصان ہوگا) تو فرما رہے ہیں کہ اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا اور یہ تغضیہ ہے اور اسی کے معنی متفرق کرنا ہے۔ اور اس کو "اعضاء" سے یہ کیا ہے۔ بہر حال ہے "عصبت اللحم" جب گوشت کو جدا جدا کیا جائے۔ اللہ عز وجل کا فرمان ہے "الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ" (جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے کر دیا) (سورہ حجر - آیت - ۹۱) یعنی اس کے بعض پر ایمان آئے، اور اس کے بعض میں کفر و انکار رہا۔ یہ بھی "تغضیہ" میں سے ہے کہ نبیوں نے قرآن میں تفریق ڈال دی ہے۔ اور وہ چیز جو قابل تقسیم نہیں ہے جیسے جوہر میں سے دانہ کیونکہ اسے اگر تقسیم کیا جائے تو اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح کبوتر جب تقسیم کیا جائے۔ اور اسی طرح کپڑوں میں سے جب۔ اور وہ چیزیں جو ان سے مشابہ ہیں اور یہ دوسرے احکام میں زیادہ فائدہ مند ہے کہ جس کے سلسلہ میں دوسری حدیث موجود ہے کہ "لا صر ولا صرار فی الاسلام" (اسلام میں سر نہ پہنچانا اور ضرر قبول کرنا نہیں ہے) پس اگر بعض وارث اس کی تقسیم کرنا چاہیں تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے بچا جائے گا پھر اس کی قیمت ان میں تقسیم کی جائے گی۔

اور آپ نے دو قسم کے پیڑوں سے منع فرمایا ہے "اشتغال الصماء" اور یہ کہ وہی ایسا پیڑ ایسے کہ اس میں شرمگاہ اور آستان کے درمیان کوئی چیز نہ ہو۔ اسی کہتے ہیں "اشتغال الصماء" کے معنی سب کے نزدیک مرد کا ایسے کپڑے پر مشتمل ہونا کہ جو اس کے پورے بدن کو ڈھانپے اور اس کی کوئی جانب اتنی بند نہ ہو کہ اپنا ہاتھ اس میں سے نکال سکے۔ فقہاء کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ وہی کا اپنے آپ کو ایک پیڑے میں پورا لپیٹنا جبکہ اس پر اس کے علاوہ کچھ نہ ہو، پھر اس کو ایک طرف سے اٹھائے اور اسے کاندھے پر رکھے کہ جس سے اس کی شرمگاہ ظاہر ہو جائے۔ اور امام صادق صوات اللہ علیہ نے فرمایا "التحاف الصماء" یہ ہے کہ مرد اپنی ردا کو غسل کے نیچے داخل کرے پھر اس کے دونوں سروں کو ایک کاندھے پر رکھے اور یہی صحیح تاویل ہے نہ کہ جو اس کے خلاف ہیں۔

اور آپ نے "دبائح الحن" سے منع فرمایا اور "دبائح الجحش" یہ ہے کہ کھ خریداجے یا تشے کا کسے جائیں یا کسی طرف سے اور کام کئے جائیں تو جن سے بے بد شکونی سے بچنے کے لئے جانور ذبح کرنا۔ ابو سعید کہتا ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ لوگ اس کام کو بد شکونی کی بنیاد پر انجام دیا کرتے تھے اس ذر سے کہ اگر انہوں نے جانور ذبح نہ کیا اور کھانا نہ کھلایا تو اس کام میں جن کی طرف سے کچھ نقصان پہنچے گا تو نبیؐ نے اسے باطل قرار دیا اور اس سے منع فرمایا۔

اور آپ نے فرمایا ہرگز وارد نہ ہو مرض والا صحت مند پر۔ یعنی کوئی شخص کہ جس کے اونٹ چربی کی یا کسی اور بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے لئے فرمایا وہ سے وارد نہ کرو صحت (صحت مند) پر اور صحت وہ ہے کہ جس کا اونٹ صحت ہو اور بری ہو بیماری سے۔ اور ابو سعید کہتا ہے اس کی وجہ

میرے نزدیک۔ وندھم۔ کہ بات کا خوف ہے کہ مدعو جل و جانب سے اس صحت مند اونٹ پر بھی دی بھاری آجائے جو اس بیمار اونٹ پر تھی اور ایسی صورت میں صحیح اونٹ اور شخص کمان کرے گا کہ یہ بیماری اس بیمار اونٹ کی وجہ سے تھی ہے اور یہ بدگمانی کی وجہ سے کناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹ اور بھیڑ کے تھنوں پر تھیں مت باندھو اور کرکولی اس طرح تھیلی بندھی اونٹ یا بھیڑ خریدے اور (بعد میں دودھ مل سکے) تو وہ وہیں سے ایک کام سرکتا ہے (یا تو اسے رکھ لے اور) اگر چاہے تو اسے ٹوٹ دے اور اس سے ساتھ ایک سانچہ بھجور بھی دے۔ "المعروفہ" وہ ٹٹنی یا کاسیہ بھری کہ جس کے تھنوں میں دودھ رہا جائے اور جمع یا جائے اور چند فوس تک دودھ نہ کا جائے۔ "نصوبہ" اس پانی کو ان اراستہ بنے رکھنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ہے "صورت الماء" میں نے پانی جمع یا اور مقصورہ میں کہا جاتا ہے "ماء صری" اور کہا جاتا ہے کہ مقصورہ کہا جاتا ہے لویا کہ بہت سارے پانی جمع ہو گیا ہو۔

اور سری حدیث ہے کہ "مس اشتری محفله فردھا فلہر ذمہا صاعاً" (جو اختلاف) خریدے اور اسے واپس کرے تو اسے چاہے کہ اس سے ساتھ سانچہ بھی واپس کرے) اور اسے مختلفہ لفظ اس وجہ سے کہا گیا چونکہ دودھ تھنوں میں زیادہ ہو گیا ہے اور جمع ہو گیا ہے اور سرچینہ کہ جس کی نثر سے دوبلے تو اسے "ظلم" کہا جاتا ہے اور اس میں کہا جاتا ہے "قد اظلم" قوم! جب وہ مجتمع ہوں اور شیشے ہوں اور اسی لئے کہا جاتا ہے: قوم کی محفل اور محفل کی جمع محافل ہے۔

اور آپ کا قول خدا ہے (بازا نہیں) "فی دلو" و فریب۔ کہا جاتا ہے صدیقہ (بائی) اش۔ (مضارع) خلاصہ (مصدر) بٹ دھو۔ "فی لہنہ" ممر وں اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدت میں حاضر ہوئے و عرض کیا ہم یہود سے ایسی باتیں سنتے ہیں کہ جو ہمیں تہجیب میں آتی ہیں آپ بیاہ دیتے ہیں کہ نام نہان میں سے جنس نکالیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ تم ایسے جیروں ہو جیسے یہود و نصاریٰ جیروں ہو۔ "میں تمہارے" "بصاء یقنہ" لے کر آیا ہوں۔ اگر موی زندہ ہو تو انہیں چھ پیرہ نہ ہوتا سوائے میری اتباع کے۔ آپ کا قول "منہو کون" یعنی یہ نہ ہونے والے ہو۔ فرما رہے ہیں یا تم سارے صمد سے صمد میں حیرت و سرگرد ہو کہ اپنے دین کو نہیں پہچان سکتے جب تک کہ یہ یہود و نصاریٰ سے نہ ہو۔ اس معنی میں کہ آپ اہل کتاب سے عم لینے کو نا پسند فرماتے تھے اور آپ کا قول کہ "میں تمہارے" "بصاء یقنہ" لے آیا ہوں۔ "تو اس سے مراد امت حنیفہ و ملت ابراہیمی ہے کہ اسی وجہ سے مومن کا صیغہ یہ ہے جیسے اللہ عز و جل کا قول: "وَاللّٰکَ دِیْنُ الْقِیْمَۃِ" (سورہ یونس آیت ۵) سے مراد بھی فقط ملت حنیفہ و ملت ابراہیمی ہے۔

اور آپ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں منع کروں "غیلہ" سے۔ غیلہ وہی "غیل" ہے اور اس کے معنی ہیں کہ مرد کا دودھ پینے والی عورت سے جماع کرنا اور اس میں سے کہا جاتا ہے "قد اعال الرجل و اغیل" اور اوامہ کو مغال اور مغیل کہا جائے گا۔ اور آپ نے "رفاء" سے منع فرمایا اور اس کے معنی زیادہ ٹیل ملنا ہے۔

اور آپ نے فرمایا "اباکم والقعود بالصعدات الا من اذی حقها" (جو صعدت پر بیٹھنے سے گمراہ جو اس کا حق)

کرے) اصدات۔ راستوں کو کہتے ہیں اور اسے یہ گیا "صعید" سے درصعید کے معنی تراب ہیں۔ صعید کی جمع صد ہے پھر اصدات جمع کی جمع ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے طریق اس کی جمع طرق پھر طرقت۔ اللہ عزوجل نے فرمایا "فَيَسْمُوا صُعِيداً طَيِّباً"۔ (توپاک مٹی سے تیم کرو) (سورہ نساء: آیت ۴۳) پس تیم کے معنی ہیں کسی شے کا قصد کرنا۔ اور اسی سے کہا جاتا ہے اَمْتُ فَلَانًا | فُلَانًا | اُمُّهُ اَمَّا وَ تَامَمْتُهُ وَ تَيَسَّمْتُهُ یہ سب میں عمد کرنے اور قصد کرنے کے معنی ہیں۔ اور صدق علیہ السلام سے مروی روایت میں کہا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا "صعید بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ و رطب وہ جگہ کہ جہاں سے پانی نیچے ڈھتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا نماز اور سلام میں غرار نہیں ہے۔ غرار کے معنی کی کرنا ہے۔ نماز میں تو اس کے روح اور بخود کے تمام کرنے کو ترک کرنا ہے۔ ایک رکعت میں دوسری رکعت میں ٹھہرنے کے مقابلہ میں ٹھہرنا۔ اور اسی سے قول امام جعفر صادق علیہ السلام ہے "نماز میزان ہے جو پورا حق ادا کرے گا تو پورا حق ملے گی۔" اور اسی سے تعلق رکھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم "دستم کا قول" نماز پیمانہ ہے جو بھی وفا کرے گا اسی کے حق میں وفا کی جائے گی۔" تو یہ نماز میں غرار کے معنی ہیں۔ اور امام میں غرار تو کسی شخص نے کہا السلام علیک، تو اس کا جواب دیتے ہوئے کہے کہ "وسیک" اور "وسیکم سلام" نہ کہے۔ اور جواب میں حد سے تجاوز کرنا مکروہ ہے۔ جس طرح کہی کرنا مکروہ ہے۔ وہ یوں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو سلام کیا اس نے کہا "وسیکم اسلام" و رحمۃ اللہ و ہر کاندہ مغفرت و رضوانہ۔ تو آپ نے فرمایا ہم سے تجاوز نہ کرو فرشتوں کے اس قول سے کہ جو ہمارے پدر بزرگوار براہیم علیہ السلام کہن میں تھا کہ رحمت اللہ و ہر کاندہ علیکم اہل البیت امہ حمید مجید۔" (سورہ ہود: آیت ۷۳)

آپ نے فرمایا آپس میں "نجش" اور "دبر" نہ کرو۔ "لا تلاحشوا ولا تداروا"۔ اس کے معنی ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کے اوپر سامان کی قیمت کو بڑھائے جبکہ وہ خریدنا نہ چاہتا ہو تاکہ دوسرا اسے تو وہ بھی اس کے بڑھانے کی وجہ سے قیمت بڑھائے۔ اور "نجش" خیانت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور "تدار" تو یہ راہ منقطع کرنا و دروری اختیار کرنے کے معنی میں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کی طرف پشت کرے وراپنا چہرہ اس سے پھیر لے تو اس کے لئے "تدار" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اور ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اونٹنی کا دودھ دھویا تو نبی نے اس سے فرمایا تھوڑا سا دودھ تھنوں میں رہنے دو تو یہ دودھ آدھ ہوگی۔ فرمایا ہے۔ تھنوں میں کچھ دودھ رہنے دو سب نہ دھوا تو جسے تم بچاؤ گے تو وہ اپنے سے اور دودھ دودھ و نیچے آئے گا۔ اور جب تھنوں میں سے آخری حد تک دودھ نکال لیا تو اس کے بعد دودھ دیر سے نئے گا۔

آپ نے گھوڑوں میں "شکال" کو مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی کہ اس کی تین ٹانگیں سفید ہوں اور ایک دوسرے رنگ کی اور اس وقت کہ اس لفظ شکال سے لیا گیا ہے کہ جو اس چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے گھوڑے کو باندھا جاتا ہے چونکہ یہ اس سے شہادت رکھتا ہے کہ لے کے فقط بین بیروں سے باندھا جاتا ہے اور (شکال کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ) تین پیر دوسرے رنگ کے ہوں و ایک سفید ہو اور جو شکال۔ سفید ہونا یہ بھی فقط (پچھلے) پیر میں ہوگا نہ کہ ہاتھ (اگلے پیر) میں۔

۱۳۴۲

☆ (۳۱۸) سیکینہ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سنان عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے سندی بن محمد سے، انہوں نے عدا سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا ”سکینہ، یمان ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا محمد بن یونس صفار نے، نہبوا
نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اسماعیل بن مرزاسے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے یونس مامونی کاظم علیہ السلام
سے۔ راوی کہتا ہے میں نے آپ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا ہے! موسیٰ کا تابوت کیا تھا؟ اور اس کی وسعت
کتنی تھی؟ آپ نے فرمایا ”تین ذراں دو ذراں میں“۔ جو ذرائع یعنی انگلیوں کے سرے سے کہنی تک کا ہاتھ پچیس میں نے عرض کیا اس میں یہ
تھا؟ آپ نے فرمایا ”موسیٰ کا عصا اور سکنہ“۔ میں نے عرض کیا سکنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”اللہ کی روح جو کلام کرتی ہے۔ جب وہ نوگ کسی
 چیز میں اختلاف کرتے تھے تو ان سے کلام کرتی تھی اور ان کو جن باتوں کا انہوں نے ارادہ کیا ہوتا اس فی الضمیر لوٹا بہرتے ہوئے انہیں خبر
دیتی تھی۔“

۳۔ میرے والد۔ رضی اللہ عنہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا۔ عہد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوہم ام، عیسیٰ بن حم نے، انہوں نے رضا علیہ السلام سے کہ آپ نے ایک شخص سے، رش و فرمایا ”تمہارے نزدیک کیا ہے؟ جبکہ قوم نہیں جانتی کہ وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے، او کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”وہ خوشبودار ہو ہے جو جنت سے نکلتی ہے۔ اس کی صورت انسان کی صورت کی مانند ہے۔ وہ نیویں کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ وہی ہے جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل کی گئی جب آپ کعبہ بنا رہے تھے تو اس نے رہنمائی کی کہ آپ اس اس طرح کریں اور اس پر ابراہیم نے غصہ کیا، اسی۔“

(۳۱۹) ☆ حضرت ابوطالب کا جہل کے حساب سے اسلام قبول کرنے اور تریسٹھ (۶۳) تک

ہاتھوں سے حساب لگانے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مودب، علی بن عبد اللہ وراق اور احمد بن زیاد ہمدانی نے، ان سب نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے مفصل بن عمر سے، انہوں نے کہا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حضرت ابوطالب - علیہ السلام - نے جمل کے سب سے اسلام قبول کیا۔ تریسٹھ (۶۳) تک اپنے ہاتھ سے حساب لگایا۔ اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ حضرت ابوطالبؑ کی مثال اصحاب ہف کے مثال کی ہے کہ آپؐ نے ایمان کو چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا تو ان کو امت نے (بھی) ان کا جبرودہ دفعہ عوط فرمایا۔

۲۔ ہم سے بیان آیا ابو فرح محمد بن مظہر بن نفیس مصری فقیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حسن محمد بن احمد دلاوی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں بوقلم حسین بن روح - قدس اللہ روحہ - سے یاں تھا کہ یہ شخص نے ان سے سوال کیا کہ عباسی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کتنا کہ آپ نے پچا ابوالباب نے حمل سے حساب سے ساقیوں یا تیرتر (۶۳) تک اپنے ہاتھ سے حساب لکایا۔ اس سے کہی نہیں؟ تو انہوں نے کہا آپ نے اس سے "احمد جو اذمرا دیا۔ سنائیے یہ کہ (۱۰۷) الف کا ایک ادم تیس اور (۱۰۸) گف کا ایک آدم کے پانچ اور (۱۰۹) غف کا ایک آدم کے آٹھ اور وال سے پار اور (۱۱۰) نیم کے تین اور (۱۱۱) سے چھ اور (۱۱۲) سے

ایک اور وال کے چار تو یہ (مسئل کر) تریشٹھ ہیں۔ (۱)

(۳۲۰) ☆ ”الذاہد فی الدنیا“ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا کہ بن قاسم مفسر جرجانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا کہ ابن عسکری نے، انہوں نے
حسن بن علی ناسری کی ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے پدربزرگوار مرصدا علی السمر سے، آپ

(۱) حضرت ابوطالب کا اسلام، نامستند و روایت مسلسل سے ہے۔ شیعہ اور سنی علماء اس بارے میں متفق نہیں ہیں۔ تحریر کرتے آئے ہیں ائمہ معصومین علیہم السلام سے بھی اس سلسلے میں کافی روایات مروی ہیں۔ مرحوم علامہ ابقی نے ان میں سے چالیس احادیث ”تذکرۃ“ میں صفحہ ۳۵۲ اور اس سے آگے نقل کی ہیں۔ یہ اس کے علاوہ ہیں جو اہل سنت کے طریق سے نقل کی گئی ہیں۔

نے اپنے پدر بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا ”صادق علیہ السلام سے دنیا کے معاملات میں زائد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا جو دنیا کے حلال کو حسب کے خوف سے ترک کرے اور دنیا کے حرام کو اس کے عذاب کے خوف سے ترک کرے۔“

☆ (۳۲۱) موت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم مفسر جرجانی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن حسینی نے، انہوں نے حسن بن علی ناصر (ی) سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام رضا علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا ”صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے موت کے صفت بیان کیجئے۔ تو آپؑ نے فرمایا ”مومن کے لئے خوشبو کی مانند ہے کہ اسے سوگھتا ہے تو اس کی خوشبو کی وجہ سے اوگھنے لگتا ہے اور سر رائج والم اس سے منقطع ہو جاتا ہے اور کافر کے لئے سانپ کے ڈسنے، بچھو کے کاٹنے کی طرح ہے یا اس سے بھی شدید تر“ کہا گیا ایک قوم کہتی ہے کہ موت رسیوں سے چیرنے، قیچیوں سے کاٹنے، پتھروں سے توڑنے اور سنگھوں کی سیاہی میں چلکی کے پاٹوں کے گھومنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ آپؑ نے فرمایا ”بات اسی طرح سے ہے۔ بعض کافروں اور فاجروں پر ایسا ہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جو (دنیا میں) ان غنیوں کا سامنا کرتے ہیں اور یہ اس (موت کی سختی) سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں سوائے آخرت کے عذاب سے۔ تو یہ (عذاب آخرت) دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔“ کہا گیا تو ہم کیوں یہ دیکھتے ہیں کہ کافر پر نزع آسن ہوتا ہے، اور وہ دنیا سے اس طرح رخصت ہوتا ہے کہ خبر دے رہا ہوتا ہے، منس رہا ہوتا ہے اور کلام کر رہا ہوتا ہے اور مومنین میں سے بھی بعض اسی طرح ہوتے ہیں اور مومنین اور کافروں میں سے ایسے بھی ہیں جو سکرت کے وقت یہ تکفیس برداشت کرتے ہیں؟۔ آپؑ نے فرمایا ”مومن کے لئے جو راحت وہاں ہے وہ اس کے ثواب کا جلدی آنا ہے اور جو کچھ سختی ہوتی ہے تو یہ اس کو گناہوں سے پاک کرنے کے لئے ہوتی ہے تاکہ آخرت میں پاک و رصاف وارد ہوتا کہ ابدی ثواب کا مستحق قرار پائے، اس کے لئے اس کے عہد وہ کوئی رکاوٹ نہ ہو جبکہ کافر کے لئے جو کچھ اس موقع پر سہوت اور آسانی ہے تو اس لئے تاکہ وہ اپنی نیکیوں کا اجر لے لے تاکہ جب آخرت میں وارد ہو تو اس کے پاس ان چیزوں کے علاوہ کچھ نہ ہو کہ جو عقاب و سزا کا سبب بنتے ہیں اور کافر کے لئے جو کچھ سختی موت کے وقت ہے تو وہ اس کی نیکیوں کا پورا حق مل جانے کے بعد اس کے لئے اللہ کے عقاب کی ابتدا ہوتی ہے اور یہ (اس لئے کہ) یقیناً اللہ عادل ہے نا انصافی نہیں کرتا۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم مفسر جرجانی۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن حسینی نے، انہوں نے حسن بن علی ناصر (ی) سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن علی سے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام رضا علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار محمد بن علی

علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسین علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار حسین علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا میرے مومنین علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ہمارے لئے موت کی صفت بیان کیجئے؟ تو آپ نے فرمایا ”خبر رکھنے والے (کی پوچھت) پر تم سرے ہو۔ موت تین چیزوں میں سے ایک ہے جو مرنے والے پر وارد ہوتی ہیں۔ یہ ہمیشہ کی نعمتوں کی خوشخبری ہے یا ہمیشہ کے عذاب کی اطلاع ہے یا حزن اور خوف میں مبتلا ہونا ہے کہ جس کا معنی غیر واضح ہے وہ نہیں جانتا کہ وہ کس کروہ سے ہے، البتہ جو ہمارے دوست ہیں جو کہ ہمارے مر کی صحت کرتے ہیں تو انہیں ہی ہمیشہ کی نعمتوں کی خوشخبری دی جائے گی اور جو ہمارے دشمن ہیں کہ جو ہماری مخالفت کرتا ہے تو یہ وہی ہے جسے عذاب ہدی کی خبر دی جاتی ہے اور وہ کہ جس کا معنی غیر واضح ہے اور اپنا حال نہیں جانتا تو یہ وہ مومن ہے جو اپنے نفس پر زیادتی کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کے اعمال اسے کہاں لے جائیں گے۔ اس کے پاس غیر واضح و خوف زدہ کرنے والی خبریں آتی رہتی ہیں پھر وہ عزوجل ہرگز اسے ہمارے دشمنوں کے برابر قرار نہیں دے گا لیکن پروردگار سے (جہنم کی) آگ سے ہماری شفقت کی وجہ سے نکالے گا، تو تم لوگ اس کردار اور صفت کرو، مطمئن نہ ہو جاؤ اور اللہ عزوجل کے عذاب کو حقیر مت جانو چونکہ بے شک گناہگاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ انہیں ہماری شفقت نہیں ملے گی مگر تین لاکھ سال کے عذاب کے بعد۔“

۳۔ امام حسن بن علی بن ابی سب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ موت کیا ہے کہ جس سے نوک، مہم میں، فرمایا ”سب سے بڑی خوشی ہے جو کہ مومنین پر وارد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ رنج و تکلیف کے کمر سے ابدی نعمتوں کی جانب منتقل ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بلا ہے کہ جو کافروں پر وارد ہوتی ہے چونکہ وہ اپنی جنت سے (جہنم کی) آگ کی طرف منتقل ہوتے ہیں کہ جس کے لئے نہ کوئی ختم ہے اور نہ کوئی نجات۔“

درستی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں جب حسین بن علی بن ابی سب علیہم السلام پر غصے بڑھ گئیں تو آپ نے ساتھیوں نے آپ کی طرف گاہ کی تو اچانک محسوس کیا کہ آپ کی کیفیت ان کے خلاف ہے چونکہ ان ساتھیوں کی حالت یہ تھی کہ (جنتی بنی برستی جاتی تھی ان کا رنگ تبدیل ہوتا جاتا تھا۔ ان کے بہادر مضطرب ہو جاتے اور ان کے دل دھڑکنے لگتے جبکہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے بعض مخصوص ساتھیوں کا رنگ چمکدار ہو رہا ہے، ان کے اعصاب سکون میں ہیں اور ان کے نفس مطمئن ہیں۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا دیکھو ہمیں موت کی پرواہ ہی نہیں ہے! امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا ”کرامت و اوصہر اموت کیا ہے؟“ سوائے ایک پل کے جو چہمیں پریشانی، رنج و غم سے وسیع جنت اور دائمی نعمت تک پہنچا دیتی ہے۔ تم میں سے کون ناپسند کرتا ہے کہ قید خانہ سے محفل کی طرف منتقل ہو۔ اور موت تمہارے دشمنوں کے لئے نہیں ہے سوائے ان لوگوں کی مانند کہ جو محفل سے قید خانہ اور عذاب کی طرف منتقل ہوں۔ بیشک میرے پدر بزرگوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے ورنہ کافر کی جنت ہے اور موت ان مومنین کے لئے ان کو جنتوں کی طرف پہنچانے والا ہے اور ان (کافروں) کے لئے ان کو دوزخ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹ کہا گیا ہے۔“

۴۔ اور محمد بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ علی ابن حسین علیہما السلام سے عرض کیا گیا، موت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ”مومن کے لئے جو اس دارِ میلے کپڑے اتارنے اور قید اور بھاری زنجیروں سے آزاد ہونے کی مانند ہے اور لباسِ فاخرہ، بہترین خوشبو، تیز ترین سواریاں اور انیسٹ رکھنے والی بہترین منزلوں سے تبدیل کرنے کی مانند ہے اور کافر کے لئے فاخرہ لباس کے اتارنے، مانوس منزلوں سے نقل مکانی کی مانند ہے۔ اور سب سے زیادہ میلے اور سب سے زیادہ کھردرے لباس سے، سب سے زیادہ وحشتناک منزلوں اور سب سے بڑے عذاب سے تبدیل کرنا ہے۔“

۵۔ اور امام محمد بن علی (الباقر) علیہما السلام سے عرض کیا گیا موت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ”یہ وہی نیند ہے جو تمہیں ہر رات آتی ہے مگر یہ کہ یہ طویل موت کے لئے ہوتی ہے اس سے بیدار نہیں ہوگا مگر قیامت کے دن، وہ جو اپنے خواب میں خوشی کی مختلف اقسام دیکھتا ہے ان کو بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا یا ہیبت ناک چیزیں (دیکھتا ہے) کہ جنہیں بیان کرنے پر قدرت نہیں رکھتا نیند میں خوشی اور درد کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یہی موت ہے اس کے لئے تیاری کرو۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم مفسر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن حسینی نے، انہوں نے حسن بن علی علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے محمد بن علی علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا، امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو موت کے سرکرات میں مبتلا تھا اور کسی بھی پکارنے والے کو جواب نہیں دے رہا تھا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کی: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم مزید رکھتے ہیں کہ اگر ہم جانتے کہ موت کی کیفیت کیا ہے؟ اور ہمارے ساتھی کی کیفیت کیا ہے؟ پس آپ نے فرمایا، ”موت وہ آلہ صفائی ہے کہ جو مومنوں کو ان کے گنہوں سے صاف کرتا ہے۔ تو یہ آخری نعم ہے جو ان تک پہنچتا ہے کہ ان کے آخری گنہہ کہ جو ان پر باقی ہوں ان کا کفارہ بن جاتی ہے اور یہ کافروں کو ان کی نیکیوں سے صاف کرتا ہے۔ تو وہ آخری لذت اور راحت ہے جو انہیں پہنچتی ہے اور یہ ان کی نیکی کا آخری ثواب ہے۔ اور جہاں تک تمہارے اس ساتھی کا تعلق ہے تو یہ گنہوں سے مکمل پاک ہو چکا ہے۔ اور برائیوں سے مکمل صاف ستھرا ہو چکا ہے۔ خالص ہو گیا ہے یہاں تک کہ ایسا صاف ہو چکا ہے جس طرح کپڑا میس سے صاف ہو جاتا ہے اور اس نے ہم اہل بیت کے گھر میں ابدی گھر بنانے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔“

۷۔ اور انہی اسناد کے ساتھ محمد بن علی القتی الجواد علیہما السلام سے کہ آپ نے فرمایا: رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا تو حضرت نے اس کی عیادت کی اور فرمایا: ”تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟“ اس نے عرض کیا، آپ کے (آنے کے) بعد موت سے ملا۔ وہ اپنے مرض کی شدت کو بیان کرنا چاہتا تھا۔ پس آپ نے فرمایا، ”تم کس طرح سے اس سے ملے؟“ اس نے عرض کیا، دردناک اور شدید۔ تو آپ نے فرمایا، ”(ابھی) تم نے اس سے ملاقات نہیں کی، فقط اس چیز سے ملاقات کی جو تمہیں اس سے ڈراتی ہے اور تمہیں اس کے بعض احوال کی پہچان کرواتا ہے۔ لوگ فقط دو قسم کے ہوتے ہیں، موت کے ذریعہ راحت طلب کرنے والے اور وہ جس سے موت کے ذریعہ راحت طلب کی جاتی ہے۔ تم اللہ اور ولایت پر ایمان کی تجدید کرو تو راحت طلب کرنے والے ہو جاؤ گے۔“ تو اس شخص نے ایسا کیا۔ حدیث

طویل ہے ہم نے موضوع کی ضرورت کے مطابق اخذ کیا ہے۔

۸۔ اور انہی سند کے ساتھ، علی بن محمد التقی اہادی علیہما السلام سے۔ آپ نے فرمایا کہ امام محمد بن علی بن موسیٰ صلوات اللہ علیہم سے عرض کیا گیا: یہ سمان ذہن میں کیا لاتے ہیں کہ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”کیونکہ وہ لوگ موت سے، علم ہیں س لئے ناپسند کرتے ہیں۔ اگر اس کی معرفت رکھتے اور اللہ عزوجل کے دوستوں میں سے ہوتے تو اس سے محبت کرتے اور وہ اس بات کو جان بیٹے کہ ان کے لئے آخرت دنیا سے بہتر ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا ”اے ابا عبد اللہ! بچے اور پاگل کو کیا ہوتا ہے کہ اپنے بدن کو (بیماری سے) پاک و صاف کرنے وان اور درد میں نفع بخش دوا سے منع کرتے ہیں؟“ راوی نے کہا: دو کے فائدہ سے، علم ہونے کی وجہ سے۔ تو آپ نے فرمایا ”قسم اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ نبی کے طور سے مبعوث فرمایا، جو موت کے لئے جیبہ کہ تیاری کا حق ہے ویسی تیاری کر۔ تو یہ موت اس کے حق میں س مریض کی اس دوا سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ”مردہ جان لیتے“ موت ان تک کہ نعتوں و پانچنے وان ہے تو پکے ارادے والا نقل (مریض) کہ جو سقاف کو دور کرنے اور سہمتی کو لانے کی خاطر دوا کو پکارتا اور دعوت دیتا ہے س سے زیادہ شدید دعوت دیتے اور محبت کرتے۔“

۹۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسن بن علی اعسکری علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا کہ علی بن محمد علیہما السلام اپنے اصحاب میں سے ایک مریض کے پاس تشریف لے جکے وہ موت کی وجہ سے گریہ کر رہا تھا اور (س کے) خوف میں مبتلا تھا تو اس سے آپ نے فرمایا: ”اے اللہ بندے! تم موت سے (س لئے) ڈرتے ہو کیونکہ اس کی معرفت نہیں رکھتے۔ کیا تم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے جب تم مینے اور گندے ہو جات ہو۔ میل اور کھیل کی کثرت سے ذہن میں مبتلا ہوتے ہو۔ تمہیں پھوڑے اور جلدی بیماری نے گھیر لیا ہو و تم جانتے ہو کہ حمام میں غسل کرنا ن سب کو ختم کر دے گا۔ کیا تم یہ چاہو گے کہ اس میں داخل ہو جاؤ تا کہ یہ سب تم سے دھل جائے یا تم اس میں داخل ہونے سے راہت کرو گے کہ یہ چیزیں تم پر باقی رہیں۔“ اس نے کہا: یقیناً یا ابن رسول اللہ! آپ نے فرمایا ”یہ تو موت وہی حمام ہے۔ درود آخری چیز ہے جو تم پر باقی ہے گن ہوں سے پاک کرنے اور تمہیں براہیوں سے صاف کرنے کے لئے۔ جب تم اس پر وارد ہو گے اور اس سے زردی تو یقیناً ہر اذیت، غم اور مصیبت سے نجات پاؤ گے اور ہر سرد اور خوشی تک پہنچ جاؤ گے۔ پس وہ شخص پر سکون ہو گیا اور اس نے تسلیم کر لیا و رہش بشش ہو گیا اور اپنے نفس کی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی راہ پر چل پڑا۔

۱۰۔ امام حسن بن علی بن محمد اعسکری علیہما السلام سے موت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ موت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”لایکون کی تصدیق۔“ مجھ سے بیان کیا میرے پدر بزرگوار نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جدِ مجتہد سے، آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”بے شک جب مومن مرجاتا ہے تو وہ مردہ نہیں ہوتا چونکہ مردہ تو کافر ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے یخرج المحی من المیت و یخرج المیت من المحی (سورہ روم آیت ۱۹) (زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے) یعنی مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے۔“

☆ محبیطی کے معنی ☆ (۳۲۲)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے، محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابن رباب سے، انہوں نے محمد بن مسلم یا اس کے علاوہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”شادی کرو کیونکہ میں تمہارے ذریعے سے (گذشتہ) امتوں پر کل قیامت کے دن فخر کروں گا۔ یہاں تک کہ ساقط (بچہ) بھی کہ وہ جنت کے دروازے پر حبیطا (غصے کے عالم میں) آئے گا، اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ کہے گا نہیں جب تک مجھ سے پہلے میرے ماں، باپ داخل نہ ہو جائیں۔“

ابو عبید نے کہا کہ حبیطی۔ ہمزہ کے بغیر۔ کسی چیز کی خاطر غصے میں بھرا ہوا شخص۔ حبیطی۔ ہمزہ کے ساتھ۔ پھوٹے ہوئے بڑے پیٹ والا۔ کہہ اس لفظ سے بڑے پیٹ والے کو ”حبیطا“ کہا جاتا ہے النقطہ اور النقطہ (سین پر فتح اور کسرہ) اور ابو عبید نے کہا کہ کہا جائے گا سقط، سبط اور سقط (عین الفعل کو تینوں حرکتوں کے ساتھ)۔

☆ (۳۲۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے معنی کہ: مونچھوں کو مونڈو،

داڑھی بڑھاؤ اور مجوسیوں کے مشابہ نہ بنو ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر، سدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن عمران ثقی نے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علی بن غراب نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن محمد علیہما السلام نے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے، آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے، آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (حقوق الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبهوا بالمجوس) مونچھیں مونڈو، داڑھی بڑھاؤ اور مجوس کے مشابہ نہ بنو۔

کسی نے کہا کہ قول ”تعفی“ یعنی بڑھاؤ۔ زیادہ کر، ابو عبید نے کہا کہ اس میں کہا جاتا ہے ”قد عفا الشعر وغیرہ“ جب وہ بال اور کسی اور چیز کو بڑھائے۔ یعفو (مضارع) عاف (اسم فاعل) قد عفوت اور اعفیت میں دو لغت ہیں۔ جب آپ اس کے ساتھ کثرت و انجام دیں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ”حتی عفو“ (سورہ اعراف آیت۔ ۹۵) یعنی کثیر ہو جائے۔ اس مقام کے علاوہ میں کہا جاتا ہے ”قد عفی الشی“ جب چیز پرانی ہو جائے اور گل جائے۔ لبید بن ربیعہ ماری نے کہا کہ

عفت الدیار محلّھا فمقامھا ☆ نَمَسَى تَابِدَ غَوْلُهَا فِرْجَامِهَا

(اس کے رہنے کی جگہ نابود ہوگئی تو اس کا منی میں رہنا اس کی بلاست کا سبب بنا کہ اس پر پتھر مارے گئے)

اور ”عفی“ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص دوسرے کے پاس حاجت یا مدد طلب کرنے آئے اور وہ اسے دطا کرے۔ اس کا مضارع یعفو اور اسم فاعل عاف ہے۔ مرفوع حدیث ہے ”مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَمَا أَصَابَتِ الْعَافِيَةَ مِنْهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ“ (جو بھی زمین کو آباد کرے وہ اس کے لئے ہے۔ جو کچھ بھی اس میں پائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے)۔ عافیت یہاں انسان، جانور، پرندہ یا کوئی چیز جو بھی رزق طلب کرے اس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ عافی کی جمع عفاۃ ہے اور اشی کہتا ہے:

تَطُوفُ الْعَفَاةُ بِأَبْوَانِهِ ☆ كَطُوفِ النَّصَارَى بِبَيْتِ الْوُثْنِ

(حاجتمند اس کے دروازے پر ایسے طواف کرتے ہیں جیسے نصاریٰ بت خانے کا طواف کرتے ہیں)

اس کا کہنا ہے: معنی کا لفظ بھی عافی کی طرف ہے۔

☆ (۳۲۳) سَکَّةُ الْمَابُورِ أَوْ مَهْرَةُ الْمَامُورَةِ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی بن یزید قرظوبی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مظفر بن احمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابوالحسن محمد بن جعفر کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل برکی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن احمد احمري نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن سلیمان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ثابت بن دینار نے، انہوں نے علی بن حسین عیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار حسین عیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی عیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بہترین مال سَکَّةُ مَابُورِ أَوْ مَهْرَةُ مَامُورَةٍ ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن حسین بن حسن دلمی جوہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب الاصم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبید اللہ منادی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا روح بن عبادہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمار العدوی نے، انہوں نے مسلم بن بدیل سے، انہوں نے ایاس بن زہیر سے، انہوں نے سدید بن حمیرہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”انسان کا بہترین مال مہرۃ مامورہ یا سَکَّةُ مابورہ ہے۔“

آپ کے قول ”سَکَّةُ مَابُورَةٍ“ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہیں ایسا سیدھا اور ہموار راستہ جو کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا ہو۔ اور چھوٹے راستے کو ”سَکَاک“ کہتے ہیں چونکہ اس کے دونوں طرف اسی طرح گھرے ہوتے ہیں جیسے کھجور کے درختوں کی جانب جاتے ہوئے راستے کے دونوں طرف کھجور کے درخت ہوتے ہیں۔ یہ تو لغت کے اعتبار سے تھا۔

اور یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ کسی راستے کو ”سکّہ“ کا نام مت دو چونکہ کوئی سکّہ (کہنے جانے کے قبل) نہیں ہے سوائے جنت کے راستے کے۔“

اور جہاں تک تعلق ”ماوراء“ کا ہے تو وہ کھجور کا درخت ہے کہ جس کو بیوند لگایا گیا ہو۔ ابو سعید کہتا ہے کہ ایک کے لئے لقمہ بغیر تشدید کے استعمال ہوتا ہے اور جمع کے لئے تشدید کے ساتھ قحط استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ابوت النحل (میں نے کھجور کو بیوند لگایا)، ابرہا اسرا اور اس کھجور کے درخت کو ماوراء کہتے ہیں۔ اور جب آپؐ کسی سے سوال کریں کہ کیا تم نے اپنے کھجور کے درخت کی بیوند کاری کی تو اس وقت کہا جاتا ہے ”استامرت عیبری“ (میں نے دوسرے کو بیوند کاری دی)۔ اور یہ صورت زراعت میں بھی ہے۔ اور اگر بیوند لگانے والے کو کہتے ہیں اور موثر زراعت کے مالک کو کہتے ہیں اور ماوراء اس زراعت اور کھجور کے درخت کو کہتے ہیں کہ جس کی بیوند کاری ہو چکی ہو۔ اور جہاں تک تعلق ”المہرۃ المامورہ“ کا ہے تو اس کے معنی ہیں زیادہ بچے دینے والے جانور۔ اور اس کے دو معنی ہیں۔ کہا جاتا ہے ”یقیناً اللہ نے اس چیز کا امر کیا ہے تو وہ چیز“ مور کی جائے کی اور اللہ کو امر کہا جائے گا اور الف ممدودہ کے ساتھ اس چیز کو ”مورۃ“ کہیں گے۔ اور یقیناً ان میں سے بعض نے قرآن کی سورۃ اسری کی آیت نمبر ۱۶ کی ”أمرنا فأنفرهن“ قرأت کی ہے یعنی بغیر الف ممدودہ کے ورنہ امر کے مادہ سے ہو جائے گا۔ حسن سے مروی ہے کہ انہوں نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ان کو اطاعت کا حکم دیا مگر انہوں نے نہ فرمانی کی۔ اور جب وقت قول ”مہرۃ مامورۃ ورفرس“ مورۃ میں امرنا (ہم نے ان کو کثیر کر دیا) کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کی قرأت ”امرنا“ اس لف کو کھینچتے ہوئے کی ہے تو اس کا معنی ”اکثرنا“ کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ اور جنہوں نے اس کی قرأت تشدید سے ساتھ کی ہے اور کہا ہے ”امرنا“ تو یہ تسلط (مسطح کرنا) کے معنی سے ہوگا اور جب قوم کے افراد پیش ہوں تب کلام میں کہا جاتا ہے قد امر لقوم (ہامضی) یا موردن (مضارع) اور یہ (بھی) ”مہرۃ مامورۃ“ کے قول سے ہے۔

☆ (۳۲۵) حج کے معلوم مہینوں کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابو نصر بزنطی سے، انہوں نے مثنیٰ سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے ابو جعفر مام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عز و جل کے قول ”الحج اشہر معلومات“ کے سلسلے میں روایت کی ہے کہ فرمایا: (ان معلوم مہینوں سے مراد) شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہے۔ اور ایک اور حدیث میں عمرؓ کے لئے ایک مہینہ رجب ہے۔

☆ (۳۲۶) رفت، فسوق اور جدال کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ابو جلیل مفضل بن صالح سے، انہوں نے زید الشحام سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے رفت، فسوق اور جدال کے معنی کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جہاں تک رفت کا تعلق ہے تو یہ جماع (بیوی سے ہمبستری) ہے، اور فسوق تو یہ جھوٹ ہے، کیا تم نے مد عز وجل کا فرمان نہیں سنا کہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ“ (ایمان والو! اگر کوئی فسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم تک ناواقفیت میں پہنچ جاؤ) (سورہ حجرت آیت ۶) اور جدال کسی شخص کا ”لا واللہ“ (نہیں قسم بخدا) اور ”بلی واللہ“ (یقیناً قسم بخدا) کہنا اور کسی شخص کا دوسرے کو گالی دینا اور بے عزتی کرنا ہے۔“

☆ (۳۲۷) اللہ عز وجل نے حج میں لوگوں پر جو شرط رکھی ہے اور جو ان کے حق میں شرط رکھی گئی ہے اس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے، انہوں نے عبد اللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے عبد اللہ بن علی حلبي سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے حج کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ”یشک اللہ نے ایک شرط لوگوں پر لگائی ہے اور ایک شرط ان کے حق میں عائد کی ہے۔“ تو جو سے پورا کرے گا تو اللہ بھی اس کے حق میں پورا کرے گا۔“ میں نے عرض کیا، کوئی چیز سے جو ان پر شرط لگائی گئی ہے اور کون سی ہے کہ جو ان کے حق میں عائد کی گئی ہے؟ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا، ”جہاں تک اس شرط کا تعلق ہے جو ان پر بطور ذمہ داری لگائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یشک اس نے فرمایا ہے فَمَنْ قَرَضَ فِيهِنَّ الْخَجَ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ“ اور جو شخص بھی اس زمانے میں اپنے اوپر حج لازم کر لے اسے عورتوں سے مباشرت، گناہ (جھوٹ) اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے۔“ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۷) اور وہ شرط جو ان کے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ پروردگار فرماتا ہے: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا أَتِمَّ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا أَتِمَّ عَلَيْهِ لِمَنْ اتَّقَى“ اور جو دو دن کے اندر جمدی کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ پرہیزگار رہا ہو“ (سورہ بقرہ آیت ۲۰۳) فرمایا وہ اس حدیث میں (حج سے) پٹنے گا کہ اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا، جو شخص جماع (بیوی

سے ہم بستی) میں مبتلا ہو جائے اس پر ذمہ داری کے سلسلے میں آپ کیا نظر رکھتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اونٹ ہے اور اگر عورت ہے کہ جس نے شہوت کے ساتھ مرد کی شہوت میں اعانت کی ہو تو دونوں پر دو اونٹ ہوں گے کہ جن کو دونوں نحر کریں گے ورنہ اگر مرد نے اس کو مجبور کیا ہو اور اس کی کوئی خواہش نہ ہو تو اس عورت پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی یہاں تک کہ لوگ گروہوں کی شکل میں چل پڑیں اور یہاں تک کہ دونوں اس جگہ تک پہنچ جائیں کہ جہاں دونوں فعل کے مرتکب ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا گروہ دونوں اس رستے کے علاوہ والی زمین کے راستے کو اپنائیں تو آپ یہاں نظر رکھتے ہیں کہ وہ دونوں ساتھ ہو سکتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اگر وہ فسق میں مبتلا ہو تو آپ کیا نظر رکھتے ہیں؟ جبکہ یہ تو اس سے بڑا گناہ ہے ورنہ اس کے لئے حد مقرر نہیں کی گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور تمیہ (لیک اللہم لیک) پڑھے۔ میں نے عرض کیا گروہ جدال میں مبتلا ہو تو آپ کیا نظر رکھتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جب وہ دو دفعہ سے زیادہ جدال کرے تو اس کے لئے خون ہے کہ وہ گوسفند کے خون کو بہائے گا اور (جدال میں) خطا کرنے والے کے لئے خون ہے کہ وہ گائے کا خون بہائے گا۔“

☆ ج اکبر اور حج اصغر کے معنی ☆ (۳۲۸)

۱۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ذریعہ ربی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے ارشاد فرمایا ”حج اکبر و نحر (دس ذی الحجہ) ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم حج اکبر کے بارے میں سوال کیا، تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”حج اکبر و نحر (دس ذی الحجہ) ہے اور اصغر سے مراد عمرہ ہے۔“

۳۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنن سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”حج اکبر یوم الاضحیٰ ہے۔“

ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے نصر بن سید سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنن سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی

کی شکل حدیث کو نقل کیا ہے۔

۴۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے، انہوں نے اپنے بھائی علی سے، انہوں نے حسین سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے شعیب سے، انہوں نے ابوبصیر اور نظر سے، ان دونوں نے ابن سنان سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جج اکبر یوم الاضحیٰ ہے۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے، انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فضیل بن عباس سے، انہوں نے اعیہ اسلام نے اللہ عزوجل کیو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام سے جج اکبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس (اس سلسلے میں) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں، ابن عباسؓ کہتے تھے کہ جج اکبر یوم عرفہ ہے یعنی جو شخص عرفہ کے دن کو طوع فجر تک روزِ نحر (دس ذی الحجہ) پالے تو یقیناً اس نے جج کو پالیا اور جس نے اس کو فوت کر دیا تو یقیناً اس نے جج کو فوت کر دیا تو انہوں نے عرفہ کی رات کو اس کے باقیل کے لئے اور مابعد کے لئے (دونوں کے لئے) قرار دیا، اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ جو شخص شبِ عید کو طوع فجر تک پالے تو یقیناً اس نے جج کو پالیا اور وہ شخص جج کے بارے میں عرفہ کی ذمہ داری سے بے نیاز ہو جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں جج اکبر روزِ نحر ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے اس بات پر اللہ عزوجل کے قول کے ذریعے دلیل قائم کی ہے ”فَسُبْحُوا فِی الْأَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ“ (پس (کافرو) چار مہینے تک آزادی سے زمین میں سیر کرو) (سورہ توبہ - آیت ۲) تو یہ ذی الحجہ کے بیس، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الآخر کے دس دن ہیں۔ تو اگر جج اکبر یوم عرفہ کو ہوتا تو یہ چار مہینے اور ایک دن ہونی چاہیئے۔ اور آپ اس آیت سے دلیل رجوع کی ہے ”وَ اِذَا نَزَلَ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْأَکْبَرِ“ (اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جج اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلان عام ہے) (سورہ توبہ - آیت ۳)۔ پس میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا اس لفظ ”جج اکبر“ کے کیا معنی ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اس کا نام اکبر اس لئے رکھا گیا کہ یہ وہ سال تھا کہ جس میں مسلمانوں اور مشرکوں نے ایک ساتھ جج کیا تھا اور مشرکوں نے اس سال کے بعد جج نہیں کیا۔“

☆ ایام معلومات اور ایام معدودات کے معنی ☆ (۳۲۹)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا ”علی علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے قول: ”و یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات“ (سورہ حج - آیت ۲۸) کے سلسلے

میں ارشاد فرمایا کہ (اس سے مراد وہ ذی الحجہ کے شروع کے) دس دن ہیں۔“

۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، حسین بن سعید سے، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے ابوصباح سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”و یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات“ کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ”یہ ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ) ہیں۔“

۳۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا ہم سے بیان کیا محمد بن احمد بن علی بن صلت نے، انہوں نے عبد اللہ بن صلت سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے مفضل بن صالح سے، انہوں نے زید الشیخ م سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”واذکروا اللہ فی ایام معدودات“ کے سلسلے میں روایت کیا ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”معلومات اور معدودات ایک ہی چیز ہے اور اس سے مراد ایام التشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ) ہے۔“

☆ (۳۳۰) مکاء اور تصدیہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابراہیم بن عمر الیمانی سے، انہوں نے ان سے کہ جنہوں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”و ما کان صلاتهم عند البیت الا مکاء و تصدیہ“ کے سلسلے میں بیان فرمایا ”(مکاء کے معنی) سیٹی بجانا اور (تصدیہ کے معنی) تالیاں بجانا۔“

☆ (۳۳۱) اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اذان کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے ابوالجارید سے، انہوں نے حکیم بن جبیر سے، انہوں نے علی بن حسین علیہما السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”واذان من اللہ و رسولہ“ (اعلان عام ہے اللہ اور رسول کی جانب سے) (سورہ توبہ - آیت ۳) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ”یہ اذان و اعلان عام علی علیہ السلام ہیں۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے،

نبیوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے سیف بن عسیرہ سے، انہوں نے حارث بن مغیرہ بن نضر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”وَأَنَّ مِنْ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ“ (امان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے، انسانوں کے لئے حج اکبر کے دن) (سورہ توبہ آیت-۳) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یہ نام ہے کہ اللہ عزوجل نے علی صدیق اکبر علیہ السلام کے لئے آسمان سے مخصوص فرمایا ہے چونکہ علی علیہ السلام ہی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے یزید کا امان لیا اور یقیناً پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ابوبکرؓ کو اس کام کے لئے بھیجا تھا مگر پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا اور عرض کیا اے محمد اللہ آپ سے فرماتا ہے اس کو آپ کی جانب سے کوئی نہیں پہنچائے گا سوائے آپ یا ایسا مرد جو آپ سے ہو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر علی علیہ السلام کو بھیجا، تو آپ علیہ السلام ابوبکرؓ سے (جو کہ پیغام لے آئے) کے جا چکے تھے (مطلق ہو گئے) اور ان کے ہاتھ سے صحیفہ دے لیا اور اس صحیفہ کو مملکت پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ”ادان مسس اللہ“ سے موسوم فرمایا کہ چشم دیدہ نام ہے کہ جو اللہ نے آسمان سے علی علیہ السلام کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔“

☆ (۳۳۲) شاہد اور مشہود کے معنی، وہ دن کہ جس دن تمام لوگ جمع کئے جائیں گے۔ کے معنی ☆

۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ اور محمد بن علی بن محبوب سے، ان دونوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے اسماعیل بن جابر سے، انہوں نے اپنے راویوں سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اللہ عزوجل کے قول ”ذَلِكَ يَوْمَ مَجْمُوعٍ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمَ مَشْهُودٍ“ (وہ دن کہ جس دن تمام لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہوگا) (سورہ ہود آیت-۱۰۳) کے سلسلے میں رتبہ فرمایا ”مشہود سے مراد یوم عرفہ ہے اور وہ دن کہ جس میں تمام لوگ جمع کئے جائیں گے اس سے مراد یوم مت کا دن ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وید نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن حسن مقرر نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے ابو جمیل سے، انہوں نے محمد بن علی بن حنفیہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اللہ عزوجل کے قول ”وَشَاهِدٌ وَمَشْهُودٌ“ (سورہ بروج آیت-۳) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ”شاهد سے مراد جمع کا دن اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ مقرر نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے موسیٰ بن قاسم سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی بدہ سے،

انہوں نے ابو عبد اللہؑ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "شہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے اور موعود (جس کا وعدہ کیا گیا ہے) قیامت کا دن ہے۔"

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے صفوان سے، انہوں نے یعقوب بن تعیب سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہؑ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول "و شہد و مشہود" کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "شہد عرفہ کا دن ہے۔"

۵۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، حسین بن سعید سے، انہوں نے نصر بن سید سے، انہوں نے محمد بن حاشم سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جنہوں نے روایت بیان کی، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، راوی بہت ہے کہ برش کلبی نے آپ علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول "و شہد و مشہود" کے بارے میں سوال کیا تو ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "تم سے کیا کہا گیا ہے؟" اس نے عرض کیا تو کہتے ہیں شہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "ایہ نہیں ہے جیسا تم سے کہا گیا ہے، شہد عرفہ کا دن ہے اور مشہود قیامت کا دن ہے۔ کیا تم قرآن کی تلاوت نہیں کرتے؟" اللہ عز وجل فرماتا ہے "ذلک یوم مَحْمُوعٍ لَہِ النَّاسِ وَ ذَلِکَ یَوْمٌ مَّشْهُودٌ" (وہ دن کہ جس دن تمام لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہوگا) (سورہ ہود: آیت-۱۰۳)۔

۶۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے ابو الجارود سے، انہوں نے دونوں (امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام) میں سے ایک علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول "و شہد و مشہود" کے سلسلے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا "شہد یوم جمعہ ہے اور مشہود یوم عرفہ ہے اور موعود (جس کا وعدہ کیا گیا) قیامت کا دن ہے۔"

۷۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اوریس نے، انہوں نے عمران بن موسیٰ سے، انہوں نے ابن موسیٰ حشَب سے، انہوں نے علی بن حسن سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علیؑ، علیہما السلام کے غلام عبدالرحمن بن کثیر ابہاشمی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول "و شہد و مشہود" کے سلسلے میں ارشاد فرمایا "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔"

☆ مکامہ اور مکامہ کے معنی ☆ (۳۲۳)

۱۔ ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن قتیبہ نے، انہوں نے حمدان بن سلیمان نیشاپوری سے، انہوں نے هشام بن احمد امیر بوہی سے، انہوں نے عبد اللہ بن فضل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے، ابو جعفر محمد بن علیؑ، باقر علیہما السلام سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ نصری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

عبداللہ و سلم نے مکہ مکرمہ ورمکامعہ سے منع فرمایا، پس مکہ مکرمہ یعنی مردکا دوسرے مردکا بوسہ لینا ورمکامعہ یعنی مردکا مردے ساتھ لیٹنا جہدہ دونوں کے درمیان غیر ضروری کپڑا بھی نہ ہو۔“

☆ (۳۳۳) بحال کے معنی ☆

۱۔ ہم نے بیان کیا علی بن عبداللہ بن وراق نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا جو ابن محمد بن جعفر امدی و فی نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا موسیٰ بن عمران نخعی نے، انہوں نے اپنے پیپا حسین بن یزید سے، انہوں نے عمرو بن قبیع سے، انہوں نے جعفر بن محمد طیبہ سلام سے، آپ علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بدیل بن ورقہ، اختری کو خستری اونٹ پر بیٹھا، دوران کوئی سے فوں میں ووں میں بہرہ و بہت کا حصار کیا کہ قراوب اللہ ووں میں روزہ نہ رکھو یونہی یہاں سے، چپے اور بحال کے دن ہیں اور بحال یعنی نکاح اور مردکا اپنی اہلیہ سے لذت اٹھانا۔“

☆ (۳۳۵) ابقاء کے معنی ☆

۱۔ ہم نے بیان کیا احمد بن ربیع بن جعفر مدنی رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان کیا علی ابن برہم بن حاتم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے، انہوں نے عمرو بن قبیع سے، انہوں نے ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”تم ز میں دو تہدوں کے درمیان اور بلی اور وہ کی رحمت کے درمیان اور تیسری اور چوتھی رحمت کے درمیان“ ابقاء میں بولی حرج نہیں ہے۔ ورجب امام تمہیں اس مقام میں بٹھا ہے جہاں تمہارے ساتھ واجب ہو تو ”حق“ (یعنی باتوں کی انکلیاں اور جہاں کی تکلیفیں زمین پر رہنے دو حسنوں و بندگرو) و ابقاء، دونوں تشہد کے موقع میں جڑ نہیں ہے۔ یہی رحمت کے بیانیہ قیام کرنے والا پیش ہو، نہیں ہے بلکہ اس نے اپنے بدن کے بعض حصہ کو بعض پر بٹھایا ہے۔ ابقاء، آدمی کا دونوں تشہد میں دونوں وجہوں و دونوں نگوں پر رہنا اور قیام کی کیفیت میں بیٹھ کر رکھنا کہنے میں بولی حرج نہیں ہے۔ یونکہ یقیناً رحل مدنی (جس) ”ابقاء“ میں سات میں اسانا حکایت ہے

☆ (۳۳۶) مطیاء کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زید بن جعفر بدائی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے عمرو بن جمیع سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے بیان کیا میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد مجد علیہ السلام سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب میری امت "مطیاء" کے ساتھ چلنے لگے اور ان کی فارس اور روم و لے خدمت کرنے لگیں تو ان کی برائی ان کی درمیان ہوگی۔ "مطیاء" اکڑ کے چلنے اور چلنے میں ہاتھوں کو بلند کرنے کو کہتے ہیں۔

☆ (۳۳۷) لباس قسی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حمزہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے قم میں تین سو تالیس (۳۳۹) کے ۵۷ھ جب میں، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی علی بن ابراہیم بن ہاشم نے تین سو سات (۳۰۷) میں، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے عبد اللہ بن علی حلبی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے منع فرمایا۔ میں نہیں کہہ رہا تمہیں منع فرمایا۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قسی کپڑوں، سرخ قرمزی کپڑے، گہرے سرخ رنگ کی چادروں و رقرات سے جب کہ میں حالت رکوع میں ہوں۔

حمزہ بن محمد نے کہا کہ "قسی" وہ کپڑا ہے جو مصر سے لایا جاتا جس میں ریشم موجود ہوتا تھا۔ اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ "قسی" قاف کے زیر کے ساتھ۔ ہے اور اہل مصر قسی کہتے ہیں کہ جس کو نسبت ایک شہر کی طرف نسبت دی گئی ہے کہ جسے "قسی" کہا جاتا ہے۔ قاسم بن سلام نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اس کے معنی کو دیکھا ہے جبکہ اسمعی نے اس کی تعریف نہیں کی تھی۔

☆ (۳۳۸) فحجہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ برقی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں

نے اپنے جد احمد بن ابوعبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے، انہوں نے عمرو بن جمیع سے، انہوں نے کہا کہ میں ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آپ کے کچھ اصحاب کے ساتھ موجود تھا تو میں نے سنا کہ آپ علیہ السلام فرما رہے ہیں ائمہ آل محمد کا ”رحم“ قیامت کے دن عرش پر معلق ہو جائے گا اور مومنین کے ارحام (بھی) اس کے ساتھ معلق ہو جائیں گے اور کہیں گے اے پروردگار! تعلق رکھ ان سے جنہوں نے ہم سے تعلق رکھا، قطع تعلق کر ان سے جنہوں نے ہم سے قطع تعلق کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں رحمان ہوں اور تو رحم ہے میں نے تیرا نام اپنے نام سے نکال دیا ہے۔ جس نے بھی تجھ سے تعلق رکھا میں بھی ان سے تعلق رکھوں گا اور جس نے بھی تجھ سے قطع تعلق کیا میں بھی اس سے قطع تعلق کروں گا۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رحم اللہ عزوجل کی طرف سے ”شجرہ“ ہے۔

ہمیں خبر دی ابو حنین محمد بن ہارون زنجانی نے اس مکتوب میں جو میری طرف بھیجی، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبدالعزیز نے، انہوں نے کہا کہ میں نے قاسم بن سلام کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان - رحم اللہ عزوجل کی طرف سے ”شجرہ“ ہے - کے معنی کے سلسلے میں کہتے سنا کہ اس کے حقیقی ایسی الجھی ہوئی رشتہ داری کہ جس طرح درخت کی جڑوں کے مختلف حصہ آپس میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کہنے والے کا قول: ”حدیث دو شجر“ (بات سے بات لگنا) یہ فقط اس وقت کہا جاتا ہے جب بعض باتوں کا دوسری باتوں کے ساتھ اتصال ہو۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے: کہا جاتا ہے ”شجر متشجن“ اس وقت کہتے ہیں جب بعض درختوں نے دوسرے درختوں کو پیٹ لیا ہو۔ شجرہ اور شجرہ دونوں ہی کہے جاتے ہیں۔ شجر درخت کے شاخ کی طرح ہے۔ اور یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فاطمہ میری ”شجرہ“ (شاخ) ہے کہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے وہ چیز جو اسے اذیت پہنچاتی ہے اور مجھے مسرور کرتی ہے وہ چیز جو فاطمہ (صلوات اللہ علیہا) کو مسرور کرتی ہے۔

۲۔ ہم سے یہ بیان کیا احمد بن حسن قحطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بنی ہاشم کے غلام احمد بن محمد بن سعید کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دار کیا منذر بن محمد قراء نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن سلیمان تميمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن مہران نے، انہوں نے عباہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”فاطمہ مجھ سے ”شجرہ“ (شاخ) کا رشتہ رکھتی ہے۔ مجھے اذیت پہنچتی ہے وہ چیز جو اسے اذیت پہنچتی ہے اور مجھے مسرور کرتی ہے وہ چیز جو اسے مسرور کرتی ہے اور بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ یقیناً غضبناک ہوتا ہے فاطمہ کے غم بننا کہ ہونے کی وجہ سے اور راضی ہوتا ہے فاطمہ (صلوات اللہ علیہا) کے راضی ہونے کی وجہ سے۔

☆ جبار کے معنی ☆ (۳۳۹)

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یثیم بن جبر مسروق ہندی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن علوان نے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسین علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علی بن ابوطالب سے، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عجماء (چوپایہ) جبار ہیں، کنواں جبار ہے، معدنیات جبار ہیں، رکاز (دیفین) میں نمس ہے۔ جبار یعنی ایسا مہلک کہ جس میں کوئی دینت نہیں ہوتی اور نہ ہی قصاص۔

ہمیں بخردی ابو احسین محمد بن ہارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے قاسم بن سلم سے انہوں نے کہا کہ عجماء چوپایہ سی ہیں مگر ان کا نام عجماء (گونگے) اس لئے رکھا گیا چونکہ یہ جانور کلام نہیں کر سکتے اور ہر وہ کہ جو کلام کرنے پر قادر نہ ہو وہ انعم اور مستعم ہے۔ اسی سے امام حسن علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ”صلاة النهار عجماء“ (دن کی نماز گونگی ہے) (گویا کہ آپ نے) فرمایا: تم دن کی نماز میں قرات کو نہیں سنو گے۔

اور جہاں تک تعلق جبار کا ہے تو وہ یہ مباح و بیکار ہونا ہے اور چوپایہ کو زخم پہنچانے کو مباح فقط اس مقام پر قرار دیا گیا ہے کہ جب چوپایہ کسی کا پالتو نہ ہو بلکہ ایسے ہی گھومتا پھرتا ہو اس کے لئے نہ کوئی رکھوالا ہو، نہ چرواہا ہو اور نہ ہی سوار ہو، اگر ان تینوں میں سے کوئی اس چوپایہ کے ساتھ ہے اور کوئی اسے زخم پہنچائے پھر تو وہ ضامن و ذمہ دار ہو گا چونکہ اس صورت میں نقصان پہنچانا چوپایوں کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ نقصان اس کے مالک کے لئے ہے کہ جسے لوگ اس چوپایہ پر صاحب اختیار قرار دے رہے ہیں۔ اور جہاں تک تعلق آپ کے قول ”کنویں میں جبار نہیں ہے“ کا ہے تو اس میں چند اقوال ہیں کہ جاتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ایسا کنواں کہ جس کو اپنی ملکیت میں کھودنے کے لئے اس کا مالک کسی کو اجرت پر رکھے اور وہ شخص اس کام کے درمیان مر جائے تو اس کو کنویں کے مالک پر اس کی ضمانت و ذمہ داری نہیں ہے۔ اور کہا گیا ہے یہ ایسا کنواں ہے کہ جو کسی شخص کی ملکیت میں ہو اور اس میں کوئی انسان یا چوپایہ گر جائے تو اس پر اس وجہ سے کوئی ضمانت و ذمہ داری نہیں ہے کہ یہ کنواں اس کی ملکیت میں تھا۔

قاسم بن سلام کہتا ہے کہ میرے نزدیک کنویں سے مراد عام اور قدیم کنواں ہے کہ جس کے کھودنے والے کا علم نہ ہو اور نہ ہی کوئی اس کا مالک ہو اور یہ کنواں کسی وادی میں ہو کہ اس میں کوئی انسان یا چوپایہ گر جائے تو یہ اسی طرح بے قیمت و مباح ہے کہ جس طرح کوئی شخص زمین کے وسیع بیابان میں قتل شدہ پایا جائے کہ جس کے قاتل کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو اور اس کے نتیجے میں نہ تو اس میں کوئی قصاص ہو سکتا ہے اور نہ ہی دینت۔ اور جہاں تک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: ”معدنیات جبار ہیں“ کا ہے تو یہ وہ معدنیات ہیں کہ جن سے سونا اور چاندی نکالا جاتا ہے، کچھ لوگ مخصوص اجرت پر اسے کھودنے کے لئے آتے ہیں اور بسا اوقات معدنیات کی کان کے معدن ان پر پڑتے ہیں جس کی

وجہ سے وہ رہے جاتے ہیں تو ان کا خون بہا بے قیمت و بے کار قرار پاتا ہے چونکہ انہوں نے یہ کام فقط اجرت کے عوض کیا تھا۔ اور جہاں تک تعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ”رکاز میں فحش ہے“ کا ہے تو اہل عراق اور اہل حجاز کے درمیان رکاز کے سبب میں اختلاف ہے، اہل عراق کا کہنا ہے کہ رکاز تمام کی تمام معدنیات کو کہتے ہیں جبکہ اہل حجاز کا کہنا ہے کہ رکاز فقط اس مال کو کہتے ہیں جو اسلام سے پہلے بنی آدم نے ذخیرہ کرنے کی غرض سے زمین میں دفن کیا ہو۔

☆ (۳۴۰) اسحاق کے معنی ☆

۱۔ ہمیں خبر دی کہ ابو حامد احمد بن حسین بن علی نے بلخ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ بخاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہل بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سیمان بن ابی شیخ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن خاتم نے، انہوں نے عوانہ سے، انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے جمل کے دن عتیشہ سے ارشاد فرمایا ”اللہ کے پنے ساتھ سوک کو تو نے کیسے پایا، اے حمیراء؟ انہوں نے اہم علیہ السلام سے کہا آپ فاتح ہوئے۔ فتح یعنی کرم کریں۔

☆ (۳۴۱) حوآب اور جمل الادب کے معنی ☆

۱۔ ہمیں خبر دی کہ ابو حامد احمد بن حسین بن علی نے بلخ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اسحاق نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو نعیم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عصام بن قدامہ نے، انہوں نے مکرہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خواتین سے ارشاد فرمایا ”اے کاتس میں جان لیتا کہ کون ہے کہ جو ”جمل ادب“ وان بنے گی کہ حوآب کے کتنے جس پر بھونکیں گے پس اس کے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ قتل کئے جائیں گے اور ہلاکت کے قریب ہونے کے بعد پھر نجات پائے گی۔“

حوآب۔ نبوی مرکا کناں، جمل الادب۔ کہا جاتا ہے کہ ذنب ایک بیماری ہے جو چوپایوں کو لگتی ہے، کہا جاتا ہے ”برذون مذؤب“ (ترکی گھوڑا ذنب کی بیماری میں مبتلا ہے)۔ اور میرا خیال ہے کہ ”جمل الادب“ کو اسی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور قول ”تسجو بعد ما کادت“ یعنی وہ نجات پائے گی بعد اس کے کہ وہ ہلاکت کے قریب ہوگی۔

☆ (۳۴۲) روزہ خور روزے دار کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن احمد بن تمیم سرخسی، سرخس کے فقیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بید محمد بن ادریس شامی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہاشم بن عبد العزیز عمری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرزاق نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے جریری سے، انہوں نے ابو العلاء بن شخیر سے، انہوں نے نعیم بن قنبل سے، انہوں نے کہا کہ میں ربذہ آیات کہ روزے سے عداقت کروں۔ تو ان کی زوجہ نے مجھے کہا کہ کسی کام سے گئے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ چانک دیکھ ابو ذر آگئے ہیں ان کے ساتھ دو اونٹ ہیں جس میں سے ایک کی دم دوسرے کی دم سے بندھی ہوئی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کی گردن میں کھنی لٹکانی ہوئی ہے۔ راوی کہتا ہے میں کھڑا ہوا اور سلام کیا اور پھر بیٹھ گیا اور وہ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی زوجہ سے کلام کیا اور فرمایا آفت انگریز کہ تم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس پر زیادہ کر دو! (آپؐ نے فرمایا) عورت مکہ کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو تم سے توڑ دو گے مگر (پھر بھی عورت میں زندگی کا مادہ ہے) کہ اس میں گزارے کی مقدار ہے۔

پھر ابو ذر ایک پیالی لے آئے کہ جس میں بھٹ تیر کی طرح کی چیز تھی۔ پس ابو ذر نے کہا کھاؤ، میں تو روزے سے ہوں۔ پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آئے اور کھانے لگے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا ہنن لہذا کوکب میں سے کون ہے جو یہ من کر سکے کہ آپؐ نے مجھ سے جھوٹ پور ہے، پس میں بھی گمان نہیں کرتا تھا کہ آپؐ مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ کیا ہے؟ میں نے کہا بیشک آپؐ نے مجھ سے کہا کہ میں روزہ دار ہوں پھر آئے اور کھانا کھایا۔ ابو ذر نے کہا اب بھی کہتا ہوں (کہ میں روزے سے دار ہوں) کیونکہ میں نے اس مہینے میں تین روزے رکھ لئے تو میرے حق میں اس کا روزہ (کا ثواب بھی) واجب ہو گیا جب کہ میرے لئے (کھانا، پینا وغیرہ کے ذریعے) افطار کرنا بھی جائز ہے۔

☆ (۳۴۳) قیص، رداء، تاج، شلوار، ازار بند، جوتے اور عصا کے معنی کہ جن کے ذریعے اللہ عز وجل نے

اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی جب آپؐ کا صلب عبد المطلب سے پروردگار نے اخراج کیا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حکم احمد بن محمد بن عبد الرحمن مروزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن ابراہیم جرجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر عبد الصمد بن یحییٰ وسطی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی مدنی نے، انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے، انہوں نے سفیان ثوری سے، انہوں نے جعفر بن محمد اصادق علیہما السلام سے، آپؐ نے اپنے پدر بزرگوارؐ سے یہ السلام سے، آپؐ

نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے، آپ نے علی بن ابوطالب علیہما السلام سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت اور جہنم کے خلق کرنے سے پہلے خلق فرمایا اور آدم، نوح، ابراہیم، اسمعیل، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، عیسیٰ، دادا، سیدنا اور ہراس (نبی) سے پہلے خلق فرمایا کہ جس کا ذکر اللہ عزوجل نے قول ”وہبنا لہ اسحاق و یعقوب“ سے لیکر ”وہدینا ہم الی صراط مستقیم“ (سورہ انعام آیت ۸۴: ۸۷ تک) کیا ہے اور تمام انبیاء کے خلق کرنے سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے (خلق فرمایا)۔ اور اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ بارہ حجاب خلق فرمائے۔ حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت و احسان، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا گیا جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان ربی الاعلیٰ [و بحمدہ]“ (پاک ہے میرا پروردگار جو کہ اعلیٰ ہے اور اسی کے لئے حمد ہے) اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال تک رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان عالم السر“ (پاک ہے تمام رازوں کا جاننے والا) اور حجاب منت و احسان میں دس ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان من ہو قائم لا یلہو“ (پاک وہ جو قائم ہے کہ جس کے امور بے کار نہیں ہوتے) اور حجاب رحمت میں نو ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان رفیع الاعلیٰ“ (پاک ہے جو بلند و اعلیٰ ہے) اور حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان من ہو دائم لا یسہو“ (پاک ہے وہ جو دائمی ہے کہ بھولتا نہیں ہے) اور حجاب کرامت میں سات ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان من ہو غنی لا یفتقر“ (پاک ہے وہ جو ایسا غنی ہے کہ فقیر نہیں ہوتا) اور حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان الحلیم الکریم“ (پاک ہے جو بردبار اور کریم ہے) اور حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان ذی العرش العظیم“ (پاک ہے عظیم عرش کا مالک) اور حجاب نبوت میں چار ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان رب العزۃ عما یصفون“ (پاک ہے عزت والا پروردگار ان اوصاف سے کہ اس کے بارے میں (کافر) لوگ بیان کرتے ہیں) اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان ذی ملک و المملکوت“ (پاک ہے ملک اور ملکوت کا مالک) اور حجاب ہیبت میں دو ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان اللہ و بحمدہ“ (پاک ہے اللہ اور اسی کے لئے حمد ہے) اور حجاب شفاعت میں ہزار سال رکھا گیا، جبکہ آپ کا نور کہتا رہا: ”سبحان ربی العظیم و بحمدہ“ (پاک ہے میرا پروردگار جو کہ عظیم ہے اور اسی کے لئے حمد ہے)۔ پھر پروردگار نے آپ کے نام کو لوح پر ظاہر کیا تو بینہ لوح پر چار ہزار سال منور و روشن رہا۔ پھر پروردگار نے اسے عرش پر ظاہر کیا تو گوشت عرش پر سات ہزار سال تک جلوہ گر رہا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اسے آدم علیہ السلام کی صلب میں رکھا۔ پھر اسے آدم کی صلب سے نوح کی صلب کی طرف منتقل کیا۔ پھر ایک صلب سے دوسرے صلب کی جانب، یہاں تک کہ پروردگار نے آپ کے نور کو عبد اللہ بن عبد المطلب کے صلب سے خارج کیا تو ان کا چھ چیزوں سے اکرام فرمایا۔ انہیں رضا کی قیص پہنائی، ہیبت کی ردا اوڑھائی، تاج ہدایت کو سجایا، معرفت کی سراویل و لباس پہنایا، ان کے تکتہ محبت کو ازار بند قرار دیا تاکہ اس سے وہ اپنی

سراویل کو باندھیں، خوف کے جوتوں کو ان کے جوتے قرار دیا، ان کے ہاتھ میں منزلت کے عصا کو دیا۔ پھر پروردگار عام نے آپ سے فرمایا اے محمد! لوگوں کی طرف جاؤ اور انہیں کہو کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے، در محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس قیص کی اصل چھ چیزوں سے تھی اس کی سبکی یا قوت سے، اس کی مستثنیات نولو سے، دامن زرد بٹور سے، اس کے بغل کے نیچے کا حصہ زبرد سے، اس کے گریبان سرخ مرجان سے اور اس کی جیب رب جل جلالہ کے نور سے۔ پس اللہ نے آدم علیہ السلام کی توبہ کو اس قیص کے صدقے میں قبول کیا، اسی قیص کی وجہ سے یہاں کی انگلی پٹائی گئی، اسی کی وجہ سے یوسف کو یعقوب کی صرف پٹیا کیب، سی کی وجہ سے یونس کو مچھلی سے شکم سے نجات دی گئی اور سی طرح پروردگار نے تمام انبیاء کو یریشانیوں سے نجات اسی کی وجہ سے بخشی، اور یہ قیص نہیں تھی سوائے قیص محمدؐ ہے۔

(۳۴۴) ☆ امیر المؤمنین کا عثمانؓ سے فرمانا کہ اگر میں کہوں گا تو نہیں کہوں گا سوائے وہ بات جو تم کو ناپسند ہے اور تمہارے حق میں میرے پاس نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو تمہیں محبوب ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ مکتب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد وراق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل بن ابان بن مہر بن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن ابوسعید وراق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فضیل بن عبد الوہاب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یونس بن ابویعقوب عبدی نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی علیہ السلام کے خدمت قہر سے۔ انہوں نے کہا کہ میں علی علیہ السلام کے ساتھ عثمان بن عفان کے پاس گیا تو دونوں نے تنہائی چاہی تو علی علیہ السلام نے میری طرف دور ہونے کا اشارہ کیا تو میں تھوڑا سا دور ہو گیا۔ تو عثمانؓ نے علی علیہ السلام کو ملامت سنا شروع کر دی مگر علی علیہ السلام نے جھکائے خاموش رہے۔ تو عثمانؓ آپ علیہ السلام کی طرف بڑھے اور کہا آپ کو کیا ہوا ہے کہ بولتے نہیں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کہوں گا تو نہیں کہوں گا سوائے وہ بات کہ جو تم کو ناپسند ہے اور تمہارے حق میں میرے پاس نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو تمہیں محبوب ہے۔ مبرد نے کہا کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اگر میں کہوں کہ میں بھی تمہارے ساتھ وہی بیٹھ کروں گا جو تم سے میرے ساتھ بیٹھتا ہے تو میرا عتاب و ملامت تمہیں ڈے گا جبکہ میں نے یہ طے کیا ہے کہ میں عقب و دامت کرنے کا حقدار ہو جاؤں پھر بھی میں کام نہیں کروں گا مگر وہ کہ جو تمہیں محبوب ہو۔

(۳۳۵) ☆ ان الفاظ کے معنی جن کو امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے نخیلہ میں دئے ہوئے خطبہ میں

بیان کیا ہے کہ جو شہر انبار کے عامل حسان بن حسان کے قتل کی خبر پہنچنے پر ارشاد فرمایا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو العباس محمد بن ابراہیم بن حقی طالقانی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد العزیز بن یحییٰ جوہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن علی، و محمد بن زکریا جوہری نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے ابن عاصم نے اپنے ذکر کردہ اسناد سے بیان کیا کہ جب علی علیہ السلام تک خبر پہنچی کہ معاویہ کے سپہیوں نے انبار میں داخل ہو کر پت کے عامل جنہیں حسان بن حسان کہا جاتا تھا قتل کر دیا۔ تو آپ علیہ السلام جلال کے عالم میں اس حالت میں نکلے کہ پت کا لباس زمین پر گھسٹا جا رہا تھا، یہاں تک کہ نخیلہ (کوفہ میں فوج کا وسیع میدان) پہنچے اور لوگ بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے چل پڑے۔ آپ علیہ السلام یک نیچے پر بلند ہوئے، اللہ کی حمد و ثناء بجالانے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد ارشاد فرمایا ”ما بعد فان الجهاد باب من ابواب الجنة | فتحه الله لخاصة اوليائه وهو لباس التقوى ودرع الله الحصينة وجنته الوثيقة | فمن تركه رغبة عنه البسه الله ثوب الدل وسيم الحسف، وديث الصغار وقد دعوتكم الى حرب هتولاء القوم ليلاً ونهاراً وسراً واعلاناً وقلت لكم: اغزوهم من قبل ان يغزوكم فوالذي نفسي بيده ما غري قوم قط في عقر ديارهم الا دلو، فتوا كلتم وتخاذلتم وثقل عليكم قولی واتخذتموه وراءكم ظهرياً حتى شنت عليكم العارات، هذا احو غامد قد وردت خيبة الانبار وقتلوا حسان بس حسان ورجالا منهم كثيراً ونساء، والذي نفسي بيده لقد بلعني انه كان يدخل على المرأة المسلمة والمعاهدة فميتنزع احبالهما ورعشهما، ثم انصرفوا موفورين، لم يكلم احد منهم كلمة، فلو ان امرءاً مسلماً مات من دون هذا اسفاً ما كان عندي فيه ملوماً بل كان عندي به حديراً يا عجباً كل العجب من تظافر هتولاء القوم على باطلهم وفشلكم عن حقكم اذا قلت لكم: اغزوهم في الشتاء قلتم: هذا اوان قرو صر، واذا قلت لكم: اغزوهم في الصيف قلتم: هذه حمارة القيظ انظرنا ينصرم الحر عنا، افادنا كتم من الحر والبرد تمرون فاسم والله من السيف افر.

يا اشد الربحان ولا رجال ويا طعام الاحلام يا عقول وبات الحجال والله لقد افسدتم على رايي بالعصيان، ولقد ملاتكم حوفي غيظاً حتى قالت قريش: ان اس ابی طالب شجاع ولكن لا راي له في الحرب، الله درهم، ومن ذاك كون اعلم بها واشد لها مراساً مني؟ فوالله لقد نهضت فيها وما بلغت العشرين ولقد نيفت اليوم على الستين ولكن لا راي لمن لا يطاع يقولها ثلاثاً فقام اليه رجل ومعه احوه فقال: يا امير المؤمنين انا واخي هذا كما قال الله عز وجل حكاية عن موسى: ”رب اني لا املك الانفسي واخي“ فمرنا بامرک فوالله لنتهين اليه ولو حال وبينا

وبینہ حمزہ الغصا و شوک القناد فدعاه بخیر، ثم قال وایس تقعاں مमारید؟

حمزہ وصہ کے بعد جان بوک۔ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے کہ جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے وہ تقویٰ کا لباس، نہ نئے والی اللہ کی زرہ اور ان کی مکمل ذہال ہے۔ اتنا جو بھی اسے روگردانی کرتے ہوئے ترک کرے گا تو اللہ اسے ذلت کے پڑے، عیب کی حد مت اور تقیروں کی پستی کا لباس پہنائے گا۔ یقیناً میں نے تمہیں اس قوم سے لڑنے کی دن میں رات میں پوشیدہ طور سے اور علی حدان، موت دی، میں نے تمہیں کہا کہ ان سے لڑو قبل اس سے کہ وہ تم سے خیر۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میرا نفس ہے کی بھی قوم سے اس کے ہستی کے درمیان لڑائی نہیں مڑی مڑی کر یہ کہ وہ ذلیل و رسوا ہو۔ تم نے ایک دوسرے پر تنبیہ اور ایک دوسرے کی مدد نہ کی، میرے قول تمہیں گراں لگا اور تم نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ یہاں تک کہ دھوکہ دینے والے دشمنوں نے تمہیں پیادوں طرف سے لوٹ لیا۔ یہ خدا (یقیناً) کا بھائی کہ جس نے سپاہی انبار میں داخل ہو کر اور حسن بن حسن اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قتل کر دیا۔ قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میرا نفس ہے، یقیناً مجھ تک یہ بات بھی پہنچی ہے کہ وہ مسلمان عورت اور اس قوم میں عورت کہ جس سے معاہدہ ہوا ہے اس کے یہاں داخل ہوئے تھے تاکہ ان کی بازیاب اور بالیاں چھینیں چہرہ بڑی مقداریں لوٹ کر چلے سے عمران میں سے کسی نے ان کو ایسا غلط نہ کہا۔ اگر وہی مرد مسلم اس سے تم میرا نفس کی وجہ سے مر جائے تو میرے نزدیک اس سے میں موت نہیں ہے بلکہ یہ میرے نزدیک اسی کے لائق و مناسب ہے!

ہائے تہب ہے، ہر سر سے تہب کہ یہ قوم باطل پرست اور دوسرے دن مدد کرتی ہے جب تم اپنے حق کے بارے میں سست ہو۔ جب میں نے تمہیں کہا کہ سردیوں میں نہ لڑو، تو تم نے کہا کہ یہ سردی اور ٹھنڈک کا زمانہ ہے اور جب میں نے تمہیں کہا کہ ان کے فریبوں میں نہ لڑو تو تم نے کہا کہ یہ گرمی کی شدت ہے ہمیں مہارت دیں کہ گرمیاں ہم سے گذر جائیں۔ جب تم گرمی اور سردی سے فرار کرنے لگو، تو تم تم بخدا! تلوار سے زیادہ فرار کرو گے۔

اس مردوں کے مشابہ، جب کہ مرد نہیں ہوا، اسے قتل رکھنے والے بے وقوفوں نے تجاہد نشین عورتوں جیسی عقل رائے والوں اللہ قسم! تم نے نہ فرمائی کہ میری رائے کو میرے بے اثر کر دیا تم نے میرا بیٹہ فیض سے بھر دیا یہاں تک کہ قریش نے اپنے ابو طالب کا بیٹا شجاع (تو) ہے لیکن جنگ میں کوئی رائے و مہارت نہیں رکھتا، اللہ ان کا بھلا کرے۔ کون ہے ان میں سے جو مجھ سے زیادہ مہارت رکھتا ہو اور مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو!

قسم بخدا! میں اس وقت سے جنگ میں قائم ہوں جبکہ میں بیس سال کو پہنچا نہیں تھا اور اب تو میں ساٹھ سال کا ہوا چکا ہوں (پھر کیسے ممکن ہے کہ جنگی مہارت کا حامل نہ ہوں) مگر اس کی کوئی رائے و مہارت ہی نہیں کہ جس کی احاطت نہ کی جائے۔ آپ علیہ السلام نے اس وقتین دفعہ ہرایا۔ پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی بھی تھا، اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! میں اور یہ میرا بھائی، جیسا کہ اللہ عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے رب انی لا املک الا نفسي و احی پروردگار یقیناً میں، ملک

نہیں ہوں سوائے اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے“ (سورہ مائدہ آیت-۲۵)۔ پس آپ ہم پر سے اپنے علم و نواز میں پس قسم بخدا اہم یتیم اس کی جانب انتہا تک پہنچیں گے گرچہ درمیان میں درخت غصا کی بھڑکتی آگ اور قناد کے خار و دار کا نسنے ہی کیوں نہ حاصل ہوں۔ آپ علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور پھر فرمایا ”تم دونوں کہاں پورا کر سکتے ہو اس کام کو کہ جس کا میں نے ارادہ کیا ہے؟“ پھر آپ علیہ السلام (منبر سے) اتر آئے۔

اس کی تفسیر مبرد کہتا ہے ”سیماء خفت“ کی تاویل ہے ملامت۔ اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا ہے: ”سِمْمَاہُمْ فِی وَجُوہِہُمْ مِنْ اَنْثَرِ السَّجُودِ“ (ان کے چہروں پر تجھ کے اثر کی علامتیں ہیں) (سورہ فتح آیت-۲۹) اور اللہ عز وجل فرما رہا ہے ”یَعْرِفُ الْمَجْرُمُوْنَ بِسِمْمَاہُمْ“ (مجرموں کو ان کی علامتوں سے پہچانا جائیگا) (سورہ رحمن آیت-۴۱) اور اللہ عز وجل فرما رہا ہے ”یَمْدُدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اَلَافٍ مِنَ الْمَلَائِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ“ (تمہاری مدد کی تمہارے رب نے پانچ ہزار ملائکتوں سے) (سورہ آل عمران آیت-۱۲۱) یعنی پرچم والے (فرشتوں سے)۔

اور آپ کا قول ”دَبِثَ الصَّعَارِ“ (حقیروں کی ہستی) اس کی تاویل یہ ہے کہ اونٹ کے سنے جب سے بیہوشی ذیل سے رہے کہ جاتا ہے: ”عیر مدبث“ یعنی تذلیل شدہ اونٹ۔

اور آپ کا قول ”فی عقر دیارہم“ (آبادی کے درمیان) یعنی ان کے کھروں اور استیوں کے اصل و مرکز میں۔ مقرر یعنی اصل و مرکز سے کہا جاتا ہے ”لِفَلَاحٍ عَقَارٌ“ یعنی فلاں کے لئے جائیداد ہے۔

اور آپ کا قول ”تَوَاکَلْتُمْ“ (تم نے ایک دوسرے پر تکیہ کیا) اس کو ”وکلت“ سے لیا گیا ہے کہ جب معنی یہ لیا جاتا ہو کہ میں نے کام تمہارے سپرد کیا و تم نے کام میرے سپرد کیا، جب کہ کوئی بھی اپنے ساتھی کے بغیر کام کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو بلکہ ہر کوئی دوسرے پر نال رہا ہو۔ اور اسی میں سے حلیہ کا قول ہے ”امور ادا واکلتھا لا تواکل“ (ایسے کام ہیں جنہیں میں چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن چھوڑتے نہیں ہیں)۔

اور آپ کا قول ”واحدتموہ وراءکم ظہر یا“ (اور تم نے اسے پس پشت ڈال دیا) یعنی اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ سرب النشل میں کہا جاتا ہے لا تحعل حاجتی منک ظہر“ یعنی تم میری حاجت کی طرف نگاہ کئے بغیر نہ چھوڑو۔

اور آپ کا قول ”حَتَّى شَسَتْ عَلَیْکُمُ الْغَارَاتُ“ (یہاں تک کہ دھوکہ دینے والے دشمنوں نے تمہیں چاروں طرف سے بوٹ لیا) یعنی انڈیا۔ کہا جاتا ہے کہ ”شَسَتْ الْمَاءُ عَلَی رَاسِهِ“ یعنی میں نے پانی کو سر پر اندھیرا اور عرب کے کلام میں ہے ”فَلَمَّا لَقِیْ فَلَاحٌ فَلَانًا شَسَّہُ بِالْسِیْفِ“ جب فلاں فلاں سے ملا تو اسے تلوار سے مارا۔ یعنی اس پر اندھیلنے کے انداز سے وار مارا۔

اور آپ کا قول ”ہَذَا اَحْوُ عَامِدٍ“ (یہ غامد) (قییہ) کا بھائی اتویہ معاویہ کے ساتھیوں میں، زید کے بنی حاد بن نصر قبیہ کا مشہور

شخص تھا۔

اور آپ کا قول "فتسترع احجالهما" تجل یعنی پازیب-بیڑیاں۔ اس کا واحد تجل ہے۔ اسی وجہ سے چوپا یہ کوٹجگہ کہا جاتا ہے (کیونکہ اس کے پاؤں میں بیڑی ہوتی ہے) ورتید کو تجل کہا جاتا ہے کیونکہ بیڑی اس جگہ میں واقع ہوئی ہے۔

اور آپ کا قول "و زعتھما" اس کے معنی ہائیاں ہیں۔ اس کا واحد "رعتہ" اور اس کی جمع رعت ہے، ورتعت کی جمع رعت ہے۔ اور آپ کا قول "تم اصرفوا موفورین" (پھر وہ دافر مقدس میں لوٹ کر چلے جاتے) "موفورین" - دفر - سے ہے یعنی ان میں سے کسی نے بھی بدنیاں میں (ضرر پہنچانے و روٹنے میں) کی نہیں کی۔ کہا جاتا ہے "فدن موفور" اور "فدن ذوفر" - یعنی صاحب مال ہے۔ اور بدن کے سسے میں بھی موفور کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اور آپ کا قول "ولم یکلم احد منهم کلماً" (مگر ان میں سے کسی کو ایک لفظ نہ کہ) یعنی کسی نے نہ کو ایک خرش نہ نہ پہنچائی۔ ہر چھوٹے بڑے زخم کو "کلم" کہتے ہیں۔

اور آپ کا قول "ما من دون هذا اسفا" (اگر کوئی مرد مسلم اس سے کم پر افسوس کی وجہ سے مرجائے) فرما رہے ہیں حسرت سے (مر جائے)۔ کبھی "اسف" غضب کے معنی میں بھی واقع ہوتا ہے، اندر اجل کا فرمان ہے "فلما افسونا انتقمنا منهم" (سورہ زخرف - آیت ۵۵) (جب نبیوں نے ہمیں غصہ دیا تو ہم نے انتقام لیا) اور "سیف" جبر اور اسیر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اور آپ کا قول "من تطاقر هؤلاء القوم علی ما ظلمهم" (یہ قوم باطل پر ایب دوسرے کی مدد کرتی ہے) - یعنی ان کا ایب دوسرے سے قیاد کرنا اور ان کا اس معاملہ میں ایک دوسرے کی پشت پناہی کرنا۔

اور آپ کا قول "فشدکم عن حقکم" (تم اپنے حق کے بارے میں سست ہو) جب کوئی کی چیز سے بددین ہو جائے تو وہ ہاتا ہے "فشل فلاں عن کذا" - اس سے سستی کی، اس کا معنی انہی سے روک رہے۔

اور آپ کا قول "فلتم هذا وان قرو صر" (تو تم نے کہا کہ یہ سردی اور شندک کا زمانہ ہے) صر - شدید سردی کو کہتے ہیں۔ اندر اجل کا فرمان ہے "کمثل ریح فیہا صر" (اس ہوا کی طرح جس میں شند ہو) (سورہ آل عمران - آیت ۱۱)۔

اور آپ کا قول "هده حمارة القیط" (یہ گرمی کی شدت ہے)۔ قیط گرمی کو کہتے ہیں اور حمارتہ حررت کا شدید ہونا۔

(۳۳۶) ☆ رسولوں کے قول کے معنی کہ جب انہیں قیامت کے دن کہا جائے گا:

”تمہیں کیا جواب دیا گیا۔ عرض کریں گے: ہمیں کوئی علم نہیں“ ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الرحمن مروزی مرقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمرو محمد بن جعفر مرقی جرجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد بن حسن موصلی نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عاصم طریفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا زید بن علی کے غلام ابو زید عباس بن بزید بن حسین بن علی بن کحان نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے والد زید بن حسین نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا موسیٰ بن جعفر عیسیٰ السلام نے، آپ نے فرمایا جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے فرمان ”یوم یجمع اللہ الرسل، فیقول ماذا احببتم قالوا لا علم لنا“ (جس دن پیغمبروں کو جمع کرے گا اور کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تو عرض کریں گے ہم پھر نہیں جانتے) (سورۃ مائدہ آیت- ۱۰۸) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا وہ عرض کریں گے ہم کوئی علم نہیں رکھتے (سوائے تیرے دیئے ہوئے علم کے)۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قرآن پور کا پور (دل کے دروازے کی) دستک و سرزنش ہے اور اس کا باطن قرب (الہی) کا ذریعہ ہے۔

اس کتاب کے مصنف کہتے ہیں کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ آیات سرزنش اور برے انجام کی نشاندہی کرنے والی آیتوں کے پیچھے رحمت اور مغفرت کی آیتیں ہیں۔

(۳۴۷) ☆ عقل کے نفس، اس کی روح، اس کا سر، اس کی آنکھیں، اس کی زبان، اس کا سنہ،

☆ اس کا دل اور وہ چیز جس سے وہ قوی ہوتی ہے۔ کے معنی

ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الرحمن مروزی مرقی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمر محمد بن جعفر مرقی جرجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن حسن موصلی نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عاصم طریفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یزید عباس بن یزید بن حسین کتبی نے، انہوں نے اپنے واسد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن جعفر طیبہا السلام نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد مجد علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام سے آپ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ ترک وتعلیٰ نے عقل کو ایک ایسے نور سے خلق فرمایا جو اس کے اندر عین ساقی میں محض نور و روشنی ہے کہ جس کو نہ تو

کوئی نبی مرسل مطیع تھا اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ۔ پس پروردگار نے علم کو اس کا نفس، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر، حیا کو اس کی دونوں آنکھیں، حکمت کو اس کی زبان، مہربانی کو اس کا منہ، رحمت کو اس کا دل قرار دیا، پھر اسے دس چیزوں سے زینت و تقویت بخشی یقین ایمان، صدق، یکینہ، اخلاص، رفیق و مہربانی، بخشش، قناعت، تسلیم و قبولی کرنا و شکر۔ پھر قتل سے فرمایا پیچھے جا تو وہ پیچھے گئی، پھر فرمایا "تے" تو وہ آگے آئی، پھر فرمایا کلام کر، تو اس نے کلام کیا کہ میں حمد کرتی ہوں اس اللہ کی جس کا کوئی نظیر نہیں، نہ ہی مثل ہے، نہ ہی مثال، نہ ہی سر نہ بدل، نہ ہی کوئی اس کے مانند ہے اور وہ ایسا ہے کہ ہر چیز اس کی عظمت کے سامنے حقیر اور ذلیل ہے۔

پس رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی، میں نے کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جو تجھ سے بہتر ہو۔ نہ ہی تجھ سے زیادہ احاطت گزارا، نہ ہی تجھ سے ارفع، نہ ہی تجھ سے اشرف، نہ ہی تجھ سے زیادہ عزت والی، تیرے ہی ذریعہ مجھے یکتا بنا جانے کا، تیرے ہی ذریعہ میری عبادت کی جانے والی، تیرے ہی ذریعے مجھے پکارا جانے لگا، تیرے ہی ذریعہ مجھ سے امید رکھی جانے لگی، تیرے ہی ذریعہ مجھ سے (مجھ سے) صبر کیا جانے کا، تیرے ہی ذریعہ مجھ سے ڈرایا جانے لگا، تیرے ہی ذریعہ مجھ سے یوکتا کیا جانے لگا، تیرے ہی ذریعے ثواب ہے اور تیرے ہی ذریعہ عقاب ہے۔ پس عقل اس موقع پر بندہ پریز ہو گئی اور یہی جہدے کی حالت میں ہزار سال گذر گئے تو رب تبارک و تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا اپنا سر اٹھا اور سو کر تجھے سٹھ کیا جائے گا۔ شفاعت و شفاعت قبول کی جائے گی، پس عقل نے اپنا سر اٹھایا و عرض کی میرے معبود! میں تجھ سے اپنی شفاعت کا سوال کرتی ہوں ہر شخص کے لئے کہ جس میں تو نے مجھے شوق فرمایا۔ پس اللہ عز و جل نے اپنے ملائکہ سے فرمایا میں تم کو گواہ بناؤں کہ بیشک میں نے یقیناً، شخص کی شفاعت کر دی کہ جس میں میں نے اس کو شوق کیا۔

☆ (۳۳۸) ان (الفاظ) کے معنی جو "ذہب" اور "فضہ" کی لعنت میں آئے ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو محمد حسن بن حمزہ عسوی حسینی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد امید وار نے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید بناری سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ہارون بن خارجہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام عسکری علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "بتہ" "ذہب" اور "فضہ" پر لعنت کی ہے کہ ان دونوں سے ممت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو نبی کی جنس سے ہو۔" میں نے عرض کی مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! یہ (ذہب و فضہ سے مراد) سونا اور چاندی " آپ علیہ السلام نے فرمایا "یہ نہیں ہے جس طرف تم کہتے ہو۔" "ذہب" سے مراد فضہ وہ شخص ہے کہ جو دین سے چلا جائے و فضہ سے مراد وہ کہ جو اپنے کو کفر تک پہنچا دے۔"

اس کتاب کے مصنف - محمد بن محمد - فرماتے ہیں اس حدیث کو میں نے سوائے حسن بن حمزہ عسوی کے کسی اور سے نہیں سنا اور میں

نے اس کو اپنے استاد محمد بن حسن بن احمد بن ولید سے روایت نہیں کیا لیکن یہ میرے نزدیک صحیح ہے، اور اس کی تائید وہ روایت بھی کر رہی ہے کہ جو امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں مؤمنین کا رئیس ہوں اور مالِ غنیمت و تارکی کا رئیس ہے مال خود متکبرانہ چل نہیں چلتا بلکہ اس کی وجہ سے متکبرانہ چل چلی جاتی ہے۔ تو یہ کنہ یہ ہے اس شخص کے لئے کہ جو دین سے چھا جاتا ہے اور کفر تک اپنے آپ کو پہنچ دیتا ہے۔ اور کنہ یہ لفظ سونا اور چاندی کے ذریعے سے اس لئے واقع ہوا چونکہ یہ دونوں ہر چیز کی قیمت بن سکتے ہیں (چونکہ اس زمانہ میں دینار سونے کا، درہم چاندی کا ہوتا تھا کہ جس کے ذریعے سے ہر چیز خریدی جاسکتی تھی)، جس طرح سے اس حدیث میں ہر کفر و ظلم کی بنیاد کے لئے غنیمت و تارکی کے لفظ کو بطور کنہ یا استعمال کیا گیا ہے۔

☆ (۳۴۹) درجات، کفارات، ہلاک کرنے اور بچانے والوں کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن خالد برقی نے، انہوں نے ہارون ابن جهم سے، انہوں نے مفصل بن صالح سے، انہوں نے سعد الکاف سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”تین درجات ہیں، تین کفارات ہیں، تین چیزیں تباہ کار ہیں اور تین چیزیں بچانے والی ہیں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے تو یہ (۱) سہم کو پھیلانا، (۲) کھانا کھانا اور (۳) رات میں نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اور جہاں تک کفارات کا تعلق ہے تو یہ (۱) ٹھنڈی ہوا کے باوجود وضو کرنا، (۲) رات میں اور دن میں (نماز) جمعہ کی طرف چھنا اور (۳) نماز کے اوقات کی حفاظت کرنا۔

جہاں تک تعلق ہلاک کرنے والی چیزوں کا ہے تو یہ (۱) مال کا غل، (۲) خواہشات کی پیروی اور (۳) سر کا خود پسندی کا شکار ہونا ہے۔ جہاں تک تعلق نجات دینے والی چیزوں کا ہے تو یہ (۱) تنہائی میں اور ظاہر میں (دونوں حالتوں میں) اللہ کا خوف، (۲) غنی (مال اور بے نیازی) اور فقر (دونوں حالتوں) میں مینہ روی اور (۳) رضا اور ناراضگی (دونوں حالتوں) میں انصاف کی بات کہنا۔

اس کتاب کے مصنف - رحمہ اللہ - فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مال کا بخل کرنا اللہ عزوجل کے بارے میں برا کمن رکھنا ہے“ (چونکہ بخل گویا یہ خوف لئے بیٹھا ہے کہ اگر خرچ کر دیا تو خداوند عالم اسے دوبارہ نہیں دے گا) اور ”سبرات“ کا غنہ جمع ہے ”سبرۃ“ کی اور اس کے معنی ہیں سردی کی شدت اور اسی لفظ سے کسی مرد کا نام ”سبرۃ“ رکھا جاتا ہے۔

☆ (۳۵۰) رمضان کے معنی ☆

۱۔ مجھ سے بیان کیا میرے والد بزرگوار - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے، انہوں نے بشام بن سالم سے، انہوں نے سعد سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، روئی کہتا ہے ہم آٹھ افراد آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، پس ہم نے رمضان کا ذکر کیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”تم لوگ نہ ہو یہ رمضان ہے، اور نہ یہ کہو کہ رمضان گذر گیا، نہ یہ کہو رمضان آیا۔ بیشک رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو نہ ہی آتا اور نہ ہی جاتا ہے، اس سے کہفظ زوال پذیر چیز آتی ہے اور جاتی ہے بدتم لوگ کہو ماہ رمضان۔ پس ماہ اضافی کیا ہے اسم (رمضان) کی طرف اور یہ اسم اللہ کا نام ہے، اور یہ وہی مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا کہ اللہ نے اس کو (حجت و دلیل کی) مثال اور (اپنے دوستوں کے لئے) عید قرار دیا ہے۔“

۲۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان لیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ ثقفی سے، انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے کہ فرمایا علی سلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ”تم لوگ نہ ہو رمضان، بدتم لوگ کہو ماہ رمضان چونکہ تم لوگ نہیں جانتے کہ رمضان کیا چیز ہے۔“

☆ (۳۵۱) لیلة القدر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عباس بن سالم نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی اسیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن عبد اللہ بن یونس نے، انہوں نے سعد بن طریف اللخانی سے، انہوں نے اصغ بن نباتہ سے، انہوں نے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ لیلة القدر کسے کیا معنی ہیں؟“ میں نے عرض کیا نہیں، یا رسول اللہ! پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس میں جو کچھ قیامت کے دن تک ہونے والا ہے اسے مقدر فرمایا ہے، پس قیامت کے دن تک کی تمہاری ولایت اور تمہاری اولاد میں سے ائمہ کی ولایت کو پروردگار عزوجل نے اس میں مقدر فرمایا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے، انہوں نے محمد بن عبید بن مہربن سے، انہوں نے صالح بن عقبہ سے، انہوں نے فضیل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس اَنَا اَسْرُ لِسَاهِ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ "کا تذکرہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اس کی کتنی وضاحت فضیلت ہے دوسری سورتوں پر" راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا، اس کی کون سی چیز فضیلت رکھتی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا "وایت میرا مومنین علیہ السلام کوں میں نازل ہوا کیا" میں نے عرض کیا "اس آیت اقدس میں کونسی چیز ہم پر مومنین میں امید رکھتی ہیں؟" امام علیہ السلام نے فرمایا "ہاں، یہ ایسی رست ہے کہ جس میں آمان و یمن و مقدر یا اور دن میں و رات یہ مومنین علیہ السلام کو مقدر کیا گیا۔"

☆ (۲۵۲) ☆ خضراء الدمن کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد شیبانی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہیل بن زیاد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن بشیر برقی نے، انہوں نے یحییٰ بن مثنیٰ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی ظہر میرفی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام فرماتے تھے میں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام کو حدیث بیان کرتے سنا، آپ علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سے فرمایا "تم لو کہ خضراء الدمن (کوہر میں آگے سے ہوتے) سے بچو" کہا کیا یا رسول اللہ! خضراء الدمن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بڑی تربیت میں پلنے والی بصورت عورت"۔

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ ابو عبید نے کہا ہے کہ یہ راویاں یہ ہیں کہ یہ بیہوشی مراد ہے بریں کے ہونے سے نسب کا فساد ہونا ہے کہ جب خوف ہو کہ وہ عورت حلال زد کی نہیں ہے۔ اور اللہ اس وجہ سے اس عورت کو خضراء الدمن قرار دیا چونکہ اس کو تنبیہ دی گئی ہے، اس خوبصورت عورت سے کہ جو گائے کے کوہر میں پیدا ہوتا ہے۔ ذہن سے اصلی معنی وہ جلد ہے کہ جہاں پر رات و دن ہمیشہ کبریٰ اپنی پاخانہ اور پیشاب کا کٹی ہیں، بھی کبھار اس جگہ پر خوبصورت پودے نکل آتے ہیں، اس میں جزئی و بریں ہوتی ہے، شہ و اجتر ہے کہ اس کا منظر کتنے حسین و پسندیدہ ہے جبکہ اس کی انتہا فاسد ہے۔ شاعر کہتا ہے

و قد بسب المرعى على دمس الثرى
و سفى حارات القوس كما هما

(کبھی بچے کھچے کے اوپر گرمی سے چراگاہ پیدا ہو جاتی ہے لیکن، لوں میں حسد و طعن رہتا ہے)

شاعر نے اس کو ایسے شخص کی مثال کے لئے پیش کیا ہے کہ جو اظہار رحمت کرتا ہے مگر اس کے دل میں عداوت ہے۔

☆ (۳۵۳) جامع مجمع، ربیع مریج، کرب متقع اور غل قبل کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے اسماعیل بن ابی زید، سوئی سے، انہوں نے جعفر بن محمد بن السلام سے، آپ نے اپنے پسر بزرگ، ربیع، سام سے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے رشاد فرمایا: ”مورقین چار ہیں جامع مجمع، ربیع مریج، کرب متقع اور غل قبل۔“

احمد بن ابی عبد اللہ برقی کا کہنا ہے کہ ”جامع مجمع“ یعنی اچھائیوں کی کثرت سے سرسبز، ”ربیع مریج“ وہ عورت کہ جس کی سنوں میں ایک بچہ ہو اور اس کے پیٹ میں دوسرا، ”کرب متقع“ یعنی اپنے شوہر کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنے والی عورت اور ”غل قبل“ یعنی وہ عورت کے جو اپنے شوہر کے پاس غل قبل کی طرح ہو اور یہ ایک کھال کا بنا گلے میں ڈال ہوا طوق ہوتا ہے کہ جس میں جوں بچھڑے یا اور پہنوں بیونیاں جیسی چیزیں واقع ہو جاتی ہیں جو اسے کھاتی رہتی ہیں اور وہ شخص اس سے کسی طرح بھی آزاد ہونے کے قابل نہیں ہوتا، اور یہ عربوں میں ضرب الشل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

☆ (۳۵۴) غنیمت، غرام، وودو، ولود، عقیم، صحابہ، ولاجہ اور ہمازہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر عقیمی نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابراہیم برقی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے جو کہ میرے حق میں موافق عورت تھی اور یقیناً وہ میری شادی پر سب قرار تھی۔ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم دیکھو کہ تمہارا نفس ٹھہرتا ہے، اور کون ہے جو تمہارے معاملات میں تمہاری تریب بن سکتی ہے، اور جو تمہارے دین، تمہارے راز اور تمہاری امانت پر مطلع ہو، پس اگر تم لازمی طور پر انجام دینے والے ہو (اور نہ میں پڑنے کا خوف ہے) تو ایک دو شیزہ تمہارے لئے نیکی اور حسن اخلاق سے زیادہ مناسب ہے۔“

الَاِنَّ النِّسَاءَ خُلِقْنَ شَتَّى ☆ فَمِنْهُنَّ الْغَنِيْمَةُ وَالْغَرَامُ

(جان لو کہ عورتوں کو مختلف انداز میں خلق کیا گیا ہے، پس ان میں سے بعض تو غنیمت ہیں اور بعض غرامت و نقصان)

وَمِنْهُنَّ الْهَلَالُ اِذَا تَجَلَّى ☆ لَصَاحِبِهِ وَمِنْهُنَّ الظَّلَامُ

(ان میں سے کوئی تو اپنے شوہر کے لئے ہلال ہے کہ جب جلوہ گر ہوتا ہے اور کوئی ان میں اندھیری رات ہے)

☆ عالمگیری

شیخ صدوق

☆ فمن يظفر بصالحهن يسعد ☆ ومن يغبن فليس له انتقام

(پس جو شخص ان میں سے صریح و نیک عورت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ سعادت مند ہو گیا

اور جو اس میں دھوکہ کھ گیا تو اس کے لئے انتقام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔)

عورتوں کی تین قسمیں ہیں پہلی وہ کہ جو 'دلوذ' (او، دینے والی)، 'دود' (محبت کرنے والی) اور اپنے شوہر کی زبانہ کے خداف دنیا و آخرت کے امور میں مدد کرتی ہے نہ کہ شوہر کے برخلاف زبانہ کی مدد کرتی ہے، دوسری وہ عورت کے جو 'قیم' (بانجھ) ہوتی ہے کہ نہ جمال رکھتی ہے، نہ خلاق رکھتی ہے اور نہ اپنے شوہر کی نیکی میں مددگار ہوتی ہے اور تیسری وہ عورت کے جو 'ضغیہ' (شوہر شراپہ کرنے والی)، 'اجہ' (جھگڑالو)، 'ہمزہ' (بد زبان) کہ جو زیادہ کو کم قراردیتی ہے اور چھوٹی چیز کو بڑا نہیں کرتی۔

☆ (۳۵۵) شہرۃ النہرۃ، شہرۃ، ہیدرۃ اور لغوت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن عمرو بن علی بن عبد اللہ بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحسن علی بن حاتم بن بندر تميمی بصری نے اسرافیل بن کی جامع مسجد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن یوسف صوفی نے طبرستان میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے

بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی ابن خشرم مروزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا فضل بن موسیٰ یزنی مروزی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو حنیفہ عثمان بن ثابت نے کہا یہ میں تمہیں نئی حدیث کا فائدہ پہنچاؤں کہ تم نے اس سے مدہ فی حدیث نہ سنی ہو؟ راوی کہتا ہے میں نے کہا ہاں، تو ابو حنیفہ نے کہا کہ مجھے خبر دی تھا ابن ابی علیمان نے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے عبد اللہ بن حسین سے، انہوں نے زید بن ثابت سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الزید" یہ تم نے شادی کر لی؟" میں نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم شادی کرو تا کہ اپنی پاداشی کے ساتھ پاکدامنی کو حب کر سکو، اور ہرگز تم یہ بچ عورتوں سے شادی نہ کرنا۔" زید نے کہا، کن سے؟ یا رسول اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم ہرگز شہرہ سے شادی نہ کرنا اور نہ ہی لہمرہ سے اور نہ ہمرہ سے اور نہ ہیدرہ سے اور نہ لغوت سے۔" زید نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے جو فرمایا ان میں سے میں کسی چیز کو نہیں جانتا ہوں اور بیشک میں ان کے آخر تک سے یقیناً لاسم ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ تم عرب نہیں ہو" (سنو) جہاں تک شہرہ کا تعلق ہے تو یہ ناشائستہ کام کرنے والی بد زبان ہے اور لہمرہ تو یہ لہی اور لغوت ہمرہ تو یہ چھوٹے قد کی بد زبان ہے اور ہیدرہ تو یہ قریب امرگ بوڑھیا ہے اور لغوت وہ عورت ہے کہ جو تمہارے غیر سے دل رکھتی ہو۔

(۳۵۶) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے معنی کہ جب آپؐ نے کسی کو ماہ رمضان میں حجامت کراتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”حجامت کرنے والا اور حجامت کروانے والا دونوں نے افطار کر لیا۔“ ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا قیثم بن بطلوں نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے بیان کیا سلیمان بن مهران سے، انہوں نے بیان کیا ربیع بن رباح سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے روزہ دار کے بارے میں سواں یہ کہ اس کے لئے نیت جائز ہے، ابن عباسؓ نے کہا ہاں، جب اسے اپنے آپ پر کمزوری جاری ہونے کا خوف نہ ہو۔ میں نے کہا یہ نیت روزے کو ٹوڑ دیتی ہے، ابن عباسؓ نے کہا نہیں، میں نے کہا تو کیا معنی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا کہ جو آپؐ نے جب کسی کو ماہ رمضان میں حجامت کراتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ”حجامت کرنے والا اور حجامت کروانے والا دونوں نے افطار کر لیا۔“ ابن عباسؓ نے کہا ان دونوں کے روزے فقط اس وجہ سے افطار ہوئے تھے چونکہ یہ دونوں آپؐ میں سے ایک اور ایک روزہ دار تھا، ہر ربیع نے اپنے اس کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھ رہے تھے، نہ کہ حجامت کی وجہ سے۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں اس حدیث کے لئے ایک اور معنی بھی ہیں اور وہ یہ کہ جو شخص نیت کرے کہ وہ تو یقیناً اپنے آپ کو روزہ کھانے کی طرف محتاج بنا دیتا ہے چونکہ وہ ایسی کمزوری سے محفوظ نہیں رہ سکتا کہ جو اس پر عارض ہوتی ہے اور وہ اس بات کی طرف محتاج ہو جاتا ہے اور یقیناً میں نے اپنے بعض اساتذہ سے غیثا یاد میں سنا کہ وہ امام صادق علیہ السلام کے قول ”حجامت کرنے والا اور کروانے والے روزہ افطار کر لیا۔“ کے سلسلے میں کہا کہ یعنی (افطار سے مراد فطرت ہے) دونوں اس کام کے ذریعے سے میری فطرت اور سنت میں دخل ہوئے چونکہ حجامت ان کاموں میں سے ہے جس کا حکم امام علیہ السلام نے فرمایا ہے تو اس نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

(۳۵۷) ☆ قواعد، بواسط، جون، خفو، ومیض اور رجا کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حاکم ابوالحسن عبد الحمید عبد الرحمن بن حسین غیثا پوری فقیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن محمد بن سیمان ہاشمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عمر و خریز نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباد بن عبد المہدی نے، انہوں نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تمیمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ بادل نمودار ہوا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ بادل نمودار ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ بادل نمودار ہوا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ بادل نمودار ہو گئے ہیں۔“

وسلم نے فرمایا ”تم کیسے دیکھتے ہو ان کے قوہ (و آثار) کی آمد کو؟“ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اچھا ہے اور کیا یہ شدید ہے ان کا قدم رکھنا۔ آپ نے فرمایا ”تم کیسے دیکھتے ہو ان کے بواسق (سفید بالوں) کو؟“ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اچھا ہے اور کیا یہ شدید ہے ان کا اظہر مٹنا۔ آپ نے فرمایا ”تم کیسے دیکھتے ہو ان کے چون (سیاہ بالوں) کو؟“ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اچھا ہے اور کیا یہ شدید ہے ان کا راس کا شدید سیاہ پن۔ آپ نے فرمایا ”تم کیسے دیکھتے ہو ان کے رجا (چکر) کو؟“ لوگوں نے عرض کیا یہ اچھا ہے اور کیا یہ شدید ہے ان کا کوس دار بننا۔ آپ نے فرمایا ”تم کیسے دیکھتے ہو ان کی بجلی و آياض (چمکتی) یا میض (مستزقی) یا شق شفا (سمان میں سیدھی چھیتی سولی)“ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! بعد آسمان میں سیدھی چھیتی سولی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ایسی (بارش آئے) وہاں ہے۔“ پس لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا نصیحت ہے اور ہم نے کسی ایسے کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ شقی ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے کون روکنے والا ہے جب کہ میری زبان میں قرآن نازل ہوا ہے“ واضح و آشکار زبان عربی میں۔“

اور ہم نے بیان یا حاتم نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان یا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ نے یا رطل ریاقی نے، انہوں نے ابو عمر و ضریر سے اسی حدیث کو۔

مجھے خبر دی محمد بن حارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے بیان ایامی بن عبد العزیز نے، انہوں نے ابو عبیدہ نے، انہوں نے کہا کہ قوہ یعنی اس کے صول جو آسمان کے فوق پر عارض ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت شبیدہ کی ہے قوہ (بنیادیں)۔ کہ جو دیار متصل ہوتے ہیں قواعدی غمرہ“ قاعدہ“ ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے ”وادی رفع ابراہیم القواعد من السیات و اسماعیل“ اور جب ابراہیم کہیں بنیادیں بنائیں وہ بلند کر رہے تھے اور اسماعیل (نبی) (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵) اور جب تبارق ہا قائلق ہے تو یہ ہاؤں کی تسامیں ہیں۔ تبارق آسمان کے دوسرے افق تک پہنچتی ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں ہر وہ چیز جو صول ہوئے باق ہے ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ”و الحل ساسفات لها طلع بضید“ (اور لمبی لمبی ٹھوڑا کاتی ہیں جن کے داہنے تہ پہنچتے ہیں) (سورہ ق آیت ۱۰) اور ”ان“ تخت سیاہ کہتے ہیں اور اس کی تیغ ہے۔“ اور غیب کا فرمان کہ ”تم کیسے دیکھتے ہو اس کے راس کو؟“ بیشک اس کا ”ر“ بادوں کا آسمان میں گول درے بنانا ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے ”رحا احرب“ اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں جناب کے سے اترہ بنایا جاتا ہے۔ اور ”خفو“ بادوں کے سروں میں بجلی کے عارض ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اس میں وقعنی ہیں اور کہا جاتا ہے خفا ابرق (ماضی) متخفہ (مضارع) نحو (مصدر) (باب نصر۔ نصر سے) اور تخی (مضارع) خفیہ (مصدر) (باب نسب۔ نسب سے) اور میض کہتے ہیں ایک بلکی کی چمک کا ہونا، اور پھر بجلی کا چمکنا سائن ہو جائے اور اس کے سے (بز۔ بزی سے) پر عارض ہونا ہو۔ اور جہاں تک تعلق ”شق شفا“ کا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ بجلی کا نمودار ہونا بالکل تیغ آسمان کی طرف سیدھ میں بغیر واسطوں اور بائیں واضح ہے۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں: اور الیہ یعنی المطر (بارش)۔

☆ (۳۵۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول: [لپکو] بخت کے باغوں کی طرف - کے معنی ☆

- ہم سے بیان کیا محمد بن بکر ان تھاش - رضی اللہ عنہ - نے کوفہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا بی بی ہاشم سے علیہ السلام محمد بن عبد بن سعید اکوفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا منذر بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن حسن بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بخت کے باغوں کی جانب لپکو" پس وہوں نے عرض کیا بخت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ اورا (جس) میں دوپ جانا۔"

☆ (۳۵۹) اونٹ کے سلسلے میں جو آیا ہے کہ یہ "اعنان الشیاطین" ہیں

اور اس کی اچھائی نہیں آتی مگر نحوست کے ساتھ - کے معنی ☆

انہوں نے بیان کیا علی بن محمد بن موی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ عوفی نے، انہوں نے صحاح بن ابی تماد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن ابی المقداد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے والد سے، ابن عیینہ سے، انہوں نے علی بن علیہ "صلواتہ و سلامہ" کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو غنڈہ کہ جب تم میں صرف رہ کرے وہ قہاری صرف رہ کرے گا اور تم اس کی طرف پشت نہ کرو، جب (جی) وہ قہاری صرف رہ کرے اور جب تم اس کی طرف رہ کرے وہ قہاری صرف رہ کرے گا اور اس کی طرف رہ کرے گی اور جب تم اس کی طرف پشت نہ کرے وہ قہاری صرف پشت نہ کرے اور وہ اعنان الشیاطین (شیطانوں کا نام) میں جب تم اس کی طرف رہ کرے وہ قہاری صرف پشت نہ کرے اور جب تم اس کی طرف پشت نہ کرے تب (بھی) وہ قہاری صرف پشت نہ کرے گا اور اس کی اچھائی نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی جانب کی اشام (نحوست) کے ساتھ۔" کیا یہ رسول اللہ کو ان سے بعد اس کو لے گا؟ آپ نے فرمایا: "نہا ہا رشتہ یہاں ہیں۔"

صالح کہتا ہے کہ اسماعیل بن مہران نے اس کو شعر میں ڈھالا ہے۔

ھی المال لولا قلہ الحفص حولہا فمس شاء داراھا و من شاء باعھا

(یہ اونٹ ایسا مال ہے کہ اگر اس کے ارد گرد زندقہ کی آسوں کی کمی نہ ہوتی)

تو کون چاہتا کہ اس کی دیکھ بھاس کرے ورنہ کون چاہتا کہ اس کی خرید و فروخت کرے

مجھ سے بیان کیا محمد بن ہارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے یحییٰ سے کہا کہ انہوں نے کہا پیغمبر کا قول "اعنن شیاطین" ہر چیز کا عنان اس کا طرف ہوتا ہے، وہ بات کہ بس کی ابو عمرو نے حکایت کی ہے اس کے مطابق (بھی) اعنن شنی یعنی کسی چیز کی اطراف، یہ بات ابو عمرو و اور دوسروں نے کہی ہے، تو کر اعنن کا لفظ محفوظ ہوا ہے (یعنی حدیث پیغمبرؐ نے فرمادیا، یہی نقل ہو ہے) و پیغمبرؐ کی مراد یہ ہے کہ اونٹ شیطان کے اطراف میں یعنی اونٹ شیطان کے خلاق و رصیت کا حامل ہے و قول "لا تقفل الا مولیٰ و لا تدبر الا مولیٰ" تو یہ میرے نزدیک اسی قول کی طرح سے ہے کہ جو اونٹ کے سے کہا جاتا ہے کہ "یقیناً جب اس کی طرف رخ کروئے تو وہ پشت کرے گا اور جب تم پشت کروئے تب (بھی) وہ پشت کرے گا۔" اور یہ اس کے شیخ و آفات و جہد و بودی کی وجہ سے ہے۔ اور قول "اس کی، چھٹی نہیں آتی مگر اپنی جانب کی کشا کرے ساتھ" اس میں بائیں طرف، بائیں ہاتھ و ہاتھ جاتا ہے "اس" اور سی سے مدعوہ و جل کا قول ہے "و اصحاب المشامة" (سورہ بقرہ - آیت ۱۸) مراد ہے بائیں ہاتھ والے۔ اور قول: کہ اس کا نفع نہیں آتا مگر کسی طرف۔ یعنی اونٹنی دودھ نہیں دیتی ورنہ ہی اس پر سواری کی جا سکتی ہے مگر یہ۔ اس کے بائیں طرف ہے، اور یہی وہ طرف و جانب ہیں کہ جسے سعی کے قوس میں دیکھا گیا ہے چونکہ یہ بائیں طرف ہوتا ہے۔ و رہتا ہے کہ دائیں وادی جاتا ہے۔ اور ان میں سے بعض کا ہونا نہیں، بلکہ انہی وہ سمت سے کہ لوگ دودھ دینے کے لئے و سواری کے لئے جس طرف سے آتے ہیں، و وحشی کا معنی دائیں طرف ہے۔ چونکہ جانوروں کی دائیں طرف سے استفادہ نہیں کیا جاتا فقہ اس کی بائیں طرف سے استفادہ یا جاتا ہے۔ و یہی وہ سمت ہے جس میں قوس میرے نزدیک قوسوں ہے و جانب وادی میں صرف یہی ہے چونکہ خوف زدہ ہمیشہ خوف کی جانب سے دائیں طرف و راستہ اختیار کرتا ہے۔

☆ مؤمن کو خوشخبری دینے میں جلد بازی کے معنی ☆ (۳۶۰)

۱۔ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن محمد بن احمد بن علی الاسدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن مرزبان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن جعد نے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی شعبہ نے، انہوں نے یونس بن جونی سے، انہوں نے عبد اللہ بن نعمت سے، انہوں نے کہا کہ ابو ذر - رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اپنے غل سے کھانا بنا رہا ہے و لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (اس کے سلسلے میں یہ حکم ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ مؤمن کو خوشخبری دینے میں جلد باز ہے۔"

☆ (۳۶۱) عرفاء اہل جنت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن احمد بن علی الاسدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد، علی ابن عباس بن علی اور حسن بن علی بن نصر طوسی نے، ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الرحمن ابن غزوان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو ثناء بدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا صفوان بن سلیم نے، انہوں نے عطاء بن بشار سے، انہوں نے ابو سعید خدری سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حاشین قرن اہل جنت کے عرفاء ہیں۔"

☆ (۳۶۲) نجات پانے والے ایک فرقہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو نصر محمد بن احمد بن تمیم سرخسی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو لبید محمد بن دریس شامی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسحاق بن اسرائیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد محاربی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا افریقی نے، انہوں نے عبد اللہ بن یزید سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عنقریب میری امت میں وہی کچھ آئے گا جو نبی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ویسا ہی اور یقیناً وہ لوگ بہتر (۷۲) ملتوں میں متفرق ہو گئے تھے اور عنقریب میری امت ان سے ایک زیادہ بہتر (۷۳) ملتوں میں متفرق ہو جائے گی، یہ تمام کے تمام (جہنم کی) گگ میں ہوں گے سوائے ایک کے۔" راوی کہتا ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! یہ ایک کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ وہ ہے جس پر آج ہم ہیں میں اور میرے اصحاب۔"

☆ (۳۶۳) امام صادق علیہ السلام کا قول: جسے چار عطا کئے گئے اس کے لئے چار حرام نہیں ہیں۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو احمد بن حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو القاسم بدر بن یثیم قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن منذر کوفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن فضیل نے، انہوں نے ابو صہب سے، انہوں نے کہا کہ جعفر بن محمد علیہما السلام نے ارشاد فرمایا "جس کو چار عطا کئے گئے اس کے لئے چار حرام نہیں ہیں جس کو عطاء (کی توفیق) عطا کی گئی اس کے لئے اجابت حرام نہیں ہے، جسے استغفار (کی توفیق) عطا کی گئی اس کے لئے (قبولیت) توبہ حرام نہیں ہے، جس کو شکر (کی

توفیق عطا کی گئی اس کے لئے اضافہ حرام نہیں ہے اور جسے صبر عطا کیا گیا اس کے لئے اجر حرام نہیں ہے۔“

☆ (۳۶۴) اس چیز کے معنی کہ جس کی جڑ زمین میں اور شاخ آسمان میں ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جس نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا: ”کیا تم دیکھتے ہو کہ اگر تم جو کچھ تمہارے پاس برتن اور سامان ہیں اس کا آشینہ بناؤ تو تم اسے آسمان تک پہنچا دیکھو گے؟“ اصحاب نے عرض کیا نہیں، یہ رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تو کیا میں تمہاری راہنمائی ایسی چیز کی طرف نہ کروں کہ جس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخ آسمان میں ہے؟“ اصحاب نے عرض کیا: یقیناً یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جو بھی نماز فریضہ سے فارغ ہو تو تیس دفعہ کہے: ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ بیشک ان کی جڑ زمین میں ہے اور ان کی شاخ آسمان میں ہے اور یہ جہنہ، غرق ہونے، دہانے، کنوئیں میں گرنے اور بری موت کو دفع کرتے ہیں اور یہی باقیات الصالحات ہیں۔“

☆ (۳۶۵) آخرت کی زینت کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن حسن مؤذّب نے، انہوں نے احمد بن علی اصہبانی سے، انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اہل رے میں سے ایک بزرگ ابو الحسن علی بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا منصور بن عباس اور حسن بن علی بن نصر نے، انہوں نے سعید بن نصر سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”مال اور اور دنیا کی زندگی کی زینتیں ہیں اور آٹھ رکعتیں رات کے آخری حصہ میں اور (ایک رکعت نماز) وتر آخرت کی زینتیں ہیں اور بسا اوقات اللہ عز وجل دونوں کو کچھ قوموں کے لئے جمع کر دیتا ہے۔“

☆ (۳۶۶) دنیا سے حصہ - کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو احمد حسن بن عبد اللہ بن سعید العسکری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد قشیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحویش احمد بن عیسیٰ کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد امجد جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے، آپ نے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ عزوجل کے قول "وَلَا تُفْسِدْ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" (اور دنیا میں اپنا حصہ بھول نہ جاؤ) (سورہ قصص: آیت-۷۷) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: "(یعنی) تم فراموش مت کرو اپنی صحت، اپنی قوت، اپنی فراغت، اپنی جوانی اور اپنی چستی کو کہ ان کے ذریعے سے آخرت کو طلب اور حاصل کرنا ہے۔"

☆ (۳۶۷) کلع کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطن نے، انہوں نے بکر بن عبد اللہ بن حبیب سے، انہوں نے تمیم بن بہلول سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حفص بن غیاث سے، انہوں نے جعفر بن محمد سیما سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤ طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگوں پر زمانہ آئے گا کہ دنیا میں (لوگوں کے نزدیک) انسانوں میں سب سے زیادہ سعادت مند "کلع بن کلع" ہوگا جبکہ (حقیقت میں) اس وقت انسانوں میں سب سے بہتر "مؤمن بن کریمین" ہوگا۔"

"کلع": پست غلام، اور کہا گیا ہے کہ کلع یعنی چھوٹا، اور کہا گیا ہے کہ کلع یعنی خوار و پست ہے "مؤمن بن کریمین"، یعنی ایب مؤمن جو دو مؤمنین کریم والدین کے درمیان ہو، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے: ایسا مؤمن جو حج اور جہاد کے درمیان ہو، اور کہا گیا ہے کہ ایسا مؤمن جو دو گھوڑوں کے درمیان ہو کہ جن پر سوار ہو کر جنگ کرے اور کہا گیا ہے کہ: دو اونٹوں کے درمیان تاکہ ان پر پانی کو حاصل کرے اور لوگ (ضرورت پوری ہو جانے کی وجہ سے) کنارہ کش ہو جائیں۔

☆ (۳۶۸) ☆ انواء کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی ابن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عیسر سے، انہوں نے محمد بن حمران سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی ابی قریبہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں جاہلیت کے اعمال میں سے ہیں: نسب پر فخر کرنا، حسب کے سسے میں طعنہ زنی کرنا اور انواء (سہلی ستاروں) کے ذریعے بارش کو طلب کرنا۔

مجھے خبر دی محمد بن حارون زنجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن عبد العزیز نے، انہوں نے ابو عبید سے، انہوں نے کہا کہ میں نے اہل علم کی ایک جماعت کو کہتے سنا کہ انواء اٹھائیس ستارے ہیں جن کے طلوع ہونے کی جگہ سال بھر کے دنوں میں مشہور ہے۔ جو کہ گرہ، سرہ، بہار اور خزاں ہیں۔ ہر تیرہ راتوں میں ایک ستارا مغرب میں طلوع فجر کے ساتھ ساقط ہوتا ہے۔ اسی وقت اس کے بالمقابل مشرق میں دوسرا طلوع ہوتا ہے اور یہ دونوں معلوم اور معین ہیں۔ ان اٹھائیسوں کا اختتام سال کے ختم ہونے کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر نئے آنے والے سال میں معطل پہلے ستارے کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ جب ایک ستارا ساقط ہوتا اور دوسرا طلوع ہوتا تو جاہلیت کے زمانہ میں عرب کہا کرتے تھے کہ اس وقت ہوا اور بارش کا ہونا لازمی ہے اور اس وقت ہونے والی تمام بارشوں کی (اس وقت غائب ہونے والے) اس ستارے کی طرف نسبت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری بارش ثریا، دبران، ساک اور اسی طرح کے ستاروں کے اٹھانے کی وجہ سے ہے اور یہی ”انواء“ ہیں۔ اس کا واحد ”نوء“ ہے اور اسے نوء کہا جاتا ہے کیونکہ جب مغرب میں ایک ستارا ساقط ہوتا ہے تو اسی وقت مشرق میں دوسرا ستارا طلوع ہوتا ہے اور یہ ناء (ماضی) یئو (مضارع) نوء (مصدر) ہے۔ ستارے کے اٹھانے کے عمل کو ہی نوء کہتے ہیں۔ مگر پھر ستارے کا نام رکھ دیا گیا اور اسی طرح ہر اٹھنے والا جو مشقت سے اٹھتا ہو تو اس کے اٹھنے وقت کو ”نوء“ کہا جائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَتَنْصُرُنَّ بِالْعَصْبَةِ الْوَلٰی الْقُوَّةَ“ (ان کی کنجیوں) بڑی قوت والے کثیر گروہ پر بھی گراں گزرتی تھیں [سورہ قصص: آیت ۷۶]۔

☆ (۳۶۹) ☆ وہ اونٹ جو زکات میں لئے جاتے ہیں ان کی عمر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریر سے، انہوں نے زرارہ، محمد بن مسلم، ابو بصیر، برید علی اور فضیل سے، ان سب نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام اور ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ دونوں (علیہما السلام) نے ارشاد فرمایا: ”اونٹوں کی

زکات میں ہر پانچ پر ایک گوسفند ہے یہاں تک پچیس تک پہنچ جائیں (ہر پانچ پر ایک گوسفند زکاۃ ہوگی)۔ جب اس مقدار تک پہنچ جائیں تو اس میں ابسۃ مخاض (ایک سال کی اونٹنی) ہے۔ پھر اس میں کوئی چیز (واجب) نہیں ہے، یہاں تک کہ پینتیس (۳۵) تک پہنچ جائیں اور جب پینتیس تک پہنچ جائیں تو اس میں ”ابسۃ لبون“ (دو اور تین سال کے درمیانی عمر کی اونٹنی) ہے، پھر اس میں کوئی چیز نہیں ہے یہاں تک کہ پینتالیس (۳۵) تک پہنچ جائیں اور جب پینتالیس تک پہنچ جائیں تو اس میں ”حقہ طروقة الفحل“ (تین اور چار سال کے درمیانی عمر کی اونٹنی) ہے۔ پھر اس میں کوئی چیز نہیں ہے یہاں تک کہ ساٹھ تک پہنچ جائیں تو اس میں ”جذعۃ“ ہے (ایسا اونٹ جو چار سال کا ہو چکا ہو اور پانچویں سال میں داخل ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ اونٹ اس عمر میں اپنے آگے کے دانت گرا دیتا ہے اس لئے اس کو یہ نام دیا گیا ہے) پھر اس میں کوئی چیز نہیں ہے یہاں تک کہ پچتر (۷۵) تک پہنچ جائیں اور جب پچتر تک پہنچ جائیں تو اس میں دو ”بنت لبون“ ہیں۔ پھر اس میں کوئی چیز نہیں ہے یہاں تک کہ نوے (۹۰) تک پہنچ جائیں، جب نوے تک پہنچ جائے تو اس میں دو حقہ طروقة الفحل ہے۔ پھر اس میں اس سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سو تیس تک پہنچ جائیں۔ پھر جب ایک سو تیس پر ایک زیادہ ہو جائے تو ہر پچاس پر ایک حقہ اور ہر چالیس پر ایک بنت لبون ہے۔ پھر اونٹ اپنی (بیان شدہ) عمروں کی طرف پلٹیں گے اور زیادتی پر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ کسی پر کچھ ہے۔ اور بوجھ اٹھانے والے (اونٹوں) پر بھی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ بیابان میں چرنے والوں پر ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی بساخت سائمه (قدیم لمبی گردن والا غیر عرب اونٹ کہ جو بیابان سے چرتا ہو) میں کیا چیز ہے؟ فرمایا: ”وہی جو عربی اونٹ میں ہے۔“

اس کتاب کے مصنف۔ رضی اللہ عنہ۔ کہتے ہیں کہ اونٹوں کی عمر کے متعلق ایک تحریر سعد بن عبداللہ بن ابی خلف۔ رضی اللہ عنہ۔ کی میں نے پائی ہے۔ وہ پہلے لمحہ جس میں ماں اس کا حمل گراتی ہے اس سے ایک سال تک (اس کا نام) حوٰار ہے۔ پھر جب دوسرے سال میں داخل ہوتا ہے تو اسے ”ابن مخاض“ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ماں (دوبارہ) حاملہ ہوگئی ہے اور جب تیسرے سال میں داخل ہوتا ہے ”ابن لبون“ کہا جاتا ہے یہ اس وجہ سے کہ اس کی ماں نے (دوسرا) وضع حمل کر لیا ہے اور اسے دودھ آگیا ہے اور جب چوتھے سال میں داخل ہوتا ہے مذکر کو جبق اور مؤنث کو حقہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس لائق ہو چکی ہے کہ حاملہ بن سکے۔ پھر جب پانچویں سال میں داخل ہوتا ہے ”جذع“ کہا جاتا ہے پھر جب چھٹے سال میں داخل ہوتا ہے ”نسبہ“ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے سامنے والے اوپر اور نیچے کے دو۔ دو دانت گرا دیتا ہے اور جب ساتویں سال میں داخل ہوتا ہے تو ثنیہ کے ساتھ والے چار دانتوں کو گرا دیتا ہے اور اسے ”رباع“ کہا جاتا ہے اور جب آٹھویں سال میں داخل ہوتا ہے تو رباعی (میں گرنے والے) کے بعد والے دانت گرا دیتا ہے اور اسے ”سند یسا“ کہا جاتا ہے اور جب نویں سال میں داخل ہوتا ہے اس کے دانت خاہر ہوتے ہیں اور اسے ”بازل“ کہا جاتا ہے اور جب دسویں سال میں داخل ہوتا ہے ”مخلف“ ہے ورس کے بعد اس کے نئے کوئی نام نہیں ہے تو وہ عمر جس میں اونٹ کو زکاۃ میں لیا جاتا ہے وہ ابن مخاض سے حزع تک کی ہے۔

☆ (۳۷۰) موضوع، سمحاق، باضہ، مامومہ، جائفہ اور منقلہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن بہان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے قاسم بن عروہ سے، انہوں نے ابن کبیر سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے ارشاد فرمایا: ”موضوع“ میں پانچ اونٹ (دیت) ہے، اور سمحاق میں چار اونٹ ہے، باضہ میں تین اونٹ ہے۔ مامومہ میں تینتیس (۳۳) اونٹ ہے، جائفہ میں (بھی) تینتیس (۳۳) اونٹ ہے اور منقلہ میں پندرہ اونٹ ہے۔

اس کتاب کے مصنف۔ رضی اللہ عنہ۔ کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن عبد اللہ۔ رحمہ اللہ۔ کی (سر کے) زخموں اور ان کے ناموں کے متعلق تحریر میں پایا کہ اصمعی نے کہا کہ: پہلا زخم حارصہ ہے۔ یہ وہ ہے جو جلد کو چیر دیتا ہے یعنی پھاڑ دیتا ہے اور اسی مادہ سے جب رنگ والا کپڑا پھیڑ دے تو کہا گیا ہے: ”حرص القصار الثوب“ (رنگ کرنے والے نے کپڑا پھاڑ دیا)۔ پھر اس کے بعد کا زخم باضہ ہے یہ وہ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو بھی چیر دے۔ پھر متلاحمہ ہے یہ وہ زخم ہے جو کچھ گوشت نکال دے مگر سمحاق تک نہ پہنچے۔ پھر سمحاق ہے یہ اس کے اور ہڈی کے درمیان بتلا پردہ ہوتا ہے۔ یہی سمحاق ہے اور اسی مادہ سے کہا گیا ہے: فی السماء سمحاق من غیم (آسمان میں بادلوں کے پردے ہیں) اور علی الشاة سمحاق من شحم (گوسفند پر چربی کے پردے ہیں)۔ پھر موضہ ہے یہ وہ (سر کا زخم) ہے جو ہڈی کی سفیدی کو ظاہر کر دے۔ پھر ہاشمہ ہے یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑ دے۔ پھر منقلہ ہے یہ وہ زخم ہے جو کھوپڑی تک پہنچنے والی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں نکال دے۔ ”فراش“ وہ پردہ ہے جو گوشت کے نیچے ہڈی پر ہوتا ہے۔ اور اسی سے نابضہ کا قول ہے:

☆ ویتبعها منه فراش الحواجب ☆

پھر آئمہ ہے یہ وہ زخم ہے جو سر کے مرکز تک پہنچ جائے اور یہ وہ کھال ہے کہ جو دماغ پر ہوتی ہے اور عشم کے معنی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کا

نام ہوا جوڑنا ہے۔

☆ (۳۷۱) نہر غوطہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو عباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد یحییٰ بن محمد بن صاعد نے مدینۃ السلام میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ازہر بن کمیل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معتمر بن سلیمان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے فضیل بن میسرہ کے ساتھ پڑھا، انہوں نے ابو جریر سے کہ ابو بردہ نے ان سے بیان کیا، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے، انہوں نے کہا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے ہمیشہ شراب پینے والا، ہمیشہ چادو کے ساتھ منسلک رہنے والا اور قطع رحم کرنے والا۔ در جب ہمیشہ شراب پینے والا مر جاتا ہے تو اللہ عزوجل ”نہر غوطہ“ سے اس کی پیاس بجھاتا ہے۔ عرض کیا گیا ”نہر غوطہ“ کیا ہے؟ فرمایا: ”وہ نہر جو فاجرہ عورتوں کی شرمگاہوں سے ٹپکتی ہے کہ جس کی بو (جنم کی) آگ والوں کو اذیت پہنچاتی ہوگی۔“

☆ (۳۷۲) حیوف، زنوق، جواض اور جھڑی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن نصر سے، انہوں نے عمرو بن شمر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے کہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے (مگر) اسے عاق شدہ نہیں پائے گا اور نہ قطع رحم کرنے والا اور نہ بوڑھا زنا کرنے والا اور نہ اپنی ازار و شوار تکبر کی وجہ سے زمین پر گھسینے والا، اور نہ فتنہ انگیز اور نہ احسان جتنے والا اور نہ جھڑی۔ ”راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا جھڑی کیا ہے؟ فرمایا: ”وہ شخص جو دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔“

اور دوسری حدیث میں ہے، اور نہ ”حیوف“ جو کفن چرانے والا ہے۔ اور نہ ”زنوق“ وہ ٹخنٹ (مرد ہوتے ہوئے عورت کی صفت اپنانے والا) ہے اور نہ جواض (جو کہ بے وقوف و بداخلاق ہے) اور نہ جھڑی اور یہ وہ ہے جو دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔

☆ (۳۷۳) صلاة الوسطی کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابو معمر، حمید بن ثنیٰ عجل سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ: ”صلاة الوسطی نماز ظہر ہے۔ اور یہ وہ پہلی نماز ہے جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ وراق اور علی بن محمد بن حسن جو ابن مقبرہ قزوینی کے نام سے معروف ہیں نے، ان دونوں نے کہا

کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن [ابی] صباح نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عاصم رازی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو نعیم فضل بن دکین نے، انہوں نے ہشام بن سعد سے، انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے ابو یونس سے، انہوں نے کہا کہ میں عائشہؓ کیسے ایک قرآن تحریر کر رہا تھا، تو انہوں نے کہا کہ جب تم نزدیکی آیت تک پہنچو تو اسے دیکھو یہاں تک کہ میں تمہیں وہ آیت املا کر اؤں گی۔ تو جب میں اس تک پہنچا تو انہوں نے مجھے املا کرایا۔ ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى“ (سورہ بقرہ: آیت-۲۳۸) (یہاں پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ) (وَصَلَاةَ الْعَصْرِ)۔ (اور نماز عصر کی حفاظت کرو)۔

۳۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ و ذاق اور علی بن محمد بن حسن قزوینی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی خلف اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن داؤد نے، انہوں نے ابو دھر سے، انہوں نے مالک بن انس سے، انہوں نے زید بن اسم سے، انہوں نے عمرو بن نافع سے، انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حفصہؓ کے لئے قرآن تحریر کر رہا تھا، تو انہوں نے کہا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو تو لکھو: ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى“ (سورہ بقرہ: آیت-۲۳۸) (یہاں پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ) (وَصَلَاةَ الْعَصْرِ)۔ (اور نماز عصر کی حفاظت کرو)۔

۴۔ ہم سے بیان کیا علی بن عبد اللہ و ذاق اور علی بن محمد بن حسن قزوینی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی خلف اشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن داؤد نے، انہوں نے مالک بن انس سے، انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عقیق بن حکیم سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ عائشہؓ کے غلام ابو یونس سے، انہوں نے کہا کہ عائشہؓ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے قرآن تحریر کروں اور کہا جب تم اس (سورہ بقرہ کی ۲۳۸ ویں) آیت پر پہنچو تو لکھو: ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى“ (وَصَلَاةَ الْعَصْرِ)۔ (وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)۔ (اپنی تمام نمازوں بالخصوص نماز وسطیٰ کی محفط اور پابندی کرو، اور نماز عصر کی۔ اور اللہ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ)، پھر عائشہؓ نے کہا کہ قسم بخدا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا تھا۔

اس کتاب کے مصنف ”کہتے ہیں کہ یہ روایتیں ہمارے حق میں مخالفین کے خلاف دلیل ہیں کہ صلاۃ وسطیٰ سے مراد نماز ظہر ہے۔

۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران اور حسین بن سعید دونوں سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے، انہوں نے حریر بن عبد اللہ بھستانی سے، انہوں نے زرارہ بن اعین سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے۔ یعنی ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ اس کی فرض کردہ نمازوں کے متعلق سوال کیا؟ تو فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ نے ان کا نام رکھا ہے اور کیا انہیں قرآن میں بیان کیا ہے؟ تو فرمایا: ہاں، اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: ”اقِمِ الصَّلَاةَ لِلذُّلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ“۔ (آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں) (سورہ اسراء: آیت-۷۸) (دل کو شمس یعنی

سورج کا زوال۔ تو سورج کے زوال سے اور رات کی تاریکی کے درمیان چار نمازیں ہیں کہ پروردگار نے ان کا نام رکھا ہے، اسے بیان کیا ہے اور ان کا وقت معین کیا ہے۔ غسق اللیل یعنی نصف شب۔ پھر فرمایا: ”وَقُرْآنُ الْفَجْرِ إِنَّ الْفَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا“۔ (اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے سنے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے) (سورہ اسراء: آیت- ۷۷) تو یہی پانچ (نمازیں) ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق فرمایا ہے: اقم الصلاة طرفي النهار (تم نماز کو قائم کرو دن کے دونوں طرف میں) اس کے دونوں طرف نماز مغرب اور فجر ہے، ورفلغامن اللیل یہ عشاء کی نماز ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى (اور اپنی نمازوں بالخصوص نماز وسطیٰ کی محافظت اور پابندی کرو) یہ ظہر کی نماز ہے اور یہی وہ پہلی نماز ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا تھا اور یہ دن کی دو نمازوں نماز صبح اور عصر کے درمیان ہے۔ وقوموا للہ قانتین (اور اللہ کی بارگاہ میں خضوع اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ) درمیانی نماز کے متعلق ہے۔

(۳۷۴) ☆ تحیۃ المسجد کے معنی، صلاۃ اور ان چیزوں کے معنی

جو پوری حدیث میں ان کے ساتھ متصل ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن احمد الاسواری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو یوسف احمد بن محمد بن قیس سجریٰ مذکر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحسن عمرو بن حفص نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن اسد نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن ابراہیم ابو علی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید بصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابن جریج نے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے عبید بن عمیر لیشی سے، انہوں نے ابو ذر۔ رحمہ اللہ علیہ۔ سے، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تہا تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ سے خصوصت کو غنیمت جانا۔ پس آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ”اے ابو ذر! مسجد کا تحیہ ہوتا ہے۔“ میں نے عرض کا اس کا تحیہ کیا ہے؟ فرمایا ”دو رکعت، جو تم پڑھو گے۔“ (میں نے دو رکعت نماز انجام دی) پھر میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے نماز کا حکم فرمایا تو نماز کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بہترین موضوع ہے جو چاہے کم پڑھے جو چاہے زیادہ پڑھے۔“ ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا، اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ [میں نے عرض کیا: کونسا مومن ایمان کے اعتبار سے کامل ترین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ان میں سے جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہو۔“ میں نے عرض کیا: مومنین میں سے افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: ”جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔“]

میں نے عرض کیا: رات کا کونسا حصہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”رات کے آخری حصہ کی کشادگی“۔ میں نے عرض کیا: کوئی نماز افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”طویل قنوت والی“۔ میں نے عرض کیا: کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”شکست کا (حقت نہ ہونے کے باوجود) فقیر کے لئے پوشیدہ طور سے کوشش کرنا (یا خود کا دینا)۔“

میں نے عرض کیا: روزہ کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قابل جزاء فرض اور اللہ کے پاس تو کئی گنا زیادہ (اجرو ثواب) ہے۔“ میں نے عرض کیا: کونسا غلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس کی قیمت زیادہ ہو اور جو اپنے اہل کے نزدیک عزت والا ہو۔“ میں نے عرض کیا: کونسا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا تیز رفتی رگھوڑ اڑی گیا جائے اور اس کا خون بہا یا جائے۔“ میں نے عرض کیا: آپ پر اللہ کی نازل کردہ آیتوں میں سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”آیت الکرسی۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوذر! سات آسمان کرسی کی نسبت کچھ نہیں ہے سوائے اس گول دائرہ کی، مانند کہ جو بیابان میں پیدا ہوتا ہے۔ اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسے بیابان کی اس دائرے پر۔“

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نبی کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایک، ماکھ چوہیں ہزار نبی ہیں۔“

میں نے عرض کیا: ”رسول کتنے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تین سو تیرہ کا جم غفیر۔“

میں نے عرض کیا: نبیوں میں پہلا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”آدم۔“

میں نے عرض کیا: کیا وہ نبیوں میں سے رسول تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! اللہ نے انہیں اپنے دست قدرت

سے خلق فرمایا اور اپنی روح میں سے اس میں پھونکا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوذر! نبیوں میں چار سر بیانی ہیں۔ آدم، شیث، اخنوخ جو ادیس ہیں اور یہ وہی

ہیں جس نے سب سے پہلے قلم سے لکھا، اور نوح۔ اور چار عرب ہیں۔ ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اور بنی

اسرائیل میں سے پہلے نبی موسیٰ تھے اور ان میں سے آخری عیسیٰ تھے، در چھ سو (۶۰۰) نبی تھے۔“

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایک سو کتابیں اور چار

کتابیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیت علیہ السلام پر پچیس صحیفے، ادریس پر تیس صحیفے اور ابراہیم پر تیس صحیفے نازل فرمائے اور توراة، انجیل، زبور اور قرآن

کو نازل فرمایا۔“

میں نے عرض کیا: ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے میں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سب کی سب وہ مثالی تھیں

(اس طرح کی کہ) اے آزمائش میں مبتلا مغرور بادشاہ! میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ بعض کو بعض کے ساتھ ملا کر دنیا کو اکٹھا کر، بلکہ میں

نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میری طرف سے مظلوم کی پکار کا مداوا کر، چونکہ بیشک میں مظلوم کی پکار کو رد نہیں کرتا اگرچہ وہ پکار کا فری ہو۔“

اور عقلمند کے اوپر۔ جب تک کہ اس کی عقل (نفسانی خواہشات کے آگے) مغلوب نہ ہو جائے۔ اس کے لئے کچھ اوقات (مخصوص) ہونے چاہئیں۔ ایک وقت ہو کہ جس میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہو، ایک وقت ہو کہ جس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو، ایک وقت ہو کہ جس میں اللہ عز وجل کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کرتا ہو اور ایک وقت حلال میں سے اپنا حصہ لینے کے لئے خالی ہو چونکہ یہ وقت ان اوقات کے لئے مددگار ہے اور دل کیلئے آسودگی اور اس کے لئے فراغت و آمادگی ہے۔

اور عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کی بصیرت رکھتا ہو، اپنی شان پر نگاہ رکھتا ہو، اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ چونکہ جو بھی اپنے کلام کو اپنے عمل کا حصہ شمار کرتا ہے اس کا کلام کم ہو جاتا ہے مگر اس مقام میں کہ جہاں اس کا کلام اس کا مددگار بنتا ہو۔ اور عاقل کے اوپر لازم ہے کہ تین چیزوں کا طالب ہو: اپنی معاش کی درستگی، معاد (آخرت) کیلئے زاوہرا کا نظام اور حرام چیزوں کے علاوہ سے لذت اٹھانا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے میں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام کا تمام (عبرانی زبان میں حیرت انگیز) نصیحتیں تھیں۔ (جیسے کہ) مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر کہ جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیونکر خوش ہوتا ہے؟! اور اس شخص پر کہ جو (جہنم کی) آگ کا یقین رکھتا ہے وہ کیونکر ہنستا ہے؟! اور اس شخص پر کہ جو دنیا اور اہل دنیا کے رخ کی تبدیلی کو دیکھتا ہے کیونکر اس پر مطمئن ہوتا ہے؟! اور اس شخص پر کہ جو قدر (الہی) پر یقین رکھتا ہے کیونکر (بے جا) بھاگتا ہے اور اس شخص پر کہ جو حساب پر یقین رکھتا ہے کیونکر عمل نہیں کرتا؟!۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر نازل فرمایا ہے اس میں سے جو ہمارے پاس موجود ہے کیا ان چیزوں میں سے ہے کہ جو مصحف ابراہیم موسیٰ میں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوذر! پڑھو: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ قَرَأَ تَحْقِیْہِ وَاذْکُرْ اَنْہُمْ رَبِّہِ فَصَلِّیْہِ بَلْ تُوَثِّرُوْنَ الْحٰیوۃَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃَ خَیْرٌ وَّابْقِیْہِ اِنَّ ہٰذَا لَیْسَ الصُّحُفِ الْاَوَّلٰی ہِ صُحُفِ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰدَمَ۔“ (بے شک پاکیزہ رہنے والا کامیاب ہو گیا۔ جس نے اپنے رب کے نام کی تسبیح کی اور پھر نماز پڑھی۔ لیکن تم لوگ دنیا کی زندگی کو مقدم رکھتے ہو۔ جب کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ یہ بات تمام پچھلے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ ابراہیم کے صحیفوں میں بھی اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی) (سورہ اعلیٰ: آیت ۱۴ سے ۱۹)۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت و نصیحت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں چونکہ یہ تمام امور کی بنیاد اور اصل ہے۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم پر لازم ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو۔ بے شک یہ تمہارے لئے آسمان میں ذکر ہے اور زمین میں نور ہے۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم پر لازم ہے کہ خاموشی کو طویل دو چونکہ یہ

شیطانوں کو بھگاتی ہے اور تمہارے دینی کاموں میں تمہاری مددگار ہے۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”زیادہ ہنسنے سے بچو چونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔“ اور چہرے کے نور کو لے جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے سے نیچے والوں کی طرف نگاہ کرو اور سے نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہو چونکہ یہ چیز زیادہ مناسبت رکھتی ہے اس بات سے کہ تم نے اپنے اوپر کی اللہ کی نعمت کو ہلکا نہیں سمجھ۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اپنے رشتہ داروں سے میل جول رکھو اگرچہ وہ تم سے قطع تعلق کریں۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے مسکینوں سے محبت کرنا اور ان سے ہم نشین اختیار کرنا۔

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حق (بات) کہو اگرچہ تلخ ہو۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اور اضافہ فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے سلسلے کے امور میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ رکھو۔“

میں نے عرض کیا: میرے لئے اضافہ فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”چاہئے کہ وہ باتیں جو تم اپنے بارے میں جانتے وہ تمہیں لوگوں سے (ان کی جستجو کرنے سے) باز رکھے اور تم ان پر (جستجو کر کے) ان چیزوں میں سے نہ پاؤ کہ جسے تم خود انجام دیتے ہو۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کسی شخص کے عیب دار ہونے کے لئے تین خصوصیاتیں ہی کافی ہیں اپنے نفس کی جس برائی سے رعم ہو لوگوں کی اسی برائی کو پہچانتا ہو، لوگوں کے لئے اس چیز کو باعث حیا سمجھتا ہو جو خود اس میں موجود ہو اور اپنے ہم نشین کو ان معاملات میں اذیت پہنچائے کہ جو اس کے لئے مدد گاہ ہو۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے ابوذر! تدبیر و دور اندیشی جیسی کوئی عقل نہیں ہے، (حرام سے) بچنے جیسا کوئی ورع نہیں ہے اور حسن خلق جیسا کوئی شرف نہیں ہے۔“

☆ قاع القرآن اور شجاع الاقرع کے معنی ☆ (۳۷۵)

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے

والد سے، انہوں نے محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے خف بن حماد سے، انہوں نے حریر سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کوئی بھی سونے یا چاندی کے مال والا زکاۃ نہیں روکتا ہے مگر یہ کہ اللہ عز وجل اسے قیامت کے دن ”قاع قرقر“ میں قید کرے گا اور اس پر مضبوط گنجے سانپ کو مسط کرے گا جو اسے کانٹے کی کوشش کر رہا ہوگا اور وہ شخص اس سے بھاگ رہا ہوگا۔ اور جب وہ دیکھے گا اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا تو وہ خود کو اس کے حوالے کر دے گا، تو وہ اسے ایسے کانٹے گا جیسے مونی کو کانٹا جاتا ہے۔ پھر وہ اس کی گردن میں طوق بن جائے گا اور یہ اللہ عز وجل کے اس قول کے مطابق ہے: ”سَيُطَوَّقُونَ مَا يَجْتَنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (اور عنقریب جس مال میں بغل کیا ہے وہ روز قیامت ان کی گردن میں طوق بن دیا جائے گا) (سورہ آل عمران: آیت-۱۸۰)

اور کوئی بھی اونٹ، گائے اور بھیڑ کا مالدار نہیں ہے جو زکاۃ روکتا ہے مگر یہ کہ قیامت کے دن اللہ عز وجل ”قاع قرقر“ میں اسے قید کرے گا۔ اسے ہر گھر وال اپنے گھر سے روندے گا، ہر دانٹوں والا اسے اپنے اگلے دانٹوں سے چبائے گا۔
ور کوئی بھی کھجور، گنجن، پانچ یا بھیجی والا مالدار نہیں ہے کہ جو زکاۃ روکتا ہے مگر یہ کہ اللہ عز وجل قیامت کے دن تک کے لئے اس کی زمین کا ستر زمینوں تک کے پھندے کا طوق پہنائے گا۔

اصمعی کا کہنا ہے کہ ”قاع“ اس ہموار جگہ کو کہتے ہیں کہ جس میں نہ بلندی ہو اور نہ پستی ہو۔ ابو سعید کہتا ہے کہ یہ ”قیعہ“ کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول ہے: ”كُنُوسٌ رَّابِّ بَقِيعَةٍ“ (اس ریت کی مانند ہیں جو چٹیل میدان میں ہو) (سورہ نور: آیت-۳۹)۔ اور ”قیعہ“ کی جمع ”قاع“ ہے۔ اللہ عز وجل نے فرمایا ہے: ”فِيْذُرْهَا قَاعًا صَفْصَفًا“ (پھر زمین کو چٹیل میدان بنادے گا) (سورہ طہ: آیت-۱۰۶)

قرقر بھی ہموار کا معنی دیتا ہے اور روایت کی گئی ہے: ”بقاع قعر“ اور روایت کیا گیا ہے ”بقاع قرق“ اور یہ معنی کے اعتبار سے ”قرقر“ کی طرح ہے۔ شاعر کہتا ہے:

كان ايديهن بالقاع القرق ☆ ايدى عذارى يتعاطين الورق

(ان عورتوں کے ہاتھ ہموار زمین میں پا کرہ کے ہاتھوں کی صرح ہیں جو پھول توڑتی ہیں)۔

اور شجاع اقرع (یعنی گنجا مضبوط سانپ)۔

☆ عرق اور الاتین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے موسیٰ بن حسن سے، انہوں نے محمد بن عبد الحمید سے، انہوں نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے منصور بن حازم سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد

المومن بن قاسم انصاری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں ہلاک ہو گیا۔ میں ہلاک ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”کس چیز نے تجھے ہلاک کیا؟“ اس نے عرض کی: میں ماہ رمضان میں اپنی زوجہ کے پاس گیا جبکہ میں روزے کی حالت میں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”ایک غلام آزاد کرو۔“ اس نے عرض کیا: (میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تو دو مہینے پے درپے روزے رکھو۔“ اس نے عرض کیا: میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ساتھ مسکینوں کو صدقہ دو (کھانا کھاؤ)۔“ اس نے عرض کی: (میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زنبیل یا کھجور کے چوں کا بنا ہوا ٹوکرا لایا گیا جس میں پندرہ صاع کھجوریں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ لو اور اس کے ذریعے صدقہ کرو۔“ اس نے عرض کی: قسم اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو نبی بنا کر بھیجا، مدینے کی پتھریلی زمین پر کوئی ایسا گھر نہ نہیں ہے جو مجھ سے بڑھ کر ضرورت مند ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ لے لو، اور تم اور تمہارے گھر والے اسے کھاؤ۔ بیشک یہ تمہارے حق میں کفارہ ہے۔“

سیف بن عیمرہ نے کہا: اور مجھ سے بیان کیا عمرو بن شمر نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی جابر بن یزید جعفی نے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

اصمعی کہتا ہے: ”عرق“ کا اصلی معنی کھجور کے چوں کی ٹوکری بننے سے پہلے کی کیفیت ہوتی ہے پھر اس سے ٹوکری بنی جاتی ہے اور اسی وجہ سے ”زنبیل“ (ٹوکری) کو عرق کہا جاتا ہے اور اسے ”عرقہ“ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسی طرح ہر چیز جو آسمان میں پر پھیلے ہوئے پرندے کی طرح ہموار ہو وہ ”عرقہ“ ہے۔

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن سعید نے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے حسن الصقیل سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”میں زید بن عبید اللہ (حاکم مدینہ) کے پاس تھا جبکہ ربیعہ راہی (فقید مدینہ) بھی اس کے پاس تھا۔ تو زیاد نے اس سے کہا: اے ربیعہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے میں کس چیز کو حرام قرار دیا تھا؟، ربیعہ نے اس سے کہا: ایک برید میں ایک برید (طول و عرض میں دو فرسخ یا بارہ میل)۔ (امام نے فرمایا: تو میں نے ربیعہ سے کہا: ”(کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں برید (ڈاک) تھا؟“ تو وہ خاموش ہو گیا اور مجھے جواب نہیں دیا۔ امام نے فرمایا: پھر زیاد نے میری طرف رخ کیا اور کہا: اے ابا عبد اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ میں نے کہا۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے میں ”دولابہ“ کے درمیان والی جگہ کو شکار کے لئے حرام قرار دیا تھا۔“ اس نے کہا: دولابہ کیا ہے؟ میں نے کہا: ”وہ سیاہ پتھروں والی سنگلاخ زمین کہ جس نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔“ امام نے فرمایا: اس نے مجھ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

”کہ وسلم نے درختوں میں سے کیا حرام قرار دیا؟“ میں نے کہا: کوہِ غیر سے کوہِ غیر تک۔“

صفوان نے کہا کہ ابن مسکان کہتا ہے کہ حسن نے کہا ہے کہ ایک شخص نے ان سے اس وقت سوال کیا جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا: مدینہ کے دولاہ۔ کیا ہیں؟ تو فرمایا: وہ حصہ جو صوریٰ (دوخلستان) اور ثنیہ (ایک جگہ) تک کے درمیان ہے۔

۳۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے ابویصر سے، انہوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ذباب سے واقف تک کے حصہ کو اور مکہ کی جانب کے عرض سے نقب کو حرام قرار دیا ہے۔

ابن مسکان نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ صوریٰ سے ثنیہ تک (کے حصہ کو حرام قرار دیا ہے)۔

۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ اور فضالہ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: ”مدینہ کے دولاہ کے درمیان کوہِ عائر کے سائے سے کوہِ غیر کے سائے تک حرام ہیں۔“ میں نے عرض کیا: ”اس کا پرندہ مکہ کے پرندے کی مانند (حرام) ہے۔“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں، اور اس کے درخت کو کاٹنا نہیں جائے گا۔“ اور روایت کی گئی ہے کہ آپ نے مدینے کے شکار میں سے دو سیاہ پتھروں والی زمین کے درمیان کے شکار کو حرام قرار دیا۔

☆ تفق کے معنی ☆ (۳۷۷)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ربیع سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”ثُمَّ لَيَقْضُوا تَفْتَنَهُمْ“ (پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنے بدن کی کثافت کو دور کریں) (سورہ حج آیت ۲۹) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ”(تفق سے مراد ہے) موچھوں اور ناخنوں کا تراشنا۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے، انہوں نے اپنے بھائی علی سے، انہوں نے حسین سے، انہوں نے نضر بن سوید سے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ”ثُمَّ لَيَقْضُوا تَفْتَنَهُمْ“ کے سلسلے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یہ سر مونڈنا ہے اور جو کچھ بدن انسان میں ہوتا ہے (بال و میل وغیرہ کو صاف کرنا)۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے،

انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے حمران سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اندر عز وجل کے قول: ”ثُمَّ لِيُقْضُوا تَفْتَهُهُمْ“ کے سلسلے میں روایت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”تفت سے مراد مرد کا (حالت احرام میں) خوشبو سے پرہیز کرنا۔ پھر جب وہ اپنے من سک (حج) ادا کر لے تو خوشبو اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔“

۴۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے کہا کہ ابوالحسن ام عی رضا علیہ السلام نے اندر عز وجل کے قول: ”ثُمَّ لِيُقْضُوا تَفْتَهُهُمْ“ کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ”تفت ناخنوں کا کاٹنا، میل کا ہٹانا اور اسکے متعلق احرام (کی پابندیوں) کو چھوڑ دینا۔“

۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اندر عز وجل کے قول: ”ثُمَّ لِيُقْضُوا تَفْتَهُهُمْ“ کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جو کچھ کسی شخص سے حالت احرام میں سرزد ہوتا ہے پس جب وہ مکہ میں داخل ہو کر طواف کرتا ہے اور پاکیزہ گفتگو کرتا ہے تو بیشک یہ اس سے سرزد ہونے والی چیزوں کا کفارہ ہے۔“

۶۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حمدیہ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الحمید نے، انہوں نے ابو جلیلہ سے، انہوں نے عمرو بن حظلہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ سے ”تفت“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”یہ مدت تک سر میں تیل نہ ڈالنا ہے۔“

۷۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن نصیر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے حبیبی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ سے ”تفت“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”یہ سر مونڈنا ہے اور جو کچھ انسان کی کھال میں ہوتا ہے (بال و میل وغیرہ کو صاف کرنا)۔“

۸۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن علی نے، انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے

نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول ”ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفْتَهُمْ“ کے سسے میں نقل کیا کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”وہ مدت تک تیل نہ دینا اور بالوں کا چپک چانا ہے۔“ فرمایا: تمہارا حرم میں قبیح کلام کرنا بھی تفت میں سے ہے، تو جب تم مکہ میں داخل ہوتے ہو اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہو اور پائیکیزہ گفتگو کرتے ہو تو یہ اس کا کفارہ ہے۔

۹۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد نے، انہوں نے موسیٰ بن عمر سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، انہوں نے ابراہیم بن مہزم سے، انہوں نے ان سے جنہوں نے ن سے روایت بیان کی، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جب تم مکہ میں داخل ہو تو ایک درہم کا کھجور خریدو اور اس کو صدقہ کرو، ان چیزوں کی خاطر کہ جو تم سے اپنے عمرے کے احرام میں سرزد ہوئی ہوں۔ پھر جب تم حج سے فارغ ہو تو ایک درہم سے کھجور خریدو اور اس کو صدقہ کرو، پس جب تم مدینے میں داخل ہو تب (بھی) اسی طرح انہی دو۔“

۱۰۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے اسل بن زیاد الاودی سے، انہوں نے علی بن سلیمان سے، انہوں نے زید وقندی سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے ذریعہ حارثی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ اللہ نے اپنی کتاب میں مجھے ایک کام کا حکم دیا میں اسے جاننا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل کا قول ”ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفْتَهُمْ وَلْيُؤْفُوا نَذْوَرَهُمْ“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”لِيَقْضُوا تَفْتَهُمْ“ (سے مراد) ملاقات امام ہے۔ اور ”وَلْيُؤْفُوا نَذْوَرَهُمْ“ سے یہی مناسک (حج) ہیں۔

عبد اللہ بن سنان نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”اللہ مجھے آپ کا فدیہ قرار دے! اللہ عزوجل کے قول ”ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفْتَهُمْ وَلْيُؤْفُوا نَذْوَرَهُمْ“ (سے کیا معنی ہے؟) آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”موتیں تراش، ناخن کاٹنا اور اس کے مشابہ امور ہیں۔“ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی، مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! ذریعہ حارثی نے مجھے آپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا ”لِيَقْضُوا تَفْتَهُمْ“ (سے مراد) ملاقات امام ہے۔ اور ”وَلْيُؤْفُوا نَذْوَرَهُمْ“ سے یہی مناسک (حج) ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ذریعہ سچا ہے، ورنہ بھی سچے ہو چونکہ بیشک قرآن کے سنے ظاہر ہے اور باطن ہے، ذریعہ جس چیز کا تمہیں ہے اس کا تمہیں کون ہو سکتا ہے؟“

☆ جہد البلاء (مصیبت کی انتہاء) کے معنی ☆ (۳۷۸)

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے حسین بن یزید نوذلی سے، انہوں نے اسماعیل بن ابوزیاد سکونی سے، انہوں نے جعفر بن محمد عبید

السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آپ کو اپنے طاہرین عیہم اسلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہد ابلہاء (مصیبت کی انتہاء) یہ ہے کہ (۱) کسی شخص کو آگے بلایا جائے اور پھر ضمنت دینے کے باوجود اس کی گردن مار دی جائے (۲) وہ قیدی جب تک کہ وہ دشمن کے رحم و کرم پر ہو (۳) اور وہ مرد جو اپنی عورت کے شکم پر کسی دوسرے مرد کو پائے۔

☆ (۳۷۹) ☆ اللہ عز وجل کے مخادعہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ہارون بن مسلم سے، انہوں نے مسعد بن زیاد سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا اکل (قیامت کے دن) کس چیز میں نجات ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فقط نجات اس میں ہے کہ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو (ورنہ) وہ بھی تمہیں دھوکہ میں مبتلا کرے گا۔ بے شک جو اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اللہ بھی اسے دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس سے ایمان کو جدا کر دیتا ہے، اور اگر وہ شعور رکھتا ہے تو (حقیقت میں) اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔“ آپ سے عرض کیا گیا: کوئی اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کیسے کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے مگر پھر اس سے غیر خدا (کی رضا) کا ارادہ کرتا ہے، پس تم لوگ ریاکاری سے بچو۔ چونکہ یہ اللہ عز وجل کے ساتھ شرک ہے، بیشک ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا: اے کافر، اے فاجر، اے خیانت کار بے وفا، اے نقصان اٹھانے والے اتیرا عمل ہے کار ہو گیا اور تیرا اجر بطل ہو گیا۔ آج کے دن تیرے لئے بھلائی کا کوئی حصہ نہیں ہے، پس اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے عمل کرتا تھا۔

☆ (۳۸۰) ☆ ہادیہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن یزید نے، انہوں نے محمد بن عمرو سے، انہوں نے صالح بن سعید سے، انہوں نے اپنے بھائی سہل حوائی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جب عیسیٰ بن مریم سیاحت کے دوران ایک بستی سے گزرے تو وہاں کے باشندوں کو راستے اور گھروں میں مردہ پایا۔“ امام علیہ السلام فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: بے شک یہ سب غضب (الہی) سے مرے ہیں، اگر اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کر دیتے۔“

امام عیہ السلام فرماتے ہیں عیسیٰ کے اصحاب نے عرض کیا ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قصہ کو جان لیں، پس عیسیٰ سے کہا گیا اے روح اللہ! تم انہیں نداء دو۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: عیسیٰ نے کہا: اے ہستی والو!

امام عیہ السلام نے فرمایا ان میں سے ایک جو ب دینے والے نے جواب دیا، بیک یا روح اللہ!

عیسیٰ نے کہا تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا کیا قصہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم صبح تو عافیت میں تھے مگر رات حاویہ میں مبتلا ہوئے۔

۷۰۔ نے فرمایا عیسیٰ نے دریافت کیا ہادیہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگ کا دریا ہے کہ جس میں آگ کے پہاڑ ہیں۔

فرمایا: میں جس حالت میں دیکھ رہا ہوں کس چیز نے تمہیں پہنچایا ہے؟ کہا: دنیا کی محبت اور طاغوت (ظالم حاکم) کی پرستش نے۔

فرمایا: تمہاری دنیا کی محبت کس حد تک پہنچی تھی؟ کہا: جیسے بچے کی محبت اپنی ماں سے کہ جب وہ اس کی طرف رخ کرے تو خوش ہو اور اگر پشت کرے تو غمگین ہو جائے۔

فرمایا: تمہاری طاغوت کی پرستش کس حد تک پہنچی تھی؟ کہا: جب وہ ہمیں حکم دیتے تو ہم ان کی اطاعت کرتے تھے۔

فرمایا: ان لوگوں کے درمیان سے تم نے مجھے جواب کیسے دیا؟ کہا: کیونکہ ان سب کو آگ کی لگام (ان کے منہ سے) پہنائی گئی ہے،

ان پر سخت غصہ والے فرشتے معین ہیں۔ میں ان کے درمیان تھا مگر ان میں سے نہیں تھا، مگر جب عذاب ان تک پہنچا تو ان کے ساتھ مجھ تک بھی پہنچا۔ میں جہنم کے کنارے پر باؤں سے معلق ہوں، خوف زدہ ہوں کہ جہنم میں اٹا پھینک دیا جاؤں۔

امام عیہ السلام فرماتے ہیں عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے فرمایا دین کی سلامتی کے ساتھ کوڑہ خانہ (کچر کنڈی) میں سونا اور جو کی روٹی کھانا بہت اچھا ہے۔

☆ مغبون کے معنی ☆ (۳۸۱)

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے ابراہیم بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن سہیمان دیلمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”رات کے (عبادت کے لئے) قیام کو ترک مت کرو کیونکہ بیشک مغبون وہ ہے جو رات کے قیام میں سستی کرے۔“

۲۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ ابن عمران الاشعری سے، انہوں نے اپنی جامع میں مذکور شدہ اسناد کے ساتھ سسدہ سند کو بند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ عیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مغبون وہ ہے جو اپنی عمر کے ایک کے بعد ایک لمحہ کو سستی میں گزار دے۔“

۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن سفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے هشام بن سالم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جس کے دو دن مساوی گزرے تو وہ مغبون ہے؛ اور جس کا دو دنوں میں دوسرا دن دونوں میں بہتر ہو تو وہ مغبوط (قابل رشک) ہے اور جس کا دو دنوں میں دوسرا دن دونوں میں بدتر ہو تو وہ ملعون ہے، اور جو اپنے آپ میں زیادتی و بہتری کو نہیں دیکھتا وہ نقصان کی طرف گامزن ہے اور جو شخص نقصان کی طرف گامزن ہو اس کے لئے زندگی سے موت بہتر ہے۔“

☆ (۳۸۲) کفات کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے، انہوں نے سلیمان بن داود منقری سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے مقبروں کی طرف نگاہ فرمائی اور پھر فرمایا: ”اے حماد! یہ مردوں کے کفات ہیں۔“ اور آپ علیہ السلام نے گھروں کی طرف نگاہ فرمائی اور پھر فرمایا: ”یہ زندوں کے کفات ہیں۔“ پھر آپ علیہ السلام نے [اس آیت کی تلاوت فرمائی: ”أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا“] (سورہ اخلاص: ۲۵، ۲۶)۔

اور روایت کیا گیا ہے کہ ”کفات“ کے معنی ہیں بالوں اور ناخنوں کا دفن کرنا۔

☆ (۳۸۳) ایسی چیز کے معنی جو سزاوار ہے کہ اس کے اول سے پرہیز کیا جائے

☆ اور اس کے آخر سے خوفزدہ ہوا جائے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد اصہبانی سے، انہوں نے سلیمان بن داود منقری سے، انہوں نے حفص بن غیاث نخعی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو ایک قبر کے پاس فرماتے ہوئے سنا کہ آپ علیہ السلام فرما رہے تھے: ”بیشک ایسی چیز جس کا انجام یہ ہو یقیناً سزاوار ہے کہ اس کے اول سے پرہیز کیا جائے اور بیشک ایسی چیز جس کا اول یہ ہو یقیناً سزاوار ہے کہ اس کے آخر سے خوفزدہ ہوا جائے۔“

☆ (۳۸۴) ☆ کمر توڑنے والی تین چیزوں کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے عمر بن ریاح سے، انہوں نے عمرو بن ولید سے، انہوں نے سعد بن کاف سے، انہوں نے جعفر بن محمد بن عبد اللہ سے، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں کمر توڑنے والی ہیں ایسا شخص جو اپنے عمل کو شیر سمجھتا ہو، اپنے گناہوں کو بھول گیا ہو اور اپنی رائے پر خوش ہوتا ہو۔“

☆ (۳۸۵) ☆ بوار الایم (رنڈ وا اور بیوہ کی ہلاکت) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسین سعد آبادی نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے عبد الملک بن عبد اللہ قمی سے، انہوں نے کہا کہ کاہلی نے ابو عبد اللہ جعفر صدوق علیہ السلام سے سوال کیا - جبکہ میں نے اس کے پاس موجود تھا - کیا علی علیہ السلام بوار الایم سے (خدا کی) پندہ مانگتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں، مگر وہ مراد نہیں ہے جس طرف تم جارہے ہو بلکہ اس سے علی علیہ السلام فقہ اس کی الفت سے پندہ مانگتے تھے جبکہ عوام کہتے ہیں کہ بوار الایم اور ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ وگ کہتے ہیں۔“ (بیوہ یا رنڈ وے کا تہہ ہونا)۔

☆ (۳۸۶) ☆ ان خصلتوں کے معنی کہ جس میں تمام خیر ہیں ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے، بواؤب سے، انہوں نے ابو حمزہ سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے، آپ علیہ السلام نے فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تمام کی تمام چھائی تین خصلتوں میں ہے نگاہ، خاموشی اور کلام۔“ نگاہ کہ جس میں حصول عبرت نہیں ہے تو وہ بھول ہے، ہر خاموشی کہ جس میں غور و فکر نہیں ہو تو وہ غفلت ہے اور ہر کلام کہ جس میں ذکر نہیں ہے تو وہ غور ہے، پس سعادت مند ہو وہ کہ جس کی نگاہ عبرت ہو، جس کی خاموشی غور و فکر ہو اور جس کا کلام ذکر ہو اور جو اپنی خصلتوں پر کریمہ کرتا ہو اور لوگ جس کے شر سے امان میں ہوں۔“

☆ (۳۸۷) ☆ زبر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ہارون بن مسلم سے، انہوں نے مسعد بن صدقہ سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤں طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یشک اللہ تبارک وتعالیٰ یقیناً بیزاری رکھتا ہے، ایسے ضعیف مؤمن سے کہ جس کے لئے کوئی ”زبر“ نہیں ہے۔“ اور فرمایا: یہ وہ شخص ہے کہ جو حرام کاموں سے بچتا نہیں ہے۔ میں نے برقی - رحمہ اللہ - کی تحریر میں پایا ہے کہ یشک زبر عقل کو کہتے ہیں۔ تو روایت کے معنی یہ ہوں گے: یشک اللہ عز وجل بیزاری رکھتا ہے ایسے مؤمن سے کہ جس کے پاس کوئی عقل نہیں ہے۔ اور یقیناً ایک گروہ کا کہنا ہے کہ: یشک اللہ عز وجل اس ضعیف مؤمن سے بیزاری رکھتا ہے کہ جس کا کوئی ”زبر“ نہیں ہے اور یہ وہ ہے کہ ہر جگہ ریح خارج کرنے سے بچتا نہیں ہے۔ اور پہلے والے معنی صحیح ترین ہیں۔

☆ (۳۸۸) ☆ نبر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن، بی عبد اللہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن جمیع سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤں طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ قرآن کی تعلیم اس کی عربی زبان کے ساتھ حاصل کرو اور تم لوگ اس میں ”نبر“ - یعنی ہمزہ - سے بچو۔“ اور الصدوق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہمزہ قرآن میں زیادہ ہے سوائے ہمزہ اصلی کے جیسے اللہ عز وجل کا قول: ”الَّذِينَ يَسْتَجِدُّوْنَ اللَّهَ الَّذِي يَخْرِجُ الْخَبَاءَ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ (سورہ نمل: آیت-۲۵) اور اللہ عز وجل کے قول: ”وَإِذْ قُلْتُمْ نَفْسًا فَاذْرَيْنَاكُمْ“ (سورہ بقرہ: آیت-۷۲) کی طرح۔“

☆ (۳۸۹) ☆ سعادت اور شقاوت کی حقیقت - کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے

احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وہب بن وہب قرشی سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ بیشک علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک سعادت کی حقیقت ہے مرد کے لئے اس کے عمل کا اختتام سعادت پر ہونا اور شقاوت کی حقیقت ہے مرد کے لئے اس کے عمل کا اختتام شقاوت پر ہونا۔“

☆ (۳۹۰) قیّیس کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا حسن بن ابراہیم بن احمد بن مؤذّب۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ نے، انہوں نے بکر بن عبد اللہ سے، انہوں نے نصر بن عبید [اللہ] نے، انہوں نے نصر بن مزاحم سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد الغفار بن قاسم نے، انہوں نے اعش سے، انہوں نے عدی بن ثابت سے، انہوں نے براء بن عازب سے، انہوں نے کہا کہ ابوسفیان آیا۔ جبکہ معاویہ اس کی پیروی کرتے ہوئے پیچھے تھے۔ روبرو ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”پروردگار لعنت کر پیروی کروانے والے اور پیروی کرنے والے (دونوں) پر، پروردگار تجھ پر ہے (ایک اور لعنت کرنا) قیّیس پر۔“ ابن براء نے اپنے والد سے پوچھا قیّیس کون ہے؟ ان کے والد نے کہا: معاویہ۔

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ: اقیّیس - اقعس کا اسم تصغیر ہے اور اقعس نیز ہی گردن والے کو کہتے ہیں اور قعاس ایسے نیزھے پن کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ جو گردن میں ہوا کی وجہ سے پیدا ہوا ہو گویا کہ اس ہوانے پیچھے سے آکر اس کی گردن کو توڑ دیا ہو۔ اور اقعس کا ناقابل حصول غالب کو کہتے ہیں: کہا جاتا ہے: ”عزّ اقعس“۔ اور قعوس کا لفظ ہر چیز کی موٹی گردن اور مضبوط پشت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قعوس کا لفظ انتہائی بوڑھے شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے، قعس کا لفظ حدب (کبز اپن) کے برعکس معنی رکھتا ہے۔ اور اس کا فعل قعیس (ماضی) یقعس (مضارع) اور قعیسا (مصدر) ہے۔ اور اس کی جمع قعیساوات اور قعیس ہے۔ ”المقعساء من النمل“ اس چیز کی لئے استعمال ہوتا ہے کہ جس کا سینہ اور دم اٹھی ہوئی ہو اور اقعنساس کا لفظ شدت کے معنی دیتا ہے جبکہ ”قعاس فلان“ میں قعاس کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنے ذمہ کے کام کو نہ کرے اور اس کو انجام نہ دے اور مقعاس بنو قسیم میں سے ایک گروہ کا نام ہے۔

(۳۹۱) ☆ امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول: ”ہم اور آل ابی سفیان دو ایسے خاندان والے ہیں کہ جن کے درمیان اللہ عز و جل کے سلسلے میں ایک دوسرے سے عداوت ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن اوریس نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران الاشعری سے، انہوں نے سیاری سے، انہوں نے حکم بن سالم سے، انہوں نے اس شخص سے کہ جس نے اس کو بیان کیا، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک ہم اور آل ابی سفیان دو ایسے خاندان ہیں کہ اللہ کی راہ میں ایک دوسرے سے عداوت رکھتے ہیں، ہم کہتے ہیں: اللہ نے پیچ فرمایا اور وہ کہتے ہیں: اللہ نے جھوٹ کہا۔ ابو سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا، معاویہ نے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ السلام کو قتل کیا، یزید بن معاویہ نے حسین بن علی علیہ السلام کو قتل کیا اور سفیانی قائم علیہ السلام کو قتل کرے گا۔“

(۳۹۲) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاویہ سے کدابت و جی کے سلسلے میں مدد طلب کرنے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ معاویہ آپ کے پاس تحریر میں مشغول تھا اور آپ نے اپنے دست مبارک کو تلوار کے ساتھ لہا کرتے ہوئے - ارشاد فرمایا: جو شخص اس کو کسی دن (مسلمانوں کا) امیر و رہبر پائے تو اسے چاہئے کہ اس کے پہلو کو تلوار سے شگافہ کر دے۔ ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا تھا ایک شخص نے معاویہ کو شام میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھ تو اپنی تلوار کو برہنہ کیا اور معاویہ کی طرف چل پڑا تو لوگ اس کے اور معاویہ کے درمیان حائل ہو گئے اور اس کو کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص اس کو کسی دن (مسلمانوں) کا امیر بنے ہوئے پائے تو تلوار سے اس کے پہلو کو شگافہ کر دے۔ کسی نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ کس نے اس کو، کس کام کے لئے عامل بنایا ہے؟ اس شخص نے کہا: نہیں، لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین عمر نے، اس شخص نے کہا: (اگر ایسا ہی ہے تو) میں نے سنا اور میں نے امیر المؤمنین (معاویہ) کے حق میں اطاعت کی۔

اس کتاب کے مصنف شیخ ابو جعفر محمد بن علی - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں: بیشک لوگوں پر معاویہ کا معاملہ اس وجہ سے مشتبہ ہو گیا ہے کیونکہ

لوگ کہتے ہیں کہ وہ کاتب وحی تھا جبکہ یہ کسی فضیلت کا سبب بننے والی چیز نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے کہ معاویہ اس معاملہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا ہدم اور ساتھی تھا اور دونوں وحی کو تحریر کرتے تھے اور یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح وحی ہے کہ جو کہتا تھا میں بھی عنقریب اسی کی مثل نازل کروں گا جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ”واللہ غفور ورحیم“ املاء کرواتے تو وہ ”واللہ عزیز حکیم“ لکھتا تھا اور اس کو ”واللہ عزیز حکیم“ املاء کرواتے تو وہ ”واللہ علیم حکیم“ لکھتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فرمایا کرتے: ہو واحد ہو واحد (وہ ایک ہے وہ ایک ہے) تو عبداللہ بن سعد کہتا: یقیناً محمدؐ نہیں سمجھے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں! وہ ایک بات کہتے ہیں اور میں دوسری بات کہتا ہوں تب بھی وہ مجھے کہتے ہیں: ہو واحد ہو واحد، اگر یہ چلے گئے تو میں عنقریب اسی کی مثل نازل کروں گا جیسا کہ اللہ نے نازل کیا ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے سلسلے میں ”ومن قال سائل مثل ما انزل اللہ“ (سورہ انعام - آیت ۹۳) ”اور جو یہ کہہ دے کہ میں بھی ایسا ہی کلام نازل کروں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے۔“ (اس آیت کو نازل کر کے اس کے ارادے کو ظاہر کر دیا تو آیت نازل ہوتے ہی) وہ فرار اختیار کر گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور نبیؐ نے فرمایا جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پائے۔ اگر چہ وہ کعبہ کے پردوں پر لٹک جائے، تو اسے چاہئے کہ اسے قتل کر دے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کے تبدیل کر دینے کے موقع پر یہ فرمانا کہ ”ہو واحد ہو واحد“ فقہ اس وجہ سے تھا تاکہ عبداللہ اپنے ارادے والی بات کو تحریر نہ کرے بلکہ فقط اس بات کو تحریر کرے کہ جو اسے املاء کروائی جا رہی ہے، تو گویا کہ آپؐ اس سے فرما رہے تھے کہ (ہو واحد) وہ ایک ہے، تم الفاظ میں تبدیلی کرو یا نہ کرو (چونکہ اس کا ذہن مشرک نہ تھا اور سمجھتا تھا کہ الفاظ تبدیل کرنے سے شاید خدا کی وحدانیت پر کوئی فرق آجائے گا) تو وہ نہ لکھا جائے کہ جو تم لکھ رہے ہو بلکہ وہ لکھا جائے کہ جو میں وحی کے مطابق املاء کرواتا ہوں اور جبرئیل علیہ السلام جس کو خرابی سے پاک لائے ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاویہ اور عبداللہ بن سعد سے وحی کی کتابت کروانا باوجود اس کے کہ یہ دونوں دشمن تھے اس میں حکمت یہ تھی کہ چونکہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ محمدؐ نے یہ قرآن اپنی جانب سے پیش کیا ہے اور جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو کوئی آیت لے لے کر اسے اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ان پر نازل کی گئی ہے اور (ان کا الزام صحیح ہے یا نہیں) یہ جاننے کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی بھی شخص جب مختلف اوقات میں رونما ہونے والے واقعات پر گفتگو کرتا ہے تو جب ان واقعات پر دوبارہ گفتگو کرے گا تو اس کے الفاظ میں تبدیلی آچکی ہوتی ہے اور وہ ان الفاظ کو زمانہ گزرنے کے بعد دوسری دفعہ ویسے ہی نہیں لاسکتا بلکہ پہلی دفعہ کے مقابلہ میں لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے یا معنی میں نہیں بلکہ فقط لفظ میں تبدیلی آچکی ہوتی ہے۔

تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوپر نازل شدہ کتاب میں موجود پیش آنے والے واقعات کی صداقت کو ظاہر کرنے کے سلسلے میں اپنے دین کے معاملہ میں دشمنی رکھنے والے دو ایسے اشخاص سے مدد لی کہ جو آپؐ کے دشمنوں کے نزدیک عادل و قابلِ بھروسہ تھے تاکہ کفار اور مشرکین جان لیں کہ آپؐ کا کلام بغیر کسی تبدیلی کے دوسرے مرحلے میں بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ پہلے مرحلے میں تھا اور اس

جست سے کلام میں کوئی زوال و کوتاہی نہیں ہے تاکہ یہ ان لوگوں کے اوپر سب سے زیادہ بچنے والی حجت بن سکے۔ اور اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کے سلسلے میں اپنے دوستوں سے مدد لیتے جیسے کہ سلمانؓ و ابوذرؓ اور ان کے جیسوں سے تو معاملہ آپؐ کے دشمنوں کے نزدیک اس انداز سے واقع نہ ہوتا جو اس صورت میں واقع و ظاہر ہوا اور وہ خیال کرتے کہ پیغمبرؐ اور ان سلمانؓ و ابوذرؓ وغیرہ میں اس کام کے سلسلے میں کوئی آپس میں طے ہو چکا تھا اور موافقت ہو چکی تھی۔ تو یہ حکمت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ان دونوں سے کتابت کرانے میں واضح اور روشن ہوئی۔ اور تمام حمد اللہ کے لئے ہے۔

☆ (۳۹۳) ☆ تخفیر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے یحییٰ بن عبادہ سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ اس نے سنا کہ آپ علیہ السلام فرما رہے تھے۔ ”انصار میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر گواہی دی (جنازہ میں تشریف لائے) اور فرمایا: اس کی تخفیر کرو، قیامت کے دن تخفیر پانے والے کتنے کم ہوں گے!“ راوی کہتا ہے: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا: تخفیر کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم ذراع ۱۱ انگلی کے سرے سے کہنی تک کا ہاتھ ۱۱ کی مقدار کی دو ترازو ٹھنیوں کو لو اور یہاں پر رکھو۔ آپ علیہ السلام نے ہنسی کی ہڈی کے نزدیک کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور تم اسے دس کے کپڑے کے ساتھ ملا دو۔

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں: یہ روایت اسی طرح آئی ہے، اور وہ چیز کہ جس کا استعمال لازم ہے وہ یہ ہے کہ میت کے لئے کھجور کے درخت کی دو تازہ ٹھنیاں جو خشک نہ ہوں رکھی جائیں اور ان میں سے ہر ایک کی لمبائی ذراع کی ہڈی کی مقدار میں ہو، ان میں سے ایک کو ہنسی کی ہڈی کے نزدیک اس طرح سے رکھا جائے کہ میت کی کھال سے متصل ہو اور دوسری کو سرین کے پاس قیص اور رنگ کے درمیان رکھا جائے گا، پس اگر کھجور کے درخت کی ٹھنی کو حاصل نہ کر سکو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ کسی اور درخت کی ہو البتہ تازہ ہونی چاہئے۔

☆ (۳۹۴) ☆ مسیح علیہ السلام کے قول: آخری پتھر جو معمار رکھتا ہے وہی بنیاد ہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے

بیان کیا محمد ابن حسین نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن کھل الازدی العبد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو فروہ انصاری کو سنا۔ جب وہ سیاحت کر نیوالوں میں سے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا: اے گروہ حوارین! حق و صداقت کے ساتھ میں تم سے کہتا ہوں کہ بیشک لوگ کہتے ہیں کہ عمارت (کی مضبوطی و پختگی) اس کی بنیاد پر ہوتی ہے جب کہ میں تم سے ایسا نہیں کہتا۔ حواریوں نے عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں یا روح اللہ! عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حق و صداقت کے ساتھ میں تم سے کہتا ہوں کہ آخری پتھر جو عمارت تعمیر کرنے والا رکھتا ہے وہی بنیاد ہوتی ہے۔ ابو فروہ کہتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مراد فقط اس سے یہ ہے کہ کام کا اختتام اہم ہے۔ (۱)

☆ (۳۹۵) ☆ آمین کی تفسیر ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر بن علی بن عمر بن یزید نے، انہوں نے حسین بن قارن سے، انہوں نے سسے کو بند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے قول: آمین کی تفسیر ہے۔ پروردگار! تو انہی دے۔“ اور ایک حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ آمین اللہ عز وجل کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

☆ (۳۹۶) ☆ ”تم لوگ الرجس من الاوثان سے اجتناب کرو، اور قول الزور اور لہو الحدیث

☆ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن اشکیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سری نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابو احمد محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے عبد الاعلیٰ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے اللہ عز وجل کے قول ”فَاَجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ“ (پس تم لوگ ”رجس من الاوثان“ سے اور ”قول الزور“ سے بچو) (سورہ حج آیت - ۳۰) کے متعلق سول کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

(۱) اگر کوئی اپنی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں حق پر ہو اور پھر حق سے منحرف ہو جائے تو اس کے برے انجام کے سسے میں اس کی ابتداء اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتی مگر اس کے برعکس اگر کسی شخص کی زندگی کی ابتداء گمراہی میں ہو مگر موت سے قبل حق کو پا لے تو یقیناً کامیاب و کامران ہو کر دنیا سے جائے گا، گویا کہ زندگی کی عمرت کا آخری پتھر سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے نہ کہ روزی وں کہ جس پر زندگی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ مترجم

”الر جس من الاوثان شطرنج ہے، اور قول الزور غناء ہے۔“ میں نے عرض کیا: اللہ عز وجل کا قول: ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ“ (لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جو ”لہو الحدیث“ کو خریدتے ہیں) (سورہ لقمان: آیت-۶) سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اسی (لہو الحدیث میں) سے غناء (بھی) ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن یزید سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام نے ”قول الزور“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اسی میں سے کسی شخص کا غن میں مصروف شخص کے لئے ”احسن“ (شاباش - آفرین) کہنا بھی ہے۔“

☆ (۳۹۷) حنفیہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عیسیٰ سے، انہوں نے عمر بن اذینہ سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”تُحْنَفَاءُ لِلَّهِ غَيْرُ مُشْرِكِينَ بِهِ“ (سورہ حج: آیت-۳۱) کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا: حنفیہ کے کیا معنی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ فطرت ہے۔“

☆ (۳۹۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام (کے وزن) کو اٹھالیا اور علی علیہ السلام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھانے سے عاجز رہے۔ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن عیسیٰ المکلب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد و زاق نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا بشر بن سعید بن قیلویہ المعدل نے مرافقہ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الجبار بن کثیر تمیمی یمنی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے مدینہ کے امیر محمد بن حرب الہلالی کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے سوال کرتے ہوئے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! میرے دل میں ایک سوال ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق آپ سے سوال کروں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں تمہیں تمہارے سوال کرنے سے پہلے تمہارے سوال سے تمہیں باخبر کروں اور اگر تم چاہتے ہو تو تم سوال کرو۔ راوی کہتا ہے میں

نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! کس چیز کے ذریعے سے آپ میرے سوال کرنے سے پہلے یہ جان سکتے ہیں کہ میرے دل میں کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”فہم و فراست اور علامت کے ذریعے کیا تم نے اللہ عز وجل کا قول ”اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ“ (بینک ان میں صاحبان فہم و فراست کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں) (سورہ حجر آیت ۷۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ”تم مؤمن کی فراست سے بچو، بیشک وہ اللہ عز وجل کے نور سے دیکھتا ہے۔“ نہیں سنا؟

راوی کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! تو پھر آپ مجھے میرے سوال سے باخبر کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”تم چاہتے ہو کہ مجھ سے سوال کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہ کیوں علی علیہ السلام کعب کی چھت سے بتوں کو گرانے کے موقع پر آپ کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے باوجود اس کے علی علیہ السلام بڑی قوت اور طاقت کے، لک تھے وراس قوت کے حل تھے کہ جس کا اظہار آپ سے جنگ خیبر میں باب القوص کو اکھاڑنے اور اس کو اپنے سے چالیس ذراع دور پھینکنے کے موقع پر ہو چکا تھا جبکہ وہ دروازہ ایسا تھا کہ جس کو چالیس افراد اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی، گھوڑے اور گدھے پر سوار ہو جاتے تھے، اور شب معراج آپ براق پر سوار ہوئے تھے اور یہ تمام چیزیں قوت و طاقت میں علی علیہ السلام سے کم تھیں (تو جس وزن کو وٹنی وغیرہ اٹھا سکتے تھے مومالی علیہ السلام باوجود زیادہ قوت رکھنے کے کیوں نہیں اٹھا پائے؟)

راوی کہتا ہے میں نے آپ سے عرض کیا قسم بخدا اسی سوال کو کرنے کا میں نے ارادہ کیا تھا، پس آپ مجھے باخبر کیجئے یا ابن رسول

اللہ!

آپ علیہ السلام نے فرمایا ”بینک علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ شرفیاب ہوئے اور آپ کی وجہ سے ہی بلند ہوئے اور آپ کی وجہ سے شرک کی آگ کو بجھایا اور اللہ عز وجل کے علاوہ دیگر معبودوں کو باطل قرار دیا اور گرنے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتوں کو گرانے کے لئے بلند ہوتے تو آپ علی علیہ السلام کی وجہ سے بلند، شرفیاب اور بتوں کو گرانے والے قرار پاتے، اور اگر ایسا ہو جاتا تو علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل قرار پاتے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ علی علیہ السلام نے فرمایا ”جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مہرک پر بلند ہوا تو میں شرفیاب ہوا اور بلند ہوا یہاں تک کہ اگر میں چاہتا کہ آسمان کو چھو لوں تو چھو لیتا“ کیا تم نہیں جانتے کہ چراغ سے کہتے ہیں جس کے ذریعے سے تاریکی میں راہنمائی حاصل کی جائے اور اس کی شاخ اس کی جڑ سے ابھرتی ہے (ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا ہے) اور یقیناً علی علیہ السلام نے فرمایا: ”میں احمد سے ایک روشنی سے دوسری روشنی کی مانند ہوں“ کیا تم جانتے ہو کہ بیشک محمد اور علی صلوات اللہ علیہ دونوں اللہ جل جلالہ کے نزدیک مخلوقات کی خلقت سے دو ہزار سال قبل ایک نور تھے۔ اور جب فرشتوں نے اس نور کی طرف نگاہ کی تو دیکھ کہ اس کی ایک جڑ ہے جس میں سے چمکتی شعاع پھوٹ رہی ہے، پس فرشتوں نے عرض کیا ہمارے معبود اور ہمارے سردار یہ کونسا نور ہے؟ پس اللہ عز وجل نے فرشتوں کی جانب وحی فرمائی یہ میرے نور سے (نسبت رکھنے والا) ایک نور ہے کہ اس کی جڑ نبوت ہے اور اس کی شاخ امت ہے، جہاں تک تعلق نبوت کا ہے تو محمد کے لئے ہے جو میرے بندے اور رسول ہیں اور جہاں تک تعلق امت کا ہے

تو علیؑ کے لئے ہے جو میری جنت اور میرا دوست ہے اور گریہ دونوں نہ ہوتے تو میں اپنی خلقت کو خفق نہ کرتا۔ کیا تم جانتے ہو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، السلام کے دونوں ہاتھوں کو بند پر خم میں بلند فرمایا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، السلام کو (کاندھوں پر) اٹھایا تھا، تو اس وقت آپؐ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا: یا رسول اللہ! دونوں میں سے ایک کو مجھے دے دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: کتنے اچھے دونوں اٹھانے والے ہیں، درکنے۔ تجھے دونوں سوار ہیں اور ان دونوں کے والدین ان دونوں سے (بھی) بہتر ہیں، اور ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن کو اٹھایا ہوا تھا اور جبرئیلؑ نے حسین کو اٹھایا ہوا تھا، پس اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا: کتنے اچھے ہیں دونوں اٹھانے والے۔ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نہ پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سجدوں میں سے ایک سجدہ کو طوں دیا، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پڑھ لیا تو آپؐ سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! یقیناً آپؐ نے اس سجدہ کو طوں دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، بیشک میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نے ناپسند کیا کہ میں جلدی کروں یہاں تک کہ وہ (خود) اتر جائے، اور صرف آپؐ نے اس عمل کے ذریعے ان کی بلندی اور شرافت کے (اظہار) کا ارادہ کیا تھا، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ آقاؑ کے رسول ہیں اور علیؑ، السلام امام ہیں نہ نبی اور نہ ہی رسول تو علیؑ، السلام نبوت کے بوجھوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

محمد بن حرب الہمدانی کہتے ہیں میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! اضافہ فرمائیے۔ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً تم اضافہ کے اہل ہو، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، السلام کو اپنی پشت مبارک پر اٹھایا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ (یہ ظاہر نہ تھا کہ) علیؑ، السلام آپؐ کی اور دے کے باپ ہیں اور آپؐ کی صلب کے ائمہ کے امام ہیں جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز استسقاء کے موقع پر اپنی رداء کو الٹ دیا تھا اور اس سے آپؐ کا ارادہ اپنے اصحاب کو یہ بتانا تھا کہ یقیناً اسی طرح ان کی خشک زمینیں (بھی حاست برعکس ہو کر) سرسبز و شاداب ہو جائیں گی۔

راوی کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! اضافہ فرمائیے، پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، السلام کو اٹھایا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی قوم کو بتا دیں کہ علیؑ، السلام ہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک سے آپؐ کے بعد سب پر موجود قرض، وعدوں اور امتوں کو (ادا کر کے بوجھ کو) ہلکا کرنے والے ہیں۔

راوی کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! اضافہ فرمائیے، پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: بیشک آپؐ نے علیؑ، السلام کو اٹھایا تاکہ آپؐ اس کے ذریعے سے بتا دیں کہ بیشک آپؐ نے علیؑ، السلام کو اور جن چیزوں کے علیؑ، السلام حال ہیں (دونوں کو) اٹھایا ہے چونکہ آپؐ معصوم ہیں اور گناہ کے بوجھ کو نہیں اٹھ سکتے (تو واضح ہو گیا کہ علیؑ، السلام معصوم ہیں کہ جن کے بوجھ کو اٹھایا ہے) تاکہ لوگوں کے نزدیک آپؐ

میرے والد نے، انہوں نے علی بن یقطین سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل کا نبی بخیل ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”نہیں“، میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا تو سلیمان علیہ السلام کا کہنا کہ ”رَبِّ اَعْصِرْ لِي وَهَبْ لِيْ مَلِكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَخِيْدَ مِنْ بَعْدِي“ (پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھے، ایسی حکومت عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی کے لئے بھی سزاوارندہ ہو) (سورہ ص آیت-۳۵)، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور اس کے کیا معنی ہیں؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”حکومتیں دو قسم کی ہیں، ایک حکومت وہ کہ جو غلبہ، ظلم اور لوگوں کی پسند سے حاصل کی جاتی ہے اور دوسری حکومت وہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے حاصل کی جاتی ہے جیسے سلیمان علیہ السلام کی حکومت، طلوت اور ذوالقرنین کی حکومت، تو سلیمان علیہ السلام کا یہ کہنا کہ مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی کے لئے بھی سزاوارندہ ہو سے مراد آپ کا کہنا ہے کہ (ایسی حکومت تیری جانب سے مجھے ملے کہ) بیشک ایسی حکومت غلبہ، ظلم اور لوگوں کی پسند کے ذریعہ حاصل نہ کی جاسکے۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ جو آپ کے حکم سے چلتی تھی اور آپ کو جہاں چاہے لے جاتی تھی، روز، نہ دو ماہ کی راہ طے کرتی تھی، اور اللہ نے سلیمان کے لئے شیطان کو تمام تعمیراتی کام اور غوطہ خوری کے لئے مسخر کر دیا اور پروردگار نے پرندوں کی زبان سکھائی اور زمین میں تمکنت و قدرت دی تو لوگوں نے ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد کے زمانہ میں اس بات کو جان لیا کہ سلیمان کی حکومت ان حکموں کی حکومت سے شبہت نہیں رکھتی کہ جو لوگوں کی جانب سے پسند کئے گئے ہوتے ہیں اور غلبہ اور ظلم کے ذریعے حکم بن گئے ہوتے ہیں۔

روای کہتا ہے میں آپ سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ”اللہ رحم کرے میرے بھائی سلیمان پر، کتنے بخیل تھے“ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”اس قول میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ کتنے بخیل تھے اپنی عزت اور عزت کے سلسلے میں بری بات سے باز رہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کتنے بخیل تھے کہ ایسی چیز (دنیوی حکومت) کا ارادہ کیا کہ جس کی صرف جاہل لوگ جاتے ہیں۔“

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ”قسم بخدا! یقیناً ہمیں وہ سب کچھ عطا کیا گیا ہے کہ جو کچھ سلیمان کو عطا کیا گیا تھا اور وہ بھی عطا کیا گیا ہے جو سلیمان کو عطا نہیں کیا گیا اور نہ ہی عالمین میں سے کسی شخص کو عطا کیا گیا، اللہ عزوجل سلیمان کے قصہ میں ارشاد فرمایا ”هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ“ (یہ سب میری عطا ہے اب چاہے لوگوں کو دے دیا اپنے پاس رکھو تم سے حساب نہ ہوگا) (سورہ ص آیت-۳۹) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصہ میں فرمایا ”فَاَتَاكُمْ الرَّسُوْلُ فَاُخِذُوْهُ وَ مَا يَهِيْكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“ (اور یہ بھی رسول تمہیں دے دے اور اسے لے لیا اور جس چیز سے منع کر دے اس سے رک جاؤ) (سورہ نحر آیت-۷)

(۴۰۰) مریض کے ”آہ“ کہنے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ حسین بن احمد عسوی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ہشام نے، انہوں نے علی ابن حسین سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن یحییٰ خراسانی نے، انہوں نے ابو اسحاق خراسانی سے، انہوں نے اپنے و مد سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ پٹ کے ایک دوست کی عیادت کے موقع پر تھا، تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص کثرت سے ”آہ“ کہہ رہا ہے، تو میں نے اس سے کہا: اے میرے بھائی! اپنے پروردگار کا ذکر کر اور اس سے مدد مانگ، تو اس وقت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیٹھ“ ”آہ“ اللہ عز و جن کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تو جو شخص ”آہ“ کہتا ہے تو وہ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔“

(۴۰۱) فاطمہ علیہا السلام کی جانب سے اپنی بیماری کے درمیان مہاجرین

☆ اور انصار کی عورتوں سے کی جانے والی گفتگو کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد حسینی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الطیب محمد بن حسین بن حمید غمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ محمد بن زکریا نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الرحمن مہسی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد بن سیمان نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن حسن سے، انہوں نے اپنی والدہ، جدہ فاطمہ بنت حسین علیہا السلام سے، آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

جب فاطمہ بنت رسول اللہ صوات اللہ علیہا کی بیماری نے حدت اختیار کی تو آپ سلام اللہ علیہا کے پاس مہاجرین اور انصار کی عورتیں جمع ہو گئیں اور آپ سے عرض کیا: یا بنت رسول اللہ! آپ نے اپنی بیماری کے ساتھ کس عالم میں صبح کی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”أصبحت والله عانقة لدنياكم قالية لرجالكم، لفظتهم قبل ان عجمتهم، و شاتهم بعد ان سبرتهم، فبحاً لعلول الحد و خور القننة، و خطل الراى، و نس ما قدمت لهم النفسهم ان سخط الله عليهم و فى العذاب هم حالدون، لا جرم لقد قلدتهم رسقتها و شنت عليهم عارها فحدعا و عقراً و سحقاً للقوم الطالمين، و يحهم أنى زحر حوها عن رواسى الرسالة و قواعد النبوة و مهبط الوحى الامين و الطيب بامر الدنيا و الدين، الا ذلك هو خسران المبين، و ما سقموا من ابى حسن، نقموا والله منه نكير سيفهن، و شدة طاته، و نكال وقعته، و تسمره فى دات الله عروجل، و الله لو تكافوا عن رماهم ببذه رسول الله (ص) لا عتلقه، و لسا ربهم سيراً سجعاً لا يكلم حشاشه و لا يتنعع راكه، و لا

وردهم منهلاً نمیرا قضا فاضاً تطفح ضفتاه، ولا صدهم بطاناً، ود تخیر لهم الری غیر متهل منه بطائل الأیغم المء وردعه سورة الساعب ولفتح علیهم برکات السماء والارض و سیاخذهم الله بما كانوا یکسون، الا هلم فاسمع وما عشت اراک الدهر العجب و ان تعجب وقد اعجبک الحادث، الی ای سناد استندوا؟ وبایة عروة تمسکوا؟ استبدلوا الذنابی واللہ بالقوادم، والعجز بالکاهل، فرغماً لمعاطس قوم یحسبون انهم یحسنون صنعا، الا انهم هم المفسدون و لكن لا یشعرون ﴿المن یرہدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یرہدی الا ان یرہدی فما لکم کیف تحکمون﴾ اما لعمر الہک لقد لقحت فنظرة ریشما تنتجوا، ثم احتلبوا طلاع القعب دماً عیباً وزعافاً ممقراً، هنالک یرخسر المبطلون و یرف التالون، غب ما اسس الاولون، ثم طیبوا عن انفسکم [انفساً، و اطمأنوا للفتنة جاشا و ابشروا بسیف صارم و هرج شامل و استبداد من الظالمین، یدع فینکم زہیداً، فیا حسرتی لکم و انی یکم و قد عمیت علیکم انلزمو کموها و انتم لها کارهون.

قسم بخدا! میں نے تمہاری دنیا کو کراہت کی حالت میں چھوڑتے ہوئے اور تمہارے مردوں کو مغنوس (قابل نفرت) رکھتے ہوئے صبح کی، میں نے ان کی آزمائش کرنے سے پہلے ان سے ناپسندیدگی کی حالت میں بات کی اور ان کو آزمائنے کے بعد ان سے نفرت کی۔ پس برا ہو کند دھار والی تلواروں کا اور ٹوٹے ہوئے کمزور نیزوں کا اور اپنی رائے میں اضطراب کے شکار لوگوں کا، کتہ برا ہے جو ان کے حق میں ان کے نفسوں نے مقدم کیا ہے کہ اللہ ان پر غضبناک ہے اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یقیناً ایسا ہے کہ میں نے ان کی گردن میں اس (خلافت و غضب فک) کا پسند اڈال دیا ہے اور اس کی عار کو ان پر گرا دیا ہے، تو اب قوم ظالمین کے لئے ذلت ہے، جبرانی و دہشت ہے اور دوری ہے۔ دائے ہوان کے رسالت کی مضبوط جڑوں، نبوت کی مضبوط بنیادوں، وحی امین کی نزول گاہ اور دنیا اور دین کے جاننے والوں سے روگردانی کر کے اس مقام (خلافت) کی جانب جھک جانے پر۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہی واضح و آشکار خسارہ ہے۔ اور انہوں نے ابوالحسن سے کس بات کا انتقام لیا، قسم بخدا! انہوں نے علیؑ سے انتقام لیا (دین خدا کے تحفظ کے لئے) ان کی تلوار کی ختی کا، ان کی (اطاعت پیغمبر میں) موافقت کی حدت و سخت گرفت کا، ان کی عبرت کا جنگ کا اور ان کے اللہ عز و جل کی ذات کے معاملات میں چپتے کی مانند غضب ناک ہونے کا۔

قسم بخدا! اگر وہ لوگ اس زمام (خلافت) کو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام کے حوالے کیا تھا، اس سے روگردانی کرنے میں متفق نہ ہوتے اور آپ علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے تو آپ علیہ السلام ان (امت) کو ایسے وسط و ملائم راستہ کا سفر کرواتے کہ (پھر اس سواری کے مہار کو کھینچنے سے) اس کی ناک زخمی نہ ہوتی اور نہ ہی سواری (کہ چلنے کے طور و طریقے کی وجہ سے) سوار ناپسندیدگی و امر عجیب میں مبتلا ہو جاتا اور یقیناً آپ علیہ السلام ان کو ایسے کثیر مقدار میں پھوٹے چشمہ کے دہانے پر وارد کر دیتے کہ جو اپنے دونوں طرف سے بہہ رہا ہو اور یقیناً آپ علیہ السلام ان کے وسیع شکموں کو بھر دیتے کہ یقیناً ان کے لئے شریف سردار منتخب ہوئے تھے کہ جو نہ تو

ان کے دل سے کثرت سے اور نہ قلیل مگر یہ کہ وہ تو پانی بھی چھوٹے پیالے سے پیتے اور اتنا کھاتے کہ جس سے بھوک کی شدت ختم ہو جائے، اور یقیناً ان پر آسمان اور زمین کے دروازے کھول دیئے جاتے اور اللہ عنقریب ان لوگوں کا مواخذہ فرمائے گا ان کاموں کے سبب کہ جو وہ انجام دے رہے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ، ڈاور سنو! جب تک تم زندہ رہو گے زمانہ تمہیں عجیب چیزیں دکھاتا رہے گا اور اگر تم تعجب میں مبتلا ہوئے اور یقیناً روئے ہوئے اور واقعہ تمہیں تعجب میں ڈالے گا یہاں تک کہ (تم خود کہہ اٹھو گے کہ) کس دلیل کو انہوں نے سند قرار دیا؟ اور کس رتی سے وہ وسوسہ ہوئے؟ قسم بخدا! انہوں نے پرندے کی دم کو اس کے پر سے اور پچھلے حصہ کو گردن کے قریب والے حصہ سے تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ پس ناک کی رگڑ - ذلت ہے (کئی ناکوں سے) چھینکنے والی قوم کے لئے کہ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے کسی قسم کا احسان کیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں مگر وہ شعور نہیں رکھتے، ”أَفَمَنْ يَهْدِي الْإِلَهُ الْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ مَنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ“ (کیا وہ شخص جو حق کی جانب ہدایت کرتا ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا وہ شخص کہ جو ہدایت نہیں رکھتا مگر یہ کہ اس کی ہدایت کی جائے، پس تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا فیصلہ کرتے ہو؟) (سورہ یونس آیت ۳۵)۔

تمہارے معبود کی زندگی کی قسم! اونٹنی حاملہ ہو گئی ہے تو تم انتظار کرو کہ (اس کے نتیجے میں) کیا پیدا ہوتا ہے، پھر تم بڑے لکڑی کے پیالے کی مقدار میں (دودھ کی جگہ) تازہ خون اور تلخ زہر کو دھولو، ایسا وقت ہے کہ باطل (غلط) کرنے والے خسارہ اٹھانے والے ہیں اور نسلیں اور سندھ سننے والی قومیں پہلے والوں کی رکھی ہوئی بنیادوں کے انجام کو پہچان لیں گی، پھر تم اپنے نفوس کو خوش کرو، تاریک فتنہ کے لئے اپنے آپ کو مصمم کر لو اور تم لوگ خوشخبری دے دو تیز دھار تلوار کی، شامل کرنے والے فتنہ کی اور ظالمین سے اپنے آپ کو مخصوص کرینے کی تاکہ تمہیں چھوٹے سہیہ اور کٹی ہوئی زراعت میں دعوت دی جائے۔

ہائے افسوس ہے تم پر۔ یقیناً تم پر ناگوار ہے کہ ہم تم پر اس کو لازمی و ضروری قرار دیں (اور اس کی ہدایت کرتے ہوئے باخبر کریں) جب کہ تم اس کو ناپسند کرنے والے ہو۔

اور ہم سے بیان کیا اس حدیث کو ابن مقبرہ قزوینی کے نام سے معروف ابوالحسن علی بن محمد بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن حسن بن جعفر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ہاشمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام سے، کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلایا اور کہا۔ کیا آپ میری وصیت اور میرے عہد کو نافذ کریں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے کہا۔ ہاں، میں اسے نافذ کروں گا، تو زہرا سلام اللہ علیہا نے مجھے وصیت کی اور کہا جب میں مرجاؤں تو آپ مجھے رات میں دفن کیجئے گا اور ان دوسروں کو اطلاع نہیں دیجئے گا جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب آپ سلام اللہ علیہا

کی بیماری شدید ہوئی تو مہاجرین اور انصار کی عورتیں آپ کی خدمت میں جمع ہوئیں، اور عرض کیا، یا بنت رسول اللہ! آپ نے اپنی بیماری میں کیسے صبح کی؟ تو آپ نے فرمایا قسم بخدا! میں نے اس عالم میں صبح کی کہ تمہاری دنیا کو کرہت کے ساتھ چھوڑتے ہوئے اور پھر حدیث کو اسی انداز میں ذکر فرمایا۔

اس کتاب کے مصنف - رحمہ اللہ - کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن بن عبداللہ بن سعید عسکری سے اس حدیث کے معنی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ صلوات اللہ علیہا کا قول ”عائفہ“ کے معنی کراہت و ناپسند کرنے کے ہیں، جب آپ کسی چیز کو ناپسند کریں تو کہہ جاتا ہے، ”عفت الشی“ (فعل مضی میں) اور ”اعافہ“ (فعل مفاعیل میں)۔
اور ”القالیہ“ یعنی مغضوب ہونا، جب آپ کسی سے بغض رکھیں تو کہا جائے گا: ”قلبت فلانا“، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ما ودعک ربک وما قلی“۔ (سورہ صغی - آیت: ۳)

اور آپ سلام اللہ علیہا کا قول: ”لفظنہم“، یعنی کسی چیز کو منہ سے ناپسندیدگی کے عالم میں نکالنا، جب آپ کھانے کو اپنے منہ سے پھینک دیں تب آپ کہیں گے: ”عصضت علی الطعام ثم لفظته“۔
اور آپ کا قول: ”قبل ان عجمتہم“ (قبل اس کے کہ میں ان کا امتحان کروں) جب آپ کسی چیز کو دانت سے پکڑیں تب کہہ جاتا ہے: ”عجمت الشیء“ (میں نے اس چیز کو کاٹ کر اس کی تختی یا نرمی کا امتحان کیا) اور ”عود معجوم“ کہا جاتا ہے جب اسے (امتحان کی غرض سے) دانت سے پکڑا جائے۔

اور ”شنائہم“، یعنی میں ان کو دشمن جانتی ہوں اور اس غلط سے اسم ”الشنان“ آتا ہے۔
اور آپ سلام اللہ علیہا کا قول: ”سبرتہم“، یعنی میں نے ان کا امتحان کیا۔ کہا جاتا ہے: ”سبرت الرجل“ میں نے اس شخص کا امتحان کیا اور اس کے بارے میں آگاہ ہوا۔

اور آپ سلام اللہ علیہا کا قول ”فقبھا لفلول الحد“ کہا جاتا ہے ”سیف معلول“ جب توار کی دھار میں رخنہ پڑ جائے۔
”الخور“ یعنی ضعف اور ”خطل“ یعنی اضطراب۔

اور آپ سلام اللہ علیہا کا قول: ”لقد قلدتہم ربقتہا“ ربقة - اس ڈورے - دھاگے کو کہتے ہیں جو بھیڑ بکریوں اور دوسرے جانوروں کے گلے میں ہوتا ہے اور اس غلط کی جمع ہے ربیق۔ اور ”شنت“ یعنی میں نے گرا دیا، جب آپ پانی کو گرائیں تو کہا جائے گا شنت الماء (شلائی مجرد سے) اور شنتہ (ب تفعیل سے)۔ اور ”جدعا“ برا بھلا کہنے کے لئے استعمال ہوتا ہے ناک کاٹنے کے معنی میں۔ اور ”عقرا“ آپ کے قول: ”عقرت الشیء“ (میں نے کسی چیز کو دہشت زدہ کر دیا) سے ہے، اور ”سحقا“ یعنی دور۔

اور ”زحر حوھا“ یعنی اس کی جانب جھک جانا اور ”رواسی“ مضبوط جڑوں کو کہتے ہیں اور اسی طرح ”قواعد“، اور ”الطبین“ اہل علم کو کہتے ہیں۔

اور "ما نقموا من ابی حسن" یعنی کوئی ناپسندیدہ چیز تھی آپ علیہ السلام کے برخلاف۔ اور "نسموہ" یعنی ان کا غضبناک ہونا۔ جب کوئی شخص غضبناک ہو تب کہا جاتا ہے: "نسمو الرجل" اور اس غضبناک ہونے کو "نمر" (چیتے) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور آپ ہدم اللہ علیہ کا قول: "تکافوا" یعنی ان سے روگردانی کرنے میں اپنے ہاتھوں کو ہمہ پندہ بندیا (یعنی سب متعلق ہو گئے) اور "الزمام" کے اس جملہ میں مثل کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ "لا اعتلقہ" یعنی تاکہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لے۔ اور "السبح" یعنی آسان سیر۔

"لا یکلم" یعنی نہ زخمی ہوا اور نہ ہی خون بہا۔ اور "بخشاش" اس لکڑی کی چیز کو کہتے ہیں کہ جو اونٹ کے ناک میں (بندھی ہوئی) ہوتی ہے۔ اور "لا یتنع" یعنی ناپسند نہیں تھا اور امر عجیب نہیں تھا۔ اور "المنهل" پانی کے وارد ہونے کی جگہ اور "النمیر" وہ پانی کہ جو چشمہ سے ابلتا ہو۔

ور "الفضاض" یعنی کثیر اور "الضفتان" یعنی نہر کی دونوں طرف۔ اور "البطان" یہ بٹین کی جمع ہے اور بٹین کے معنی بڑ پیٹ۔ "غیر متحل منہ بطائل" یعنی وہ ان کے مال سے نہ تو قلیل لیتے اور نہ کثیر: "لا بغمر الماء" (سوائے پانی کے چھوٹے پیلے کے) کہ وہ پانی چھوٹے پیلے سے پیتے۔ اور غمر چھوٹے پیلے کو کہتے ہیں۔

"و ردعہ سورۃ الساعب" یعنی وہ اتنا کھاتے تھے کہ جس سے بھوک کی شدت ختم ہو جائے۔ اور "الدنابی" دم کے پیچھے رکھے جانے والے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اور "قوادم" وہ جو آگے ہو۔ اور "عجز" کا معنی معروف ہے۔ اور "معاطس" یعنی کئی ناکیں۔

اور آپ سلام اللہ علیہ کا قول "فنظرة" یعنی تم لوگ انتظار کرو۔ "ریشما تنسجوا" جیسے آپ کہتے ہیں (انتظار کرو) یہاں تک کہ وہ پیدا ہو جائے۔ "ثم احتلبوا اطلاق القعب" یعنی قعب کا بھر جانا اور قعب کہتے ہیں لکڑی کے بڑے پیلے کو۔ اور "الدم العبیط" یعنی تازہ خون۔ اور "الزعاف" تر ہر کو کہتے ہیں اور "الممقر" بکڑوا تلخ اور "الهرج" یعنی قتل اور "زہید" یعنی قیل۔

☆ زبی اور طہیین کے معنی ☆ (۴۰۲)

۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا نکر بن عبد اللہ بن حبیب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احسان بن علی مدائنی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن کرم نے، انہوں نے سعد الخفاف سے، انہوں نے اصبح بن نباتہ سے، انہوں نے کہا کہ عثمان بن عفان نے اس موقع پر کہ جب انہیں محصور کر لیا گیا تھا علی بن ابی طالب عیہ الصلاۃ والسلام کی جانب ایک تحریر لکھی بات یہ ہے کہ یقیناً زبی سے پانی تجاوز کر گیا ہے، (جو نور کا) ٹنگ و کمر بند طہیین تک پہنچ گیا ہے، معاذ میری حد سے باہر نکل گیا ہے اور میری وہ شخص طمع کر رہا ہے کہ میں جس سے اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔

فان كنت مأكولا فكن خيرا آكل ☆ والا فادر كنى ولما امزق

(پس اگر آپ کھا جائیں گے تو آپ بہترین کھانے والے ہیں ورنہ آپ میری مدد کریں جب کہ مجھے تباہ کیا جا رہا ہے)

مرد کہتا ہے: ان کا قول: یقیناً زبی سے پانی تجوز کر گیا ہے۔ تو زبی شیر کے شکار کرنے کے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ سوائے پہاڑ کے انتہائی آخری حصہ کے کہیں نہیں پایا جاتا۔ عرب جب سیلاب بہت زیادہ شدید ہو جائے تب کہتے ہیں کہ: قد بلع الماء الزبی اور کوئی بڑا معمد درپیش ہو تب: قد علا الماء الزبی - بلغ السکین العظیم - بلغ الحزام الطبین - قد انقطع السلسی فی البطن جیسے جیسے کہتے جاتے ہیں۔ عجب کہتا ہے: لقد علا الماء الزبی الی غیر یعنی یقیناً معاملہ قبل اصرار و تہریر نہیں ہے (یعنی معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے)۔

اور ان کا قول: (جانور کا) تنگ و کمر بند پستین تک پہنچ گیا ہے۔ درندوں اور پرندوں کے پستین کی نوک کو "أصب" کہا جاتا ہے اور اس کی واحد طیء ہے جیسے کہ ناپ والے جانوروں اور بغیر ناپ والے جانوروں میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور خف، و رطبی، دونوں ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں، تو جب جانور کا تنگ و کمر بند پستین کی نوک تک پہنچ جائے تو یہ سختی کی انتہاء ہوتی ہے اور یہ عربوں کی مشابہتوں میں سے ہے جیسے "التقت حلقتا البطن" (میں نے دونوں پستینوں کی نوک کو تنگ) (کہ جس کے ساتھ پستان کو کسب جاتا ہے) کے ساتھ ملا دیا) اور کہا جاتا ہے: "التقت حلقة البطن والحقب" (میں نے تنگ کے پستان کو دوسرے تنگ کے ساتھ ملا دیا)۔ اور جب اونٹ کا تنگ اس کے پستان میں پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے: "حقب بعیر"۔

☆ شہر اور فیض النفس کے معنی ☆ (۴۰۳)

۱۔ ہم سے بیان کیا ابو العباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے شہر رے میں ۵۰۰ رجب سن ۳۴۹ میں، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن القاسم الأنباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یونس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سید بن حرب کے ہم نشین عبدالرحمن بن عبداللہ بوصاح الطویل استمار البصری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن قیس نے، انہوں نے مخرمہ بن بکیر سے، انہوں نے ابو حازم سے، انہوں نے خارجہ بن زید بن ثابت سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ جب جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سعد بن ربیع کے تلاش کی ذمہ داری سپرد کی اور مجھ سے فرمایا: جب تم اسے دیکھو تو میری طرف سے اسے سلام کرنا اور اس سے کہنا تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟۔

راوی کہتے ہیں قتل گاہ میں اس کو تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ میں اس کو تلوار کی ضربت، نیزے کی چھن اور تیر کے زخم کے درمیان (خفی حست میں) پایا۔ تو میں نے اس سے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو سدہم کہا ہے اور آپ فرماتے ہیں تم

اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ پس اس نے کہا: تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہنا اور میری قوم انصار کو کہنا: اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کسی قسم کی تکلیف پہنچ گئی جبکہ تم میں سے کسی کی "شفر" (پلک جھپکتی) ہو۔ (یہ کہا) اور وہ "فیض النفس" کے حامل ہو گئے۔

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں: میں نے ابو العباس سے سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے: ابو بکر محمد ابن قاسم الانباری نے کہا کہ سعد بن ربیع کا قول: "و فیکم شفر یطرف" شفر (پلک جھپکنے) آٹکھ کی شفر کی واحد ہے، اور یہ آنکھ کے اوپر اور نیچے کی اس کھال کو کہتے ہیں کہ جو آنکھ بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتی ہے۔ اور "اجفان" پلک کو کہتے ہیں کہ جو اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے ہوتی ہے، اور "ہدب" پلکوں کے بالوں میں سے ایک بال کو کہتے ہیں۔ آنکھ کے پلک جھپکنے کے معنی میں آنے والا "شفر" میں شین مضموم (پیش واما) ہے اور "ما فی الدار شفر" (گھر میں، یک بھی نہیں ہے) میں شین کو فتح (زبر) کے ساتھ لیا گیا ہے اور اس سے مراد "ایک" لیا جاتا ہے۔ شاعر کا قول ہے:

فواللہ ما تنفک منا عداوۃ ☆ ولا منهم ما دام من نسلنا شفر

(پس قسم بخدا! عداوت تم کو ہم سے اور ان سے جدا نہیں کر سکتی جب تک کہ ہماری نسل سے ایک بھی فرد باقی ہے)

اور راوی کے قول: "فاضت نفسہ" کے معنی ہیں وہ مر گیا۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ ابو بکر ابن الانباری نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اسماعیل بن اسحاق قضی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا نصر بن علی نے، انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی اصمعی نے، انہوں نے ابن عمرو بن عداء سے، انہوں نے کہا کہ جب کوئی مرجئے تب "فاظ الرجل" کہا جاتا ہے "فاظت نفسہ" نہیں کہا جاتا اور نہ ہی "فاضت نفسہ" کہا جاتا ہے۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابن الانباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن خلف نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا صالح بن محمد بن وراج نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو عمرو شیبانی کہہ رہے تھے: "فاظ المیت" کہا جائے گا مگر "فاظت نفسہ" نہیں کہا جائے اور نہ ہی "فاضت نفسہ" کہا جائے گا۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو العباس احمد بن یحییٰ نے، انہوں نے سلمہ بن عاصم سے، انہوں نے فراء سے، انہوں نے کہا کہ اہل جزا اور (قبیلہ) طمی واے کہتے ہیں "فاظت نفس الرجل" جبکہ (قبیلہ) غنجل، قیس اور تمیم والے کہتے ہیں: "فاضت نفسہ" ضاد کے ساتھ۔ اور شعر کو نقل کیا ہے

یرید رجال ینادونہا ☆ و الفسہم دونہا فائضۃ

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر ابن الانباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو حسن طوسی نے، انہوں نے ابو عبیدہ سے، انہوں نے کسائی سے، انہوں نے کہا "فاضت

نفسہ، "فاضل المیت نفسہ" اور "فاضل اللہ نفسہ" تینوں جملے کہے جاتے ہیں۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر ابن الا ثباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خردی ابو الحسن حوسی نے، انہوں نے ابو عبیدہ سے، انہوں نے کسائی اور ابو جعفر محمد بن حکم سے، انہوں نے حسن لہجی نے، انہوں نے کہا: "فاط المیت" خاء کے ساتھ اور "فاضل المیت" ضاد کے ساتھ دونوں کہے جاتے ہیں۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد عبداللہ بن محمد قمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن سکیت نے، انہوں نے کہا: "فاط المیت یفوط" (باب نصر منصر) اور فاط یفیظ (باب ضرب یضرب) دونوں کہے جاتے ہیں۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد ابن جهم نے، انہوں نے فراء سے، انہوں نے کہا کہ "فاط المیت نفسہ" طاء کے ساتھ اور نفس کو نصب (زبر) کے ساتھ کہا جائے گا (یعنی فعل متعدی، نیں گے)۔

اور ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے کہا کہ ابو بکر نے مجھے شعر نقل کیا، انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے شعر نقل کیا، انہوں نے کہا کہ ابو بکر مرصعی نے شعر نقل کیا:

و فاط ابن حصن غائباً فی بیوتنا ☆ یمارس قدّاً فی ذراعیه مصحبا

(ابن حصن جب ہماری گھروں میں چھپا ہوا تھا اور اپنی دونوں ذراع سے تسمہ کی مشق کر رہا تھا کہ موت کا شکار ہو گیا۔)

☆ امیر المؤمنین علیہ السلام کے خطبہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبدالعزیز بن یحییٰ جدودی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبداللہ احمد بن عمر بن خالد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یحییٰ بن عبدالحمید حمزنی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن راشد نے، انہوں نے علی بن خزیمہ سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، اور ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیویہ نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس خدمت کا تذکرہ کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: واللہ لقد تقمصھا اخوتیم و انه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الریح ینحدر عنه السیل ، ولا یرتقی الیہ

الطیر ، فسدلت دونها ثوباً ، وطويت عنها كشحاً ، وطفقت ارتنى [ما] بین ان اصول ببیدجداً او اصبر على طخية عمیاء : یشب فیها الصغیر ، و یهرم فیها الکبیر ، و یکدح فیها مومن حتی یلقى الله ربہ .

فرایت ان الصبر على هاتا احجی ، فصبرت و فی العین قدی ، و فی الحلق شحی ، اری ترانی نهأً ، حتی اذا مضی الاول لسیله عقدها لاخی عدی بعده ، فیاً عجباً بینا هو یستقیلها فی حیاته اد عقد ها لاخر بعد وفاته ، فصیرها والله فی حوزة خشاء ، یخشن مسها ، و یغلظ کلمها ، و یکثر العثار والاعتذار [منها] ، فصاحبها کراکب الصعبة ان عنف بها حرن ، و ان سلس بها عسق فمی الناس بتلون و اعتراض و ملوا مع هن هی

فصبرت على طول المدة و شدة المحنة حتى اذا مضی لسیله جعلها فی حماعة رعم ائی مهم ، فیالله لهم ولدشوری ، متی اعتراض الریب فی مع الاول منهم حتی صرت اقرن بهذه الطائر؟ فمال رجل بصعده ، و اصعی آحر لصوره ، و قام ثالث القوم نافحاً حضبه بین نیله و معتلفه ، و قام معه برامیة یهضمون مال الله هضم الابل ستة الربیع ، حتی اجهر علیه عمله ، فماراعنی الآ والناس الی کعوف الضبع ، قد انثالوا عنی من کل جانب ، حتی لقد وطیء الحسنان و شق عطا فی ، حتی اذا نهضت بالامر مکث طائفة و قست اخرى و مرق آخرون ، کانهم لم یسمعوا قول الله تبارک و تعالی : تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً و العاقبة للمتقین ﴿١٥٦﴾ علی و الله لقد سمعوا و لکن احلوت الدنیا فی اعیهم ، و راقهم زبرجها ، و الذی فلق الحبة برامیة السمیة لو لا حضور الناصر و قیام الحجة و ما اخذ الله تعالی علی العلماء ان لا یقروا علی اکظة طالم و لا سغب مظلوم لا لقیتم حلها علی عاریها ، و لسقیمت آخرها بکاس اولها ، و لا لقیمت دیاکم ازهد عدی من عططة عمر

”قسم بخدا برادری نے قیاس خلافت کو پہنچ تان کر پین لیا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ خلافت کی جتنی کے لئے میری حیثیت اس مرکزی کیل کی ہے کہ (علم کا) سیلاب اس سے گزر کر نیچے جاتا ہے اور جس کی بلندی تک کسی کا طائر (فکر) بھی پرواز نہیں کر سکتا۔ پھر بھی میں نے خلافت کے گے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کئے ہوئے باتھوں سے حمد کردوں یا اسی ہمیا تک تاریکی پر صبر کروں کہ جس میں بچہ بوڑھ ہو جائے ، سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

تو میں نے دیکھ کہ اس حالت میں صبری قرین عقل ہے تو میں نے اس عالم میں صبر کر لیا آنکھوں میں مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹے دیکھ رہا تھا ، یہاں تک کہ پہلے نے اپنا راستہ لیا اور اپنے بعد خلافت کو میرے برادر عدی کے لئے پاندھ گیا۔ عجیب و حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استعفا دے رہا تھا اور مرنے کے بعد کے لئے دوسرے کے لئے طے کر گیا اور قسم بخدا اب خلافت کو ایک ایسی درشت اور سخت منزل میں رکھ دیا ہے کہ جس کو چھو نے پر درشتی کا احساس ہوتا ہے اور جس نے زخم کاری میں لغزش کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات!۔ اس کو برداشت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ گر (مہار کے

ساتھ) ناک کو کھینچا جائے تو وہ زخمی ہو جائے، ورڈ ٹیسل دیدے تو ہدکتوں میں کود پڑے، پس لوگوں کو تنہا مزاجی اور بے راہ روی کی طرف رغبت دلادی گئی اور پست لوگوں کے لئے امتحان و ہدا۔

اور میں نے سخت حالات میں حویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستہ پر چل پڑا لیکن خدمت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا یہ یگانہ کرتے ہوئے کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں، پس ہندی جانے ان کو اور شوری کو (میرا کیا تعلق تھا ایک شوری سے)، مجھ میں روز اول کو نہ عیب وریب تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے انہی کی فضا میں پرواز کی، پس ایک شخص داندی کی طرف جھک گیا، دوسرا کینہ کی بنا پر مجھ سے منحرف ہو گیا، اور تیسرا شخص سرگین اور چارہ کے درمیان پیٹ پھلنے لگے کھڑے ہو گیا اور اس کے ساتھ بنوامینہ بھی کھڑے ہو گئے جو مال خدا کو اس طرح ہضم کر رہے تھے جس طرح اونٹ بہار کی گھاس کو چر پیتا ہے یہاں تک کہ اس کے اعمال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

پس اس وقت مجھے جس چیز نے دہشت زدہ کر دیا وہ یہ تھی کہ لوگ بچہ کی گردن کے بال کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے میرے اوپر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ حسین کچل گئے، ورمیری ردا کے کنارے پھٹ گئے، لیکن جب میں ذمہ داری سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی، دوسرا فسق ہو گیا اور تیسرا دین سے باہر نکل گیا گویا کہ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول سنا ہی نہیں تھا کہ: "تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ" (یہ دار آخرت ہم صرف ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو دنیا میں بلندی و فساد نہیں چاہتے ہیں اور عاقبت صرف اہل تقویٰ کے لئے ہے۔) (سورہ قصص آیت ۸۳)۔

ہاں۔ ہاں۔ قسم بخدا یقیناً انہوں نے (یہ ارشاد الہی) سنا ہے مگر دنیا ان کی نگاہوں میں آراستہ ہو گئی اور اس کی چمک دمک نے انہیں لبھایا۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے داند کو شگافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پھیرا کیا ہے کہ اگر حاضرین کی موجودگی اور انصار کے وجود سے جنت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور اللہ کا اہل علم سے یہ عہد نہ ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پڑی اور مظلومی پر چین سے نہ بیٹھنا تو میں آج بھی اس خرافات کی رسی کو اسی کی گردن میں ڈال کر ہنگام دیتا اور اس کے آخر کو، ذل ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ بیٹے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں ہماری کی جھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں (مولا علیہ السلام کا خطبہ اس مقام پر پہنچا تھا کہ) اہل عرق میں سے ایک شخص نے آپ علیہ السلام کو ایک تحریر پیش کی، پس آپ علیہ السلام نے اپنے کلام کو منقطع فرمایا اور اس کو پڑھنے میں مشغول ہو گئے (جب آپ علیہ السلام فارغ ہو گئے) تو میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! (کیا یہی چھ ہوتا)، مگر آپ اپنے کلام کو جہاں پہنچا تھا وہیں سے آگے جاری فرماتے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "بہت عجیب ہے (ہائے افسوس!) اے ابن عباس! یہ تو شفق تھا جو ابھر کر دب گیا۔" (ابن عباس کہتے ہیں) مجھے کسی کلام کے ناتمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہو جتنا افسوس اس کلام میرا المؤمنین صلوٰۃ

علیہ پر ہو کہ جب آپ علیہ السلام بات کو وہاں نہ پہنچا سکے جہاں کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس کتاب کے مصنف کہتے ہیں: میں نے حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری سے اس روایت کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے میرے لئے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

روایت کی تفسیر

آپ علیہ السلام کا قول: "لقد تقمصھا" یعنی خلافت کو پہن لی قمیص کی طرح۔ کہا جاتا ہے نقمص الرجل، تدرع الرجل، نردی الرجل اور تمندل الرجل (سب مرد کے قمیص پہن لینے یا کسی چیز کو قمیص کی مانند اپنے اوپر ڈال لینے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں)

اور آپ علیہ السلام کا قول "محل القطب من الرحی" یعنی خلافت نے میرے ارد گرد سی طرح دائرہ بنایا ہو ہے جس طرح چکی کا پتھر اس کے مرکز کے گرد دائرہ بنائے ہوئے ہوتا ہے۔

ور آپ علیہ السلام کا قول "یسحدر عہ السیل ولا یرتقی الیہ الطیر" آپ علیہ السلام کی اس سے مراد یہ ہے کہ بیشک خلافت میرے غیر کے لئے ناممکن تھی، میرا غیر اس کی قدرت ہی نہیں رکھتا، ورنہ اس کے لئے صد حیت و من سبت ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "فسدلت دونھا ثوبا" یعنی میں نے خلافت سے منہ پھریا مگر اس کے میرے لئے لازم ہونے کو زائل نہیں ہونے دیا۔ اور "الکشح" کے معنی ہیں ایک طرف ہونا، اور پہلو تہی کرنا تو آپ علیہ السلام کے قول "طویت عنھا" یعنی میں نے خلافت سے منہ موڑا اور پہلو تہی کی۔ اور "کاشح" کہتے ہیں کسی کا آپ سے پہلو تہی کرنا یعنی ایک طرف ہو جانا۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "طفقت" یعنی میں نے قبول کیا اور حاصل کیا۔ "ارتنی" یعنی میں فکر مند ہوا اور اپنی رائے کو استعمال کر رہا ہوں اور نگاہ کر رہا ہوں کہ "ان اصول بید جواء یعنی اصول (کے ہاتھ) کو قطع کر دیا گیا ہے اور اس سے مراد نصرت کرنے والوں کی کمی ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "او اصبر علی طحیة" طحیہ کے لئے استعمال کے دو مقام ہیں ایک تاریکی و رندھیرا، اور دوسر غم اور حزن۔ کہا جاتا ہے "اجد علی قلبی طحیة" یعنی (میں اپنے دل میں پاتا ہوں) حزن اور غم۔ اور یہاں پر یہ لفظ تاریکی اور غم و حزن دونوں معنی کو جمع کر رہا ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "یکدح مؤمن" یعنی مؤمن اپنے لئے محنت اور کوشش کرتا ہے مگر اس کا حق اسے نہیں دیا جاتا۔ اور آپ علیہ السلام کا قول "احجی" یعنی (میں) ہوا، کہا جاتا ہے "ہذا احجی من هذا" (یہ اس سے بہتر ہے)، اور احو، احوی اور او جب یہ تمام قرہی معنی رکھتے ہیں۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "فی حورۃ" یعنی ایک گوشہ میں، جب آپ کسی چیز کو ایک گوشہ میں جمع کر لیں تو کہا جاتا ہے حورۃ

الشیء (ماضی)، احوزہ (مضارع) اور حوراً (مصدر) اور حوزہ کا لفظ گھر، در و دوسری چیزوں کے گوشوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
اور آپ علیہ السلام کا قول: "کراکب الصعبة" یعنی ایسی اونٹنی کہ اگر اس کے ساتھ چلتی کی جائے تو راضی نہ ہو، اور "عنفایہ زفق" (نری) کا الٹ ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "حَرَن" یعنی ٹھہر جائے اور نہ چلے اور حران کے لفظ کو فقط چوپایوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں تک تعلق اونٹ کا ہے تو اس میں کہا جاتا ہے: "اخملت الناقة" اور "بھا خلا" یہ چوپایوں کے ٹھہر جانے اور نہ چلنے کے معنی میں ہی ہے مگر یہ کہ عرب اس کو کبھی کبھار اونٹ میں بھی بطور استعارہ استعمال کرتے ہیں۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "ان سلس غسق" یعنی (اگر ڈھیل دے دے تو) وہ اسے تاریکی و ہلاکت میں داخل کر دے۔
اور آپ علیہ السلام کا قول "مع هن و ہنی" یعنی لوگوں میں پست افراد، عرب کہتے ہیں: "فلان ہنی" (فلان پست انسان ہے) یہ ہنی کا لفظ "هن" کی اسم تصغیر ہے یعنی وہ شخص کہ جو لوگوں سے کمتر ہو اور ان کی مراد اس سے ان کے معاملات کا چھوٹا ہونا ہے۔ (یعنی ایسے افراد جن کی باتوں کو اہمیت نہیں دی جاتی)۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "فمال رجل بصبعة" اور روایت میں "بصلعة" بھی آیا ہے اور دونوں کے معنی قریب قریب ہیں اور وہ یہ ہے کہ کسی کا اپنی خواہش اور اپنے نفس کی خاطر کسی شخص کو اپنی جگہ قرار دینے کی طرف میلان اور جھکاؤ رکھنا۔
اور آپ علیہ السلام کا قول: "و اضعی آخر لصهره" ضعو کا معنی میلان اور جھکاؤ ہے۔ کہا جاتا ہے: "ضعوک مع فلان" یعنی آپ کا میلان اس کے ساتھ ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "نافجا حصیہ" یہ کھانے، شراب اور ان جیسی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ "قد انتفج بطنہ" (یقیناً اس نے پیٹ کو پھلایا) جیم کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور ہر اس بیماری میں جو انسان کے پیٹ سے اوپر آجائے، کہا جاتا ہے: "قد انتفج بطنہ" خاہ کے ساتھ اور "حصنان" سینے کے دونوں طرف۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "بین نیلہ و معطلہ" تو نیل تو اونٹ کی لید کو کہتے ہیں، اور اس کو یہاں پر شخص کے لئے فقط بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور معطل اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں پر وہ علف کرتا ہے یعنی کھاتا ہے، اور کلام کے معنی یہ ہیں کہ وہ مقام طعام اور مقام نکاح کے درمیان ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "یہضمون" یعنی وہ توڑ دیتے ہیں اور ختم کر دیتے ہیں اور اسی سے عربوں کا قول ہے: "هضمی الطعام" یعنی (کھانے نے) مجھے ختم کر دیا۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "حتی اجهز" یعنی اس پر پہنچ گئے اور اسے قتل کر دیا، جب آپ کو کسی سے رخم پہنچ ہو، اور اس کے نتیجے میں آپ اسے قتل کر دیں تو کیا جائے گا: "اجهز علی الجریح"۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "کعرف الضبع" (بچہ کی گردن کے بال کی طرح) آپ علیہ السلام نے اس سے تشبیہ دی اس کی کثرت کی وجہ سے اور عرف ان ہانوں کو کہتے ہیں کہ جو گھوڑے کی گردن پر ہوتے ہیں پھر اس کو بچہ کی گردن کے لئے بطور ستعارہ استعمال کیا گیا۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "قد انشالوا" یعنی مجھ پر گر پڑے اور کثیر لوگ جمع ہو گئے۔ اور جب آپ تیروں کو گرا دیں تو کہا جائے گا "انثلت ما فی کمانتی من السهام" (میں نے اپنے ترکش میں سے تمام تیروں کو گرا دیا)۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "و شق عطافی" یعنی آپ کی رداء۔ عرب رداء کو عطف سے موسوم کرتے ہیں۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "وراقهم زبرجھا" تعجب خیز اس کا حسن تھا اور زبرج کا اصلی معنی ہے نقش اور یہاں پر مراد دنیا کی چمک اور اس کا حسن ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول "لا یقرؤا [علی] کظۃ ظالم" تو کظۃ کہتے ہیں شکم پڑی کو یعنی علماء ظالم کی جانب سے۔ ل حرام سے شکم پڑی پر صبر نہ کریں اور ان کو ان کے ظلم کے ساتھ چین سے نہ بیٹھنے دیں۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "و لا مسغب مظلوم" پس مسغب بھوک کو کہتے ہیں اور اس کے معنی ہیں مظلوم کو اس کے واجب حق سے محروم کر دینا۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "للقیت جبلھا علی غاربھا" یہ عربوں کے اس محاورے کی طرح ہے۔ "القیۃ جبل المعیر علی غاربہ" (میں نے اونٹ کی رتی کو اس کے کوہان اور گردن پر ڈال دیا ہے) تاکہ جہاں چاہے وہاں چرے۔ (چلا جائے)

اور آپ علیہ السلام کا قول: "و لسفیت آخرھا بکأس اولھا" کے معنی ہیں کہ ان کو ان کی گمراہی اور اندھے پن میں چھوڑ دیتا۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "ازھد عندی" پس زھید یعنی قلیل۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "من جقة عنز" پس جقة اس رتھ کو کہتے ہیں کہ جو بکری کے مقعد سے نکلتی ہے۔ اور "عقطة" اس رتھ کو کہتے ہیں کہ جو اس کی ناک سے نکلتی ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا قول: "تلك شفقة" تو شفقة اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو اونٹ کے منہ کی طرف سے نکلتی ہے جب وہ ہجان اور مستی کی کیفیت میں ہو۔

☆ (۴۰۵) التین، الزیتون، طور سینین اور البلد الامین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے

بیان کیا احمد بن محمد بن خالد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو عبد اللہ الرازی نے، انہوں نے حسن بن علی بن ابی عثمان سے، انہوں نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباء طہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہروں میں سے چار کو چن لیا ہے، پس اللہ عز وجل نے فرمایا ہے: ”والتین و الزیتون و طور سینین و هذا البلد الامین“ التین سے مراد مدینہ، الزیتون سے مراد بیت المقدس، طور سینین سے مراد کوفہ اور هذا البلد الامین سے مراد مکہ ہے۔“

☆ (۴۰۶) نشہ کی اقسام کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن راشد سے، انہوں نے ابو بصیر اور محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباء طہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”نشے چار قسم کے ہیں: شراب کا نشہ، مال کا نشہ، نیند کا نشہ، اور حکومت کا نشہ۔“

☆ (۴۰۷) ناصب کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی کوئی سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے معقل بن حنیس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ناصب دشمن اہل بیت وہ نہیں ہے کہ جو ہم اہل بیت سے دشمنی رکھتا ہو چونکہ تم کسی ایک کو بھی نہیں پاؤ گے کہ جو کہتا ہو کہ میں محمد اور آل محمد سے بغض رکھتا ہوں، بلکہ ناصب وہ ہے جو تم سے دشمنی رکھے جبکہ وہ جانتا ہو کہ یقیناً تم لوگ ہم سے دوستی رکھتے ہو اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو۔ اور فرمایا: جس نے ہمارے کسی دشمن کو (پیٹ بھر کھانا کھلا کر) سیر کرایا تو یقیناً اس نے ہمارے کسی دوست کو قتل کیا۔

☆ (۴۰۸) ایام اللہ عز وجل کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے مثنیٰ الحنطاط سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرمایا: "ایام اللہ عز وجل تین ہیں: وہ دن کہ جب قائم قیام کریں گے، رجعت کا دن اور قیامت کا دن۔"

☆ (۴۰۹) شدید ترین اور قوی ترین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عباس بن معروف نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ خزاز نے، انہوں نے غیث بن ابراہیم سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو ایک پتھر کو اٹھا رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: ہم اس کے ذریعے سے جانتا چاہتے ہیں کہ ہم میں شدید ترین اور قوی ترین کون ہے؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں باخبر نہ کروں کہ تم میں شدید ترین اور قوی ترین کون ہے؟" انہوں نے کہا: یقیناً، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: "تم میں شدید ترین اور قوی ترین وہ ہے کہ جب وہ راضی ہوتا ہے تو اس کا راضی ہونا اسے کسی گناہ میں داخل نہیں کرتا اور نہ ہی کسی باطل میں اور جب وہ ناراض ہوتا ہے تو اس کا ناراض ہونا اسے حق بات کہنے سے خارج نہیں کرتا اور جب وہ قادر ہوتا ہے تو ان کاموں میں مشغول نہیں ہوتا جو اس کے لئے حق بجانب نہیں ہیں۔"

☆ (۴۱۰) عبادت کے افضل ترین اجزاء (تھے) کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے، انہوں نے اسماعیل بن مسلم سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤں طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عبادت کے ستر اجزاء ہیں اور ان میں افضل ترین جزء طلب حلال ہے۔"

☆ (۴۱۱) دو عجیب و غریب باتیں جن کو صبر سے برداشت کرنا ضروری ہے - کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن حاشم نے، انہوں نے حسین بن یزید سے، انہوں نے نو فلی سے، انہوں نے اسماعیل بن ابی زیاد سکونی سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے، ان بزرگواروں نے عی علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”دو عجیب و غریب باتیں ہیں کہ تم دونوں کو صبر سے برداشت کر لو: احمق سے صادر ہونے والی حکمت کی بات کو قبول کر لو اور دانا شخص سے صادر ہونے والی احتقانہ بات کو درگزر کرو۔“

☆ (۴۱۲) پہلے والی اتھوں کی بیماری جو اس امت کی طرف سرایت کر گئی ہے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن ابن محمد بن اسماعیل قرشی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد [بن عیسیٰ] نے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے بیان فرمایا، آپ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام، ان بزرگواروں نے علی علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے کی اتھوں کی (دو) بیماریاں تمہاری طرف سرایت کر گئی ہیں: بغض اور حسد۔“

☆ (۴۱۳) اللہ عز وجل، فرشتے اور مومنین کی جانب سے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ”صلاۃ“ اور تسلیم کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسرور نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا معقل بن محمد بصری نے، انہوں نے محمد بن جمہور عقی سے، انہوں نے احمد بن حفص البرزازی کوئی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی حمزہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّواْ عَلَیْهِ وَ سَلِّمُواْ تَسْلِیْمًا“ (سورۃ اتراب: آیت-۵۶)

کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عز وجل کی جانب سے صدقہ رحمت ہے، اور فرشتوں کی جانب سے پاکیزگی (کا اظہار) ہے اور لوگوں کی جانب سے دعا ہے۔ اور جہں تک اللہ عز وجل کے قول: ”وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ کا ہے تو یقیناً پروردگار کی اس سے مراد یہ کہ آپ کے حق میں آپ کی جانب سے وارد ہونے والے تمام احکام میں (لوگوں کے لئے) تسلیم و قبول کرنا (لازم) ہے۔“

راوی کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: تو محمدؐ اور آپ کی آل پر کس طرح درود بھیجا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم لوگ کہو: صلوات اللہ و صلوات ملائکتہ و انبیائہ و رسلہ و جمیع خلقہ علی محمد و آل محمد و السلام علیہ و علیہم و رحمۃ اللہ و برکاتہ (اللہ کا درود، اس کے فرشتوں، انبیاء، مرسلین اور اس کی تمام مخلوقات کا درود محمدؐ اور آل محمدؐ پر و سدا و ہمیشہ پر اور آپ کی آل پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت)“

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: جو شخص نبیؐ اور آپ کی آل پر اس انداز سے درود بھیجے اس کے لئے کیا ثواب ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”گن ہوں سے نکلنا ہے۔ قسم بخدا۔ اس دن اس کی کیفیت اس طرح کی ہوگی جیسے جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔“

☆ (۴۱۴) لعنت کے مقامات کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن احمد سنائی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے، انہوں نے موسیٰ بن عمر نخعی سے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے، انہوں نے محمد بن حمران سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو خالد کاہلی سے، انہوں نے کہا کہ علی بن حسین علیہما السلام سے عرض کیا گیا: مسافر و غریب الوطن افراد کہاں (پیشاب و پاخانہ کر کے) وضوء کے لئے آمادہ ہوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ نہروں کے کناروں، آمد و رفت والے راستوں، پھل دار درختوں کے نیچے اور لعنت کے مقامات سے پرہیز کریں۔“ آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا: لعنت کے مقامات کون سے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”گھروں کے دروازے۔“

☆ (۴۱۵) اس مضبوط رسی کے معنی جس کے ٹوٹنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے خف بن متی الاسدی سے، انہوں نے ابوالحسن عابدی سے، انہوں نے اش سے،

انہوں نے عیاد بن ربیع سے، انہوں نے عبداللہ بن عباس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ ایسی مضبوط رتی سے متمسک ہو جائے کہ جس کے ٹوٹنے کی گنجائش نہ ہو تو اسے چاہیے کہ میرے بھائی اور میری وصی علی بن ابی طالب کی ولایت سے متمسک ہو جائے بیشک ان سے محبت کرنے والا اور ان کو دوست رکھنے والا ہلاک نہیں ہوگا اور ان سے بغض رکھنے والا اور ان سے عداوت رکھنے والا نجات نہیں پائے گا۔“

☆ (۴۱۶) صبر، مصابہ اور رابطہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے ابو حمزہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”یا ایہا الذین آمنوا اصبروا صابروا و رابطوا“ (سورہ آل عمران: آیت - ۲۰۰) کے متعلق سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ مصیبتوں پر صبر کرو، اور تم انہیں تقیہ پر صبر کی تعلیم دو اور جن (معصومین) کی تم لوگ پیروی کرتے ہو ان کے ساتھ جتنی دیکھتی ہو اور اللہ سے ڈرو کہ شاید تم فلاح پا جاؤ۔“

☆ (۴۱۷) دعاء میں رغبت، رھبت، تجتہل، ابتہال، تضرع اور بصبر کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سرقدی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن نصیر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد ابن عیسیٰ نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابوالیوب خزاز سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق صلوٰۃ اللہ علیہ سے اللہ عز وجل کے قول: ”فما استکانوا لربہم و ما یتضرعون“ (پس یہ لوگ نہ تو اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ ہی تضرع کیا) (سورہ مؤمنون: آیت - ۷۶) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ”تضرع دونوں ہاتھوں کو بند کرنا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جعفر بن احمد سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر کنی نے، انہوں نے علی بن جعفر سے، انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تجتہل یعنی جب تم دعا مانگو تب دعا کے درمیان تمہارا اپنی ہتھیلیوں کو

المن کرنا، اجتہال یعنی تمہارا دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانا اور آگے کرنا، رغبت یعنی تمہارا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو آسمان کے رو برو کرنا اور ان دونوں کو اپنے چہرے کے رو برو کرنا، رہبت یعنی تمہارا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو برابر کرنا اور ان کو چہرے تک اٹھانا اور تصرف یعنی تمہارا اپنی دو انگلیوں کو حرکت دینا اور دونوں کے ذریعے اشارہ کرنا۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے: بیشک بصبصہ یعنی تمہارا اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو آسمان کی جانب بلند کرنا اور دونوں کو حرکت دیتے ہوئے دعا کرنا۔

☆ (۴۱۸) اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے محمد بن حمران سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ: آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کا اخلاص یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ اسے ان کاموں سے باز رکھے کہ جن کو اللہ عز وجل نے حرام قرار دیا ہے۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ، حسن بن علی کوئی اور ابراہیم بن ہاشم سے، ان سب نے حسین بن سیف سے، انہوں نے سلیمان بن عمرو سے، انہوں نے مہاجر بن حسن سے، انہوں نے زید بن ارقم سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کا اخلاص یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ اسے ان کاموں سے باز رکھے کہ جن کو اللہ عز وجل نے حرام قرار دیا ہے۔“

☆ (۴۱۹) اللہ عز وجل کا قلعہ کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الحسن محمد بن جعفر الاسدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین صوفی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یوسف بن عقیل نے، انہوں نے اسحاق بن راہویہ سے، انہوں نے کہا کہ جب ابوالحسن الرضا علیہ السلام نیشاپور پہنچے جبکہ آپ علیہ السلام نے وہاں سے نکل کر مامون کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام کے اطراف علماء حدیث جمع ہو گئے اور آپ علیہ السلام سے عرض کیا: ”یا ابن رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان سے جا رہے

ہیں اور آپؐ نے کوئی حدیث بیان نہیں فرمائی کہ جس کا ہم آپؐ سے استفادہ کرتے؟ اور اس وقت آپؐ علیہ السلام عمری میں بیٹھ چکے تھے، پس آپؐ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”میں نے سنا کہ میرے پدربزرگوار موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ میرے پدربزرگوار جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ میرے پدربزرگوار محمد بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ میرے پدربزرگوار علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ میرے پدربزرگوار امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لا الہ الا اللہ میرے قلعہ ہے، پس جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امان پا گیا۔“ راوی کہتا ہے کہ جب سواری چل پڑی تو آپؐ علیہ السلام نے ہمیں ندا دی لا الہ الا اللہ کی شرطوں کے ساتھ اور میں اس کی شرطوں میں سے ہوں۔“

اور میں اسی معنی سے مطابقت رکھنے والی مروی احادیث کو کتاب اتوحید میں بیان کر چکا ہوں۔

☆ (۴۲۰) ☆ اللہ عزوجل کے قلعہ کے دوسرے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد حسینی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن محمد فزاری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عبد اللہ بن بحر، ہوازی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو الحسن علی بن عمرو نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن محمد بن جمہور نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علی بن بدر نے، انہوں نے علی بن موسیٰ ارضاء علیہما السلام سے، آپؐ نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، آپؐ نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپؐ نے محمد بن علی علیہما السلام سے، آپؐ نے علی بن حسین علیہما السلام سے، آپؐ نے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، آپؐ علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے جبرئیل سے، انہوں نے میکائیل سے، انہوں نے اسرافیل سے، انہوں نے لوح سے، انہوں نے قلم سے، انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”علی بن ابی طالب - صوات اللہ علیہ - کی ولایت میرا قلعہ ہے، پس جو میرے قلعے میں داخل ہو گیا وہ میری (جہنم کی) آگ سے امان پا گیا۔“

☆ بندوں کا اللہ کے عہد کو پورا کرنا اور اللہ عزوجل کا بندوں کے عہد کو پورا کرنے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم نے، انہوں نے محمد بن علی قرشی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو الریح الزہرائی نے اور کہا کہ ہم سے بیان کیا حرز نے، انہوں نے سیث بن ابی سیم سے، انہوں نے محمد سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل فرمایا: ”و اوفوا بعهدي اوف بعهديكم“ (اور تم میرا عہد پورا کرو (تو) اور میں تمہارا عہد پورا کروں گا) (سورہ بقرہ، آیت ۴۰) تو اللہ کی قسم! یقیناً آدم دنیا سے اس عالم میں نکلے تھے کہ (اپنی قوم سے) اپنے بیٹے ”شیث“ کی وفا کا عہد لے لیا تھا لیکن ان سے وفا نہیں کی گئی اور یقیناً نوحؑ اس دنیا سے اس حال میں گئے کہ اپنی قوم سے اپنے وحی سامع کی وفا کا عہد لے لیا تھا لیکن ان کی امت نے عہد کو وفا نہیں کیا۔ اور یقیناً برہنہم اس دنیا سے اس حال میں نکلے تھے کہ اپنی قوم سے اپنے وحی سامع کی وفا کا عہد لے لیا تھا مگر ان کی امت نے عہد کو وفا نہیں کیا۔ اور یقیناً موسیٰ اس دنیا سے اس عالم میں نکلے تھے کہ اپنی قوم سے اپنے وحی یوشع بن نون کی وفا کا عہد لے لیا تھا مگر ان کی امت نے عہد کو وفا نہیں کیا۔ اور یقیناً عیسیٰ بن مریم کو اس حال میں آسمان کی طرف اٹھایا گیا کہ انہوں نے اپنی قوم سے اپنے وحی شمعون بن حنون کی وفا کا عہد لے لیا تھا مگر ان کی امت نے بھی عہد کو وفا نہیں کیا اور میں غفریب تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارے درمیان سے نکل جاؤں گا، اور میں نے اپنی امت سے علی بن ابی طالب کے سلسلے میں عہد لے لیا ہے اور یہ بھی میرے وحی کی مخالفت اور نافرمانی میں سبقت امتوں کی سنتوں (کی سواری) پر سوار ہوگی۔ آگاہ ہو جاؤ! میں تم سے علی کے سلسلے کے اپنے عہد کی تجدید کرتا ہوں تو جو بھی عہد شکنی کرے گا وہ اپنی ذات کو نقصان پہنچائے گا اور جو بھی اس عہد کو وفا کرے گا جس پر اللہ نے، اس سے عہد لیا ہے تو غفریب پروردگار اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اے لوگو! علی میرے بعد تمہارا امام ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ وہی میرا وحی ہے، میرا وزیر ہے، میرا بھائی ہے، میرا ناصر و مددگار ہے، میری دختر کا شوہر ہے، میرے بیٹوں کا باپ ہے، میری شفاعت اور میرے حوض اور میرے پرچم کا مالک ہے۔ جس نے اس کا انکار کیا یقیناً اس نے میرا انکار کیا اور جس نے میرا انکار کیا یقیناً اس نے اللہ عزوجل کا انکار کیا۔ جس نے اس کی امت کا اقرار کیا تو یقیناً اس نے میری نبوت کا اقرار کیا اور جس نے میری نبوت کا اقرار کیا تو یقیناً اس نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کیا۔

اے لوگو! جس نے علی کی نافرمانی کی یقیناً اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی یقیناً اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اور جس نے علی کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اے لوگو! جس نے علیؑ کو توں یا فعل کے سلسلے میں رد کیا تو یقیناً اس نے مجھے رد کیا اور جس نے مجھے رد کیا تو یقیناً اس نے عرش کی بندگی پر اللہ کو رد کیا۔

اے لوگو! تم میں سے جس نے علیؑ کو بطور امام چن لیا تو یقیناً اس نے مجھے بطور نبی چن لیا اور جس نے مجھے بطور نبی چن لیا تو یقیناً اس

نے اللہ عزوجل کو بطور پروردگار چن لیا۔

اے لوگو! علیٰ اوصیاء کا سردار ہے، چمکتی پیشانی والوں کا قائد ہے، مومنوں کا مولیٰ ہے، اس کا دوست میرا دوست ہے، اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے، اس کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

اے لوگو! علی کے متعلق اللہ کے عہد کو وفا کرو، اللہ بھی قیامت کے دن جنت کے متعلق تمہارے حق میں عہد کو وفا فرمائے گا۔

☆ (۴۲۲) ربوہ، قرار اور معین کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا مظفر بن جعفر بن مظفر علوی سرقندی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسعود نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن اٹکیب سے، انہوں نے عبدالرحمن بن حماد سے، انہوں نے احمد بن حسن سے، انہوں نے صدقہ بن حسان سے، انہوں نے مہران بن ابی نصر سے، انہوں نے یعقوب بن شعیب سے، انہوں نے سعد الاسکاف سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: امیر المؤمنین علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے فرمان ”وَأَوَيْنَا هُمَا إِلَى رِبْوَةِ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ“ (اور انہیں ایک بلندی پر جہاں ٹہرنے کی جگہ بھی تھی اور چشمہ بھی تھا پناہ دی) (سورہ مومنون: آیت - ۵۰) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: ربوہ کوفہ ہے، قرار: مسجد (کوفہ) ہے اور معین فرات ہے۔“

☆ (۴۲۳) صفح الجبیل کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن سعید ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن فضال نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے فرمان ”فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ“ (لہذا آپ ان سے خوبصورتی کے ساتھ درگزر کر دیں) (سورہ حجر: آیت - ۸۵) کے متعلق فرمایا: (اس سے مراد) بغیر عتاب و سرزنش کے معاف کر دینا۔“

☆ (۴۲۳) ☆ خوف اور طمع کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن سعید ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسن بن فضال نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے فرمان "هُوَ الَّذِي يَرْيَكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا" [وہی خدا ہے جو تمہیں (تمہارے) خوف اور طمع کی حالت میں بجلیں دکھاتا ہے] [سورہ رعد۔ آیت ۱۲] کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: "خوف کی حالت مسافر کے لئے اور طمع کی حالت اقامت پذیر کے لئے ہے۔"

☆ (۴۲۵) ☆ اس نیکی کے معنی جو بندہ کو جنت میں داخل کراتی ہے ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے داود بن سلیمان سے، انہوں نے علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے، انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے داود علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی بیشک میرے بندوں میں سے کوئی بندہ یقیناً میرے پاس ایک نیکی لے کر آئے گا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ عرض کیا۔ میرے پروردگار! یہ کونسی نیکی ہے؟ فرمایا: وہ مومن کو اس کی پریشانی اور سختی میں کشادگی اور آسانی دے، اگرچہ ایک بھجور کے بدلے ہو، تو داود علیہ السلام نے عرض کیا۔ حق ظاہر ہو گیا ہے اس شخص پر جو تیری معرفت رکھتا ہے کہ تجھ سے اپنی امید کو منقطع نہیں کرتا۔"

☆ (۴۲۶) ☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین دفعہ: میرے معبود! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ فرمانے کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے، انہوں نے علی بن داود یعقوبی سے، انہوں نے عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے علی بن ابی طالب علیہما السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے معبود! میرے خلفاء پر رحم فرما، میرے معبود! میرے خلفاء پر رحم فرما، آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو میرے بعد

آئیں گے میری حدیث اور سنت کو روایت کریں گے۔“

☆ (۴۲۷) ☆ کامل خوراک کے معنی ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے، ان بزرگواروں نے علی علیہ السلام سے کہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوراک میں جب چار خصلتیں جمع ہوں جائیں تو وہ یقیناً کامل ہو جاتی ہے: جب وہ حلال میں سے ہو، اس پر (کھانے کے لئے بڑھنے والے) ہاتھ زیادہ ہوں، اس کے شروع میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اور اس کے اختتام پر اللہ کی حمد کی گئی ہو۔“

☆ (۴۲۸) ☆ اس تحریر کے معنی جوام سلمیٰ نے عائشہؓ کی جانب لکھا

☆ جب انہوں نے بصرہ کی طرف خروج کا ارادہ کیا ☆

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی ماجیلویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے چچ محمد بن ابی قاسم نے، انہوں نے محمد بن علی صیرفی قرشی کوئی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا نصر بن مزاحم مقری نے، انہوں نے عمر بن سعد سے، انہوں نے ابو مخنف لوط بن یحییٰ سے، انہوں نے عقبہ ازدی سے، انہوں نے ابواخض ارجسی سے، انہوں نے کہا کہ جب عائشہؓ نے بصرہ کی طرف خروج کا ارادہ کیا تو ان کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلیہ ام سلمیٰ۔ رضی اللہ عنہا۔ نے لکھا۔ اما بعد فانک سدة بین رسول اللہ (ص) و بین امتہ و حجابہ المضروب علی حرمتہ و قد جمع القران ذیلک فلا تندحیہ و سکن عقیراک فلا تصحریہا، ان اللہ من وراء هذه الامۃ، قد علم رسول اللہ (ص) مکانک لو اراد ان یهد الیک لفعل، و لقد عهد، فاحفظنی ما عهد فلا تخالفی فیخالف بک، و اذکری قولہ علیہ السلام فی نباح الکلاب بحواب، و قولہ ﴿ما للنساء والغزو﴾ و قولہ (ص): ﴿انظری یا حمیراء ألا تکنونی انت علت علت﴾ بل قد نہاک عن الفرطۃ فی البلاد و ان عمود الاسلام لن یثاب بالنساء ان مال، ولن یرأب بہن ان صدع، حمادیات النساء غص الابصار، و خمر الاعراض، و قصر

الوہارۃ، ما کنت قائلاً لو ان رسول اللہ (ص) عارضک ببغض الفلوات، ناصۃ قلو صاً من منہل الی آخر؟ ان بعین اللہ مہواک، و علی رسول اللہ تردین، قد و جہت سدافتہ، و ترک عہیدہ، لو سرت مسیرک ہذا ثم قیل لی: (ادخلی الفردوس) لا ستحیت ان القی رسول اللہ (ص) ہاتکۃ حجاباً قد ضربہ علی، اجعلی حصنک بیتک و رباعۃ الستر قبرک، حتی تلقیہ، و انت علی تلک الحال اطوع ما تکنونین للہ ما لزمته، و انصر ما تکنونین للمدین ما جلست عنہ، لو ذکر تک بقول تعرفینہ لنہشتنی نہش الرقشاء المطروق۔

بات یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کے درمیان ایک پردہ ہو اور آپ کی طرف سے اپنی حرمت پر نگاہ ہو واجب ہو۔ قرآن نے تمہارے (احکام کے) آخری حصہ کو جمع کیا ہے اسے نہ کھو۔ اپنے چھوٹے گھر میں رہو، صحرا میں نہ نکل آؤ۔ [بیشک اللہ اس مت کے پیچھے (نگہب) ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مقام کو جانتے تھے۔ گروہ راہہ کرتے تو تمہاری طرف کسی کام کا عہد لیتے، اور یقیناً آنجناب نے عہد (تو) یہ تھا تو تم جس بات کا آنجناب نے عہد یا اس کی حفاظت کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ وہ بھی تمہاری مخالفت کریں گے۔

اور تم یاد کرو آنجناب کے جواب کی جگہ میں کتنے کے بھونکنے کے قول کو اور آنجناب کے فرمان کو کہ عورتوں کا جنگ سے کیا رشتہ؟، اور آنجناب کے قول: اے حیراء! تم نگاہ رکھو کہ کہیں تم حق سے روگردانی کرنے والی اور ظلم و ضرر کی طرف مائل ہو جانے والی نہ بن جاؤ۔ بلکہ آنجناب نے تمہیں شہروں میں آنے جانے سے منع فرمایا تھا۔ اور اگر اسلام کا ستون ٹیڑھا ہو گیا تو عورتوں کے ذریعے کبھی بھی سیدھا نہ ہوگا، اگر اس میں شگاف پڑ جائے تو عورتوں سے کبھی بھی بند نہیں ہوگا۔

اور عورتوں کی خوبیوں کی انتہا آنکھوں کے جھکانے، عزت کی حفاظت کرنے اور شرمیلی چالوں کی کمی ہے۔ تم کیا کہنے والی ہو اگر صحرا کے بعض حصوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سامنے جائیں جب کہ تم بلند قامت جوان کی مانند اونٹ پر سوار ہو کر ایک چشمے سے دوسرے کی طرف جا رہی ہو؟ کیا تمہارے خیال ہے کہ اللہ نے آنکھیں بند کر لی ہیں؟ اور رسول اللہ کو ردوگی۔ (اور آنجناب کو جواب نہیں دوگی) جبکہ یقیناً تم نے آنجناب کے (عفت) کے پردے کو چیر ڈالا ہے اور آنجناب کے عہد و فرمان کو چھوڑ دیا ہے۔

اگر میں تمہارے اس راستے پر چلتی اور پھر مجھ سے (قیامت کے دن) کہا جاتا: فردوس میں داخل ہو جاؤ، تو میں شرم محسوس کرتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں جبکہ میں نے اس پردہ کو چیر دیا ہو جو آپ نے میرے لئے معین کیا تھا۔ تم (بھی) اپنا قلعہ اپنے گھر کو قرار دو۔ اور پردے کے پیچھے کے مقام کو اپنی قبر بن لو (کہ جیسے قبر سے کوئی باہر نہیں آتا پردے کے پیچھے سے بھی باہر نہ آ) یہاں تک کہ تم رسول اللہ سے ملاقات کرو اور اللہ کی خاطر جو تم کر سکتی ہو اس میں تمہارے اس حاست میں ہونا یہ زیادہ اطاعت و فرمان برداری ہے اس حالت کے مقابلہ میں جو تم نے اپنے آپ پر زہم کر لی ہے اور دین کے لئے جو تم کر سکتی ہو اس میں یہ حاست زیادہ مددگار ہے بنسبت اس حالت کے کہ جس میں تم بیٹھی ہو۔

اگر میں تمہیں وہ قول یاد دلادوں جسے تم جانتی بھی ہو تو مجھے خاموش سفید چھتے کی طرح کاٹنے لگو گی۔ تو نہ شتر نے کہا تمہارے وعظ کو قبول کرنے کے لئے مجھ سے بہتر کون ہے! اور مجھ سے بڑھ کر تمہاری نصیحتوں سے آگاہ کون ہے! مگر معاملہ ویسا نہیں ہے جیسا تم گن گن کر رہی ہو، بہترین راستہ وہی ہے جسے میں نے اختیار کیا ہے۔ اس معاملہ میں میری طرف دو مخالف گروہ فریادی بنے ہیں، اگر میں بیٹھ جاؤں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر قیام کروں گی تو اس کی جانب کہ جس نے زیادتی کی ہے۔

پس ام سلمہؓ نے فرمایا:

لو كان معتصماً من زلة احد ☆ كانت لعائشة العتبی علی الناس
(اگر لوگوں میں سے کسی کے لئے بھی ذلت سے بچنے کی راہ ہوتی تب بھی عائشہ کے لئے لوگوں کے ساتھ راہ ہوتی۔)

کم سنة رسول الله دراسة ☆ و تلو آي من القرآن مدراس
(رسولؐ کی کتنی ہی سنتیں فراموش ہو گئیں۔ اور قرآن کی کتنی ہی تلاوتیں غل سے خالی رہ گئیں۔)

قد ينزع الله من قوم عقولهم ☆ حتى يكون الذى يقضى على الرأس
(کبھی اللہ تعالیٰ سے ان کی عقلوں کو نکال لیتا ہے یہاں تک کہ وہ سروں سے فیصلہ کرنے والے ہو جاتے ہیں۔)

خطبہ کی تفسیر:

ام سلمہؓ - رحمۃ اللہ علیہا - کا قول: "انک سدة بين رسول الله" یعنی تم رسول اللہؐ اور امت کے درمیان، رسول اللہؐ کے حرم اور اس طرف جانے کی جگہ کے درمیان دروازہ ہو کہ سسرالی رشتے داری مباح ہو گئی ہے۔ تو تم اس رشتہ کی بنیاد پر ایب خروج نہ کرو جو تم پر واجب ہے کہ (اس خروج کے ذریعے) تم لوگوں کو اپنے جیسا کام کرنے کی طرف متنازع کرو۔

اور ان کا قول "فلا تندحیه" اسے نہ کھولو کہ حرکت اور خروج کے ذریعے اسے کشادہ کر دو۔ کہا جاتا "ندحت الشی" جب آپؐ اسے کشادہ کر دیں اور اس (مادہ) میں سے کہا جاتا ہے "انافی مندوحة عن کذا" یعنی کشادگی میں، میں فدا چیز میں ہوں۔ اور انہوں نے اپنے قول "قد جمع القرآن ذیلک" سے اللہ عزوجل کے قول: "وقرن فی بیوتک ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولى" (سورۃ احزاب: آیت-۳۳) کا ارادہ کیا ہے۔

اور ان کا قول "سگس عقیر اک" - عقردار سے ہے اور یہ اس کی اصل ہے۔ اہل جازعین کو ضرر (پیش) دیتے ہیں، اور بل نجد فتح (زبر) دیتے ہیں۔ تو "عقیراء" اس میں سے اسمیٰ اور تفسیر ہے۔ اور اسی طرح جو اسم مصغر "نریا" اور "حمیا" آیا ہے وہ یہ شراب کے جوش کو کہتے ہیں اور "عقیر" نہیں بنا گیا ہے سوائے اس حدیث میں۔

اور ان کا قول "فلا تصحریہا" یعنی اسے ظاہر نہ کرو اور دور نہ کرو اور صحراء میں قرار نہ دو۔ کہا جاتا ہے "اصحرا" جب ہم صحرائیں آئیں۔ جس طرح کہا جاتا ہے "انجدنا" جب ہم نجد میں آئیں۔

اور ان کا قول غُلَّتْ غُلَّتْ - یعنی غیر حق کی طرف تم مائل کر دی جاؤ۔ اور عول مائل ہونے اور جو رستم کے معنی میں ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ ”ذالک ادنیٰ الا تعولوا“ (یہ بات انصاف سے تجاوز نہ کرنے کے قریب تر ہے) (سورہ نساء۔ آیت ۳) کو کہا جاتا ہے ”عال یعول“ جب تجاوز کرے۔

اور ان کا قول ”بل قد نہاک عن الفرطۃ فی البلاد“ یعنی شہروں میں آنے جانے اور گھومنے سے۔ کیونکہ ”فرطۃ“ نام ہے خروج اور قدم بڑھانے کا جیسے ”غرفہ و غرفہ“، کہا جاتا ہے: ”فی فلان فرطۃ“ یعنی جانا آنا اور گھومنا، کہا جاتا ہے: ”فرطۃ فی المال“ یعنی میں نے مال میں اس پر سبقت کر لی۔

اور ان کا قول: ”ان عمود الاسلام لن یناب بالنساء ان مال“ یعنی ان کے ذریعے سیدھے پن کی طرف نہیں لوٹوں گا۔ ”نبت الی کذا“ یعنی میں اس کی طرف پلٹا۔

اور ان کا قول ”لن یرأب بہن ان صدع“ یعنی ان سے بند نہیں ہوگا۔ کہا جاتا ہے: زایت الصدع و لامتہ فانضم (میں نے شکاف کو بھر اور درست کیا تو وہ مل گیا)۔

اور ان کا قول ”حمادات النساء“ یہ حمادی کی جمع ہے اور کہا جاتا ہے: ”قصاراک ان تفعل دلک و حماداک“ تمہاری انتہائی کوشش یہ ہے کہ تم ایسا کرو۔ جیسا کہ اس نے کیا ہے گویا کہ آپ نے کہا: ”حمدک و غایتک“ (تمہاری انتہائی حد اور تمہاری غایت)۔

اور آپ کا قول: ”غض الأبصار“ یہ تو معروف ہے۔

اور آپ کا قول: ”و خفر الأعراض“ اعراض، عرض کے گروہ کو کہتے ہیں اور عرض جسد کو کہتے ہیں۔ اور ”خفر“ یعنی حیا۔ مراد یہ ہے کہ عورتوں کی حمد و تعریف نگاہوں کے نیچے ہونے اور ایسی پردہ نشینی میں ہیں خفر کے لئے جس کے معنی حیا ہیں۔

اور ”قصر الوہازہ“ یعنی قدم اور اس سے آپ کی مراد عورتوں کا کم قدم چلنے والی ہونا ہے۔

اور آپ کا قول: ”ناصۃ قلو صا من منہل الی آخر“ یعنی اس کو سفر کے لئے اٹھانے اور ”النص“ بلندی کی طرف سفر کو کہتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے: ”نصت الحدیث الی فلان“ جب آپ اس کی طرف بات کو بلند کریں اور اس سے حدیث ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یمسیر العنق فاذا وجد فجوة نصّ“ یہاں پر نص کے معنی سفر میں (رفتار میں) اضافہ کر دینا ہے۔

اور آپ کا قول: ”ان بعین اللہ مہواک“ یعنی تمہارا ارادہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اور آپ کا قول: ”و علی رسول اللہ ترو دین“ یعنی تمہارے کام سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ”وقد و جہت سدافتہ“ یعنی تم نے پردے کو پھاڑ دیا چونکہ سدافہ حجاب اور پردے کو کہتے ہیں یہ اسم ثنی ہے جس کا فاعل اسداف اللیل ہے جو اس وقت کہا جاتا ہے جب رات کا اندھیرا چھا جائے گویا کہ تاریکی کا پردہ پڑ گیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا ارادہ ”وجہت سدافتہ“ سے یہ ہو کہ تم نے اس

حجاب کو اس کی منزلت سے گرا دیا کہ جس کے تحت کاتم کو امر کیا گیا تھا اور جس کو تمہارے آگے قرار دیا گیا تھا۔

اور آپ کا قول: ”و ترکت عہدہ“ یعنی وہ عہد و پیمان جو تم نے ان سے کیا تھا اور انہوں نے تم سے کیا تھا۔ اور اس بات پر اتم سلمہ کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہے: ”اگر مجھ سے کہا جائے فردوس میں داخل ہو جاؤ تو میں خوف رکھتی ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حاست میں ملاقات کروں کہ میں اس حجاب کو تنگ پہنچانے والی ہوں کہ جو آپ نے مجھ پر معین فرمایا تھا۔“

اور آپ کا قول: ”اجعلی حصنک بیتک و رباعۃ الستر قبرک“ پس ربع یعنی منزل اور رباعہ یعنی پردہ جو پردے کے پیچھے ہو، مراد یہ ہے کہ تم اپنے پردے کے پیچھے کی جگہ کو قبر قرار دو۔ اور ”و وقاعۃ الستر قبرک“ جو روایت کیا گیا ہے اور قیس نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کے معنی ذکر کیا ہے کہ وقاعۃ الستر پردے کے واقع ہونے کی جگہ جب اسے نیچے لایا جائے۔

اور قیس کی روایت میں ہے: ”لو ذکر ت قولاً تعرفینہ نہشتی نہش الرقشاء المطرق“، اور اس نے بیان کیا ہے کہ سانپ کا نام رقشاء اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس پر سیاہ اور سفید نقطے ہوتے ہیں اور قیس کے علاوہ کا کہنا ہے کہ رقشاء اس اژدھے کو کہتے ہیں کہ جس کے رنگ میں سیاہی اور گدلا پن ہوتا ہے اور کہا ہے: المطرق یعنی وہ شخص جس کی آنکھ کی پلکیں نرم ہوں۔

☆ نوادر و کیا ب معانی ☆ (۳۲۹)

۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے عبد الحمید بن عدا سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”شک چینی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔“ اور فرمایا ”اسی میں سے انگوٹھی کو گھمانا بھی ہے تاکہ حاجت کو یاد دلایا جائے اور اسی کی مانند۔“

۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن حسن بن ابان نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے علی بن عقبہ سے، انہوں نے ابو خدیق سے، انہوں نے حمران سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ عز وجل کا فرمان: ”مِن اَجَلِ ذَالِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِي اِسْرَآئِیْلَ اَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فُسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا“ (اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر ڈالا) (سورہ مائدہ۔ آیت۔ ۳۲) ہے، تو اس نے تو ایک قتل کیا ہے؟ پس آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جہنم کی اس جگہ میں ڈالا جائے گا جہاں پر اہلیان جہنم کے عذاب کی شدت کی انتہا ہے کہ اگر سب انسانوں کو قتل کرتا تب صرف اسی جگہ داخل ہوتا۔ اور اگر اس نے ایک کو قتل کیا تو بھی اسی جگہ میں داخل ہوگا۔“ میں

نے عرض کیا: ”اگر دوسرے کو (بھی) قتل کرے تو؟“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس پر دو گنا کیا جائے گا۔“

۳۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے اسحاق بن ابراہیم سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے وپری حصہ پر ایک ورق پایا گیا کہ جس پر لکھا ہوا تھا شروع اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے۔ قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ سرکش وہ انسان ہے جو اپنے قتل کے علاوہ قتل کر دے اور جو مارنے والے کے علاوہ کو مارے۔ جو اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی کسی کام میں ذمہ داری دے تو وہ اس چیز کا کافر اور انکاری ہے جسے اللہ عز وجل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور جو بھی بدعت ایسی دکرے یہ (بدعت و) بدعتی کو پناہ دے تو اللہ عز وجل قیامت کے دن اس سے نہ صرف (توبہ) قبول کرے گا اور نہ عدل (فدیہ)۔“

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا تم سمجھو۔ آپ کے قول: ”جو اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی کسی کام میں ذمہ داری دے“ کے کیا معنی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یعنی اہل دین۔

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق صرف توبہ ہے اور ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کے مطابق عدل فدیہ ہے۔

۴۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے ساعدہ سے، انہوں نے کہا: میں نے سچ سے اللہ عز وجل کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: ”من یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جہنم“ (جو مومن کسی مومن کو قتل کرے گا تو اس کا بدلہ جہنم ہے) (سورہ نساء آیت ۹۳) تو آپ نے فرمایا: جو کسی مومن کو اس کی دین کی بنیاد پر قتل کرے تو یہی عداقت کرنے والا ہے کہ جس کے لئے اللہ عز وجل نے، اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”اعدلہم عذاباً الیماً“ (ان کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے) (سورہ نساء آیت ۳۱)۔ میں نے عرض کیا ایک شخص اور دوسرے کے درمیان کوئی واقعہ پیش آ گیا اور اس نے اسے اپنی تلوار سے ضرب لگائی اور اس کے نتیجے میں وہ قتل ہو گیا۔ فرمایا: ”یہ وہ لاعداقت قتل کرنے والا نہیں ہے کہ جس کا تذکرہ اللہ عز وجل نے فرمایا ہے۔“

۵۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو غناج سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے اس فرمان کے سلسلے میں: ”ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جہنم“ فرمایا: ”اس کا بدلہ جہنم ہے اگر پروردگار اسے بدلہ دینا چاہے۔“

۶۔ اور انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے حسن بن بنت الیاس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ لعنت کرتا ہے اس شخص پر کہ جو حدت پیدا کرے یا حدت پیدا کرنے والے کو پناہ دے۔“ میں نے عرض کیا: ”حدت کیا ہے؟“ فرمایا: ”جو قتل کرے۔“

۷۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ

سے بیان کیا عونی جو ہری نے، انہوں نے ابراہیم کوئی سے، انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک راوی سے کہ جنہوں نے سلسلے کو بلند کرتے ہوئے کہا: حسن بن علی علیہما السلام سے عقل کے بارے میں سوا کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”غصہ کو پی جان اور دشمنوں سے مدارت کرنا (اخلاق سے پیش آنا)۔“

۸۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”سعادت مندی ہے اس شخص کے لئے جس کی پرواہ نہ کی جائے، وہ لوگوں کو جانتا ہے اور اپنے بدن سے ان سے ملتا ہے اور ان کے اعمال میں دل سے نہیں ملتا تو وہ اسے ظاہر سے جانتے ہیں اور وہ انہیں باطن سے جانتا ہے۔“

۹۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نو فی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آپاء حارین عیسیٰ السلام سے آپ نے فرمایا: ”بینک تواضع میں سے ہے کہ کسی شخص کا دوسروں کی جگہ سے پست جگہ پر بیٹھنے پر راضی ہونا، ملاقات کرنے والے کو سلام کرنا، بحث میں خود نمائی اور کشمکش کو ترک کرنا اگرچہ حق پر ہو اور اس کا پسند نہ کرنا کہ تقویٰ پر اس کی تعریف کی جائے۔“

۱۰۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے ابن ابو عمیر سے، انہوں نے جعفر بن عثمان سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت ایک شخص نے آپ سے عرض کی: اللہ آپ کو نیکی دے، کوفہ میں ایک گروہ ہے جو ایک بات کہتے ہیں اور اس کی نسبت آپ کی طرف دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ کیا بات ہے؟“ اس نے عرض کی: وہ لوگ کہتے ہیں کہ ایمان اسلام کے علاوہ ہے۔ پس ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں۔“ تو اس شخص نے آپ سے عرض کی آپ میرے لئے اسے بیان فرمائیے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ اللہ کی طرف سے آپؐ لے کر آئے ہیں اس کا اقرار کرے تو وہ مسلمان ہے۔“ اس نے عرض کی: تو ایمان؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس کا اقرار کرے اور نہ زکاۃ کم کرے، نہ زکاۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ کا حج کرے، اللہ عزوجل سے اس گناہ کے ساتھ نہ ملے جس پر اس نے (جہنم کی) آگ کا وعدہ کیا ہے تو وہ مومن ہے۔“

ابو بصیر نے عرض کی مجھے آپ کا فیہ قرار دیا جائے۔ ہم میں سے کون اللہ سے ایسے گناہ کے ساتھ نہ ملے گا کہ جس پر (جہنم کی) آگ کا وعدہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ایسا نہیں ہے جس پر تم گئے ہو، فقط یہ وہ شخص ہے جو اللہ سے نہیں ملے گا ایسے گناہ کے ساتھ کہ جس پر اس نے (جہنم کی) آگ کا وعدہ کیا ہے اور اس پر توبہ بھی نہ کی ہو۔“

۱۱- میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے مفصل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ مام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی: ہمارے ارد گرد کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی بندے کو چاہتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ اللہ فلاں کو چاہتا ہے تم بھی انہیں چاہو۔ تو اس کے لئے بندوں کے دلوں میں محبت ڈال دیتا ہے، پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے تو ندا دینے والا آسمان سے ندا دیتا ہے کہ بیشک بند فلاں سے دشمنی رکھتا ہے تو تم بھی اس سے دشمنی رکھو، کہا۔ تو بندہ اس کے لئے لوگوں کے دلوں میں دشمنی ڈال دیتا ہے۔

راوی کہتے ہیں: امام علیہ السلام نیک لگائے تشریف فرما تھے، (میری بات سن کر) سیدھے بیٹھ گئے اور اپنے دست مبارک کو تین دفعہ ہلاتے ہوئے فرمایا: ”نہیں، ایسا نہیں ہے جیسا وہ کہتے ہیں، بلکہ بندہ عز و جل جب کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اس کے بارے زمین میں لوگوں کو ترغیب دیتا ہے (اس بات کی چھوٹ دیتا ہے) کہ اس کے سلسلے میں باتیں کریں کہ نتیجتاً لوگ گناہ میں مبتلا ہوں گے اور وہ بندہ اجر کا مستحق بنے گا۔ اور جب اللہ کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے تو اسے لوگوں میں محبوب بنا دیتا ہے تاکہ اس کے بارے میں باتیں کریں اور نتیجتاً یہ لوگ گناہ اور وہ بندہ دونوں ہی گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔“ پھر فرمایا ”یہی بن زکریا سے بڑھ کر کون اللہ کو محبوب تھا؟ تو اللہ نے لوگوں کو برا ٹیگنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اور علی بن ابوطالب علیہ السلام سے بڑھ کر کون اللہ کو محبوب تھا؟ تو آپ نے لوگوں سے وہی پایا جو کچھ تم یقیناً جانتے ہو۔ اور حسین بن علی صوات اللہ علیہ سے بڑھ کر کون اللہ کو محبوب تھا؟ تو لوگوں کو برا ٹیگنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو قتل کر دیا۔

۱۲- میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابو عبد اللہ سے، انہوں نے یحییٰ بن ابرہیم سے، انہوں نے ابوالفضل دے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد اللہ بن عطاء سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر مام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ علی بن ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیشک افضل ترین احرام تمہارا اپنے اہل کے چھوٹے گھروں سے احرام باندھنا ہے۔ روئی کہتا ہے ابو جعفر علیہ السلام نے اس کا انکار کیا اور فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مدینہ میں سے تھے اور اہل مدینہ کی میقات ذوالحجہ ہے اور ان دونوں کے درمیان صرف چھ میل کا فاصلہ ہے۔ اگر یہ افضل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے احرام شروع فرماتے، بلکہ علی صلوٰۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے تم چنے (سے ہوئے) لباس سے اپنے میقات تک لذت اٹھاؤ۔

۱۳- میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے یحییٰ بن مبارک سے، انہوں نے علی بن صامت سے، انہوں نے ابو عبد اللہ مام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ راوی کہتا ہے میں آپ علیہ السلام کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا: اللہ میرے لئے موت میں اور جو کچھ موت کے بعد ہے اس میں برکت دے، اس وقت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا: ”(یہ وار جملہ) ”جو کچھ موت کے بعد ہے اس میں برکت دے“ یہ ضافی ہے چونکہ جب تیرے لئے موت میں برکت ہوگی تو یقیناً جو کچھ موت کے بعد ہے اس میں بھی برکت ہو جائے گی۔“

۱۴- میرے والد - رحمہ اللہ -، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابوطالب سے،

انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، انہوں نے محمد بن یعقوب بن شعیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے کہا کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کی: لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماہ رمضان میں انیس (۲۹) روزے رکھنے کی تعداد تیس (۳۰) روزے کی تعداد سے زیادہ ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے نہیں رکھے مگر یہ کہ کامل و تام اور فرائض کبھی ناقص نہیں ہوتے، بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے سال کو ۳۶۰ دن کا خلق فرمایا اور آسمان وزمین کو چھ دنوں (چھ مرحلوں) میں خلق فرمایا، پس یہ چھ دن ان ۳۶۰ سے کم کئے تو سال ۳۵۴ دن کا ہو گیا۔ اور ماہ رمضان (جب تام ہو تب) تیس دن کا ہوتا ہے چونکہ اللہ عز وجل کا تور ہے: "وَلَنَكْلِمُو الْعِدَّةَ" (تاکہ تم گنتی پوری کرو) (سورہ بقرہ: آیت-۱۸۵) جو کامل ہو (تیس دن کا اسے) تام کہتے ہیں، شوال ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور ذو القعدہ ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے چونکہ اللہ عز وجل کا قول ہے: "وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً" (ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا عہد کیا) (سورہ بقرہ: آیت-۵۱)۔ پس ہمیں اسی طرح ہوتا ہے پھر اس بنیاد پر ماہ تام اور ماہ ناقص آتے رہتے ہیں، ماہ رمضان کبھی بھی ناقص نہیں ہوتا اور ماہ شعبان کبھی بھی تام نہیں ہوتا۔" (۱)

۱۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن ربیع سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ عز وجل کے اس فرمان: "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ"۔ (اور جو بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں نے ہی کمائی ہے اور وہ بہت سی باتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے) (سورہ شوریٰ: آیت-۳۰) کے بارے میں سوس کیا آپ کی رائے میں علی علیہ السلام یا آپ کے اہل بیت کو جو کچھ پہنچا تو وہ بھی انکے ہاتھوں کا کمایا ہوا تھا جبکہ وہ تو پاکیزہ اہلبیت معصومین ہیں؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی گناہ کے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہتے تھے اور ہر دن اور رات میں سورتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ اللہ عز وجل نے اپنے دوستوں کو بغیر کسی گناہ کے مصیبتوں کے لئے خاص کر لیا ہے تاکہ انہیں اجر عطا فرمائے۔

۱۶۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے محمد بن حصین سے، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے غزالی سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حجر اسود کے قریب میزاب رحمت کے نیچے تھا جبکہ وہیں پر ایک شخص دوسرے سے جھگڑا کر رہا تھا۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! تم نہیں سمجھتے کہ ہوا کس سمت سے گزرتی ہے۔ جب اس نے اس بات کی تکرار کی تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: "کیا تم سمجھتے ہو کہ ہوا کس سمت سے گزرتی ہے؟" تو اس

نے عرض کیا نہیں، لیکن میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے۔ پس میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! ہوا کس سمت سے گذرتی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا ہوا اس رکن شامی کے نیچے قید ہے۔ جب اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ اس میں سے کچھ کو بھیجے تو اس کو نکالتا ہے جنوب سے تو وہ ہوا جنوبی (کہلاتی) ہے۔ شمال سے تو وہ شمالی ہے۔ مشرق کی طرف سے تو وہ (باد) صبا ہے، مغرب کی طرف سے تو وہ (باد) دبور ہے، اور پھر فرمایا: ”اس کی نشانی یہ ہے کہ تو سرما اور گرمیوں میں دن اور رات ہمیشہ اس رکن کو متحرک پائے گا۔“

۱۷۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: ”یشک کوئی شخص (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ایک مرتبہ پانی پیتا ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔“ میں نے عرض کیا: یہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”یشک وہ شخص پانی پیئے پھر اسے منقطع کر دے اور برتن کو دور کر دے جبکہ ابھی اس کی پینے کی خواہش باقی ہے اور (اس موقع پر) اللہ کی حمد بجا لائے، پھر پلٹے اور پیئے اور پھر برتن کو دور کر دے جبکہ ابھی خواہش باقی ہے اور (اس موقع پر پھر) اللہ کی حمد بجا لائے، پھر پلٹے اور پیئے تو اس کی وجہ سے اللہ عزوجل اس کے حق میں جنت کو واجب قرار دیدے گا۔“

۱۸۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے سیاری سے، انہوں نے ابن یقہاق سے، انہوں نے عبد السلام سے، انہوں نے سلسلے کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام تک کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں نے فلاں فلاں چیز کھائی تو اس نے مجھے ضرر پہنچایا۔ یہ کفرانِ نعمت ہے۔“

۱۹۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے سلسلے میں: ”و الشعراء يتبعهم الغاوان“ (اور شعراء کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہوتے ہیں) (سورۃ شعراء آیت - ۲۴۳) امام نے فرمایا: کیا تو نے کسی شاعر کو دیکھا جس کی کوئی پیروی کرتا ہو؟۔ (بلکہ) شعراء فقط ایک قوم ہے جو غیر دین کے نئے سوچ و فکر کرتی ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہوتی ہے اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتی ہے۔“

۲۰۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن بن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی سکری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن زکریا جوہری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن عمارہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سفیان بن سعید سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام - قسم بخدا! وہ صادق ہی تھے جیسا کہ ان کو موسوم کیا جاتا تھا - کو فرماتے سنا: ”اے سفیان تم پر قیامِ مازم ہے کیونکہ یہ سنتِ ابراہیم ہے۔ اور اللہ عزوجل نے موسیٰ و ہارون کو فرمایا کہ ”ادھبا الیٰ فرعون انہ طغی فقولاً لہ قولاً لیّنًا لعلہ یتذکر او ینحشی“۔ (تم دونوں فرعون کے طرف جاؤ کہ وہ سرکش بن گیا ہے۔ اس سے نرمی سے باتیں کرنا کہ شاید کہ وہ نصیحت قبول کر لے یا خوفزدہ ہو جائے) (سورۃ طہ آیت - ۴۳، ۴۴) اللہ عزوجل فرما رہا ہے کہ تم دونوں اسے کنیت سے پکارو اور دونوں اسے

کہو۔ ”اے ابو مصعب۔“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو (دوران سفر اپنے کو) دوسرے سے پوشیدہ رکھتے اور فرماتے کہ اللہ عزوجل نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح فرافض کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ عزوجل نے تقیہ کے ساتھ انہیں ادب سکھایا تو فرمایا کہ ”ادفع بالنسی ہی احسن۔ فاذا الذی بینک وبينہ عداوة کأنہ ولی حمیم، وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم۔“ [تم (برائی کا جواب) بہترین طریقہ سے دو کہ اس طرح جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ بھی ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہوتا ہے] (سورہ حم جحدہ: آیت- ۳۳، ۳۵)۔ اے سفیان! جو شخص اللہ کے دین میں تقیہ کو استعمال کرے گا تو یقیناً وہ عزت کی بلند چوٹی تک پہنچ جائے گا، بیشک مؤمن کی عزت اس کی زبان کی حفاظت میں ہے، اور جو اپنی زبان کا لک نہیں بنے گا وہ نادم ہوگا۔ سفیان کہتے ہیں: میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں سے ناممکن کے ہونے کے سلسلے میں صبح و خواہش کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں“ میں نے عرض کیا۔ تو پھر اللہ عزوجل نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو کیسے فرمایا: ”لعلہ یبذلکروا بخیش“ (کہ شدید فرعون نصیحت قبول کر لے یہ ڈر جائے) جب کہ پروردگار کو علم تھا کہ یقیناً فرعون نہ تو نصیحت قبول کرنے والا ہے اور نہ ہی ڈرنے والا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”یقیناً فرعون نے نصیحت قبول کی تھی، ورنہ اگر بھی تھا مگر یہ عذاب کو دیکھنے کے بعد تھا (کہ جب ڈوبنے لگا) اس وقت کا ایمان لفع نہیں پہنچاتا، کیا تم نے اللہ عزوجل کو فرماتے نہیں سنا ”حتی اذا درکہ الغرق قال آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین“۔ (یہاں تک کہ جب غرقابی نے اسے پکڑ لیا تو اس نے آواز دی کہ میں اس خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لے آیا ہوں جس پر نبی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں اطاعت گزاروں میں ہوں) (سورہ یونس: آیت- ۹۰) مگر اللہ عزوجل نے اس کا ایمان قبول نہیں کیا اور فرمایا: ”الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین۔ فالیوم ننجیک ببذلک لتکون لمن خلفک آیۃ“۔ (کہ اب جب کہ تو پہلے نافرمانی کر چکا ہے اور تیرا شمار مفسدوں میں ہو چکا ہے، خیر۔ آج ہم تیرے بدن کو بچا دیتے ہیں تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے نشانی بن جائے) (سورہ یونس: آیت- ۹۱، ۹۲) اللہ فرماتا ہے کہ ہم تجھے زمین کے نیلے پر ڈال دیں گے تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے نشانی اور (سبب) عبرت بن جائے۔“

ہم سے بیان کیا ابو العباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طاقانی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن قاسم الأنباری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس نے، انہوں نے احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے سہلیٰ سے، انہوں نے فراء سے، انہوں نے کہا کہ کہا جاتا ہے ذرۃ الجبل (ذال کے زیر کے ساتھ) اور ذرۃ (ذال کے پیش کے ساتھ) (جس کے معنی ہیں پہاڑ کی چوٹی) اور فرعون (فا کے زیر کے ساتھ) اور فرعون (فاء کے پیش کے ساتھ) اور اسی طرح سفیان (سین کے زیر کے ساتھ) اور سفیان (سین کے پیش کے ساتھ)۔

مجھ سے ابو بکر نے یونس نحوی سے حکایت کرتے ہوئے کہا کہ لفظ سفیان ہے اور غیر فراء سے روایت کی گئی ہے کہ سفیان ممکن ہے کہ ”سفن“ سے لیا گیا ہو کہ جس کے معنی وہ کھردری کھال ہے جس کو تلواریں لگایا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ ”سفت الريح التراب“ (ہونے

خاک کو اڑایا) سے بیا گیا ہو۔ جس کا مضارع ”تفسیہ“ ہوتا اور ماضی - مقصور حالت میں - اور مسما - ممدوح حالت میں - جس کے معنی ہیں جہل۔

۲۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حفص بن خثری سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر گئے اور نماز کا وقت آیا تو جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی۔ جب انہوں نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو فرشتوں نے (بھی) کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر اور جب انہوں نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ تو فرشتوں نے بھی کہا: (پروردگار) نظیرو مشابہ سے پاک ہے اور جب جبرائیل نے کہا: اشہد ان محمد رسول اللہ تو فرشتوں نے کہا: نبی مبعوث ہے۔ اور جب انہوں نے کہا: حتی علی الصلاة تو فرشتوں نے کہا اپنے رب کی عبادت پر آمادہ ہو جاؤ اور جب انہوں نے کہا: حتی علی الصلاح تو فرشتوں نے کہا: کامیاب ہو اورو کہ جس نے آنجناب کی پیروی کی۔“

۲۲۔ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم مکتب نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر اسدی ابو حسین کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسماعیل برکی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن عبد اللہ مروزی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے اسماعیل بن فضل ہاشمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب یونینین پر ظلم کریں۔ عین کا قتل ہونا یونین کے چوتھے ہاتھ پر ہوگا اور جب ایسا ہو تو اس کی مدد نہ کرنے والا اللہ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہوگا۔“ تو عرض کی گئی: یا رسول اللہ! یونین اور یونین کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یونین میرا بھائی علی بن ابوطالب ہے اور یونین اس کے دشمن ہیں۔ ان کا چوتھا اسے ظلم اور دشمنی سے قتل کرنے والا ہے۔“

۲۳۔ ہم سے بیان کیا ابو قاسم علی بن احمد بن موسیٰ بن عمران دقاق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابو عبد اللہ کوئی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سہیل بن زیاد الاودی نے، انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے سردار علی بن محمد بن علی رضا امام نقی (علیہم السلام) نے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباء و اجداد برین علیہم السلام سے، ان بزرگواروں نے حسن بن علی علیہ السلام سے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ابوبکر مجھ سے سماعت کی منزلت پر ہے اور عمر مجھ سے بصارت کی منزلت پر ہے اور عثمان مجھ سے قوت قلب کی منزلت پر ہے۔“ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں: جب دوسرا دن ہو امیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا جبکہ امیر المؤمنین علیہ السلام، ابوبکر، عمر اور عثمان انکے پاس تھے۔ تو میں نے عرض کی بابا جان میں نے آپ کو ان اصحاب کے بارے میں یہ قول فرماتے سنا ہے تو اس کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر اپنے دست مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ کان، آنکھ اور دل ہیں اور عنقریب ان سے میرے اس وحی کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ و

علی بن ابوطالب کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" (بیشک سماعت، بصارت اور قوت سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا) (سورۃ اسرئیل: آیت-۳۶) پھر فرمایا: مجھے میرے رب کی عزت کی قسم! میری تمام امت قیامت کے دن روک لی جائے گی اور علی کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور یہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "وَقَفَّوْهُمْ أَنَّهُمْ مَسْئُولُونَ" (اور انہیں روکوان سے سوال کیا جائے گا) (سورۃ صافات: آیت-۲۴)۔

۲۳۔ ہم سے بیان کیا احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن معبد سے، انہوں نے حسین بن خالد سے، انہوں نے علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار جعفر بن محمد علیہما السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تبارک و تعالیٰ گوشت والے گھر اور موئے گوشت والے سے دشمنی رکھتا ہے۔" آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے عرض کی: یا ابن رسول اللہ! ہم تو گوشت کو پسند کرتے ہیں اور ہمارے گھر اس سے خالی نہیں، تو یہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھے ہو، گوشت کا گھر وہ گھر ہے جس میں لوگوں کا گوشت غیبت کے ذریعے کھایا جاتا ہے اور موٹا گوشت والا وہ تکبر کرنے والا ہے جو تکبرانہ چال چلتا ہے اور گردن اکڑاتا ہے۔"

۲۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن ابوعبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے اپنے چچا یعقوب بن سالم سے، انہوں نے ابویصر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہلا تھا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اس سے مراد فقط وہ تختہ ہے کہ جس پر وہ تھے۔"

۲۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے: امام سے عرض کیا گیا: ابو الخطاب آپ کے حوالے سے ذکر کرتا ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا کہ جب تم حق پہچان لو تو جو چاہو کرو۔ امام نے فرمایا: "اللہ ابو خطاب پر لعنت کرے۔ اللہ کی قسم! میں نے اس سے اس طرح سے نہیں کہا بلکہ میں نے کہا تھا: جب تم حق پہچان تو نیکی میں سے جو چاہو کرو تم سے قبول کیا جائے گا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ انْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُخْلِلْ الْجَنَّةَ يَرْزُقْهُنَّ بِغَيْرِ حِسَابٍ" (مرد اور عورت میں سے جو بھی نیکی کرے جبکہ وہ مؤمن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بغیر حساب کے انہیں رزق دیا جائے گا) (سورۃ مؤمن: آیت-۴۰) اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ انْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُخْلِلْهُ حَيَاةَ طَيِّبَةٍ"۔ (مرد اور عورت میں سے جو بھی نیک عمل کرے جبکہ وہ مؤمن بھی ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) (سورۃ نحل: آیت-۹۷)

۲۷۔ ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس عطار نیشاپوری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن قتیبہ نے،

انہوں نے حمدان بن سلیمان سے، انہوں نے عبد السلام بن صالح ہروی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ”یا ابن رسول اللہ! یقیناً آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ جو شخص ۱۰ رمضان میں جماع کرے یا اس میں روزہ توڑ دے تو تین کفارے ہیں اور ان سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ ایک کفارہ ہے تو کونسی روایت کو ہم قابل عمل قرار دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”دونوں کو دتے ہوئے، جب ماہ رمضان میں کوئی مرد حرام ہونے کی حالت میں جماع کرے یا حرام چیز کے ساتھ روزہ توڑ دے تو اس کے اوپر تین کفارے ہیں، غلام آزاد کرنا، دو مہینے پے درپے روزے رکھنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا اور (ساتھ ہی) اس دن کے روزے کی قضاء، اور اگر اس نے حلال طریقے سے نکاح (والی عورت سے جماع) کیا ہو یا حلال چیز سے روزہ توڑا ہو تو اس پر ایک کفارہ اور اس دن کے روزے کی قضاء ہے۔ اور اگر وہ بھولنے والا ہو (اور بھول کر کچھ کھانی لیا ہو) تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔“

۲۸۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبد اللہ بن قاسم سے، انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کوئی اعتبار نہیں ہے اس قسم کا جو غصہ کے عالم میں کھائی جائے اور نہ اس قسم کا جو قطع رحم کے سلسلے میں کھائی جائے اور نہ ہی اس قسم کا جو جبر میں کھائی گئی ہو اور نہ ہی اس قسم کا جو اکراہ میں کھائی گئی ہو۔“ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: ”اللہ آپ کو نیکی دے! کیا فرق ہے جبر اور اکراہ میں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جبر وہ (زبردستی) ہے جو سلطان کی جانب سے ہوتی ہے اور اکراہ وہ (زبردستی) ہے کہ جو زوجہ اور باپ کی جانب سے ہوتی ہے اور یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔“

۲۹۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم نے، انہوں نے احمد بن یونس النعمانی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد ابن سعید کوئی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن محمد بن محمد بن الاشعث نے، انہوں نے موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”حسن بن علی علیہما السلام کا ایک دوست تھا جو کہ شوخ طبع تھا، وہ چند دنوں تک آپ علیہ السلام کے پاس نہیں آیا پھر ایک دن جب وہ آیا تو حسن علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم نے کس حالت میں صبح کی؟“ اس نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! میں نے صبح کی اس حالت کے برخلاف کہ جس کو میں، اللہ اور شیطان محبوب رکھتے ہیں!، پس امام حسن علیہ السلام نے (اظهار تعجب فرمایا اور) ہنس دیا اور پھر فرمایا: ”اور یہ کیسے؟“ اس نے عرض کیا: چونکہ اللہ عز و جل محبوب رکھتا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں اور اس کی نافرمانی نہ کروں جبکہ میں ایسا نہیں ہوں اور شیطان محبوب رکھتا ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کروں اور اس کی اطاعت کروں جبکہ میں ایسا (بھی) نہیں ہوں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں نہ مردوں اور میں ایسا نہیں ہوں (کہ کبھی مجھے موت نہ آئے) پس ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! کیوں ہم موت سے بیزار ہیں اور اسے محبوب نہیں رکھتے؟ فرمایا: امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ”چونکہ تم نے اپنی آخرت کو ویران کر دیا ہے اور اپنی دنیا کو، یاد کیا ہے جبکہ تم لوگ آباد جگہ سے ویران جگہ کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے

۳۰۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، انہوں نے جعفر بن محمد کوئی سے، انہوں نے عبد اللہ الدھقان سے، انہوں نے درست سے، انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید سے، انہوں نے ابو ابراہیم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ، کیا کوئی شخص امید رکھتا ہے کہ مجھے جھٹلائے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔“ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون ہے جو آپ کو جھٹلائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص کہ جس کے پاس حدیث پہنچے تو وہ کہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ہرگز نہیں فرمائی، پس تم تک جو میرے حوالے سے ایسی حدیث لے کر آئے جو حق سے موافقت رکھتی ہو تو وہ میں نے کہی ہے اور جو تم تک میرے حوالے سے ایسی حدیث لے کر آئے کہ جو حق سے موافقت نہیں رکھتی تو وہ میں نے نہیں کہی اور میں کبھی بھی کچھ نہیں کہتا ہوں سوائے حق کے۔“

۳۱۔ اور انہی اسناد کے ساتھ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ اللہ کو جھٹلانے سے بچو۔“ کہا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کہے: اللہ نے کہا تو اللہ فرمائے: تو جھوٹ کہتا ہے، میں نے نہیں کہا، اور کوئی کہے: اللہ نے نہیں کہا تو اللہ عز و جل فرمائے: تو نے جھوٹ کہا، یقیناً میں نے یہ کہا ہے۔“

۳۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حمز بن عبد اللہ سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تم صماء کے انداز میں لباس پہننے سے بچو۔“ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یہ صماء کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اپنے کپڑے کو اپنی نعل کے نیچے سے نکالنا اور پھر اس کو ایک کندھے کے اوپر قرار دینا۔“

۳۳۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے سلمہ بن خطاب سے، انہوں نے حسین بن راشد بن یحییٰ سے، انہوں نے یحییٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے عمرو بن ابی المقدام سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو الحسن امام کاظم علیہ السلام یا ابو جعفر امام باقر علیہ السلام کو اس آیت: ”و لا یعصینک فی معروف“ (اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گے) (سورہ محمد: آیت ۱۲) کے سلسلے میں فرماتے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرہ سلام اللہ علیہ سے فرمایا: جب میں انتقال کر جاؤں تو تم میرے غم میں اپنے چہرے پر خراش نہ ڈالنا اور بالوں کو نہ کھولنا اور نہ ہی ویل کھنکھنا دینا اور نہ مجھ پر رونے والی (عورتوں) کو قائم کرنا۔“ پھر فرمایا: یہ وہی ”معروف“ ہے کہ جس کا ذکر اللہ عز و جل نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ”و لا یعصینک فی معروف۔“

۳۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے داود بن کثیر رقی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام

سے عرض کیا: اسماعیل اور اسحاقؑ میں سے کون بڑے تھے؟ اور کون ذبح قرار پائے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اسماعیل اسحاق“ سے پانچ سال بڑے تھے اور ذبح اسماعیلؑ تھے اور مکہ اسماعیلؑ کی رہائش گاہ تھی مگر فقط موسم حج کے دنوں میں اسماعیلؑ کو منیٰ میں ذبح کرنے کا ابراہیمؑ نے ارادہ کیا تھا۔ فرمایا اللہ کی جانب سے ابراہیمؑ کے لئے اسماعیلؑ کی بشارت اور اللہ کی طرف سے اسحاقؑ کی بشارت کے درمیان پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا تم نے ابراہیمؑ علیہ السلام کا قول نہیں سنا کہ جب انہوں نے فرمایا: رب ھب لی من الصالحین ”پروردگار میرے لئے صالحین میں سے عطا فرما“ (سورہ صافات، آیت - ۱۰۰) ابراہیمؑ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے فقط اس بات کا سوال کیا کہ وہ انہیں صالحین میں سے ایک لڑکا عطا فرمائے اور پروردگار نے سورہ صافات میں فرمایا: فیبشرناہ بعلیہم (”تو ہم نے انہیں بردبار لڑکے کی بشارت دی“) (آیت - ۱۰۱) یعنی ہجرہ سے اسماعیلؑ کی۔ فرمایا اسماعیلؑ کا بڑے دنبے کے ذریعے فدیہ دیا گیا۔ پس ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا پھر پروردگار نے فرمایا: وبشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین * وبرکنا علیہ وعلیٰ اسحاق ”اور ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت دی کہ جو صالحین میں سے نبی ہے ☆ اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکت نازل کی“ (سورہ صافات: آیت - ۱۱۳-۱۱۲) یعنی اس سے مراد اسماعیلؑ ہیں جو اسحاقؑ کی بشارت سے پہلے تھے، تو جو یہ خیال کرتا ہے کہ اسحاقؑ اسماعیلؑ سے بڑے تھے اور ذبح اسحاقؑ تھے اس نے یقیناً اس بات کو جھٹلایا جو اللہ عزوجل نے قرآن میں دونوں کی خبروں میں بیان فرمائی ہے۔

۳۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے احمد بن اشعم سے، انہوں نے الرضا علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا مجھے آپ کا فدیہ قرار دیا جائے! عرب کیوں اپنی اولاد کا نام کلب (کٹا)، نمر (چیتا)، فہد (تیندوا) اور اس جیسے رکھتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”عرب جنگجو تھے اور وہ دشمنوں پر اپنی اولاد کے نام سے رعب ڈالنا چاہتے تھے جبکہ وہ اپنے غلاموں کے نام فرج، (کشائش) مبارک (شاد کام) اور میمون (مبارک) اور اس جیسے رکھتے تھے ان کے ذریعے نیک فال نکالتے تھے۔

۳۶۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یثیم بن ابی مسروق نے، انہوں نے علی بن اسباط سے، انہوں نے سلسلے کو بلند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ عرف کی اول شب اپنی نگاہ کی ابتدا فرماتا ہے حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کے زواری کی طرف۔“ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں کی طرف نگاہ کرنے سے بھی پہلے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے عرض کیا: اور یہ کیسے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”چونکہ ان (میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں) میں اولاد زنا ہوتے ہیں مگر ان (زائرین قبر حسین علیہ السلام) میں اولاد زنا نہیں ہوتے۔“

۳۷۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے ابو سعید اردبیلی سے، انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے

عرض کیا: بیشک، بو الخُصَب کہتے رہتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر جمعرات کے دن آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ پس ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ”س طرح نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر صبح کو آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں نیک امتیوں کے بھی اور بدکار امتیوں کے بھی۔ تو تم چونکہ راہِ ہوا اور یہی اللہ عزوجل کا قول ہے وَقُلْ اَعْمَلُوا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَمَلَكُمْ وَرِسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ، اس کا رسول اور صاحبِ ایمان سب دیکھ رہے ہیں“ (سورہ توبہ، آیت ۱۰۵)۔ پھر آپ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ ابو بصیر کہتے ہیں: پروردگار کی مراد اس آیت میں مؤمنین سے صرف ائمہ علیہم السلام ہیں۔

۳۸۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عیسر سے، انہوں نے ابو لمغر اسے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہبہ و تفتہ عقد جائز ہے قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، تقسیم ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو اور لوگ اس سے عطیہ مراد لیتے ہیں تو انہوں نے خطا کی ہے چونکہ عطیہ عقد جائز نہیں بننا جب تک کہ قبضہ نہ ہو جائے۔“

۳۹۔ ہم سے بیان کیا میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن ابی عیسر سے، [انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے] انہوں نے ابوسعید مکاری سے، انہوں نے کہا کہ ہم ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ زید (شہید) اور ان کے ساتھ خروج کرنے والوں کا ذکر ہوا تو مجلس میں موجود بعض ساتھیوں نے ان کو برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے روکا اور فرمایا: ”آرام سے؟ تمہیں حق حاصل نہیں ہے کہ ان معاملات میں دُخِ دو جو ہمارے درمیان ہیں مگر یہ کہ نیکی کے راستے سے چونکہ بیشک ہم میں سے کوئی نفس نہیں مرنا مگر یہ کہ اس کی جان نکلنے سے پہلے سعادت اسے درک کر لیتی ہے اگرچہ ”نفاق فاقہ“ کے ذریعے۔“ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یہ نفاق فاقہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اونٹنی کا دودھ دو ہٹا۔“

۴۰۔ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسرور نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے، انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضل سے، انہوں نے ثعلبہ سے، انہوں نے عمر بن ابان رفاہی سے، انہوں نے صباح بن سیب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک یہ شخص جو تم سے یقیناً محبت رکھتا ہو جبکہ یہ نہ جانتا ہو کہ تم لوگ کیا کہتے ہو تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور ایسا شخص جو تم سے دشمنی رکھتا ہو جبکہ یہ نہ جانتا ہو کہ تم لوگ کیا کہتے ہو تو اللہ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل فرمائے گا، اور بیشک تم میں سے ایسا شخص بھی ہے کہ جس کا نامہ اعمال بغیرِ عمل کئے پر ہوگا۔“ میں نے عرض کیا: اور یہ کیسے ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ شخص ایک گروہ کے پاس سے گزرے گا کہ جو ہمارے بارے میں نامناسب باتیں کرتے ہیں تو جب وہ لوگ اسے دیکھیں گے تو ان میں سے کچھ دوسروں سے کہیں گے: بیشک یہ شخص ان کے شیعوں میں سے ہے، اور ان کے پاس سے ہمارے شیعوں میں سے کوئی شخص گزرے گا تو وہ اسے دیکھیں گے اور اس کے سلسلے میں برا بھلا کہیں گے تو اللہ عزوجل اس وجہ سے اتنی

نیکیاں لکھے گا کہ اس کا نامہ اعمال بغیر عمل کے پر ہو جائے گا۔“

۴۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے حفص الکُنَسی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کترین چیز کوئی ہے کہ جس کے ذریعہ سے بندہ مؤمن بن سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ اس بات کی گواہی دے کہ بیشک کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے اور بیشک محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اطاعت کا اقرار کرے اور اپنے زمانہ کے امام کی معرفت رکھے، جب وہ ان چیزوں کو انجام دیدے تو وہ مؤمن ہے۔“

۴۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریز سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے ابوالریج سے، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: کترین چیز کوئی ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ایسی رائے کہ وہ اسے حق کے مخالف دیکھے پھر بھی اس پر قائم رہے۔

۴۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن وسید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے صبی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کترین چیز کوئی ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ کافر ہو جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس کا کسی بدعت کا ایجا کرنا اور پھر اس کی ذمہ داری اٹھانا اور اس کی مخالفت کرنے والے سے بیزاری کرنا۔“

۴۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابن اُذینہ سے، انہوں نے برید الحللی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کترین چیز کوئی ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ کافر بن جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کوئی شخص زمین سے کنکریاں اٹھائے اور کہے کہ یہ کنکریاں یقیناً کھجور کی گٹھلیاں ہیں اور جو شخص اس کی اس بات میں مخالفت کرے اس سے بیزاری کرے، اور اس کے قول کی مخالفت کرنے والے سے بیزاری کرنے کو اللہ کا دین قرار دے، تو یہ شخص نا صبی و دشمن خدا ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے اور اس طرح کافر ہو گیا ہے کہ وہ جانتا بھی نہیں ہے۔“

۴۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے محمد بن اسلم سے، انہوں نے حسن بن محمد ہاشمی سے، انہوں نے عمر بن اُذینہ سے، انہوں نے ہبان بن ابی عیاش سے، انہوں نے نسیم بن قیس ہمدانی سے، انہوں نے امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے، راوی کہتے

ہے میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: کترین چیز کوئی ہے جس کی وجہ سے کوئی شخص گمراہ ہو جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس کا معرفت نہ رکھنا کہ اللہ نے کن کی اطاعت کا حکم کیا ہے، کن کی ولایت کو فرض کیا ہے اور کن کو اپنی زمین پر حجت اور اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا ہے۔“ میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ لوگ ہیں کہ جن کو پروردگار نے اپنے اور اپنے نبی کے ساتھ (اطاعت کے معاملے میں) ملایا ہے اور (اس سلسلے میں پروردگار نے) فرمایا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا أَئِمَّةَ الْمَدِينَاتِ** (سورۃ نساء۔ آیت۔ ۵۹)“ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔“ راوی کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا: آپ نے میرے لئے واضح کر دیا، میری تنگی کو کشادہ کر دیا اور ہر قسم کے شک کو جو میرے دل میں تھا اسے دور کر دیا۔

۴۶۔ ہم بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ نے اپنی اسناد کے ساتھ جس کو متصل کیا گیا ہے الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام کی جانب کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”واجب نماز کے بعد کترین دعا کہ جس کو پڑھ لینا کافی ہے وہ یہ ہے کہ: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ احَاطَ بِہِ عِلْمُكَ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ احَاطَ بِہِ عِلْمُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَافِيَتَكَ فِیْ اُمُوْرِیْ كُلِّهَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ خِزٰی الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ**“ (معبود! رحمت نازل فرما محمد اور آل محمد پر، معبود بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہر اس اچھی چیز کا کہ جس کو تیرے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر کا کہ جس کو تیرے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے، معبود بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اپنے تمام امور میں تیری عافیت کا اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے)۔“

۴۷۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید۔ رضی اللہ عنہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے حبیب بن حکیم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کترین الحاد (دین سے پھر جانے) کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کبراسی میں سے ہے۔“

۴۸۔ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسرور۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے، انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عمر سے، انہوں نے محمد بن ابی عیسر سے، انہوں نے سیف بن عیسر سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”کترین چیز کہ جس کے سبب سے کوئی شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دین پر کسی سے برا دراندہ تعقیق قائم کرے اور پھر اس کی غلطیوں اور لغزشوں کو شمار کرتا رہے تاکہ کسی دن انہی کے ذریعے اسے ملامت کر سکے۔“

۴۹۔ ہم سے بیان کیا میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد صہبانی سے، انہوں نے سلیمان بن داود منقری سے، انہوں نے سفیان عینی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ

السلام فرما رہے تھے: ”میں نے انسانوں کے تمام کے تمام علم کو چار چیزوں میں پایا۔ اس کا اول تمہارا اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنا، دوسرا تمہارا یہ معرفت حاصل کرنا کہ تمہیں کیوں بنایا گیا ہے، تیسرا یہ کہ تمہارا یہ معرفت حاصل کرنا کہ پروردگار تم سے کیا چاہتا ہے اور چوتھا یہ کہ تمہارا یہ معرفت حاصل کرنا کہ کوئی چیز تمہیں اپنے دین سے نکالنے والی ہے۔“

۵۰۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے حمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”دل تین طرح کے ہیں اول کہ جس میں نیکی میں سے کوئی چیز سانس نہیں سکتی، دوسرا کہ کافر کا دل ہے، (دوسرا) وہ دل کہ جس میں سیاہ نقطہ ہے تو نیکی اور ہدی کے درمیان اس میں کشمکش ہوتی ہے تو جو اس میں زیادہ قوی ہوگا وہ دوسرے پر غلبہ آجائے گا اور (تیسرا) کھلا دل کہ جس میں چمکتا چراغ ہے کہ جس کی روشنی قیامت کے دن تک نہیں بجھے گی، دوسرا مؤمن کا دل ہے۔“

۵۱۔ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابن سے، انہوں نے محمد بن ادریس سے، انہوں نے محمد بن خالد سے، انہوں نے ہارون سے، انہوں نے مفضل سے، انہوں نے سعد الخفاف سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”دل چار قسم کے ہیں۔ یہ دل کہ جس میں نفاق، اور ایمان (دونوں) ہوتے ہیں، اللہ دل، مطبوع دل اور ازہر اور انور دل۔“ میں نے عرض کیا: ازہر کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جس میں چراغ کی سی کیفیت ہے اور مطبوع تو یہ منافق کا دل ہے اور ازہر تو یہ مؤمن کا دل ہے کہ اگر اللہ عزوجل کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرتا ہے اور اگر بلا مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور جہاں تک اٹھے دل کا تحقق ہے تو یہ مشرک کا دل ہے۔“ پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر فرمائی: ”افمن یمشی مکیبا علی وجهہ اھدی افس یمشی سویا علی صراط مستقیم“ (کیا وہ شخص جو منہ کے بل چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا جو سیدھے سیدھے صراط مستقیم پر چل رہا ہے) (سورۃ ملک، آیت ۲۲)۔ اور جہاں تک اس دس کا تحقق ہے کہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہیں تو یہ گروہ ہے جو ظن میں تھا اگر بن میں سے کوئی اپنی موت نفاق کے ساتھ درک کرتا تو ہدایا ہو جاتا اور اگر موت کو ایمان کے ساتھ درک کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔“

۵۲۔ ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی ابن محمد بن قتیبہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حمدان بن سید بن نیشاپوری نے، انہوں نے عبد السلام بن صالح ہروی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو الحسن علی بن موسیٰ ارضا علیہ السلام فرما رہے تھے ”بندوں کے اعمال مخلوق ہیں“ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! مخلوق ہونے کے کیا معنی ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”(عم خدا میں) مقدر ہو چکے ہیں۔“

۵۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے عبد الرحمن بن حجاج سے، انہوں نے

سید یرقنی سے، انہوں نے الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، آپ نے اپنے جد امجد علیہ السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نور کو زمین اور آسمان کی تخلیق سے پہلے خلق کیا گیا۔“ بعض لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! تو کیا وہ انسانی جنس سے نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”نہی! انسانی جنس میں ہی ہیں۔“ اس نے کہا: یا نبی اللہ! پھر کیسے وہ انسانی جنس سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عز وجل نے ان کو اپنے نور سے آدم کی تخلیق سے پہلے خلق فرمایا جب روحیں (ہی) تھیں تو جب اللہ عز وجل نے آدم کو خلق فرمایا تو اس نور کو آدم کے سامنے عارض کیا۔“ کہا گیا: یا نبی اللہ! تو اس وقت فاطمہ کہاں تھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ان کا نور گوشہ عرش کے نیچے چھوٹے سے ظرف میں تھا۔“ لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! تو وہاں آپ سلام اللہ علیہا کا کھانا کیا تھا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سبحان اللہ (تہلیل لا الہ الا اللہ) اور تحمید (الحمد للہ)“، تو جب اللہ عز وجل نے آدم کو خلق فرمایا تو مجھے ان کے صلب سے نکالا تو اللہ عز وجل نے پسند کیا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو میرے صلب سے خارج کرے تو اس کو جنت میں ایک سیب قرار دیا اور اسے جبرئیل میرے پاس لے آئے اور مجھ سے کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا محمد! میں نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ میرے دوست جبرئیل۔ اس نے کہا: یا محمد! بیشک آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا: اسی سے سلام و سلامتی ہے اور اسی کی جانب سلام و سلامتی ملتی ہے۔ اس نے کہا: یا محمد! بیشک یہ سیب ہے کہ اللہ عز وجل نے آپ کی جانب جنت سے تحفہ کے طور پر بھیجا ہے۔ تو میں نے اسے لے لیا اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ جبرئیل نے کہا: یا محمد! اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: آپ اسے کھائیں، تو میں نے اسے شگافتہ کیا تو دیکھا کہ ایک چمکتا نور ہے تو میں نے اس سے گھبراہٹ کا اظہار کیا تو جبرئیل نے کہا: یا محمد! آپ کو کیا ہوا ہے کہ آپ نہیں کھا رہے ہیں؟ اسے کھائیں اور خوف نہ کریں، بیشک یہ ایسا نور ہے جو آسمان میں منصورہ ہے اور یہ زمین میں فاطمہ ہے۔ میں نے کہا: میرے دوست جبرئیل، کیوں اس کا نام آسمان میں منصورہ اور زمین میں فاطمہ رکھا گیا؟ جبرئیل نے کہا: زمین میں فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ اپنے شیعوں کو (جہنم کی آگ) سے نجات دلائیں گی اور ان کے دشمن ان کی محبت سے محروم ہو جائیں گے اور یہ آسمان میں منصورہ ہیں اور یہ اللہ عز وجل کے قول کے مطابق ہے کہ: یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ • ینصر من یشاء ”اس دن مؤمنین خوش ہوں گے اللہ کی نصرت سے کہ وہ جس کی چاہے گا نصرت فرمائے گا۔“ (سورہ روم: آیت ۲۴-۲۵) یعنی فاطمہ کی نصرت، اپنے محبت کرنے والوں کے لئے۔“

۵۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابوالیث بن خزاز سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: ”جب یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی کہ: من جاء بالحسنة فله خیر منها“ ”جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے حق میں اسی میں سے خیر ہے“ (سورہ نمل: آیت ۹۰) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: معبود! اضافہ فرما تو اللہ تبارک

وتعالیٰ نے نازل فرمایا: "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها" جو شخص ایک نیکی لائے اس کے لئے اسی کی مثل دس ہیں" (سورہ انعام: آیت-۱۶۰) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: "معبود! اضافہ فرما تو اللہ عز وجل نے آپ پر نازل فرمایا: "من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفه له اضعافاً کثیرة" "کون ہے جو خدا کو قرض حسن دے اور پھر خدا اسے کثیر اور کئی گنا کر کے واپس کر دے" (سورہ بقرہ: آیت-۲۴۵) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ اللہ عز وجل کی جانب سے کثیر اسے کہتے ہیں کہ جس کو نہ شر کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی انتہا ہوتی ہے۔"

۵۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبیدہ البیہقی نے، انہوں نے ابو الحسن علی بن یحییٰ سے، انہوں نے علی بن مردک طائی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے آباؤں طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایمان کا کونسا گوشہ زیادہ قابل اعتماد ہے؟" پس لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں، پس ان میں سے کسی نے کہا: نماز، کسی نے کہا: زکوٰۃ، کسی نے کہا: روزہ، کسی نے کہا: حج اور عمرہ اور کسی نے کہا: جہاد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگوں نے جن کا تذکرہ کیا ان میں سے ہر ایک کے لئے فضیلت ہے مگر یہ وہ نہیں ہے، بلکہ ایمان کا قابل اعتماد گوشہ یہ ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے سلسلے میں اور دشمنی ہو تو اللہ کے سلسلے میں اور اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھنا اور اللہ عز وجل کے دشمنوں سے بیزاری رکھنا۔"

۵۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد ابن حسن صفار نے، انہوں نے ہارون بن مسلم سے، انہوں نے مسعد بن زیاد سے، انہوں نے الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپ علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کو یاد رکھا اگرچہ اس کی نمازیں اور اس کے روزے اور اس کی تلاوت کم ہی کیوں نہ ہو اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کو فراموش کر دیا اگرچہ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور اس کی قرآن کی تلاوت کثیر ہو۔"

۵۷۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابراہیم بن زیاد سے، انہوں نے کہا کہ الصادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "جھوٹ بولا اس شخص نے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہماری معرفت رکھتا ہے جبکہ وہ ہمارے غیر کی رسی سے وابستہ ہو۔"

۵۸۔ ہم سے بیان کیا محمد بن قاسم المفسر جرجانی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سنان نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے، آپ نے اپنے آباؤں طاہرین علیہم السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا: "اے اللہ کے بندے! اللہ کے سلسلے میں محبت کرو اور اللہ کے سلسلے میں دشمنی رکھو اور اللہ کے سلسلے میں دوستی رکھو اور اللہ کے سلسلے میں عداوت

رکھ چونکہ بیشک تو اللہ کی دوستی تک اس کے علاوہ کسی ذریعے سے نہیں پہنچ سکتا، اور کوئی شخص ایمان کے ذائقے کو اس وقت تک نہیں پاتا اگرچہ اس کی نماز اور اس کے روزے کثیر ہوں جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے اور یقیناً لوگوں کے اکثر برادرانہ تعلقات آج کل دنیا کے سسے میں ہوتے ہیں۔ اسی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے موذت و محبت کرتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اور یہ چیز انہیں اللہ سے کسی چیز میں بے نیاز کرنے والی نہیں بنے گی۔“ اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لئے کیا راستہ ہے کہ میں جان سکوں کہ میری دوستی اور میری عداوت اللہ کے سلسلے میں ہے؟ اور اللہ عز وجل کا ولی کون ہے تاکہ میں اس سے دوستی کروں اور اس کا دشمن کون ہے تاکہ میں اس سے عداوت رکھوں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلی علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”کیا اس کو دیکھتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اس کا دوست اللہ کا دوست ہے تو تو اس سے دوستی رکھ اور اس کا دشمن اللہ کا دشمن ہے تو تو اس سے عداوت رکھ۔“

۵۹۔ ہم سے بیان کیا احمد بن حسن قطان نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو العباس عبد الرحمن بن محمد بن حماد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید بخیری بن حکیم نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو قتیبہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا اصبح ابن زید نے، انہوں نے سعید بن رافع سے، انہوں نے زید بن علی علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباؤ طابریں عیہم السلام سے، ان بزرگواروں نے فاطمہ بنت النبی علیہا السلام سے کہ آپ سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا: ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جمعہ میں ایک ایسا لمحہ ہے کہ مرد مسلم اس کی نگہبانی نہیں کرتا کہ اگر اس لمحہ میں اللہ عز وجل سے کسی خیر کا سوال کیا جائے تو پروردگار اسے عطا فرمائے گا۔“ زہر اسدم اللہ علیہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کونسا لمحہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب سورج کا آدھا گولہ غروب کے قریب پہنچ جائے۔“ فرمایا: اور فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے غلام سے فرمایا: ”بلندی پر چڑھ جاؤ اور جب دیکھو کہ سورج کا نصف گولہ غروب کے قریب پہنچ گیا ہے تو مجھے آگاہ کر دتا کہ میں دعا کروں۔“

۶۰۔ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد بن مسرور - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسین بن محمد ابن عامر نے، انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے سیف بن عیرہ سے، انہوں نے کہا کہ الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا: ”جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کیا کہتے ہیں اور اس کے سلسلے میں کیا کہا جاتا ہے تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ اور جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ اسے [برائی کی حالت میں] دیکھ رہے ہیں تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی غیبت کرے بغیر اس کے کہ دونوں کے درمیان کوئی کینہ ہو تو وہ شیطان کا شریک ہے، جو شخص حرام کی محبت اور زنا کی شہوت دل میں رکھے تو وہ شیطان کا شریک ہے۔“ پھر آپ صلیہ السلام نے فرمایا: ”ولد الزنا کی کچھ نشانیاں ہیں: ان میں سے ایک ہم اہل بیت سے دشمنی ہے، دوسری اس کا اس حرام کا شائق ہونا کہ جس کے ذریعے وہ پیدا ہوا ہے اور تیسرا اس کا دین کو حقیر جاننا اور چوتھا لوگوں سے میل جول میں برا ہونا اور اپنے (دینی) بھائیوں سے ملاقات کی طرف راغب نہیں ہوگا سوائے اس کے جس کی پیدائش اپنے والد کے بستر کے علاوہ (زنا کی وجہ) سے ہوئی ہے یا اس کی

ماں اس سے حاملہ اپنے حیض کے عالم میں ہوئی ہو۔

۶۱۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق طاقفی - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد العزیز بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد ضعی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حلال نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ناکل بن نجیح نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن شمر نے، انہوں نے جابر جعفی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی البقر عیہ السلام سے اللہ عز وجل کے قول: ”کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ☆ تَوْتٰی اَکْلُهَا كُلُّ حَيٍّ بِاَذْنِ رَبِّهَا“ (شجرہ طیبہ کی مثل کہ جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے ☆ یہ شجرہ ہرزہ نہ میں حکم پروردگار سے پھل دیتا رہتا ہے) (سورۃ ابراہیم: آیت - ۲۳، ۲۵) بارے میں سوال کیا تو آپ عیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جہاں تک شجرہ کا تحقق ہے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کی شاخ علی عیہ السلام ہیں اور اس کی ٹہنی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کے پھل آپ کی ورد عیہم السلام ہیں اور اس کے پتے ہمارے شیعہ ہیں: پھر آپ عیہ السلام نے فرمایا: بیشک جب ہمارے شیعوں میں سے کوئی مؤمن مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ گر جاتا ہے اور یقیناً جب ہمارے شیعوں میں سے کوئی پیدا ہوتا ہے تو درخت ایک پتہ کو اگا دیتا ہے۔“

۶۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن اسحاق - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سعید بن یحییٰ بزدفری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن ہشام نے، انہوں نے اُمیہ اہدی سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے معاف بن عمر بن اسحاق سے، انہوں نے اسرائیل سے، انہوں نے مقدم بن شریح بن حانی سے، انہوں نے اپنے والد شریح سے، انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین عیہ السلام نے اپنے خلیفہ جگر حسن بن علی علیہما السلام سے سوال کرتے ہوئے فرمایا: ”اے بیٹا! عقل کیا چیز ہے؟“ آپ عیہ السلام نے فرمایا: ”آپ کے دل کا اس چیز کی حفاظت کر، جو آپ نے اسے بطور امانت دی ہے۔“

مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا: ”ہوشیاری اور دوراندیشی کیا چیز ہے؟“ حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”آپ کا اپنی فرصت کا انتظار کرنا اور آپ سے جو ممکن ہو اس میں جدی کرنا۔“

علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”بزرگی کیا چیز ہے؟“ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ”نقصانات اور لغزشوں کا تحس کرنا اور شرافت کو اپنانا۔“

امام علی عیہ السلام نے فرمایا: ”فیاضی کیا چیز ہے۔“ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ”سوال کرنے والے کو دین اور سنی کا (بغیر سوال کے خود سے) دینا۔“

فرمایا: ”بخل کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”آپ کا کم کو زیادہ اور اتفاق کو تلف دیکھنا۔“

فرمایا: ”پستی کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”معمولی چیز کو مانگن اور حقیر چیز کا منع کر دینا۔“

فرمایا: ”اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”وابستہ ہونا ایسے شخص سے جو آپ پر اعتماد نہ کرے اور نگاہ کرنا ان

چیزوں میں جو آپ کو عافیت نہ دیں۔“

فرمایا: ”جہالت کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”فرصت کو پانے سے پہلے اس پر چھلانگ لگا دینا (صلاحیت آنے سے قبل کام کا آغاز کر دینا)، جواب دینے سے عاجز ہونا۔ خاموشی کتنی بہترین مددگار ہے کثیر مقامات میں اگرچہ آپ فصیح ہوں۔“

پھر آپ صلوات اللہ علیہ اپنے تحت جگر حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: ”اے بیٹا! سرداری کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”خاندان سے نکی کرنا اور اس کی دیت وغیرہ کی ذمہ داری اٹھانا۔“

فرمایا: ”بے نیازی کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”آپ کی امیدوں کا کم ہونا اور ان چیزوں پر راضی ہو جانا جو آپ کے لئے کافی ہوں۔“

فرمایا: ”فکر کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”لاج اور مایوسی کی شدت۔“

فرمایا: ”ملا مت کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”مرد کا اپنی حفاظت کرنا اور اپنی عیال کو مصیبت کے حوالے کر دینا۔“

فرمایا: ”بیوقوفی کیا چیز ہے؟“ فرمایا: ”آپ کا اپنے امیر و رہبر سے اور اس سے دشمنی کرنا کہ جو آپ کو ضرر اور نفع پہنچانے پر قادر ہے۔“

پھر آپ علیہ الصلاۃ والسلام حادثہ الا عور کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے حارث! تم اپنی اولاد کو یہ حکمتیں تعلیم دو کہ یقیناً یہ عقل، ہوشیاری اور رائے میں اضافہ کرتی ہیں۔“

۶۳۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حسن بن متکل دقاق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے عمر الکرانی سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے جوانوں میں بہترین وہ ہیں جو اپنے آپ کو تمہارے بوزھوں کے مشابہ بنائیں اور تمہارے بوزھوں میں بدترین وہ ہیں جو اپنے آپ کو تمہارے جوانوں کے مشابہ بنائیں۔“

۶۴۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن صفار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے خلف بن حماد سے، انہوں نے ابوالحسن عبدی سے، انہوں نے اعشس سے، انہوں نے عباۃ الاسدی سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے فرمایا: عنقریب فتنہ واقع ہوگا، پس اگر تم میں سے کوئی اسے پائے تو تم پر دو خصلتیں لازم ہیں: اللہ کی کتاب اور علی بن ابی طالب علیہ السلام، چونکہ یقیناً میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ جبکہ آپؐ علیؑ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ ”یہ پہلا ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور پہلا ہوگا جو قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرے گا اور یہ اس انت کا فاروق ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے گا اور یہ مؤمنین کا رئیس ہے جبکہ مال ظلمت و ظالمین کا رئیس ہے اور بیشک یہی صدیق اکبر ہے اور یہی وہ دروازہ ہے جس سے آیا جاتا ہے اور یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔“

۶۵۔ ہم سے بیان کیا میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید - رضی اللہ عنہما - نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد

بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے مقاتل بن سلیمان سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: جب موسیٰ علیہ السلام طور کی جانب بلند ہوئے تو انہوں نے اپنے پروردگار عز وجل سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا: اے پروردگار! تو مجھے اپنے خزانہ دکھا دے۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا: ”اے موسیٰ! میرا خزانہ فقط یہ ہے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کے لئے کہتا ہوں: ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے۔“

۶۶۔ ہم سے بیان کیا میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن اور لیس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد ابن احمد بن یحییٰ بن عمران الاشعری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد الحمید نے، انہوں نے ان سے جنہوں نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ آل ابی طالب میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو اس وقت ابو الحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود نہیں تھے، پس ایک گروہ آیا، جب آپ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو قوم خاموش ہو گئی گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں جبکہ اس سے پہلے وہ فقر اور موت کا ذکر کر رہے تھے۔ تو جب آپ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو: آپ علیہ السلام نے خود کلام کی ابتداء فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ساتھ اور ستر کے درمیان جو کچھ ہے وہ میدان جنگ ہے۔“ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”فقر [اء] اسلام کی آزمائش ہے۔“

۶۷۔ ہم سے بیان کیا حسن بن احمد بن اور لیس - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے والد نے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران الاشعری سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم نوفلی سے، انہوں نے حسین بن مختار سے، انہوں نے اپنی اسناد کے سلسلے کو بلند کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو پیدائشی اندھا ہو، ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو دینار اور درہم کا بندہ ہو، ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو حیوان کے ساتھ فعل حرام کرے۔“ اس کتاب کے مصنف کہتے ہیں کہ آپ کا قول: ”ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو پیدائشی اندھا ہو“ یعنی وہ شخص جو اپنے دین کے سلسلے میں کفر کی جانب سرگرداں و متحیر حالت میں آگے بڑھ رہا ہو یہاں تک کہ وہ اپنے نفس میں اس کا اقرار بھی کرے اور اس کا عقد و بھی رکھے۔ اور آپ کے قول: ”ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو دینار اور درہم کا بندہ ہے تو اس سے آپ کی مراد وہ شخص ہے کہ جو اپنے مال کی زکاۃ روکتا ہے اور اپنی (دینی) بھائیوں کی مالی مدد کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے تو اس وجہ سے وہ اپنے خالق کی عبادت پر دینار اور درہم کی عبادت سے زیادہ متاثر ہو گیا ہے اور جہاں تک جانوروں سے فعل حرام کا تعلق ہے تو اس کے معنی تو معروف ہیں۔

۶۸۔ ہم سے بیان کیا علی بن احمد بن موسیٰ - رضی اللہ عنہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب نے، انہوں نے حسن بن محمد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ فارسی سے، انہوں نے ابو حنیفہ محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے وید بن ابان سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن مسکان سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”بیشک فاحصہ بنت اسد - رحمہا اللہ - ابو طالب کے پاس آئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کی خوشخبری سنائی تو ابو طالب علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم میرے لئے

”سبت“ تک صبر کرو میں تمہیں اسی کی مثل عطا کروں گا سوائے نبوت کے۔ پس فرمایا: ”سبت“ تیس سال ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام (کی پیدائش) کے درمیان تیس سال تھے۔“

۶۹۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یونس نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد بن عیسیٰ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جعفر بن محمد علیہما السلام نے، آپ علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ فرمایا: جب ابن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات سے تین (سال) پہلے علی بن ابی طالب علیہ السلام سے فرما رہے تھے: تم پر اللہ کا سلام اے دور بخانوں کے پدرائیں تمہیں دنیا سے اپنے دور بخانوں کے لئے وصیت کرتا ہوں، پس عنقریب تمہارے دور کن منہدم ہو جائیں گے اور اللہ کی قسم یہ میرا جانشین ہے تم پر، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما گئے تو علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا پہلا رکن ہے جس کا تذکرہ رسول اللہ نے مجھ سے کیا تھا، پھر جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ دوسرا رکن ہے کہ جس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔“

۷۰۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے سلمہ بن الخطاب سے، انہوں نے حسن ابن یوسف سے، انہوں نے صالح بن عقبہ سے، انہوں نے ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کی تین قسمیں ہیں: عربی، موالیٰ اور عجم، جہاں تک عرب کا تعلق ہے تو وہ ہم ہیں اور جہاں تک موالیٰ کا تعلق ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے محبت و دوستی رکھتے ہیں اور جہاں تک عجم کا تعلق ہے تو وہ ہم سے بیزاری کرنے والے اور ہمارے دشمن ہیں۔“

۷۱۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، حسن بن یوسف سے، انہوں نے عثمان بن جبلة سے، انہوں نے ضریس ابن عبد الملک سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ”ہم قریش ہیں اور ہمارے شیعہ عرب ہیں اور ہمارے دشمن عجم ہیں۔“

۷۲۔ اور انہی اسناد کے ساتھ، سلمہ سے، انہوں نے عمر بن سعید بن خثیم سے، انہوں نے اپنے بھائی معمر سے، انہوں نے محمد بن علی الجواد اتقی علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”ہم عرب ہیں، ہمارے شیعہ ہم سے ہیں اور سارے انسان عجم ہیں یا ہجج ہیں۔“ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: ”ہجج کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بکھی“، میں نے عرض کیا: ”ہجج کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کھٹل“۔

۷۳۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے داود بن حصین سے، انہوں نے یعقوب بن شعیب سے، انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے، راوی کہتا ہے میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص جو ہمارے امر کو نرود کرنا چاہتا ہے اس شخص کو جس پر اللہ نے اسلام کے ذریعے احسان کیا ہے اس کو ”یا مبطی“ کہتا رہتا ہے۔ راوی کہتا ہے: آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”ہم اہل بیت ہیں اور نبطی ابراہیم کی ذریت سے ہیں، اور فقط دو

نبط ہیں ایک پانی اور مٹی کا زمین سے نبط (پھوٹنا) اور یہ اس کی ذریت میں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتی، اور ایک قوم والے ہیں کہ جو علم کا استنباط کرتے ہیں (اور اس وجہ سے بھی کہلاتے ہیں) تو ہم وہ ہیں۔“

۷۴۔ میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے صفوان ابن یحییٰ سے، انہوں نے انخی دارم سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام فرما رہے تھے: ”جو شخص اسلام میں پیدا ہوا وہ عربی ہے اور وہ شخص جو اسلام میں اپنے اختیار سے داخل ہوا اس شخص سے افضل ہے کہ جو اسلام میں ناپسندیدگی کی حالت میں داخل ہوا ہو اور مونی وہ شخص ہے کہ جس کو اس کی زمین سے بطور قیدی حاصل کیا گیا ہو اور پھر وہ اسلام لے آیا تو یہی مولیٰ ہے۔“

۷۵۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے محمد بن یحییٰ اور احمد بن اوریس دونوں سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ہارے بعض اصحاب سے، انہوں نے سلسلہ کو بند کیا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آٹھ افراد ایسے ہیں کہ جن کے لئے نماز کی قبولیت نہیں ہے: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک کہ اپنے آقا کی طرف پلٹ نہ آئے، (۲) اپنے شوہر کی (واجب حقوق میں) نافرمان عورت جبکہ شوہر اس پر ناراض ہو، (۳) زکاۃ روکنے والا، (۴) وضو کو ترک کرنے والا، (۵) کھجدار بڑی کہ جو بغیر پردے کے نماز پڑھے، (۶) ایک گروہ کا (پیش) وام کہ جو ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہو جبکہ لوگ اس سے کراہت رکھتے ہوں اور (۷) زمین۔“ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ زمین کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ایب شخص کہ جو پاخاند اور پیشاب کو روکے رکھے۔ اور (۸) نشے کی حالت والا، تو یہ آٹھ افراد ایسے ہیں کہ جن کے حق میں نماز کی قبولیت نہیں ہے۔“

۷۶۔ ہم سے بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسین نے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے وسید بن عباس سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ”حسب کردار ہے، شرف مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔“

۷۷۔ ہم سے بیان کیا محمد بن علی نے، انہوں نے ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے ابو سعید الادوی سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے عبد ربہ بن نافع سے، انہوں نے حباب بن موسیٰ سے، انہوں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اسلام میں پیدا ہوا آزاد ہونے کی حالت میں وہ عربی ہے اور وہ کہ جس کے حق میں کوئی عہد تھا اور اس نے اس کی وفہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولیٰ (دوست) ہے اور جو اسلام میں اپنے اختیار سے داخل ہوا وہ مہاجر ہے۔“

۷۸۔ اور انہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے، انہوں نے محمد بن ہارون سے، انہوں نے ابو یحییٰ واسطی سے، انہوں نے اس شخص

سے جس نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ، ام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: بیشک لوگ کہتے ہیں: جو شخص صلب کے لحاظ سے عربی نہیں ہے اور صریح مولیٰ نہیں ہے وہ سفلے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”صریح مولیٰ کیا چیز ہے؟“ آپ علیہ السلام سے اس شخص نے عرض کیا: جس کے ماں باپ کسی (عرب) کے نوکر ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”لوگ یہ کیوں کہتے ہیں؟“ اس شخص نے کہا: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے کہتے ہیں کہ: قوم کا مولیٰ ان کے اپنوں میں سے ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”سبحان اللہ! کیا تم تک یہ پہنچا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں اس کا مولیٰ ہوں جس کا کوئی مولیٰ نہیں اور میں ہر مسمان کا مولیٰ ہوں عربی ہو یا عجمی ہو۔“ تو کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رکھتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس سے نہیں ہوگا؟ پھر فرمایا: دونوں میں کون اشرف و افضل ہے؟ وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس سے ہے یا وہ شخص کہ جو اعرابی، بیوقوف اور پچھلے پیر پلٹنے والا ہو؟ پھر فرمایا: جو شخص اسلام میں رغبت کے ساتھ داخل ہو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو خوف کی وجہ سے داخل ہو، اور منافقین خوف کی وجہ سے داخل ہوئے ہیں اور موالی رغبت کی وجہ سے داخل ہوئے ہیں۔“

۷۹۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے علی بن سندی سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن سعید سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ میں ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ جب داود الرقی وہاں آئے، انہوں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے آپ کا فیہ قرار دیا جائے، بیشک لوگ کہتے ہیں: جب حمل کے لئے چھ ماہ گزر جائیں تو اللہ اس کی خلقت سے فارغ ہو جاتا ہے۔ ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا: ”اے داود ادا کر اگرچہ صفا کے شکافہ ہونے کا وقت ہو۔“ میں نے عرض کیا: مجھے آپ کا فیہ قرار دیا جائے یہ صفا کیا چیز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ چیز جو پیدا ہونے والے کے ساتھ نکلتی ہے (یعنی پردہ رحم) بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

۸۰۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے ابن بکیر سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ: میں اور بکیر علی کی اولاد میں سے ایک شخص کے ساتھ مشاہد کی زیارت کے لئے گئے یہاں تک کہ اُحد تک پہنچے، تو اس نے ہمیں شہدا کی قبریں دکھائیں پھر ہمیں لے کر غار میں داخل ہوا، تو ہم اس کے ساتھ کچھ وقت تک چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مسجد تک پہنچے، تو اس نے کہا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں پر نماز پڑھی تھی تو ہم نے وہاں پر نماز پڑھی، پھر اس نے ہمیں پہر ڈکی چوٹی پر ایک جگہ دکھائی اور کہا: بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں چڑھے تھے کہ بارش کا پانی وہاں ہوا کرتا تھا۔ زرارہ کہتے ہیں: میرے دل میں (خیال) ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے لئے نہیں چڑھے ہوں گے، پھر میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں آتا، میں یہاں سوتا ہوں یہاں تک کہ تم لوگ واپس آ جاؤ، پس وہ اور بکیر گئے، پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ واپس ہوئے اور میرے طرف آئے تو ہم سب واپس پلٹے یہاں تک کہ دوسرے دن ہم ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: ”کل تم لوگ کہاں تھے؟ میں نے تم لوگوں کو نہیں دیکھا۔“ پس ہم نے آپ علیہ السلام سے بیان کیا اور مسجد اور اس جگہ

کے بارے میں بیان کیا کہ جس کے بارے میں عقیدہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر چڑھے تھے اور اپنے چہرے مبارک کو وہاں دھویا تھے۔ پس ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ”رسول اللہؐ اس جگہ پر ہرگز نہیں آئے تھے۔“ ہم نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: ہمیں روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ کے چار دانت ٹوٹ گئے تھے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں، اللہ نے آپؐ کی روح کو سالم حالت میں قبض کیا، اہل بیت (جنگ احد میں) چہرے پر زخم آیا تھا تو آپؐ نے علیؑ کو بھیجا تھا علیؑ (چہرے کی بنی ہوئی بغیر لکڑی کی) ڈھال میں پانی لے کر آئے تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا اور ان میں سے کچھ کو پیا تھا اور اپنے چہرہ مبارک کو دھویا تھا۔“

۸۱۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن علی کو فی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے فراس سے، انہوں نے شعیب سے، انہوں نے کہا کہ ابن کواء نے علی علیہ السلام سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! میں نے آپؐ کے قول کو دیکھا: ”تعب، مکمل تعب، جمادی اور رجب کے درمیان“ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے! یہ متفرقات کا جمع ہونا، اموات کا پھیل جانا، نباتات کا کٹ جانا، بد بختی کے بعد بد بختی کا آنا، ہلاک کرنے والی اور موت دینے والی (مہمیتیں) کو وہاں پر نہ میں ہوں گا اور نہ ہی تم۔“

۸۲۔ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن حسن بن صفار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد نے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے صالح بن میثم سے، انہوں نے عباہ الاسدی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے سنا۔ جبکہ آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور میں آپؐ کے قریب کھڑا ہوا تھا: ”ضرور بضر و مصر میں ہلاکت آئے گی اور ضرور بضر و دمشق پتھر پتھر ہو جائے گا اور یقیناً یہود و نصارا کو عرب کے ہرزائیہ سے نکالا جائے گا اور یقیناً عربوں کو میرے اس عصا سے ہانکا جائے گا۔“ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! آپؐ ایسے خبر دے رہے ہیں جیسے آپؐ اپنی موت کے بعد بھی زندہ ہوں گے! آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”بعید ہے اے عباہ! تم گئے ہو اس مذہب کے غیر کی طرف کہ جس کو کوئی شخص مجھ سے سمجھتا ہے۔“

اس کتاب کے مصنف - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ بیشک امیر المؤمنین علیہ السلام نے عباہ الاسدی سے اس حدیث میں تفسیر سے کام لیا ہے اور سابقہ حدیث میں ابن کواء سے تفسیر سے کام لیا تھا چونکہ یہ دونوں اسرار آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقل کرنے کے اہل نہیں تھے۔

۸۳۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن سنان سے، انہوں نے ابراہیم بن ابی البلاد سے، انہوں نے سدر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امیر المؤمنین علیہ السلام کے قول: ”بیشک ہمارا امر سخت اور انتہائی مشکل ہے کہ اس کا اقرار نہیں کرتا مگر یہ کہ مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا ایسا بندہ کہ اللہ نے ایمان کے لئے اس کے دل کا امتحان لے لیا ہو۔“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”چونکہ فرشتوں میں مقربین بھی ہیں اور غیر مقربین بھی ہیں اور انبیاء میں (بھی) مرسلین بھی ہیں اور غیر مرسلین بھی ہیں اور مؤمنین میں

سے امتحان شدہ بھی ہیں اور غیر امتحان شدہ بھی ہیں، تو پس تمہارے اس امر (ولایت) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کا اقرار نہیں کیا مگر مقرب فرشتوں نے اور انبیاء کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کا اقرار نہیں کیا مگر امتحان شدہ نے۔“ راوی کہتا ہے: پھر آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ”اپنی بات میں مرو کر۔“ (غور کر اور مضبوطی دکھا)۔

۸۴۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے قاسم بن محمد جوہری سے، انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو معاویہ الاشر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ”جس نے مؤمن کے نزدیک شکوہ کیا اس نے اللہ عز وجل کی بارگاہ میں شکوہ کیا اور جس نے مخالف (ولایت) کے پاس شکوہ کیا اس نے اللہ عز وجل کا شکوہ کیا۔“

۸۵۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن جعفر حمیری نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے کلیب بن معاویہ الاسدی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپ کے شیعہ کہتے ہیں: حج کرنے والے کے اہل اور مال اللہ کی ضمانت میں ہوتے ہیں اور اس کے عیال کے سلسلے میں خدا اس کا جانشین ہوتا ہے جبکہ کبھی کبھار وہ دیکھتا ہے کہ وہ نکلتا ہے اور اس کے گھر والوں پر حادثات آ پڑتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اللہ فقط اس کا جانشین ان چیزوں میں ہے جو اس کے ذریعے سے قائم ہوتی تھیں، جہاں تک تعلق ان باتوں کا ہے کہ اگر وہ حاضر بھی ہوتا تو اس کو دفع کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا تو ان معاملات میں نہیں۔“

۸۶۔ میرے والد۔ رحمہ اللہ۔ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے حریز سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مر جانے والے) بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً کیا گیا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سوال کے جواب میں) فرمایا تھا: ”اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ بچے (اگر زندہ رہتے تو) کیا عمل انجام دینے والے تھے“، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اے زرارہ! کیا تم سمجھتے ہو؟“ کو کہ: اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ بچے (اگر زندہ رہتے تو) کیا عمل انجام دینے والے تھے“ (کا کیا مطلب ہے؟) ”زارارہ نے کہا: نہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اللہ عز وجل کے حق میں ان کے سلسلے میں مشیت ہے، بیشک جب قیامت کا دن آئے گا تو بچوں کو، ایسے انتہائی بوزھے شخص کو کہ جس نے عمر کو یقیناً درک تو کیا تھا مگر بڑھاپے اور بڑی عمر کی وجہ سے عقل باقی نہیں رہی تھی، ان لوگوں کو جو دنیاویوں کے بعثت کے درمیانی حصہ میں مر گئے اور مجنون اور ایسے کم عمر جو عقل نہیں رکھتے (ان سب کو) لایا جائے گا، پس [ان میں سے] ہر ایک اللہ عز وجل پر دلیل پیش کرے گا، پس اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو بھیجے گا وہ آگ کو جلانے گا اور پھر کہے گا: بیشک تمہارا رب تم کو حکم دیتا ہے کہ اس میں کود پڑو۔ تو جو اس میں کود پڑے گا اس کے لئے وہ تھنڈی اور سلامتی ہو جائے گی اور جو نہ فرمائی کرے گا اس کو (جہنم کی) آگ کی طرف آگے بڑھا دیا جائے گا۔“

۸۷۔ میرے والد - رحمہ اللہ - نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سعد بن عبداللہ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صفوان بن حکم حناط سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا زید الشحام نے، انہوں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”دنیا میں نعمت امن اور جسم کی صحت ہے اور آخرت میں نعمت کی انتہاء جنت میں داخل ہونا ہے۔ اور بندے پر نعمت ہرگز تمام نہیں ہوتی جب تک وہ جنت میں داخل نہیں ہو جائے۔“

ہم سے بیان کیا ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد بن بابویہ المذکر نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا قاضی الکبیر ابوالحسن علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابوسعید حسن بن علی بن زکریا ابن زفر العدوی البصری نے، انہوں نے کہا کہ میں بصرہ میں محلق ”طحن“ سے گزرا جو کہ ایک نہایت چمکی، اچانک دروازے پر اثر دہام ہوا۔ کچھ لوگ گھر میں داخل ہو رہے تھے اور کچھ نکل رہے تھے، میں داخل ہوا تو ایک بوڑھا شخص کہہ رہا تھا: میرے مولا انس بن مالک نے مجھے حدیث بیان کی۔ اور وہ خراش تھا انس کا غلام۔ ابوسعید کہتے ہیں: میرے پاس کاغذ نہیں تھا پس قلم میں نے عاریتاً لیا اور ان چودہ حدیثوں کو اپنے جوتے کی پشت پر لکھا:

۸۸۔ ہم سے بیان کیا ابوالحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوسعید نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا انس بن مالک کے غلام خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہمارے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزہ ڈھال۔ یعنی پردہ۔ ہے آگ سے“ اور آپؐ نے یہ فقط اس لئے فرمایا چونکہ روزہ باطنی عبادت ہے اس میں نہ تو شیطان کا وسوسہ ہے اور نہ انسانی دکھاوا۔“

۸۹۔ ہم سے بیان کیا ابوالحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی ابن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوسعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہمارے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس دن جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔“ اس کی خوشی اس کے افطار کے موقع پر یعنی مسلمان کا اس دن کی نیکیوں کے دیوان کو اور اپنے اعمال کی فضیلت کو حاصل کرنا ہے نہ کہ اسکی خوشی ان کھانوں میں ہے کہ جو وقت افطار اس کے لئے مباح ہو جاتے ہیں اور کھانے کی خوشی اور پیٹ کی حاجت کی تکمیل ان عمدہ باتوں میں سے نہیں ہے کہ نیک لوگوں کی اس کی وجہ سے مدح کی جائے اور جہاں تک تعلق اپنے پروردگار عزوجل سے ملاقات کے وقت کی خوشی کا ہے تو یہ ان پر پروردگار کے عطا فضل میں ہے کہ جو اللہ ان کو عطا فرمائے گا کہ جو اہل قیامت میں کسی ایک کے لئے بھی نہیں ہوگا مگر یہ کہ جس نے اس کے جیسا ہی عمل انجام دیا ہو۔

۹۰۔ ہم سے بیان کیا ابوالحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوسعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جنت کے لئے ایک دروازہ ہے جس کو ”ریان“ کہہ کر پکارا جاتا ہے اس سے داخل نہیں ہوں گے سوائے

روزہ داروں کے۔“ اور اس باب کو ”ریان“ اس لئے کہا جاتا ہے چونکہ روزہ دار پر پیاس کی سختی زیادہ بڑی ہوتی ہے بھوک کی سختی سے، تو جب روزہ دار اس دروازے سے داخل ہوگا تو ”ری“ (سیرابی) اس سے ملاقات کرے گی کہ س کے بعد کبھی بھی اسے پیاس نہیں لگے گی۔

۹۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے مولا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنی خوشی سے ایک دن روزہ رکھے تو اسے زمین کو پر کر کے سونا دیا جائے تو یہ بھی اس کے اجر کے مساوی نہیں ہوگا سوائے قیامت کے دن کے۔“ یعنی روزہ کے ثواب کی مقدار معین نہیں ہے جس طرح کہ نیکی کے لئے دس گنا ثواب معین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے اولاد آدم کے تمام اعمال (کا ثواب) دس گنا سے سات سو گنا تک ہے سوائے صبر کے، بیشک وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔“ تو صبر کا ثواب اللہ عز وجل کے علم میں پوشیدہ ہے اور صبر سے مراد صوم ہے۔

۹۲۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”شرم و حیاء مکمل طور پر نیکی ہے۔“ یعنی بیشک دیندار اور بے دین دونوں کو برے کام سے روکتی ہے تو وہ تمام اچھائیوں کو جمع کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

۹۳۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حیا اور ایمان دونوں ایک رشتی میں بندھے ہوئے ہیں تو جب دونوں میں سے ایک سبب کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔“ یعنی جس شخص کو حیاء اس برے کام سے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہے نہیں روک سکتی تو وہ شخص اپنے آپ کو اس برے کام سے بھی نہیں روکتا جو اس کے اور اس کے پروردگار عز وجل کے درمیان ہے اور جو شخص اللہ عز وجل سے شرم نہیں کرتا اور اس کے سامنے کھلم کھلا برا کام کرتا ہے تو پھر اس کے لئے کوئی دین نہیں ہے۔

۹۴۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بندے سے حیاء کو نہیں نکالتا مگر یہ کہ وہ ناپسندیدہ اور دشمن ہو جاتا ہے پھر اس سے ایمان کو نکال لیتا ہے، پھر اس سے رحمت کو نکال لیتا ہے اور پھر پروردگار اس کی گردن سے دین اسلام کو چھوڑ کر دیتا ہے اور نہ تبتؤا وہ شیطان لعین بن جاتا ہے۔“ یعنی برائی کے بعد برائی کا ارتکاب کرتے رہنا شیطانیت کی انتہاء کو پہنچاتا ہے اور جو اللہ کا سرکش بن جاتا ہے تو اللہ اس پر لعنت فرماتا

ہے۔

۹۵۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی عورت کے پیچھے اتنا غور کرے یہاں تک کہ اس عورت کے کپڑے کے پیچھے سے اس کی ہڈیوں کے ابھار اس کے لئے ظاہر ہوں تو گروہ روزے دار تھا تو یقیناً اس نے روزہ توڑ دیا۔“ یعنی یقیناً اس نے اپنے نفس کو روزہ توڑنے کے لئے آمادہ کر دیا ہے اس چیز کے ذریعے سے جو اس کی نفسانی خواہشات کو ابھارنے والی اور اس کی ہمت کو توڑنے والی ہے تو وہ گناہ کے خطرے کے مقام میں پہنچ گیا ہے۔

۹۶۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے غفلت کرنے والوں میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص دوسو آیتوں کی تلاوت کرے تو اسے امیدواروں میں لکھا جائے گا اور جو شخص تین سو آیتوں کی تلاوت کرے تو قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا۔“ یعنی جو شخص قرآن میں سے اس مقدار کو حفظ کر لے۔ جب کوئی قرآن کو حفظ کرتا ہے تو کہا جاتا ہے: ”قد قرأ الغلام القرآن“ (یقیناً لڑکے نے قرآن حفظ کر لیا)۔

۹۷۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت تمہارے لئے بہتر ہے، جہاں تک میری حیات کا تعلق ہے تو تم مجھ سے باتیں کرتے ہو اور میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور جہاں تک میری موت کا تعلق ہے تو تمہارے اعمال میرے سامنے پیرور جمعرات کی عشاء کے وقت پیش ہوتے ہیں، تو جو عمل صالح ہوتا ہے اس پر میں اللہ کی حمد بجالاتا ہوں اور جو برے عمل میں سے ہوتا ہے تو میں تمہارے حق میں اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔“

۹۸۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کہے سبحان اللہ و حمدہ تو اللہ اس کے حق میں دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے دس لاکھ برائیاں مٹا رہے اور اس کے حق میں دس لاکھ درجہ بلند کرتا ہے اور جو زیادہ (ذکر) کرے تو اللہ اس کو اور زیادہ دے گا اور جو طلب مغفرت کرے تو اللہ اس کے حق میں مغفرت فرمائے گا۔“

۹۹۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید

نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس آئے اور فرمایا: ”جو میرے لئے دو باتوں کی ضمانت لے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔“ تو ابو ہریرہ نے عرض کیا۔ میرے باپ اور میری ماں آپ پر خدا یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان دونوں باتوں کی ضمانت لیتا ہوں، وہ دونوں باتیں یہ ہیں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص میرے لئے جو اس کی داڑھی اور دونوں پیروں کے درمیان ہے اس کی ضمانت لے تو میں اس کے حق میں جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔“ یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت لے (کہ اس سے خدا کی نافرمانی نہیں کرے گا)۔

تمام مصیبتوں کے اسباب ان اعضاء سے کھلتے ہیں، زبان کا جرم اللہ کا انکار، جھوٹ بولنا، بہتان، اللہ کے ناموں اور اس کی صفات کے سب سے میں شرک کرنا، نفیبت، چغل خوری، تہمت اور یہ سب زبان کے جرائم میں سے ہیں۔

شرمگاہ کا جرم ایسی ہم بستری جو نکاح کے ذریعے سے حلال نہ ہوئی ہو اور نہ کنیز ہونے کی وجہ سے حلال ہوئی ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ اَلَا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَدُوْنَ** اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اللہ علاوہ اپنی بیویوں اور کنیزوں کے کہ ان کے معاملے میں ان پر کوئی الزام آنے والا نہیں ہے اللہ پھر اس کے علاوہ جو کوئی راستہ تلاش کرے وہ زیادتی کرنے والا ہوگا۔ (سورہ مؤمنون: آیت ۷-۵)

۱۰۰۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عز وجل کا صبح اور شام میں یاد کرنا اللہ عز وجل کی راہ میں تلواریں توڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔“ یعنی جو شخص اللہ عز وجل کو صبح میں یاد کرے گا تو وہ رات میں جو کچھ برے عمل کئے ہیں اسے بھی یاد کرے گا اور اللہ سے استغفار کرے گا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرے گا پھر جب اس رزق کی تلاش میں نکلے گا جو اللہ اس کے حق میں تقسیم کر چکا ہے تو اس حالت میں نکلے گا کہ اس کے گناہ اس کی برائیاں اس سے ہٹ چکی ہوں گی اور اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ اور جب وہ اللہ عز وجل کو شام میں یاد کرے گا تو اس کا نفس اپنے پورے دن کی طرف متوجہ ہوگا اور جو اس نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے یا کسی حکم پر درودگار کو ضائع کیا ہے تو جب وہ اللہ عز وجل کو یاد کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے گا اور توبہ کرے گا تو وہ اپنے گھروالوں کی طرف اس حالت میں پلٹے گا کہ اس دن کے اس کے گناہوں کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔ اور شہادت فقط اس وقت قابل تعریف ہے جب وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والے کی اور اللہ عز وجل سے اپنی نافرمانی سے طلب مغفرت کرنے والے کی جانب سے ہو۔

۱۰۱۔ ہم سے بیان کیا ابو الحسن نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی بن احمد طبری نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو

سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا خراش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا میرے آقا انس نے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سمندر میں تجارت کیا کرتے تھے۔ یعنی تجارت کرنا سمندر میں اور اس میں سوار ہونا جب کہ وہ طغیانی کیفیت میں نہ ہونا پسندیدہ نہیں ہے اور یہ اس پھیل جانے اور روزی کو تلاش کرنے میں سے ہے کہ جس کی اجازت اللہ عزوجل نے اپنے اس قول میں دی ہے فاذا قضيت الصلوة فانكثروا في الارض وابتغوا من فضل الله ”پھر جب نماز تم ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور فضل خدا کو تلاش کرو“ (سورہ جمعہ آیت - ۱۰)۔ اور سمندر میں سوری کرنے کے سبب میں اور اس سے منع ہونے کے سبب میں یقین حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۰۲۔ ہم سے بیان محمد بن علی بن یلوہ نے، انہوں نے اپنے چچ محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ ام جعفر صادق علیہ السلام سے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کے قول۔ کہ جب آپ علیہ السلام نے ”ثانی“ کی طرف نگاہ کی جبکہ اسے کفن میں لپیٹ جا چکا تھا۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی بات محبوب نہیں ہے کہ میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اس کفن کے صحیفہ کے ساتھ۔“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”علی علیہ السلام کی مراد صحیفہ سے وہ صحیفہ تھا کہ جو کعبہ میں تحریر کیا گیا تھا۔“

۱۰۳۔ ہم سے بیان کیا علی بن محمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبد اللہ کوئی نے، انہوں نے موسیٰ بن عمر نخعی سے، انہوں نے اپنے چچ حسین بن یزید نوفلی سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے اس شخص سے سوال کیا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے روایت بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا ”یشک ولد الزنا تین میں شریر ترین ہے“ تو کیا معنی ہیں اس کے، تو انہوں نے کہا مردس سے درمیانی ہے کہ وہ اپنے پہلے والے اور اپنے بعد آنے والے (دونوں) سے زیادہ شریر ہے۔“

۱۰۴۔ میرے والد رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ادریس نے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عبد اللہ ارازی نے، انہوں نے حسن بن حسین سے، انہوں نے بائین الحضریٰ اور دوسروں سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے، آپؐ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے آپؐ علیہ السلام نے فرمایا ”ایک شخص ایک قوم کے پاس اپنے رشتہ کے لئے گیا تو انہوں نے اس سے پوچھا تمہاری تجارت کیا ہے؟ اس نے کہا میں جانوروں کو بیچتا ہوں تو انہوں نے اس کو توبیخ کر دی، بعد میں انہوں نے دیکھا کہ وہ تو بلیوں کو بیچتا ہے تو وہ لوگ جھگڑے کرکے بنی طاب علیہ السلام کے پاس گئے تو آپؐ علیہ السلام نے نکاح کو صحیح قرار دیا۔ اور فرمایا بیاں جانور (ہی) ہیں۔“

۱۰۵۔ میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو سعید الاذہبی

نے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رباب سے، انہوں نے حسن بن زیاد عطا سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: بیشک وہ لوگ ہم سے کہتے ہیں: کیا مؤمنین تم لوگ ہو؟ تو ہم نے کہا: ہاں، ان شاء اللہ تعالیٰ، تو انہوں نے کہا: کیا مؤمنین جنت میں نہیں جائیں گے؟ ہم نے کہا: یقیناً، تو انہوں نے کہا: کیا تم لوگ جنت میں ہو گے؟ پس ہم نے اپنی طرف نگاہ کی تو اپنے آپ کو کمزور اور جواب سے معذور پایا۔

راوی کہتا ہے: آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”جب انہوں نے تم سے کہا: کیا مؤمنین تم لوگ ہو؟ تو تم کہو ہاں، ان شاء اللہ۔“ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے فقط ان شاء اللہ اس نئے کہا چونکہ تم لوگ شک میں ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تم لوگ کہو: قسم بخدا! ہم شک میں نہیں ہے بلکہ ان شاء اللہ اسی طرح سے کہا ہے جیسے اللہ عز وجل نے فرمایا ہے، ”لقد خلس المسجد الحرام ان شاء اللہ آمین“ (سورہ فتح: آیت ۲۷) جب کہ پروردگار پہلے سے جانتا ہے کہ وہ لوگ مسجد الحرام میں داخل ہوں گے، اور یقیناً اللہ عز وجل نے مؤمنین کا نام مؤمنین عمل صالح کی وجہ سے رکھا ہے اور یہ نام ان لوگوں کا نہیں ہے جو کبیرہ گناہوں کے اور ان گناہوں کے جس پر اللہ عز وجل نے (جہنم کی) آگ کا وعدہ فرمایا ہے مرکب ہوتے ہیں (ان کے لئے یہ نام) نہ قرآن میں رکھا گیا ہے اور نہ ہی احادیث میں۔ اور ان کو اس فعل کے انجام دینے کے بعد تم ایمان سے موسوم نہیں کر سکتے۔“

الحمد لله رب العالمين وصلی اللہ علی رسولہ وآلہ اجمعین۔

کمال الدین و تمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہؑ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غلیظہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ طبیعت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالیٰ کی نص کیا ہے؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے لصوص کیا ہیں؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولائے کائنات حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا ہے؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت خضرؑ کی طبیعت کے بارے میں آئی؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنینؑ کی طبیعت کے بارے میں دروہوئی؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ طبیعت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ تائیین کے لیے کیا توقعیت جاری کی گئیں؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں دجال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟
- (۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ اخطار ظہور کا ثواب کتنا ہے؟
- (۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الگ بہ بشرزکی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

خصال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

شیخ صدوق نے اعداد کی مناسبت سے احادیث جمع کی ہیں جن میں مندرجہ ذیل حدیث کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی حقیقت کیا ہے؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ بہترین جہاد کیا ہے؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں اس تہذیب کے بارے میں جو امت محمدیہ کو دیا گیا؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو دلوں کو زندہ کرتی ہے؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو ذلیل ہو کر جنت میں داخل ہوگا؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو مومن میں نہیں ہوتی؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون دوا شفا جس جنت کی پونٹ تک نہ سونگھیں گے؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو شیعوں میں ہوتی ہے؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون چٹا مومن ہے؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو فقر و فاقہ دور کرتی ہے اور عمر کو طویل کرتی ہے؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں ان عادتوں کے بارے میں جو ایمان کی حقیقتیں ہیں؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ان عادتوں کے بارے میں جو رزق مالتی ہیں؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حج کرنے کا کیا ثواب ہے؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضور کے پاس جو انگلیں تھیں ان پر کیا لکھا ہوا تھا؟
- (۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین باتوں کے بارے میں اللہ مومن سے نہیں پوچھے گا؟
- (۱۷) کیا آپ جانتے ہیں ان اشخاص کے بارے میں جو اللہ کے زیادہ قریب ہو گئے؟
- (۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے؟
- (۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ تمام خوبیاں کن تین عادتوں میں ہیں؟
- (۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۲۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس کون سی چار انگلیاں تھیں؟

- (۲۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت میں کون بہترین چار عورتیں ہیں؟
- (۲۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ کی کیا چار وجوہات ہیں؟
- (۲۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سی چار چیزیں دل کو برباد کر دیتیں ہیں؟
- (۲۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے؟
- (۲۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ چیزوں پر غصہ دینا واجب ہے؟
- (۲۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سے کام ہیں جو عید کے دن سب سے بہتر ہیں؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکسا، پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

علل الشرائع

مولفہ

شیخ صدوقؒ

انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات کے جوابات معصومین کی حدیث کی روشنی میں۔ مثلاً

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ گھگ کی پرستش کیوں کی گئی؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نجف کا نام نجف کیوں رکھا گیا؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے موت کی تین کیوں کی اور انکی قبر کا کسی کو یہ نہیں؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ صفور نے پیدا ہونے کی کام نہیں کیا جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے کیا تھا۔ کیوں؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ بد شکل کیوں ہو گئے؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کافر کی نسل میں مومن اور مومن کی نسل میں کافر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمقوں کے رزق میں وسعت کیوں رکھی ہے؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ باپ کو داد سے جتنی محبت ہوتی ہے اتنی محبت والدہ باپ سے نہیں ہوتی۔ کیوں؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑا چاہا کیوں آتا ہے؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ پاک ولادت بہت اہمیت کے سبب ہوتی ہے اور ناپاک ولادت کی دشمنی کے سبب ہوتی ہے؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ حضرت علیؑ کے فضل و کرم کو جانتے ہوئے انبیاء کے ساتھ ہو گئے۔ کیوں؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کے پاس خلافت آئی تو انہوں نے فدا نہیں کیا۔ کیوں؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ بعض امراء نے تلوار اٹھائی اور بعض گھر میں بیٹھ رہے بعض نے امامت کا اظہار کیا اور بعض نے نفی کیا؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ محرابوں کو توڑ دیا کرتے تھے؟
- (۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ جدے میں طوں دینا کیوں مستحب ہے؟
- (۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز شب کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟
- (۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر آپ محمد کا حزن و غم کیوں تازہ ہو جاتا ہے؟
- (۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑا چاہے کے بغیر چہرے پر بڑا چاہے کے آثار نمودار ہونے کا سبب کیا ہے؟
- (۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے؟

یہ درجہ کی متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الگ باب بشرط کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

التوحید

مولفہ

شیخ صدوقؒ

توحید باری کی صرف ائمہ معصومین نے تشریح کی ہے جسے شیخ صدوق نے اس کتاب میں جمع کر دیا۔ تو:

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ توحید اور عدل کے معنی کیا ہیں؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں، کان اور زبان کے معنی کیا ہیں؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کیا ہے؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے حروف کی تفسیر کیا ہے؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں اللہ کی عظمت کے بارے میں؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے ہو سکتی ہے؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ عرش اور اسکی صفات کیا ہیں؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ مشیت اور ارادہ کیا ہیں؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ استطاعت الہی کیا ہے؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ واحد، توحید اور موجد کے معنی کیا ہیں؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کوئی شے ہے؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء، پیشروزی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

ایچھے کاموں کے کرنے کا شوق دلانے اور برے کاموں سے بچانے والی کتاب جو آپ کو بتاتی ہے

- (۱) کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۲) کہ تسبیح اور بعد کثرت سے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۳) کہ نماز شب پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۴) کہ یوم غدیر کے روزے کا ثواب کیا ہے؟
- (۵) کہ نیکی کی تعلیم دینے کا کیا ثواب ہے؟
- (۶) کہ دینداروں کے ساتھ بیٹھنے کا کیا ثواب ہے؟
- (۷) کہ کسی مومن کو خوش کرنے کا ثواب کیا ہے؟
- (۸) کہ کسی مومن کو قرض دینے کا ثواب کیا ہے؟
- (۹) کہ کسی مرحوم کا قرض معاف کرنے کا کیا ثواب کیا ہے؟
- (۱۰) کہ دو افراد کے درمیان صلح کرانے کا کیا ثواب ہے؟
- (۱۱) کہ اہلبیت کے دشمن کی کیا سزا ہے؟
- (۱۲) کہ اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرنے والے کی سزا کیا ہے؟
- (۱۳) کہ امیر المومنین سے دشمنی رکھنے والے، اور شک کرنے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۱۴) کہ غرور و تکبر کی کیا سزا ہے؟
- (۱۵) کہ یتیم کا مال کھانے کی کیا سزا ہے؟
- (۱۶) کہ مومن کو ذلیل کرنے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۱۷) کہ قطع رحمی اور دلوں میں اختلاف کی کیا سزا ہے؟
- (۱۸) کہ ریاکاری کی کیا سزا ہے؟
- (۱۹) کہ گناہ پر خاموش رہنے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۲۰) کہ قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے کی سزا کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

الکساء پبلیشرز کی آئینہ پیشکش

قصص العلماء

مولفہ

میرزا محمد تنکا بنی

مذہب تشیع کے مقتدر علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی نیز مناظرے، مباحثے، مواعظ، مزاج، حاضر جوابی، انکسار، جلال، وقار، ایثار، اخلاق، جو عالم کی طبیعت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دل نشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر نہ صرف ہم ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپنا کر دنیا اور آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب ان شاء اللہ جلد آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کی جائے گی۔

راہطہ:- فیضیاب رضوی

7/10 - 5-B

Nazimabad Karachi

Tel: 6610547

انصار حسین نقوی

R-159

Sec. 5-B/2

North Karachi

Cell: 0300-2406150

کُتب اربعہ میں سے ایک کتاب

مَنْ لَا يَحْضُرُ مَنْ لَا يَحْضُرُ

شَيْخُ الصَّدُوقِ

مَنْ لَا يَحْضُرُ

حَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ
بَيْهَقِي
مَنْ لَا يَحْضُرُ

ناشر

الکتاب پبلیشرز



آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی